



موسوعة الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء الرابع

إعداد



أحاديث الفقه وأصوله

قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمْ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا

اللہ تعالیٰ، یہود کو برباد کرے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تھی، لیکن انھوں نے اسے پگھلا کر فروخت کر دیا۔

٧٤٧. الحديث:

عن عبد الله بن عباسٍ -رضي الله عنهما- قال: بلغَ عمرَ -رضي الله عنه- أن فلانًا باعَ خمرًا. فقال: قاتلَ الله فلانًا! ألم يعلم أن رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "قاتلَ الله اليهودَ، حُرِّمت عليهم الشُّحومُ، فجَمَلُوها، فباعُوها".

٧٤٧. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے شراب فروخت کی ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فلاں کو اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کرے! کیا اسے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تھی، لیکن انھوں نے اسے پگھلا کر فروخت کر دیا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بلغ عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-: أن رجلا أراد التحيُّل على الانتفاع بالخمر من غير شربها فباعها. وهذه حيلة مكشوفة محرمة، ولذا فإن عمر -رضي الله عنه- دعا عليه دعاء كدعاء النبي -صلى الله عليه وسلم- على اليهود المتحيلين فقال: قاتله الله، ألم يعلم أن التحيُّل حرام؟ لأنه مخادعة الله ورسوله، فقد قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "قاتل الله اليهود، لما حرم الله عليهم الشحوم، عمدوا إلى الانتفاع بها بالحيلة، إذ غَيَّروا الشحم عن صفته، فأذابوه، ثم باعوه، فأكلوا ثمنه وقالوا -تحيُّلًا وخداعًا- : "لم نأكل الشحم المحرم علينا" وهم يخادعون الله وهو خادعهم.

اجمالی معنیٰ:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ ایک شخص نے حیلہ سازی کے ارادے سے شراب فروخت کر کے نفع خوری کی تاہم اس نے اس کو پیا نہیں۔ ایسی حیلہ سازی بالکلیہ حرام ہے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ویسی ہی بد دعا دی، جیسی نبی ﷺ نے حیلہ سازی کرنے والے یہودیوں کو دی تھی۔ نیز عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو برباد کر دے، کیا اس کو معلوم نہیں کہ حیلہ سازی کرنا حرام ہے؛ کیوں کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دھوکہ بازی ہے اور اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام قرار دیا گیا، تو انھوں نے اس سے نفع خوری کے لیے حیلہ سازی کا سہارا لیا؛ کیوں کہ انھوں نے چربی کی صفت و کیفیت میں تبدیلی کر دی، اس کو پگھلایا اور پھر اس کو فروخت کرتے ہوئے اس کی قیمت کو کھایا اور۔حیلہ سازی اور دھوکہ بازی اپناتے ہوئے۔انھوں نے کہا: "ہم نے حرام کردہ چربی تو نہیں کھائی" اور اس گمان میں رہے کہ وہ اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں اور اللہ انھیں اس چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > أحكام الأطعمة والأشربة
الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > الأشربة المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فجملوها : أذابوها.

- قاتل الله اليهود : لعنهم الله.

فوائد الحديث:

١. تحريم المعاملة بالخمر، ببيع، أو شراء، أو عمل، أو إعانة بأي نوع كان.
٢. تحريم الحيل، فإن الله -تعالى- لما حرم الخمر، حرم ثمنه الذي هو وسيلة إليه.
٣. من باع الخمر فقد شابه اليهود الذين حرمت عليم الشحوم، فأذابوها وباعوها، وأكلوا ثمنها، حيلةً ومخادعة.
٤. أن كل محرم فثمنه حرام؛ لأنه لا يباح التوصل إليه بأي طريق، فالوسائل لها أحكام المقاصد، وهذه قاعدة نافعة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر بدمشق الطبعة الأولى١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2976)

قَدِمَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ، فأمرهم أن يجعلوها عمرة، فقالوا: يا رسول الله، أَيُّ الحِلِّ؟ قال: الحِلُّ كُلُّهُ

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ چوتھے (ذی الحجہ) کی صبح کو تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے (حج کو) عمرہ بنالیں۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! (عمرہ کرکے) ہمارے لیے کیا چیز حلال ہو جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی"۔

٧٤٨. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «قَدِمَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ، فأمرهم أن يجعلوها عمرة، فقالوا: يا رسول الله، أَيُّ الحِلِّ؟ قال: الحِلُّ كُلُّهُ».

٧٤٨. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ چوتھے (ذی الحجہ) کی صبح کو تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے (حج کو) عمرہ بنالیں۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! (عمرہ کرکے) ہمارے لیے کیا چیز حلال ہو جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر ابن عباس -رضي الله عنهما-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه قدموا مكة في حجة الوداع، صبيحة اليوم الرابع من ذي الحجة، وكان بعضهم محرماً بالحج، ومنهم القارنون بين الحج والعمرة. فأمر من لم يَسُقِ الْهَدْيَ من هاتين الطائفتين، بأن يحلوا من حجهم، ويجعلوا إحرامهم عمرة، فكبُر عليهم ذلك، ورأوا أنه عظيم أن يتحللوا التحلل الكامل، الذي يبيح الجماع، ثم يحرمون بالحج، ولذا سألوه فقالوا: يا رسول الله: أي الحِلُّ، ما التحلل الذي نفعله؟ فقال -صلى الله عليه وسلم- الحِلُّ كلُّه، فيباح لكم ما حُرِّمَ عليكم قبل الإحرام فامتثلوا -رضي الله عنهم-.

اجمالی معنی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں ذی الحجہ کے چوتھے دن صبح کو تشریف لائے۔ ان میں سے بعض نے صرف حج کی نیت سے احرام باندھ رکھا تھا اور بعض نے حج و عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھا تھا۔ آپ ﷺ ان دونوں گروہوں میں سے جو افراد اپنی ہدی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے حج کے احرام کو کھول دیں اور احرام کو عمرہ کے لیے باندھ لیں۔ یہ کرنا ان پر گراں گزرا اور انہیں یہ بہت بڑی بات لگی کہ مکمل طور پر حلال ہو جائیں جس سے جماع بھی جائز ہو جاتا ہے اور پھر حج کے لیے احرام باندھیں۔ اسی لیے انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم کون سا تحلل کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پورا تحلل۔ احرام باندھنے سے پہلے پہلے تم پر جو کچھ حرام ہوا تھا وہ سب تمہارے لیے جائز ہے۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کا حکم بجالائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أنواع النسك
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- صَبِيحَةَ رَابِعَةَ : أي صبيحة الليلة الرابعة من شهر ذي الحجة.
- مُهِلِّينَ بالحج : مُلَبِّينَ بالحج، والمراد: بعضهم لا كلهم؛ لأن منهم من كان قارنًا ومنهم من كان متمتعًا.

- فأمرهم أن يجعلوها عمرة : أي أمر بعض الصحابة ممن لم يكن معهم هدي أن يجعلوا حجهم عمرة تمتع.
- أيُّ الحِلِّ : أيُّ الحِلِّ لنا، بمعنى ما نوع التحلل من الإحرام؟
- الحِلُّ كُلُّهُ : برفع الحل على أنه خبر لمبتدأ محذوف والتقدير: حِلُّكُم الحِلُّ كُله.

فوائد الحديث:

١. مشروعية فَسْخ نية الحج إلى عمرة؛ ليصير متمتعًا.

٢. أنَّ هذا الفَسْخَ يتحلل به من العمرة تحللًا كاملًا.

٣. فهم الصحابة -رضي الله عنهم- أن التحلل المأمور به جزئي وليس بكلي؛ لأنهم يستبعدون إباحة الجماع قبل الذهاب إلى منى.

٤. مشروعية السؤال عن الشيء المجمل؛ ليتأتى امتثاله.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي، نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (4537)

قَدِمْنَا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ونحن نقول: لَبَّيْكَ بالْحَجِّ. فأمرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو ہم حج کے لیے تلبیہ کہہ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے اسے عمرہ بنالیا۔

٧٤٩. الحديث:

عن جابرٍ -رضي الله عنه- قال: قدِمنا مع رسولِ الله -صلى الله عليه وسلم-، ونحنُ نقولُ: لبيك بالحجِّ، فأمرَنا رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- فجعلناها عُمرةً.

٧٤٩. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو ہم حج کے لیے تلبیہ پکار رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے اسے عمرہ بنا لیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر جابر -رضي الله عنه- أنهم قدموا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع والكثير منهم يقولون: "لَبَّيْكَ حجًّا"، أي أنهم أفردوا الحج، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- من لم يسق الهَدْيَ منهم أن يفسخ حجه إلى عُمرة؛ ليصيروا متمتعين بها إلى الحج، ففعلوا ذلك -رضي الله عنهم-.

اجمالی معنی:

جابر رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر آئے اوران میں سے بہت سے لوگ "لبیک حجا" کہہ رہے تھے یعنی وہ صرف حج کے لیے تلبیہ کہہ رہے تھے۔ تاہم ان میں سے جو اپنی ہدی کے جانور کو ساتھ نہیں لائے تھے انہیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ اپنے حج کو فسخ کر کے اسے عمرہ بنا دیں تاکہ حج کا وقت آنے تک وہ عمرہ کر سکیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں ایسے ہی کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام الإحرام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- قدمنا إلى مكة : أي وصلنا إلى مكة عام حجة الوداع.
- لَبَّيْكَ : التلبية: الإجابة ، أي: ألبي أمرك بالفعل ونهيك بالترك سمعاً وطاعة لجلالك وامتثالاً لأمرك.
- الحج : قصد موضع مخصوص (وهو البيت الحرام وعرفة) في وقت مخصوص (وهو أشهر الحج) للقيام بأعمال مخصوصة بشرائط مخصوصة.
- جعلناها عُمرة : صيرنا الحج عمرة.
- العمرة : عرفها جمهور الفقهاء ؛ بأنها الطواف بالبيت والسعي بين الصفا والمروة بإحرام.

فوائد الحديث:

١. مشروعية تسمية النُّسُك في حج أو عمرة في التلبية.

٢. مشروعية فسخ الحج إلى العمرة ليصير متمتعا إلا من ساق الهَدْيَ، فإذا أحرم للحج مفردًا أو قارنًا يقلب نيته إلى التمتع ويعتمر ثم يحرم يوم التروية بالحج.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة

الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (4529)

قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- لا نَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ الطَّعَامَ إلَّا قَلِيلًا، فإذا نحن وَجَدْنَاهُ، لم يَكُنْ لنا مَنَادِيلُ إلَّا أَكُفَّنَا، وسَوَاعِدَنَا، وأَقْدَامَنَا، ثُمَّ نُصَلِّي ولا نَتَوَضَّأُ.

نبی ﷺ کے زمانہ میں ہمیں اس طرح کا کھانا بہت کم میسر آتا تھا اور اگر میسر آ بھی جاتا تھا تو سوائے ہماری ہتھیلیوں، بازوؤں اور پاؤں کے کوئی رومال نہیں ہوتا تھا (اور ہم انہی سے اپنے ہاتھ صاف کرکے) نماز پڑھ لیتے تھے اور (دوبارہ) وضو نہیں کرتے تھے۔

٧٥٠. الحديث:

عن سعيد بن الحارث: أنه سأل جابرا -رضي الله عنه- عن الوضوء مما مَسَّتِ النارُ، فقال: لا، قد كنا زمن النبي - صلى الله عليه وسلم - لا نجد مثل ذلك الطعام إلا قليلا، فإذا نحن وجدناه، لم يكن لنا مَنَادِيلُ إلا أَكُفَّنَا، وسَوَاعِدَنَا، وأَقْدَامَنَا، ثم نصلي ولا نتوضأ.

٧٥٠. حدیث:

سعید بن الحارث روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی چیز کے (کھانے کے بعد) جو آگ پر پکی ہو وضو کے متعلق پوچھا (کہ کیا ایسی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ نبی ﷺ کے زمانہ میں ہمیں اس طرح کا کھانا بہت کم میسر آتا تھا اور اگر میسر آ بھی جاتا تھا تو سوائے ہماری ہتھیلیوں، بازوؤں اور پاؤں کے کوئی رومال نہیں ہوتا تھا (اور ہم انہی سے اپنے ہاتھ صاف کرکے) نماز پڑھ لیتے تھے اور (دوبارہ) وضو نہیں کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل سعيدُ بن الحارث جابرَ بن عبد الله رضي الله عنه عن الوضوء مما مسته النار بطبخ أو شوي ونحو ذلك هل يجب أم لا؟ فقال جابر: لا يجب الوضوء منه ثم بين دليله في ذلك، فقال: قد كنا في زمان النبي صلى الله عليه وسلم لا نجد مثل ذلك الطعام إلا قليلا، فإذا وجدناه لم يكن لنا مناديل نمسح بها دَسَم الطعام؛ ولكن كنا نمسح أصابعنا بعد لعقها بأكفنا وسواعدنا وأقدامنا، ثم نصلي ولا نتوضأ.

اجمالی معنی:

سعید بن الحارث نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس چیز کے کھانے کے بعد وضو کے بارے میں پوچھا جسے آگ پر پکایا یا بھونا گیا ہو کہ آیا اس پر پھر سے وضو کرنا واجب ہے یا نہیں؟ جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس طرح کی شے کھانے سے وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔ پھر انہوں نے اس کی دلیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں نبی ﷺ کے زمانے میں اس طرح کا کھانا بہت کم میسر آیا کرتا تھا اور جب کبھی ہمیں ایسا کھانا مل جاتا تو (کھانے کے بعد) کھانے کی چکنائی کو صاف کرنے کے لیے ہمارے پاس رومال نہیں ہوتے تھے بلکہ ہم اپنی انگلیوں کو چاٹ کر انہیں اپنی ہتھیلیوں، بازوؤں اور پاؤں کے ساتھ پونچھ لیا کرتے تھے اور پھر نماز پڑھ لیتے اور نئے سرے سے وضو نہیں کرتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > سنن وآداب الوضوء

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَسَّتِ النار : أي: خُبز عليه أو طُبخ أو شُوي أو قُلي وغير ذلك.
- أَكُفَّنَا : جمع كف، وهي راحة اليد مع الأصابع.
- وسواعدنا : جمع ساعد، وهو من الإنسان ما بين المرفق والكف.

فوائد الحديث:

١. ما جاء من الأمر بالوضوء بعد أكل ما مسته النار محمول على الاستحباب بدلالة هذا الحديث.

٢. قلة الطعام في أول عهد النبوة، وصبر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم على ضيق العيش.

٣. أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يعتبرون الدين أهم من الطعام والشراب.

٤. استعمال المناديل جائز عند توفره.

المصادر والمراجع:

.دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (4960)

قُومِي فأَوْتِري يا عائشة

اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھو۔

٧٥١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي صلاته بالليل، وهي مُعْتَرِضَةٌ بين يديه، فإذا بقي الوتر، أيقظها فأوترت. وفي رواية له: فإذا بقي الوتر، قال: «قُومي فأوْتِري يا عائشة».

٧٥١. حديث:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور وہ ان کے سامنے لیٹی ہوتیں۔ جب وتر باقی رہ جاتی، تو آپ ﷺ انھیں بھی جگا دیتے اور وہ اٹھ کر وتر پڑھتیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتی، تو آپ ﷺ فرماتے: "اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي صلاة الليل، وعائشة رضي الله عنها مُعْتَرِضَةٌ بَيْن يَدَيه، وفي رواية للبخاري ومسلم: "أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يُصلي من الليل وأنا مُعْتَرِضَةٌ بَينَه وَبَيْن القِبلة، كاعتِرَاض الجَنازة". فإذا فَرغ النبي صلى الله عليه وسلم من صلاة التهجد، وقبل أن يشرع في صلاة الوتر أيْقَظها لتوتر وفي رواية لمسلم: فإذا بَقي الوِتر، قال: "قُومي فأوْتِري يا عائشة". وفي رواية لأبي داود: "حتى إذا أراد أن يوتر أيْقَظها فأوترت". والمعنى: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- يترك عائشة -رضي الله عنها- أول الليل ولا يُوقظها، حتى إذا فرغ من صلاته ولم يبق إلا الوتر أيقظها لتدرك وترها وتبادر بالوتر عقب الاستيقاظ لئلا يغلب عليها كسل النوم لو تماهلت عنه فيفوتها.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: نبی ﷺ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: "نبی ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے اور قبلہ کے مابین ایسے پڑی ہوتی، جیسے جنازہ پڑا ہوتا ہے"۔ جب نبی ﷺ نماز تہجد سے فارغ ہو جاتے، تو وتر کی نماز شروع کرنے سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جگا دیتے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتی، تو آپ ﷺ فرماتے: اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھو۔" ابوداود کی روایت میں ہے: "یہاں تک کہ جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے، تو انھیں جگا دیتے اور وہ وتر پڑھتیں۔" یعنی آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑے رکھتے اور انھیں نہیں جگاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو جاتے اور صرف وتر باقی رہ جاتی، تو انھیں جگا دیتے؛ تاکہ وہ اپنی وتر پڑھ لیں اور وہ اٹھنے کے فورا بعد وتر پڑھا کرتی تھیں، اس اندیشے کے پیش نظر کہ کہیں ان پر نیند کی سستی غالب نہ آ جائے اور تاخیر کی صورت میں کہیں یہ چھوٹ ہی نہ جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- معترضة بين يديه : نائمة أمامه من جهة يمينه إلى جهة شماله.
- الوتر : هو: الصلاة المخصوصة بعد فريضة العشاء، سميت بذلك لأن عدد ركعاتها وتر لا شفع.

فوائد الحديث:

١. يستحب أن يُوقظ الرجل أهل بيته لصلاة الليل ويَحُضُّهم على ذلك.
٢. جواز اعتراض المرأة أمام الرجل في صلاته.
٣. جواز اتخاذ الرجل الجالس سترة له.

٤. استحباب تأخير صلاة الوتر إلى آخر الليل.

٥. يستحب لمن وَثِقَ باستيقاظه من آخر الليل، إما بنفسه وإما بإيقَاظ غيره له، أن يؤخر الوتر وإن لم يكن له تهجد، فإن عائشة رضي الله عنها كانت بهذه الصفة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ صحيح البخاري-المحقق : محمد زهير بن ناصر الناصر-الناشر : دار طوق النجاة-الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ الموسوعة الفقهية الكويتية-صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت-عدد الأجزاء: ٤٥ جزءا-الطبعة: من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ.

الرقم الموحد: (3565)

قال الله -عز وجل-: كُلُّ عَمَلِ ابن آدَم له إلا الصيام، فإنه لي وأنا أجْزِي به

٧٥٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قال الله -عز وجل-: كُلُّ عَمَل ابن آدَم له إلا الصيام، فإنه لي وأنا أجْزِي به، والصيام جُنَّة، فإذا كان يوم صوم أحدِكُم فلا يَرْفُثْ ولا يَصْخَبْ فإن سَابَّهُ أَحَدٌ أو قَاتَلَهُ فليَقل: إنِّي صائم، والذي نفس محمد بيده لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أطيب عند الله من رِيحِ المِسْكِ، للصائم فرحتان يَفْرَحُهُمَا: إذا أفطر فَرِح بفطره، وإذا لَقِي ربَّه فَرِح بِصَوْمه». وهذا لفظ رواية البخاري. وفي رواية له: «يَتْرُك طَعَامه، وشَرَابه، وشَهوته من أجلي، الصيام لي وأنا أَجْزِي به، والحسنة بعشر أمثالها». وفي رواية لمسلم: «كُلُّ عَمَل ابن آدم يُضَاعَف، الحَسَنة بِعَشر أَمْثَالها إلى سَبْعِمِئَة ضِعْف، قال الله تعالى: إلا الصَّوم فإنه لي وأنا أَجْزِي به؛ يَدَع شَهَوته وطَعَامه من أجلي، للصائم فرحتان: فَرْحَة عند فِطْره، وفَرْحَة عند لقِاء ربِّه، ولَخُلُوف فيه أَطْيَب عند الله من رِيحِ المِسْكِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث القُدسي: أن جميع الأعمال الصالحة من أقوال وأفعال، ظاهرة أو باطنة، سواء تَعَلقت بحق الله، أو بحقوق العباد مُضاعفة إلى سبعمائة ضِعف. وهذا من أعظم ما يدل على سِعَة فَضل الله، وإحسانه على عباده المؤمنين، إذ جعل جناياتهم ومخالفاتهم الواحدة بجزاء

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے کہ وہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

٧٥٢. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے کہ وہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ایک ڈھال ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو، تو فحش (دل لگی کی) باتیں نہ کرے اور نہ شور وغل کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا اس سے جھگڑا کرے تو کہہ دے: میں روزہ دار آدمی ہوں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزے دار کے لیے خوشیوں کے دو مواقع ہیں جن میں وہ خوش ہوتا ہے: جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔ تو اپنا روزہ کھولنے سے خوش ہوتا ہے، اور جب اپنے رب سے ملے گا تو (اس کی جزا دیکھ کر) اپنے روزے سے خوش ہوگا۔" اور یہ بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں، اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے: "وہ میری وجہ سے اپنا کھانا، پینا اور جنسی خواہش چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور (باقی ہر) نیکی کو دس گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔" اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: "ابن آدم کے ہر نیک عمل کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ وہ میری وجہ سے اپنی جنسی خواہش اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ رکھنے والے کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اس کے افطار کے وقت، اور ایک خوشی اپنے رب عزوجل سے ملاقات کے وقت۔ اور یقینا روزے دار کے منہ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث قدسی میں نبی ﷺ خبر دے رہے ہیں کہ تمام نیک اعمال بشمول ظاہری و باطنی اقوال و افعال، چاہے ان کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہو یا بندوں کے حقوق سے، ان کا اجر و ثواب سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ اللہ کے فضل کی وسعت اور اپنے مومن بندوں پر اس کے احسان کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ان کی نافرمانیوں اور خلاف ورزیوں کی جزا کو ایک کے بدلے ایک گناہ قرار دیا ہے، اور

واحد، ومغفرة الله تعالى فوق ذلك. واستثنى في هذا الحديث أجر الصوم، فإن الصائم يُعطى أَجَره بغير حساب يعني أنه يُضاعف أضعافا كثيرة؛ لأن الصوم اشتمل على أنواع الصبر الثلاثة، ففيه: صَبْرٌ على طاعة الله وصبر عن معصية الله وصَبْرٌ على أقدار الله. أما الصبر على طاعة الله فلأن الإنسان يحمل نفسه على الصيام مع كراهته له أحيانا يكرهه لمشقته لا لأن الله فرضه لو كره الإنسان الصوم لأن الله فرضه لحبط علمه لكنه كرهه لمشقته ولكنه مع ذلك يحمل نفسه عليه فيصبر عن الطعام والشراب والنكاح لله -عز وجل-، ولهذا قال الله تعالى في الحديث القدسي: يترك طعامه وشرابه وشهوته من أجلي. النوع الثاني من أنواع الصبر: الصبر عن معصية الله، وهذا حاصل للصائم فإنه يصبر نفسه عن معصية الله عز وجل فيتجنب اللغو والرفث والزور وغير ذلك من محارم الله. الثالث: الصبر على أَقْدَار الله وذلك أن الإنسان يصيبه في أيام الصوم، ولاسيما في الأيام الحارة والطويلة من الكَسَل والمَلَل والعَطَش ما يتألم ويتأذى به ولكنه صابر؛ ابتغاء مرضات الله تعالى. فلما اشتمل على أنواع الصبر الثلاث كان أجره بغير حساب قال الله تعالى: (إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب). وقد دلّ الحديث على أن الصيام الكامل هو الذي يَدَع العبد فيه شيئين: المفطرات الحسية، من طعام وشراب ونكاح وتوابعها. والمخالفات العملية، كالرَفَث والصَّخَب وقول الزُّور وجميع المعاصي، والمُخَاصَمات والمُنَازعات المُحْدِثَة للشَحَناء، ولهذا قال: " فلا يَرْفُثْ " أي: لا يتكلم بكلام قبيح "و لا يَصْخَبْ"بالكلام المُحْدِث للفتن والمُخَاصمات، فمن حقق الأمرين: ترك المفطرات، وترك المنهيات، تَمَّ له أَجْر الصائمين، ومن لم يفعل ذلك نقص أجر صيامه بحسب كثرة هذه المخالفات ،ثم أرشد الصائم في حال ما إذا خاصمه أو شاتمه أحدٌ أن يقول له بلسانه: "إني صائم". أي لا يَرُّد عليه سِبَابه، بل يخبره بأنه صائم، يقول ذلك لئلا يَتَعَالى عليه الذي سَابَه كأنه يقول: أنا لست عاجزا عن

اللہ کی مغفرت ان سب سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس حدیث میں روزے کے ثواب کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، کیونکہ روزہ دار کو بغیر حساب کے بدلہ دیا جاتا ہے، یعنی اس کے اجر کو بہت گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ روزہ میں صبر کی تینوں قسمیں پائی جاتی ہیں: اللہ کی اطاعت وبندگی پر صبر کرنا۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے صبر کرنا (یعنی ان سے باز رہنا)۔ اور اللہ کی تقدیر پر صبر کرنا۔ پہلی قسم: رہی بات اللہ کی اطاعت و بندگی پر صبر کرنے کی تو آدمی بسا اوقات کراہت کے باوجود اپنے نفس کو روزہ رکھنے پر آمادہ کرتا ہے، وہ اسے اس کی مشقت وپریشانی کی وجہ سے ناپسند کرتا ہے، نہ کہ اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے فرض کیا ہے۔ اگر انسان اس وجہ سے روزہ ناپسند کرے کہ اللہ نے اسے فرض کیا ہے تو اس کا عمل برباد ہو جائے گا۔ بلکہ اس نے اسے صرف مشقت کی وجہ سے ناپسند کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے نفس کو اس پر آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اللہ کی خاطر (روزہ کی حالت میں) کھانے پینے اور ہم بستری سے صبر کرتا (باز رہتا) ہے، اسی وجہ سے اللہ نے حدیث قدسی میں فرمایا: وہ میری وجہ سے اپنا کھانا، پینا اور جنسی خواہش چھوڑ دیتا ہے۔ دوسری قسم: اللہ کی نافرمانی سے صبر کرنا یعنی اس سے باز رہنا، اور یہ روزے دار کو اس طرح حاصل ہے کہ وہ اپنے نفس کو اللہ کی معصیت سے روکتا ہے، چنانچہ وہ جھوٹ، بے حیائی اور لا یعنی باتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ تیسری قسم: اللہ کی تقدیر پر صبر کرنا ہے، کیونکہ اسے روزے کے دنوں میں، بالخصوص گرم اور لمبے دنوں میں سستی، اکتاہٹ اور پیاس وغیرہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے اسے تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے، لیکن وہ اللہ کی رضا کے لیے صبر کرتا ہے۔ جب روزے میں صبر کی تینوں قسمیں پائی جاتی ہیں، تو اس کا اجر بھی بے حساب ہوگا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب) ''بے شک صبر کرنے والوں کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔'' حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقی روزہ اسی کو کہیں گے جس میں بندہ دو چیزیں چھوڑ دے: روزہ کو توڑنے والی ظاہری اشیاء: جیسے کھانا، پینا، جماع وغیرہ۔ عملی مخالفات: جیسے جھوٹی بات، شور وغل، بے حیائی اور بے ہودہ باتیں تمام گناہ، اور بغض وحسد کو جنم دینے والے جھگڑے اور تنازعات۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ بے ہودہ بات نہ کرے'' یعنی بری بات نہ بولے اور نہ لڑائی جھگڑا اور فتنہ برپا کرنے والی باتیں کرے۔ تو جو شخص روزہ کو توڑنے والی چیزوں کو چھوڑ دے اور اسی طرح روزہ کی حالت میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے انھیں بھی چھوڑ دے، تو اس کے لیے روزے داروں کا اجر پورا ہو گیا۔ اور جو ایسا نہیں کرتا اس کی خلاف ورزیوں کے حساب سے اس کے روزے کے اجر میں کمی ہو جائے گی۔ پھر روزہ دار کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ جب اس سے کوئی لڑائی کرنا چاہے یا گالی گلوج کرے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ یعنی اس کی

مقابلتك على ما تقول، ولكني صائم، أحترم صيامي وأراعي كماله، وأمر الله ورسوله،وقوله: " الصوم جُنَّة " أي: وقاية يتقي بها العبد الذنوب في الدنيا ويَتَمرن به على الخير، ووقاية من العذاب. "للصائم فرحتان: فرحة عند فطره، وفرحة عند لقاء ربه". هذان ثوابان: عاجل، وآجل. فالعاجل: مُشَاهد، إذا أفطر الصائم فَرِح بنعمة الله عليه بتكميل الصيام، وفَرِح بِنَيل شهواته التي مُنع منها في النهار. والآجل: فرحة عند لقاء ربه برضوانه وكرامته، وهذا الفَرَح المُعَجَّل نموذج ذلك الفرح المؤجل، وأن الله سيجمعهما للصائم. ثم أقسم -صلى الله عليه وسلم- بِرَبِّه -الذي نفسه بيده- أن خُلُوف فَمِ الصائم أطيب عند الله من ريح المِسْك"، وفي رواية مسلم: "أطيب عند الله يوم القيامة" فيجازيه -سبحانه وتعالى- يوم القيامة بتطييب نكهته الكريهة في الدنيا، حتى تكون كأطيب من ريح المسك.

گالی کا جواب نہ دے بلکہ کہے کہ میں روزہ سے ہوں۔ وہ ایسا اس وجہ سے کہے گا تاکہ گالی دینے والا اس پر بلند ہونے کا احساس نہ کرے، گویا کہ وہ کہے کہ: میں تمہارا مقابلہ کرنے سے قاصر نہیں ہوں، لیکن میں روزے دار ہوں، اپنے روزہ کا احترام کرتا ہوں، اور اس کے کمال اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کا پاس و لحاظ کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''روزہ ڈھال ہے'' یعنی بچاؤ ہے، بندہ اس سے دنیا میں گناہوں سے بچتا ہے اورر نیکیوں پر مشق کرتا ہے، نیز آخرت میں اللہ کے عذاب سے بچاؤ ہے۔ ''روزہ رکھنے والے کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک اسے افطاری کے وقت خوشی حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اپنے رب عزوجل سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ یہ دو ثواب ہیں: ایک جلد (یعنی دنیا میں) حاصل ہونے والا۔ اور ایک بعد میں ملے گا۔ تو جو جلد (یعنی دنیا میں) حاصل ہونے والا ہے، اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، جب روزہ دار افطاری کرتا ہے، تو اپنے اوپر اللہ کی تکمیل صیام کی نعمت سے خوش ہوتا ہے، نیز اپنی ان خواہشات کی حصولیابی پر بھی خوش ہوتا ہے جن سے وہ دن کے اوقات میں روک دیا گیا تھا۔ اور جو ثواب بعد میں ملے گا، وہ اپنے رب سے ملاقات کے وقت اللہ کی خوشنودی واکرام کے حصول پر ملنے والی خوشی ہے۔ اور روزہ دار کی پہلی خوشی بعد میں ملنے والی خوشی کا نمونہ ہے، اور عنقریب اللہ تعالیٰ روزہ دار کے لیے دونوں خوشیاں جمع کر دے گا۔ اور پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی قسم کھا کر۔ جس کے قبضہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ فرمایا کہ: ''روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔'' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔'' پس اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے یہ بدلہ دے گا کہ دنیا میں اس کے منہ کی ناپسندیدہ بو کو قیامت کے دن خوشبودار بنا دے گا یہاں تک کہ وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو جائے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > فضل الصيام

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها البخاري. الرواية الثالثة: رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- جُنَّةٌ : الجنة بضم الجيم الوقاية والستر.
- يرفث : من الرفث، والمراد به في هذا الحديث: الفحش ورديء الكلام.
- يصخب : من الصخب، وهو: الخصام والصياح.
- سابه : شاتمه.
- الخُلُوف : تغير رائحة فم الصائم بسبب الصيام.
- المسك : نوع من أنواع الطيب يتخذ من الغزلان.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل الصيام وأنه يحفظ صاحبه من الضلال في الدنيا ومن عذاب النار في الآخرة.
٢. مضاعفة الأعمال الصالحة غير الصيام إلى سبعمائة ضعف.
٣. الصوم يُهَذِّب النفوس ويزكيها.
٤. من آداب الصوم ترك الكلام الفاحش، واللَّغَط والصبر على أذَى الناس ومقابلة إساءتهم بالصبر والإحسان.
٥. إثبات يوم المَعَاد.
٦. أن الجِماع من مُفسدات الصوم.
٧. تضاعف حسنات الصائمين يوم القيامة بغير حساب.
٨. جواز القَسَم من غير استقسام.
٩. جواز الفَرح عند إتمام الطاعة.
١٠. الصائم أو العابد إذا فَرِح بسبب عبادته لم ينقص ذلك من أجره في الآخرة.
١١. الفرحة الكاملة هي بلقاء الله -تعالى-، عندما يُوَفَّى الصابرون والصائمون أجرهم بغير حساب.
١٢. جواز إعلام الناس بالطاعات، إذا تَرَتب على ذلك مصلحة أو دفع مفسدة.
١٣. الصوم مُطَيِّب لرائحة الفَم عند الله -تعالى- ومُفْرِح لصاحبه.
١٤. الصائم يُدَرِّب نفسه ويؤدبها على الطاعة، ويعودها على تحمل الأذى ابتغاء مرضات الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3546)

قال سليمان بن دَاوُد -عليهما السلام-: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ على سبعينَ امرأةً، تَلِدُ كُلُّ امرأة منهن غُلامًا يُقاتل في سبيل الله

سلیمان بن داود علیہما السلام نے کہا: "آج رات میں ستر (۷۰) بیویوں کے پاس جاؤں گا، ان میں سے ہر عورت ایک ایسا بچہ جنے گی، جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔

٧٥٣. الحديث:

عن أبي هُريرة -رضي الله عنه- عن النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- قال: "قال سليمان بن داود -عليهما السلام-: لَأَطُوفَنَّ الليلةَ على سَبْعِينَ امرأةً، تَلِدُ كلُّ امرأةٍ منهن غُلامًا يقاتلُ في سبيلِ الله، فقِيل له: قل: إن شاءَ الله، فلم يَقُلْ، فطافَ بهنَّ، فلم تَلِدْ منهن إلا امرأةٌ واحدةٌ نصفَ إنسانٍ". قال: فقال رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "لو قالَ: إن شاء الله لم يَحْنَثْ، وكان دَرَكًا لحاجتِهِ".

۷۵۳. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سلیمان بن داود علیہما السلام نے کہا کہ: "آج رات میں ستر (۷۰) بیویوں کے پاس جاؤں گا، ان میں سے ہر عورت ایک ایسا بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔"، ان سے کہا گیا: آپ "ان شاءاللہ" کہیں، لیکن انہوں نے نہیں کہا۔ سلیمان علیہ السلام اپنی عورتوں کے پاس گئے تو ان میں سے صرف ایک عورت نے آدھا بچہ جنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر انہوں نے "ان شاء اللہ" کہا ہوتا تو وہ قسم توڑنے والے نہیں ہوتے اور اپنی حاجت پالینے میں کامیاب بھی رہتے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال نبي الله سليمان -عليه السلام- لجليسِه: إنه سيطوف في ليلة واحدة عَلى سَبعين امرأةٍ من زوجاته ويُجامعهن، وكان التعدد بهذا القدر جائزًا في شريعته أو من خصائصه، والنية أن تَلِدَ كُلُّ واحدة منهنَّ غُلاماً يُقَاتِل في سبيل الله -تعالى-، فقال له جليسُه: قل: إن شاء الله، فنسي ولم يقل وطاف بنسائِه كما قال، ولم تَلِد منهنَّ إلا امْرأة واحدة نصفَ إنسانٍ، أي سقطًا غير مكتمل الخلقة، وقد أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنَّ سليمان -عليه السلام- لَو قال: إن شاء الله، لم يحنث في يمينه، ولكَان قوله هذا سبباً لإدْرَاكِ حَاجَتِه وتحقيق رغبته.

اجمالی معنی:

اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام نے اپنے ہم نشیں سے کہا کہ وہ ایک رات اپنی ستر (۷۰) بیویوں کے پاس جاکر ان کے ساتھ جماع کریں گے۔ خیال رہے کہ ان کی شریعت یا ان کی خصوصیات میں اتنی تعداد میں بیویوں کا جواز تھا۔ ان کی نیت یہ تھی کہ ان میں سے ہر بیوی کے بطن سے ایک ایک مجاہد پیدا ہو۔ چنانچہ ان کے ایک ہم نشیں ورفیق کار نے ان سے کہا کہ آپ "ان شاء اللہ" کہہ لیں، تاہم وہ یہ کہنا بھول گئے اور اپنے عزم کے مطابق، اپنی بیویوں کے پاس چلے گئے، نتیجتاً ان کی تمام بیویوں میں سے محض ایک بیوی نے ایک آدھے یعنی ادھوری اور نامکمل تخلیق کے حامل بچے کو جنم دیا۔ نبی ﷺ نے اس حدیث میں اس بات سے آگاہ فرمایا ہے کہ اگر سلیمان علیہ السلام "ان شاء اللہ" کہے ہوتے، تو اپنی قسم توڑنے والے نہ ہوتے اور یہ کلمۂ استثنا کہنا، ان کی حاجت و ضرورت کو پالینے اور ان کی خواہش کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کا سبب بن جاتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لَأَطُوفَنَّ : كأنَّه قال: (واللهِ لأَطُوفَنَّ)، أي لأدورنّ عليهن في بيوتهن.
- طَافَ بِنِسائه : جَامَعَهُنَّ.

• دَرَكاً لحاجَتِه : كان سَبَباً في إدراكِ حاجته.

فوائد الحديث:

١. أن الاستثناء في اليمين، وهو قول الحالف (إن شاء الله) نافع ومفيد جداً لتحقيق المطلوب، ونَيْلِ المرغوب، فإن مشيئة الله -تعالى- نافذة على كل شيء، وبركة ويمن.

٢. أن المستثني لا يحنث في يمينه، إذا علقه على مشيئة الله -تعالى- ولم يفعل.

٣. في هذا الحديث، عبرة وعظة وقعت لنبي من أنبياء الله -تعالى-، صمم في أمره وتخلفت مشيئة الله، فلم يشفع له قربه من الله -جلا وعلا- أن يحقق طلبه إلا أن يذكره فلا ينساه، فكيف بمن هو دون الأنبياء رتبة ومنزلة؟!

٤. يجرِي الله -تعالى- ويقدّر مثل هذه الأمور على الكَمَلَةِ من عباده لِيرى الناس أن الأمر له وحده، وأنه المتفرد بالتدبير والتصريف، وأن ليس له مشارك في حكمِه وأَمْرِه.

٥. أن عادات أنبياء الله وأوليائه، تكون بسبب نياتهم الصالحة عبادات.

٦. جواز الإخبار عن وقوع الشيء بناء على الظن، فإن هذا الإخبار من سليمان لم يكن عن وحي، وإلا لوجب أن يقع ما أخبر به.

٧. جوازُ قولِ" لو" إذا لم يكن على وجهِ الاعتراض على القدر.

٨. لو أرادَ المسلم أن يفعَل شيئاً ولو كان خيراً فيَنبغِي له أن يقولَ: إن شاء الله تأدباً أولاً، وثانياً قوله إن شاء الله يكون سبباً لإدراكِ حاجته.

٩. أنَّ الأنبياء والرسل مَنَحَهُم اللهُ طاقةً بشريةً عاليةً فسليمان قد طاف على نسائه السَّبْعين أو التِّسعين كما في رواية.

١٠. التأدُّبُ باستعمال الألفَاظِ التي ليس فيها بشاعةٌ كما في قوله "لأطوفنّ".

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ -عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ -تأسيس الأحكام، للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط. دار الفكر بدمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ.

الرقم الموحد: (2977)

قد علّمنا الله كيف نُسَلِّمُ عليك؛ فكيف نُصَلِّ عليك؟ فقال: قولوا: اللَّهُمَّ صَلِّ على محمد وعلى آل محمد؛ كما صَلَّيْتَ على إبراهيم، إنك حميد مجيد، و بَارِكْ على محمد وعلى آل محمد؛ كما باركت على إبراهيم، إنك حميد مجيد

ہمیں اللہ نے آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ سکھایا ہے، لیکن آپ پر درود ہم کس طرح بھیجیں؟ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو: "اللّٰهمّ صَلِّ على محمد وعلى آل محمد؛ كما صَلَّيتَ على إبراهيم، إنك حميد مجيد، وبارِكْ على محمد وعلى آل محمد؛ كما باركت على إبراهيم، إنك حميد مجيد" ترجمہ: اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اپنی رحمت نازل کر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل کی ہے، بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر برکت نازل کر، جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل کی ہے، بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔

٧٥٤. الحديث:

عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: «القيني كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فقال: ألا أُهْدِي لك هدية؟ إن النبي -صلى الله عليه وسلم- خرج علينا، فقلنا: يا رسول الله، قد عَلِمْنا الله كيف نُسَلِّمُ عليك؛ فكَيف نُصَلِّي عليك؟ فقال: قولوا: اللَّهُمَّ صَلِّ على محمد وعلى آل محمد؛ كما صَلَّيْتَ على إبراهيم، إنَّك حميد مجيد، وبَارِكْ على محمد وعلى آل محمد؛ كما باركت على إبراهيم، إنَّك حميد مجيد».

٧٥٤. حدیث:

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں تمھیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (یعنی ایک عمدہ حدیث نہ سناؤں؟) نبی کریم ﷺ ہم لوگوں کے درمیان تشریف لائے، تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ ہم آپ ﷺ پر سلام کیسے بھیجیں، لیکن ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو: "اللّٰهمّ صَلِّ على محمد وعلى آل محمد؛ كما صَلَّيتَ على إبراهيم، إنك حميد مجيد، وبارِكْ على محمد وعلى آل محمد؛ كما باركت على إبراهيم، إنك حميد مجيد"۔ ترجمہ: اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اپنی رحمت نازل کر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل کی ہے، بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر برکت نازل کر، جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل کی ہے، بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يأتي هذا الحديث مؤكدا على شأن النبي الكريم وعلو منزلته عند ربِّه، حيث تقابل عبد الرحمن بن أبي لَيْلَى، أحد أفاضل التابعين وعلمائهم بكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أحد الصحابة -رضي الله عنه-، فقال كَعْبُ: ألا أُهْدِي إليك هدية؟ وكان أفضل ما يتهادونه الحكمة ومسائل العلم الشرعي، ففرح عبد الرحمن بهذه الهدية الثمينة. وقال: بلى، أهدها لي. فقال كَعْبُ: خرج علينا النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقلنا: يا رسول الله علمتنا كيف نُسَلِّمُ عليك؟ ولكن كيف

اجمالی معنی:

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی، اللہ تعالیٰ کے یہاں بلند شان اور عالی مرتبے کی بہتر نشان دہی کرتی ہے۔ چنانچہ بڑے عالم فاضل اور ذی وقار تابعی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی ملاقات صحابی رسول کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی، تو کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں کوئی تحفہ نہ دوں؟ اس دور کے لوگ ایک دوسرے کو جو افضل ترین ہدیہ پیش کرتے، وہ حکمت و دانائی اور شرعی مسائل ہوتے۔ عبدالرحمن اس قیمتی تحفے کے ملنے پر بڑے خوش ہوئے اور کہا: کیوں نہیں؟ ضرور عنایت فرمائیں! کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے ہمیں یہ تو سکھا دیا ہے کہ ہم

نُصَلِّي عليك؟ فقال: قولوا، وذكر لهم صفة الصلاة المطلوبة والتي معناها الطلب من الله -تعالى- أن يصلي على نبيه محمد وعلى آله، وهم أقاربه المؤمنون أو أتباعه على دينه، وأن تكون هذه الصلاة في بركتها وكثرتها، كالصلاة على أبي الأنبياء إبراهيم وآل إبراهيم، الذين هم الأنبياء والصالحون من بعده، وأن يزيد في الخير لمحمد وآله. كالبركة التي حصلت لآل إبراهيم. فإن الله كثير المحامد، صاحب المجد، ومَن هذه صفاته فهو قريب العطاء واسع النوال. من المتفق عليه أن النبي محمداً -صلى الله عليه وسلم- أفضل الخلق. وعند علماء البيان أن المشبَّه أقل رتبةً من المشبَّه به؛ لأن الغرض من التشبيه إلحاقه به في الصفة عند النبيين، فكيف يطلب من الله -تعالى- أن يصلي على محمد وآله، صلاة كصلاته على إبراهيم وآله؟. وأحسن ما يقال أن آل إبراهيم عليه السلام، هم جميع الأنبياء من بعده، ومنهم نبينا -صلى الله عليه وسلم وعليهم أجمعين-، فالمعنى أنه يطلب للنبي وآله صلاة كالصلاة التي لجميع الأنبياء من لدن إبراهيم -عليهم الصلاة والسلام-. ومن المعلوم أنها كلها تكون أفضل من الصلاة للنبي -صلى الله عليه وسلم- وحده، والله أعلم.

آپ ﷺ پر سلام کیسے بھیجیں، لیکن یہ نہیں پتہ کہ ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھجیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہا کرو! پھر ان کے سامنے مطلوبہ درود کی کیفیت بیان کی، جس میں اللہ سے دعا کی گئی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل، جس میں آپ کے ایمان والے رشتے دار یا آپ کے دین کی پیروی کرنے والے شامل ہیں، پر اسی طرح رحمتوں کی بارش کرے، جس طرح ابو الانبیا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل، جس میں انبیا اور صالحین شامل ہیں، پر رحمت کی بارش ہوئی۔ نیز محمد صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کی آل کو ہر طرح کے خیر سے سرفراز کرے، جیسے آل ابراہیم سرفراز ہوئی۔ کیوں کہ اللہ تعالی بے پایاں تعریف اور کبریائی کا مالک ہے اور جو ان صفات کا حامل ہو، اس کی نوازش اور داد و دہش کے کیا کہنے! یہ متفق علیہ بات ہے کہ نبی کریم ﷺ مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ جب کہ علمائے بیان کے مطابق مشبہ، مشبہ بہ سے کم تر رتبے کا ہوتا ہے۔ کیوں کہ تشبیہ کا مقصد مشبہ کو کسی خاص وصف میں مشبہ بہ سے ملحق کرنا ہوتا ہے۔ تو پھر اللہ سے کیسے یہ دعا کی جا رہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کی آل پر اسی طرح رحمتوں کی بارش کرے، جیسے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمتوں کی بارش کی ہے؟ اس سلسلے میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ آل ابراہیم سے مراد ان کے بعد آنے والے تمام انبیا ہیں اور ان میں ہمارے نبی محمد ﷺ بھی شامل ہیں۔ اس طرح مطلب یہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کی آل کے لیے ویسی رحمتیں طلب کی جا رہی ہیں، جیسی رحمتیں ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی تک تمام انبیا اور ان کی آل پر اتریں۔ بدیہی بات ہے کہ یہ ساری رحمتیں اکیلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم پر اترنے والی رحمتوں سے افضل ہوں گی۔ واللہ آعلم۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العالم والمتعلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: كعب بن عجرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ألا : أداة عرض وهو الطلب برفق.
- هدية : عطية أتحفك بها.
- كيف نُسَلِّمُ عليك؟ : أي كيفية السلام عليك، وهي السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته.
- كيف نُصَلِّي عليك؟ : كيف اللفظ الذي يليق نصلي به عليك؟.
- اللَّهُمَّ : يا الله.
- صلِّ على محمد : أثن عليه بالذكر الجميل في الملأ الأعلى.
- آل محمد : أتباعه في دينه، أو هم المؤمنون من قرابته.
- كما صلَّيت : كما أنعمت بالصلاة على آل ابراهيم، فأنعم بالصلاة على محمد وآل محمد.

• حميد مجيد : حميد بمعنى محمود، وذلك لما له -تعالى- من صفات الكمال وجزيل الأفضال، أو بمعنى حامد لمن يستحق الحمد من عباده، ومجيد بمعنى ماجد، والمجد كمال العظمة والسلطان.
• بَارِكْ على محمد : أنزل البركة عليه، حيًّا وميتًا، والبركة النماء والزيادة والسعادة.

فوائد الحديث:

١. أن السلف كانوا يتهادَوْن مسائل العلم، ويجعلونها تُحَفاً قيمة، وهي أفضل التُّحَف والهدايا.
٢. فضيلة الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- من جهة ورود الأمر بها، واعتناء الصحابة بالسؤال عن كيفيتها.
٣. وجوب الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- في التشهد الأخير في الصلاة، قال أبو العالية: صلاة الله على نبيه ثناؤه عليه وتعظيمه.
٤. أنه -صلى الله عليه وسلم- علَّم أصحابه السلام والصلاة عليه.
٥. أن من حق النبي -صلى الله عليه وسلم- أن ندعو ونُصَلِّ عليه؛ لأنه لم يصلنا هذا الدين العظيم إلا على يديه.
٦. أنَّ من أسباب عُلُوِّ شأن النبي -صلى الله عله وسلم- ورفع درجاته، دعاء أمته له -صلى الله عليه وسلم.-
٧. فضيلة نبي الله إبراهيم -عليه الصلاة والسلام.-
٨. حميد مجيد: الحمد والمجد إليهما يرجع الكمال كله، فإن الحمد مستلزم للعظمة والإجلال، والمجد دال على صفة العظمة والجلال، والحمد يدل على صفة الإكرام، فهذان الاسمان الكريمان إليهما مرجع أسماء الله الحسنى.
٩. مشروعية ختم الدعاء بالثناء على الله بما يناسب المطلوب.
١٠. البركة: النماء والزيادة، والتبريك الدعاء بهما، فبارك على محمد وآله يتضمن سؤال الله أن يعطي رسوله -صلى الله عليه وسلم- ما قد أعطاه لإبراهيم وآله من الخير، وسعته ودوامه.
١١. أفضل صيغة للصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- ما صح في السُنَّة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5377)

قصة إسلام عمرو بن عبسة وتعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- الصلاة والوضوء له

٧٥٥. الحديث:

عن عمرو بن عَبَسة -رضي الله عنه- قال: كنت وأنا في الجاهلية أظن أن الناس على ضَلالة، وأنهم لَيْسُوا على شيء، وهم يَعبدون الأوثان، فسمعت برجل بمكة يُخبر أخبارًا، فَقَعَدتُ على راحلتي، فقدِمتُ عليه، فإذا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مُسْتَخْفِيًا، جُرَءآءُ عليه قومه، فتَلَطَّفتُ حتى دخلت عليه بمكة، فقلت له: ما أنت؟ قال: «أنا نَبِيٌّ» قلت: وما نَبِيٌّ؟ قال: «أرسلني الله» قلت: وبِأيِّ شيء أرسلك؟ قال: «أرسلني بصلة الأرحام، وكسر الأوثان، وأن يُوَحَّد الله لا يُشرك به شيءٌ»، قلت: فمن معك على هذا؟ قال: «حُرٌّ وعَبْدٌ»، ومعه يومئذ أبو بكر وبلال -رضي الله عنهما-، قلت: إني مُتَّبِعُكَ، قال: «إنك لن تستطيع ذلك يَوْمَك هذا، ألا ترى حالي وحال الناس؟ ولكن ارجع إلى أهلك، فإذا سمعت بِي قد ظهرت فأتني». قال: فذهبت إلى أهلي، وقدم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المدينة حتى قدم نَفرٌ من أهلي المدينة، فقلت: ما فعل هذا الرجل الذي قَدِم المدينة؟ فقالوا: الناس إليه سِرَاعٌ، وقد أراد قومُه قتلَه، فلم يستطيعوا ذلك، فقدمت المدينة، فدخلت عليه، فقلت: يا رسول الله أَتَعْرِفُني؟ قال: «نعم، أنت الذي لَقَيْتَنِي بمكة» قال: فقلت: يا رسول الله، أخبرني عما عَلَّمَك الله وأَجْهَلُهُ، أخبرني عن الصلاة؟ قال: «صَلِّ صلاةَ الصبح، ثم اقْصُرْ عن الصلاة حتى ترتفع الشمس قِيْدَ رمح، فإنها تَطْلُعُ حين تَطلُعُ بين قرني شيطان، وحينئذ يَسجدُ لها الكفار، ثم صلِ فإن الصلاة مشهُودةٌ محضُورةٌ حتى يَسْتَقِلَّ الظِّلُ بالرُّمْح، ثم اقْصُرْ عن الصلاة، فإنه حينئذ تُسْجَرُ جهنم، فإذا أقبل الفيء فَصَلِّ، فإن الصلاة مشهُودةٌ محضُورةٌ حتى تُصلي العصر، ثم اقْصُرْ عن الصلاة حتى تغرب الشمس، فإنها تَغْرُبُ بين قَرْنَيْ شيطان، وحينئذ يسجدُ لها الكفار» قال: فقلت: يا نبي الله، فالوضوء

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ اور نبی ﷺ کا انہیں نماز اور وضو سکھانے کا بیان۔

٧٥٥. حدیث:

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں خیال کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں بتلا ہیں اور وہ کسی دین پر نہیں ہیں اور بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی کے بارے میں سنا کہ وہ مکہ میں کچھ خبریں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ میں اپنی سواری پر بیٹھا اور اس شخص کے پاس (مکے) آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ چھپ کر اپنا دعوتی کام کر رہے ہیں اور آپ کی قوم آپ ﷺ پر دلیر ہے۔ بہرحال میں نے نرمی سے کام لیتے ہوئے آپ ﷺ سے ملنے کی تدبیر کی یہاں تک کہ میں مکے میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے کہا: 'نبی کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (جسے اللہ اپنے احکام دے کر بھیجے اور) ''مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔'' میں نے دریافت کیا: آپ کو اللہ نے کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے مجھے صلہ رحمی کا حکم دینے، بتوں کو توڑنے اور اس بات کا پیغام دے کر بھیجا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔'' میں نے عرض کیا کہ اس کام پر آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آزاد شخص اور ایک غلام۔'' (راوی کا کہنا ہے کہ) اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے عرض کیا: میں (بھی) آپ کا پیروکار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم آج اس کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔ کیا تم میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہے؟ لہٰذا تم (ابھی) اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤ، جب تم میری بابت سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو پھر میرے پاس آنا۔" وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے اہل خانہ کے پاس واپس آ گیا اور رسول اللہ ﷺ (بالآخر مکہ چھوڑ کر) مدینہ تشریف لے آئے۔ ایسے میں میرے اہل خانہ میں سے کچھ لوگ مدینہ آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ جو شخص مدینہ آیا ہے اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ لوگ تو بہت تیزی سے اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں جب کہ خود اس کی اپنی قوم اسے قتل کر دینا چاہتی تھی لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لہذا میں مدینہ آ گیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وہ باتیں بتلائیں جو اللہ نے آپ کو سکھلائی ہیں اور میں ان سے ناواقف ہوں۔ مجھے نماز کے بارے میں بتائیں۔

حدثني عنه؟ فقال: «ما مِنكم رجلٌ يُقَرِّبُ وضوءه، فيتمضمض ويستنشق فيستنثر، إلا خرَّت خطايا وجهه من أطراف لحيته مع الماء، ثم يغسل يديه إلى المرفقين، إلا خرَّت خطايا يديه من أنامله مع الماء، ثم يمسح رأسه، إلا خرَّت خطايا رأسه من أطراف شعره مع الماء، ثم يغسل قدميه إلى الكعبين، إلا خرَّت خطايا رجليه من أنامله مع الماء، فإن هو قام فصلى، فحمد الله -تعالى-، وأثنى عليه ومجَّده بالذي هو له أهل، وفرَّغَ قلبه لله -تعالى-، إلا انصرف من خطيئته كهيئته يومَ ولدَتْه أمه». فحدث عمرو بن عبسة بهذا الحديث أبا أمامة صاحب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال له أبو أمامة: يا عمرو بن عبسة، انظر ما تقول! في مقام واحد يُعطى هذا الرجل؟ فقال عمرو: يا أبا أُمَامة، لقد كَبِرَتْ سِنِّي، ورقَّ عظمي، واقترب أجلي، وما بِي حاجة أن أَكْذِبَ على الله -تعالى-، ولا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لو لم أسمعه من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلا مرة أو مرتين أو ثلاثًا -حتى عدَّ سبع مرات- ما حدَّثْت أبدًا به، ولكني سمعته أكثر من ذلك.

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم صبح کی نماز پڑھو اور اس کے بعد نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج ایک نیزے کی مقدار کے برابر بلند ہو جائے۔ کیونکہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے مابین طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر تم نماز پڑھو۔ اس لیے کہ فرشتے نماز میں گواہ ہوتے ہیں اور اس میں حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ سایہ نیزے کے برابر ہو جائے۔ پھر (اس وقت) نماز پڑھنے سے رک جاؤ کیونکہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنے لگے تو نماز پڑھو۔ اس لیے کہ فرشتے نماز میں گواہ ہوتے ہیں اور اس میں حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر سورج کے غروب ہونے تک نماز سے رکے رہو کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں۔'' عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! وضو کے بارے میں بھی مجھے بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو بھی آدمی وضو کے پانی کو اپنے قریب کر کے کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑتا ہے تو اس کے چہرے کے سارے گناہ اس کی داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ نکل کر گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں پیر ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اس کے دونوں پیروں کے گناہ پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں سے نکل کر گر جاتے ہیں۔ چنانچہ (اس کے بعد) اگر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی، پس اللہ کی اس کے شایانِ شان حمد و ثنا اور بزرگی بیان کی اور اپنے دل کو اللہ کے لیے فارغ کر لیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو کر نکلتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔'' عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عمرو بن عبسہ! دیکھو تم کیا بیان کر رہے ہو۔ ایک ہی جگہ پر اس آدمی کو اتنا ثواب مل جائے گا؟ اس پر عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: "اے ابو امامہ! میری عمر بڑی ہو گئی، میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور میری موت قریب آ گئی ہے، اب مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اللہ پر اور اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولوں۔ اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ایک مرتبہ، دو مرتبہ، تین مرتبہ، حتیٰ کہ سات مرتبہ تک نہ سنی ہوتی تو میں کبھی یہ حدیث بیان نہ کرتا، لیکن میں نے تو اسے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا عمرو بن عبسة السلمي رضي الله عنه كيف كان حاله في الجاهلية، وكيف هداه الله إلى الإسلام. فكان -وهو في الجاهلية- عنده نور في قلبه يبين له أن هؤلاء الناس على باطل وعلى شرك وضلالة، ولم يكن يعتقد ما يعتقدون ثم إنه سمع أن شخصا في مكة خرج في هذا الزمن يخبر أخبارًا. فاستقل راحلته رضي الله عنه وقدم على النبي صلى الله عليه وسلم ، فوجده متخفيا في دعوته خشية الأذى من كفار قريش. قال عمرو بن عبسة: (فتلطفت حتى دخلت عليه بمكة فقلت: ما أنت؟ قال: أنا نبي، قال: قلت: وما نبي؟ قال: أرسلني الله، قال: قلت: وبأي شيء أرسلك؟ قال: أرسلني بصلة الأرحام، وكسر الأوثان، وأن يوحد الله ولا يشرك به شيئا). هنا دعا إلى الله عز وجل، وبين محاسن هذا الدين العظيم، وأهم شيء هو توحيد الله عز وجل، ومكارم الأخلاق، فذكر له صلى الله عليه وسلم ما يعرفه الناس بعقولهم من أن هذه الأصنام باطلة، ولذلك هذا الرجل قبل أن يدخل في الإسلام كان يعرف أن هذا الذي عليه المشركون من عبادة باطل، فهو يبحث عن الحق رضي الله تبارك وتعالى عنه، فلما ذهب إلى النبي صلى الله عليه وسلم ذكر له أن الله أرسله بذلك قال: (أرسلني بصلة الأرحام) فهذه مكارم الأخلاق؛ لأن أهل مكة كانوا يشيعون على النبي صلى الله عليه وسلم أنه جاء بقطع الأرحام، فكذبهم النبي صلى الله عليه وسلم، وأنه إنما جاء بصلة الأرحام لا بقطعها. (وكسر الأوثان) كسر ما يعبد من دون الله سبحانه تبارك وتعالى، (وأن يوحد الله ولا يشرك به شيئا) ، قال: قلت: " فمن معك على هذا؟ " أي: من دخل في هذا الدين معك ؟ قال: (حر وعبد)، الحر: أبو بكر رضي الله عنه، والعبد: بلال رضي الله عنه. (إني متبعك، قال: إنك لن تستطيع ذلك يومك هذا) وإنما المعنى: أنه إذا اتبعه وترك قومه ليكون مع النبي صلى الله عليه وسلم في مكة فإن النبي صلى الله عليه وسلم لا يستطيع أن يدفع عنه هؤلاء الكفار، فقال له: امكث

اجمالی معنی:

عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ ان کا زمانۂ جاہلیت میں کیا حال تھا اور کیسے اللہ تعالی نے اسلام کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی۔ زمانۂ جاہلیت ہی میں ان کے دل میں ایک روشنی موجود تھی جس کی وجہ سے ان پر واضح ہو گیا تھا کہ یہ لوگ باطل پر اور شرک و گمراہی پر ہیں۔ چنانچہ وہ اس عقیدہ کے حامل نہیں تھے جو ان لوگوں کا عقیدہ تھا۔ پھر انہوں نے سنا کہ مکہ میں اس زمانے میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو خبریں دیتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور نبی ﷺ کے پاس آئے، تو دیکھا کہ نبی ﷺ کفارِ قریش کی اذیت کے خوف سے چھپ کر اپنی دعوت دے رہے ہیں۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "بہر حال میں نے نرمی سے کام لیتے ہوئے آپ ﷺ سے ملنے کی تدبیر کی یہاں تک کہ میں مکے میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے کہا: نبی کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جسے اللہ اپنے احکام دے کر بھیجے اور) مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔'' میں نے دریافت کیا: آپ کو اللہ نے کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے مجھے صلہ رحمی کا حکم دینے، بتوں کو توڑنے اور اس بات کا پیغام دے کر بھیجا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔'' آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ذریعے اللہ عز وجل کی طرف دعوت دی اور اس عظیم دین کی خوبیوں کو بیان کیا۔ ان میں سب سے اہم اللہ عز وجل کی توحید اور مکارم اخلاق ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے سامنے ان باتوں کا ذکر کیا جو لوگوں کو اپنی عقل کی بنا پر بھی معلوم ہو جاتی ہیں کہ ان بتوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسی لیے یہ صحابی اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی یہ جانتے تھے کہ مشرکین کا طریقۂ عبادت باطل ہے اور وہ حق کے متلاشی تھے، اللہ تبارک و تعالی ان سے راضی ہو۔ چنانچہ جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالی نے ان باتوں کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ اور فرمایا: ''اللہ نے مجھے صلہ رحمی کا حکم دینے کے لیے بھیجا ہے۔'' صلہ رحمی مکارم اخلاق میں سے ہے۔ اہل مکہ یہ باتیں پھیلا رہے تھے کہ نبی ﷺ قطع رحمی کا مقصد لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قطع رحمی کے لیے نہیں بلکہ صلہ رحمی کا حکم لے کر آئے ہیں۔ اور بتوں کو توڑنے کے لیے۔'' یعنی اس چیز کو توڑنے کے لیے جس کی اللہ کو چھوڑ کر پوجا کی جاتی ہے۔ ''اور یہ کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔'' عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: ''اس کام پر آپ کے ساتھ اور کون ہے؟'' یعنی آپ کے ساتھ اور کون ہے جو اس دین میں داخل ہو چکا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

في قومك مسلما حتى يظهر هذا الدين فتأتي وتكون معنا، فهذا من رأفته ورحمته وشفقته صلى الله عليه وسلم، فإن هذا الرجل ضعيف، فقال صلى الله عليه وسلم للرجل: (إنك لن تستطيع ذلك يومك هذا، ألا ترى حالي وحال الناس؟) يعني: الناس كثرة وهم يؤذونني، ولا أقدر عليهم، فكيف أدفع عنك؟! (فقال: ولكن ارجع إلى أهلك، فإذا سمعت بي قد ظهرت فأتني). والمعنى : استمرّ على إسلامك ، حتى تعلم بأني قد ظهرت، فأتني. قال: (فذهبت إلى أهلي وقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وكنت في أهلي، فجعلت أتخبر الأخبار) لأن الإسلام دخل في قلب الرجل، يقول: (وأسأل الناس حين قدم المدينة، حتى قدم نفر من أهلي من المدينة، فقلت: ما فعل هذا الرجل الذي قدم المدينة؟) وكأنه كان يخفي إسلامه، ولم يظهره خوفا من قومه، (قال: فقالوا: الناس إليه سراعًا، وقد أراد قومه قتله فلم يستطيعوا ذلك، قال: فقدمت المدينة، فدخلت عليه فقلت: يا رسول الله! أتعرفني؟ قال: نعم أنت الذي لقيتني بمكة) (قال: فقلت: يا رسول الله! أخبرني عما علمك الله وأجهله)، فهو الآن يسأل النبي صلى الله عليه وسلم: ما هي أحكام الإسلام التي نزلت عليك؟ علمني مما علمك الله وأجهله، أخبرني عن الصلاة؟، فقال: (صل صلاة الصبح) أي: في وقتها، (ثم اقْصُرْ عن الصلاة حتى ترتفع الشمس) والمعنى: صلاة الصبح ليس هناك صلاة بعدها، فاقْصُر عن الصلاة حتى تطلع الشمس، وهل عندما تطلع الشمس يصلي نافلة ؟ يقول له صلى الله عليه وسلم: (ثم اقْصُرْ عن الصلاة حتى ترتفع الشمس قيد رمح) يعني: في نظر الناظر إليها، (فإنها تطلع حين تطلع بين قرني شيطان)، وقت طلوع الشمس هذا هو وقت يسجد الكفار فيه للشمس، فلا يجوز للمسلم أن يؤخر الفرض إلى هذا الوقت باختياره، ولا يجوز له أن يصلي النافلة وقت طلوع الشمس حتى ترتفع، وتجد في التقويم (وقت الشروق) فهذا الوقت المقصود. قال صلى الله عليه وسلم: (فإنها تطلع حين تطلع بين قرني شيطان،

"ایک آزاد شخص اور ایک غلام۔ "آزاد شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے جب کہ غلام بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ میں (بھی) آپ کا پیروکار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم آج اس کی ہر گز طاقت نہیں رکھتے۔'' اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ آپ ﷺ کی اتباع کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہنے کے لیے اپنی قوم کو چھوڑ دیتے تو آپ ﷺ انہیں کفار سے نہ بچا سکتے چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے کہا: مسلمان ہو کر اپنی قوم میں ہی رہو یہاں تک کہ یہ دین غالب آجائے۔ اس وقت تم آکر ہمارے ساتھ شامل ہو جانا۔ آپ ﷺ نے ایسا ہمدردی اور از راہِ شفقت و رحمت فرمایا کیونکہ یہ شخص کمزور تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس وقت تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ کیا تم میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہے؟'' یعنی یہ لوگ بہت زیادہ ہیں اور ہمیں اذیت دے رہے ہیں اور میرا ان پر کوئی بس نھیں چلتا، تو میں تمہارا دفاع کیسے کر سکوں گا؟!" آپ ﷺ نے فرمایا: لهٰذا تم (ابھی) اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤ، جب تم میری بابت سنو کہ میں غالب آگیا ہوں تو پھر میرے پاس آنا۔ ''معنی یہ ہے کہ اپنے اسلام پر قائم رہو یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں غالب آگیا ہوں تو اس وقت میرے پاس آنا۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''میں اپنے اہل خانہ کے پاس آگیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے اور میں اپنے اہل خانہ میں تھا۔ چنانچہ میں نے خبروں کی جستجو شروع کر دی۔'' کیونکہ اسلام ان کے دل میں گھر کر چکا تھا۔ وہ کہتے ہیں: ''اور جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو میں (آپ کی بابت) لوگوں سے پوچھتا رہتا۔ یہاں تک کہ ہمارے خاندان کے کچھ لوگ مدینہ سے آئے تو میں نے ان سے پوچھا: مدینہ آنے والے اس آدمی کا کیا ہوا؟'' گویا کہ وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھ رہے تھے اور اپنی قوم کے ڈر کی وجہ سے اسے ظاہر نہیں کر رہے تھے۔ ''انہوں نے کہا: لوگ تو اس آدمی کی طرف بہت تیزی سے راغب ہو رہے ہیں لیکن خود اس کی اپنی قوم اسے قتل کر دینا چاہتی تھی لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے۔'' عمرو بن عبسہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ چلا آیا اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وہ باتیں بتلائیں جو اللہ نے آپ کو سکھلائی ہیں اور میں ان سے ناواقف ہوں۔'' وہ نبی ﷺ سے پوچھ رہے ہیں کہ اسلام کے وہ کون سے احکام ہیں جو آپ پر نازل ہوئے ہیں۔ مجھے وہ کچھ سکھائیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور جس سے میں ناواقف ہوں۔ مجھے نماز کے بارے میں بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "صبح کی نماز پڑھو۔" یعنی اس کے وقت میں اسے ادا کرو۔ "پھر نماز سے رکے رہو۔ یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔'' یعنی صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔

وحينئذ يسجد لها الكفار) فنهانا أن نتشبه بهم. قال: (ثم صل فإن الصلاة مشهودة محضورة)، أي : تحضرها ملائكة النهار لتكتبها وتشهد بها لمن صلاها فهي بمعنى رواية مشهودة مكتوبة. قال: (حتى يستقل الظل بالرمح، ثم اقْصُرْ عن الصلاة) أي: عند الزوال، وذلك عندما تكون الشمس في كبد السماء فوق رأس الإنسان، ويكون الظل كله تحت قدميه فيقول له: لا تصل في هذا الوقت، وهو وقت يسير يقدر بركعتين تقريبا، فهذا الوقت لا يجوز له أن يصلي فيه؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (فإنه حينئذ تسجر جهنم) ، فهذا هو الوقت الذي تحرم فيه الصلاة، فالذي يدخل ينتظر حتى يؤذن لصلاة الظهر. قال: (فإذا أقبل الفيء) أي: الظل، كان الظل يتقلص ويتقلص حين صار تحت قدميك، وابتدأ ينتقل بعد ذلك إلى الناحية الأخرى منك، فيكون الظل عند وقت أذان الظهر قد بدأ يتحول من المغرب إلى المشرق. قال: (فإذا أقبل الفيء فصل، فإن الصلاة مشهودة محضورة حتى تصلي العصر) أي: فصل الفريضة والنافلة حتى وقت العصر فهو وقت مفتوح، فصل فيه ما شئت من نوافل، وليس هناك كراهة. قال صلى الله عليه وسلم: (ثم اقْصُرْ عن الصلاة حتى تغرب الشمس) أي: فإذا صليت العصر فلا تصل نافلة حتى تغرب الشمس. (ثم اقْصُرْ عن الصلاة حتى تغرب الشمس) فقبيل غروب الشمس يرجع وقت التحريم مرة أخرى مثل وقت طلوع الشمس، والعلة هنا أنها تغرب بين قرني شيطان، فلا يجوز للمسلم أن يؤخر صلاة العصر إلى قبيل الغروب اختيارا؛ لأنه يتشبه بعباد الشمس من الكفار، والمسلم كأنه بفعله هذا يقلد هؤلاء الكفار فيؤخر صلاة العصر إلى هذا الوقت، وسماها النبي صلى الله عليه وسلم صلاة المنافقين؛ لأن المنافق يرقب الشمس حتى إذا اصفرت قام فنقرها أربعا لا يذكر الله فيها إلا قليلا، فاحذر أن تتشبه بالكفار أو تتشبه بالمنافقين وتؤخر صلاة العصر اختيارا إلى وقت اصفرار الشمس. وقال صلى الله عليه وسلم: (

اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جائے۔ تاہم آیا جب سورج طلوع ہو رہا ہو تو اس وقت آدمی نفل نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اس وقت تک نماز سے رکے رہو جب تک کہ سورج ایک نیزے کے بقدر بلند نہ ہو جائے۔" یعنی دیکھنے والے کی نگاہ میں۔ سورج شیطان کے دو سینگوں کے مابین طلوع ہوتا ہے۔ "سورج کے طلوع ہونے کے اس وقت میں کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ لہٰذا مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ بالارادہ اس وقت تک نماز کو موخر کرے اور نہ ہی سورج کے طلوع ہونے کے وقت اس کے لیے نفل نماز پڑھنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے۔ جنتری میں آپ کو "وقت الشروق" لکھا ہوا ملے گا۔ یہاں مراد یہی وقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سورج جس وقت طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے مابین طلوع ہوتا ہے اور کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔" چنانچہ نبی ﷺ نے ہمیں کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم نماز پڑھو۔ اس لیے کہ فرشتے نماز میں گواہ ہوتے ہیں اور اس میں حاضر ہوتے ہیں۔'' یعنی دن کے فرشتے اس نماز میں حاضر ہوتے ہیں تاکہ اسے لکھ سکیں اور جس نے نماز پڑھی ہو اس کے حق میں گواہی دے سکیں۔ چنانچہ اس کا معنی وہی ہے جو ایک دوسری روایت کا ہے جس میں "مشھودۃ مکتوبۃ" کے الفاظ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں تک کہ سایہ (کم ہو کر) نیزے کے برابر ہو آجائے تو اس وقت نماز سے رک جاو۔" یعنی بوقت زوال جب سورج آسمان کے بالکل درمیان میں انسان کے سر کے عین اوپر آجاتا ہے اور سارا سایہ اس کے پاؤں تلے ہو جاتا ہے تو اس وقت کے بارے میں آپ ﷺ ان سے فرما رہے ہیں کہ اس میں نماز نہ پڑھو۔ یہ تقریبا اتنا وقت ہوتا ہے جس میں دو رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس وقت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔" یہ وہ وقت ہے جس میں نماز پڑھنا حرام ہے۔ اس وقت میں آدمی کو انتظار کرنا چاہیے یہاں تک کہ نماز ظہر کے لیے اذان دے دی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب سایہ بڑھنے لگے۔'' سایہ گھٹتا اور کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ آپ کے قدموں تلے آجاتا ہے اور پھر اس کے بعد آپ کے دوسری جانب منتقل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ظہر کی اذان کے وقت یہ سایہ مغرب سے مشرق کی طرف منتقل ہونے لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب سایہ بڑھنے لگے تو اس وقت نماز پڑھو۔ اس لیے کہ فرشتے نماز میں گواہ ہوتے ہیں اور اس میں حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔" یعنی عصر کے وقت تک فرض نماز بھی پڑھو اور نفل بھی۔ نماز پڑھنے کے لیے یہ وقت کھلا ہے اور اس میں آپ جتنی چاہیں نفل نماز پڑھیں۔ اس میں کوئی کراہت نہیں تاہم جب آپ عصر پڑھ لیں تو اس کے بعد سورج کے غروب ہو جانے تک نفل نماز نہ پڑھیں۔ پھر

فإنها تغرب بين قرني شيطان، وحينئذ يسجد لها الكفار). قال عمرو فقلت: (يا نبي الله! فالوضوء حدثني عنه؟ قال صلى الله عليه وسلم: ما منكم رجل يقرب وضوءه فيتمضمض ويستنشق فينتثر إلا خرت خطايا وجهه وفيه وخياشيمه) أي أن الإنسان عندما يتوضأ تتساقط الذنوب مع آخر قطر الماء، فعندما يغسل وجهه، فإن ذنوب الفم والأنف والوجه والعينين تنزل كلها مع الماء. ثم إن عمرو بن عبسة رضي الله عنه حدث بهذا الحديث أبا أمامة رضي الله عنه فقال له أبو أمامة: (يا عمرو بن عبسة انظر ما تقول! في مقام واحد يُعطى هذا الرجل؟!). يعني: كأنه استكثر أن كل هذا يُعطاه العبد في مقام واحد، أنه إذا توضأ هذا الوضوء خرت الخطايا كلها منه، ثم يدخل في الصلاة فيخرج منها كيوم ولدته أمه، ليس عليه ذنب، يقول له: تذكر جيدا أن تكون قد نسيت شيئا مما ذكره النبي صلى الله عليه وسلم. فكان جواب عمرو رضي الله عنه أنه قال: (يا أبا أمامة! لقد كبرت سني، ورق عظمي، واقترب أجلي، ومالي حاجة أن أكذب على الله تعالى)، وحاشا لأصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أن يكذبوا على النبي صلى الله عليه وسلم أو على ربهم سبحانه. قال: (ولا على رسول الله صلى الله عليه وسلم لو لم أسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا مرة أو مرتين أو ثلاثا حتى عد سبع مرات ما حدثت بهذا أبدا). يعني: هذا الحديث لم يقله النبي صلى الله عليه وسلم مرة واحدة، بل قاله سبع مرات، والعدد (سبعة) يذكره العرب بمعنى: الكثرة، ولعله قالها أكثر من ذلك، قال: (ولكني سمعته أكثر من ذلك).

نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ ''سورج غروب ہونے سے کچھ دیر قبل ایک دفعہ پھر سے وہ وقت آجاتا ہے،جس میں نماز پڑھنا حرام ہے جیسا کہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت تھا۔ یہاں حرمت کی علت یہ ہے کہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے۔ چنانچہ مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نماز عصر کو جان بوجھ کر مغرب سے کچھ دیر پہلے تک موخر کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے اس کی سورج پرست کفار کے ساتھ مشابہت ہوگی اور مسلمان ایسا کرنے یعنی نماز عصر کو اس وقت تک موخر کرنے کی صورت میں گویا کفار کی تقلید کرے گا۔ نبی ﷺ نے اسے منافقین کی نماز کا نام دیا ہے۔ کیونکہ منافق ہی ایسا کرتا ہے کہ سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ زرد ہوجاتا ہے تو جلدی جلدی ٹھونگ مار کر چار رکعت پڑھ لیتا ہے اور اس میں بہت کم اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ کفار اور منافقین کی مشابہت سے بچیں اور نماز کو جان بوجھ کر سورج کے زرد پڑجانے تک موخر کرنے سے پرہیز کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''اے اللہ کے نبی! وضو کے بارے میں بھی مجھے بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص بھی وضو کے پانی کو اپنے قریب کرکے کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑتا ہے، تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ "یعنی جب انسان وضو کرتا ہے تو پانی کا آخری قطرہ گرنے کے ساتھ اس کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں۔ پھر عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "اے عمرو بن عبسہ! دیکھو تم کیا بیان کر رہے ہو۔ ایک ہی جگہ پر اس آدمی کو اتنا ثواب مل جائے گا؟ یعنی انہیں یہ بہت زیادہ لگا کہ آدمی کو ایک ہی جگہ پر اتنا کچھ دے دیا جائے کہ جب وہ وضو کرے تو اس کے ساتھ اس کے سارے گناہ جھڑ جائیں اور پھر نماز پڑھ کر جب وہ فارغ ہو تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک صاف ہوجائے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا کہ اس پر کوئی گناہ نہیں تھا۔ وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے ہیں کہ اچھی طرح سے یاد کرو کہ کہیں نبی ﷺ کی فرمائی ہوئی کوئی بات تم بھول نہ گئے ہو۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے اس پر یہ جواب دیا کہ: "اے ابوامامہ! میری عمر بڑی ہوگئی، میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور میری موت قریب آگئی ہے، اب مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اللہ پر اور اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولوں؟ "یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ پر یا اپنے رب سبحانہ وتعالی پر کوئی جھوٹی بات کہیں۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اور نہ ہی مجھے اس بات کی کوئی ضرورت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھوں۔ اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ

ﷺ سے ایک مرتبہ، دو مرتبہ، تین مرتبہ، حتیٰ کہ سات مرتبہ تک نہ سنی ہوتی تو میں کبھی یہ حدیث بیان نہ کرتا۔" یعنی آپ ﷺ نے یہ بات ایک دفعہ نہیں بلکہ سات دفعہ فرمائی۔ عربوں کے ہاں سات کا عدد کثرت پر دلالت کرتا ہے اور شاید نبی ﷺ نے اس سے بھی زیادہ دفعہ یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "لیکن میں نے تو اسے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے۔"

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > العهد المكي

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمرو بن عَبَسَة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- في الجاهلية : قبل الإسلام، سموا بذلك لكثرة جهالاتهم.
- مُسْتَخْفِيًا : أي مُستتِرا ممن يريد أذِيته من كفار قريش.
- تَلَطَّفْتُ : ترفَّقْت.
- مُتَّبِعُكَ : مُظهر للإسلام، ومقيم معك في مكة.
- ظَهَرْت : غَلَبْت وعلوت عليهم
- سِرَاعٌ : أي مُسْرِعين.
- النَّفَر : الجماعة من الناس من الثلاثة إلى العشرة.
- اقْصُرْ : كُفَّ واقعد.
- قِيدَ رُمْحٍ : قَدْرَ رُمْح.
- قَرْنَيْ شيطان : ناحيتي رأسه، بمعنى أنه يقف في جهة مطلع الشمس ومغربها حتى يكون السجود له ممن يعبد الشمس، وقيل: المراد به التمثيل، ومعناه أنه يتحرك الشيطان وشيعته ويتسلطون.
- مشهودة مَحْضُورة : تحضرها الملائكة وتشهد بها لمن صلاها.
- يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بالرمح : أي يقوم مقابله في جهة الشمال، ليس مائلا إلى المغرب ولا المشرق، وهذه حالة الاستواء.
- تُسْجَرُ جهنم : يُوقَد عليها إيقادا بليغا.
- الفَيء : ظل إلى جهة المشرق، والفيء مختص بما بعد الزوال، وأما الظل فيقع على ما قبل الزوال وبعده.
- يُقَرِّبُ وضوءه : يحضر الماء الذي يتوضأ به.
- يَنْتَثِر : يخرج ما في أنفه من أذى، والنثرة: طرف الأنف.
- خَرَّتْ خَطَايَاه : سَقَطَت ذنوبه
- فيه : الفم، وجَمْعه أفواه.
- خَيَاشِيمه : أقصى الأنْف.
- المِرْفَق : هو موقع اتصال الذراع بالعضد وهما مرفقان.
- أَنَامِله : المفرد: أَنمله، وهي: عُقد الإصبع أو سلامها أو المِفْصَل الأعلى من الإصبع الذي فيه الظُفر.

فوائد الحديث:

١. الأُمَّة التي تنحرف عن منهج الله وتتبع خطوات الشيطان ليست على شيء؛ لأنها تتردى في مهاوي الضلالة ، ويشهد لهذا المعنى قوله تعالى : (قل يا أهل الكتاب لستم على شيء حتى تقيموا التوراة والإنجيل وما أنزل إليكم من ربكم) (المائدة: ٦٨).

٢. الجاهليون حَرّفوا دين إبراهيم وإسماعيل ولكن بقي نفر كانوا يعتقدون ضلال قومهم، واتبعوا بقايا دين إبراهيم وإسماعيل وهم الحنفاء أمثال زيد بن عمرو بن نفيل.

٣. حرص عمرو بن عبسة في البحث عن الدين الصحيح.

٤. فيه أن الدعوة في أول الإسلام كانت سرًا.
٥. إذا خشي الدُّعَاة الفتنة من قبل حِزب الشيطان وجند الطاغوت وكانوا على ضعف جاز لهم أن يسروا بدعوتهم، ولذلك أرشد رسول الله صلى الله عليه وسلم عمرو بن عبسة رضي الله عنه أن يعود إلى أهله بإسلامه ليقيم فيهم خشية من أذى قريش.
٦. حرص كفار قريش على قتل النبي صلى الله عليه وسلم.
٧. جرأة كفار قريش على النبي صلى الله عليه وسلم.
٨. فيه صبر النبي صلى الله عليه وسلم على جرأة قومه عليه. ومن صبر ظَفَر.
٩. فيه أنه يجب على الداعي أن لا يكل ولا يمل من دعوة الناس ولو لم يتبعوه.
١٠. حسن صنيع عمرو بن عبسة رضي الله عنه، حين أراد الدخول على النبي صلى الله عليه وسلم.
١١. فيه معجزة للنبي هي إعلامه بأنه سيظهر، فكان كما أخبر.
١٢. سرعة استجابة عمرو بن سلمة رضي الله عنه للحق.
١٣. فضيلة عمرو بن عبسة وأنه من السابقين الأولين.
١٤. بيان للشدَّة التي مر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم من قومه ليصدوه عن دين الله.
١٥. استحباب سؤال أهل العلم عن أحكام الدين.
١٦. بيان ما يرسل الله به رسله وهو توحيد الملة بأن يُعبد الله وحده ولا يشرك به شيئاً ويحطم الطاغوت ، وتوحيد الكلمة بأن توصل الأرحام ، ولن يكون توحيد الكلمة إلا بتوحيد الملة.
١٧. وجوب تحطيم الأوثان والصُلبان وطَمس الصور.
١٨. بيان لفضل أبي بكر الصديق وبلال، وأنهما من السابقين الأولين.
١٩. استحباب متابعة أخبار أهل العلم والسؤال عن أحوالهم والاطمئنان عليهم.
٢٠. استحباب المسارعة إلى أهل الإسلام عند زوال المحن والابتلاء ، ولذلك لا يجوز تكثير سواد أهل الكفر بالمقام بين ظهرانيهم.
٢١. قويت شوكت الإسلام، حين استقر النبي صلى الله عليه وسلم في المدينة.
٢٢. استجابة الناس لدعوة النبي صلى الله عليه وسلم، ودخولهم في دين الله سراعا.
٢٣. قُوَّة ذاكرة النبي _صلى الله عليه وسلم _ ، فإنه تَذَكَّر عمرو بن عَبَسة بعد مدة طويلة.
٢٤. حرص عمرو بن عَبَسة على تلقي العلم الشرعي من أصله.
٢٥. بيان أهمية الصلاة وعظم شأنها.
٢٦. فضل ركعتي الوضوء ، إذا لم يحدث نفسه بشيء ، إلا أن الكبائر لا تكفرها إلا التوبة الصادقة.
٢٧. بيان للأوقات التي تكره فيها الصلاة وهي حين شروق الشمس ، ووقت الزوال، وحين تغرب الشمس.
٢٨. تحريم التشبه بالكفار ولو لم يقصد المتشبه ذلك، فإن الذي يصلي حين تطلع الشمس وحين تغرب لا يقصد التشبه بالكفار، ومع ذلك فالصلاة حينئذ منهي عنها.
٢٩. بيان لفضل الوضوء وأنه مكفر للذنوب والخطايا، وهذا لمن توضأ كما أُمر.
٣٠. جواز التثبت من المُحَدِّث من غير تهمة.
٣١. تأكيد عمرو بن عَبَسَة رضي الله عنه سماعه لهذا الحديث من النبي صلى الله عليه وسلم عدة مرات.
٣٢. حرص عمرو بن عَبَسَة على نشر ما تعلمه من النبي صلى الله عليه وسلم.
٣٣. خفاء بعض الأحكام والفضائل على بعض الصحابة.
٣٤. كلما طال عُمْر المسلم واشتعل رأسه شيباً وَرَقَّ عظمه ، فإنه ينبغي أن يزداد إحساناً ورجاءً وعملاً صالحاً.
٣٥. أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم عدول ثقات.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى:

١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابع دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (6610)

قلت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أفي سورة الحج سجدتان؟ قال: نعم، ومن لم يسجدهما، فلا يقرأهما

میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: کیا سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: "ہاں، اور جوان دو سجدوں کو نہیں کرنا چاہتا اسے چاہیے کہ وہ ان دو آیات کو نہ پڑھے (جن میں یہ دونوں سجدے آئے ہیں)۔

٧٥٦. الحديث:

عن عُقْبَة بن عامر -رضي الله عنه- قال: قلت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أفِي سورة الحج سَجدَتَان؟ قال: «نعم، ومن لم يَسْجُدْهما؛ فلا يَقْرَأْهما».

٧٥٦. حديث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: "کیا سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: "ہاں، اور جوان دو سجدوں کو نہیں کرنا چاہتا اسے چاہیے کہ وہ ان دو آیات کو نہ پڑھے (جن میں یہ دونوں سجدے آئے ہیں)۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث: يسأل عُقبة بن عامر -رضي الله عنه- النبي -صلى الله عليه وسلم- ويَستفهم منه عن سورة الحج، أفيها سجدتان؟ فأجابه النبي -صلى الله عليه وسلم- بنعم، فيهما سجدتان. ثم زاده حكما آخر، وهو: "ومن لم يَسجدهما فلا يَقرأهما" أي: من أتى على هاتين الآيتين، ولم يُرد السُّجود فيهما فلا يقرأهما، وهذا النهي ليس للتحريم ولكنه للكراهة، وسجود التلاوة سُنة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے سوال کر رہے ہیں اور آپ ﷺ سے سورۃ الحج کے بارے دریافت کر رہے ہیں کہ کیا اس میں دو سجدے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: ہاں، اس میں دو سجدے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں ایک اور حکم بیان فرمایا کہ: "جو شخص ان دونوں سجدوں کو نہیں کرنا چاہتا تو وہ ان دونوں آیات کو نہ پڑھے۔" یعنی جو شخص ان دونوں آیات تک پہنچے اور وہ ان میں سجدے نہ کرنا چاہتا ہو تو وہ انہیں نہ پڑھے۔ یہ ممانعت تحریم کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ کراہت و ناپسندیدگی کے لیے ہے۔ اور سجدہ تلاوت کرنا سنت ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على أنَّ في سورة الحج سجدتين.
٢. الرَدُّ على من لم يعتبر السَّجدة الثانية من سَجدات القرآن.
٣. الحديث يدل على مِيزة سُورة الحج على غيرها من سور القران؛ بأنَّ فيها سجدتين، إلا أن ذلك لا يدل على تفضيلها على غيرها من السّور مطلقًا، وإنَّما يفضل الشَّيء على الشَّيء بحسب ما قيِّد به.
٤. أن القرآن يتفاضل، وأن بعضه أفضل من بعض؛ لحكمة الله أعلم بها.
٥. مشروعية إجابة السائل بأكثر مما سأل مما يحتاج إليه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري ، دار الفكر،

بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم ، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (11241)

قول أبي حميد الساعدي في عشرة من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- منهم أبو قتادة: أنا أعلمكم بصلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

٧٥٧. الحديث:

عن محمد بن عمرو بن عطاء، قال: سمعت أبا حميد الساعدي، في عشرة من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- منهم أبو قتادة، قال أبو حميد: أنا أَعلمُكم بصلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قالوا: فَلِمَ؟ فوالله ما كنتَ بأكثرنا له تبعا ولا أقدمنا له صحبة، قال: بلى، قالوا: فاعْرِض، قال: " كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يُحَاذِيَ بهما مَنْكِبَيْهِ ، ثم يُكبِّر حتى يَقِرَّ كل عظم في موضعه معتدلا، ثم يقرأ، ثم يكبِّر فيرفع يديه حتى يُحاذي بهما مَنْكبيه، ثم يركع ويضع رَاحَتَيْهِ على رُكبتيه، ثم يعتدل فلا يَصُبُّ رأسه ولا يُقْنِعُ ، ثم يرفع رأسه، فيقول: سمع الله لمن حمده، ثم يرفع يديه حتى يُحاذي بهما منكبيه معتدلا، ثم يقول: الله أكبر ثم يهوي إلى الأرض فيُجافي يديه عن جنبيه، ثم يرفع رأسه ويَثْني رجله اليسرى فيقعد عليها، ويفتح أصابع رجليه إذا سجد، ويسجد ثم يقول: الله أكبر، ويرفع رأسه ويَثْني رجله اليسرى فيقعد عليها حتى يرجع كل عظم إلى موضعه، ثم يصنع في الأخرى مثل ذلك، ثم إذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما كبر عند افتتاح الصلاة، ثم يصنع ذلك في بقية صلاته حتى إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرى وقعد مُتَوَرِّكًا على شقه الأيسر، قالوا: صدقت هكذا كان يصلي -صلى الله عليه وسلم-.

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام کے درمیان جن میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ کہنا کہ میں آپ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں جانتا ہوں

٧٥٧. حدیث :

محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ میں نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابۂ کرام کے درمیان جن میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے کہتے ہوئے سنا : میں آپ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں جانتا ہوں، لوگوں نے کہا : وہ کیسے ؟ اللہ کی قسم آپ ہم سے زیادہ نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے، نہ ہم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئے تھے۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا : ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ (لیکن مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ نماز زیادہ یاد ہے) اس پر لوگوں نے کہا : (اگر آپ زیادہ جانتے ہیں) تو پیش کیجیے، ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے بالمقابل (برابر) اٹھاتے، پھر تکبیر کہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے مقام پر سیدھی ہو جاتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کرتے پھر ''اللہ أکبر'' کہتے، اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے مقابل کر لیتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے، اور رکوع میں پیٹھ اور سر سیدھا رکھتے، سر کو نہ زیادہ جھکاتے اور نہ ہی پیٹھ سے بلند رکھتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے، پھر اپنا دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ سیدھا ہو کر انہیں اپنے دونوں کندھوں کے مقابل کرتے، پھر ''اللہ أکبر'' کہتے، پھر (سجدہ کرتے ہوئے) زمین پر گرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا رکھتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پیر کو موڑتے اور اس پر بیٹھتے، اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں پیر کی انگلیوں کو کھلا رکھتے اور سجدہ کرتے، پھر ''اللہ أکبر'' کہتے اور اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پیر موڑتے اور اس پر بیٹھتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آ جاتی، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے، پھر جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو ''اللہ أکبر'' کہتے، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے بالمقابل لے جاتے جس طرح کہ نماز شروع کرنے کے وقت ''اللہ أکبر'' کہا تھا، پھر اپنی بقیہ نماز میں بھی اسی طرح کرتے یہاں تک کہ جب اس سجدہ سے فارغ ہوتے جس میں سلام پھیرنا ہوتا، تو اپنے بائیں پیر کو اپنے داہنے پیر کے نیچے سے نکال کر اپنی بائیں سرین پر بیٹھتے۔

اس پر ان لوگوں نے کہا: آپ نے سچ کہا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم وهي الأكمل لمن أراد الصلاة ، فذكر فيها جملة من أعمال الصلاة من الأركان والواجبات والمستحبات من التكبير حتى السلام، وهي كالتالي: أنه كان صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يُحَاذِيَ بهما مَنْكِبَيْهِ، ثم يكبر حتى يسكن كل عظم في موضعه من الخشوع معتدلا، ثم يقرأ، ثم يكبر فيرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم يركع ويضع رَاحَتَيْهِ على ركبتيه، ثم يعتدل فلا يرفع رأسه للأعلى ولا يُنزله بل يكون معتدلاً، ثم يرفع رأسه، فيقول: سمع الله لمن حمده، ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه معتدلا، ثم يقول: الله أكبر، ثم يهوي إلى الأرض فيبعد يديه عن جنبيه، ثم يرفع رأسه ويثني رجله اليسرى فيقعد عليها، ويفتح أصابع رجليه إذا سجد، ويسجد ثم يقول: الله أكبر، ويرفع رأسه ويثني رجله اليسرى فيقعد عليها حتى يرجع كل عظم إلى موضعه، ثم يصنع في الركعة الثانية مثل ذلك، ثم إذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما كبر عند افتتاح الصلاة، ثم يصنع كذلك في بقية صلاته، حتى إذا كانت السجدة التي فيها التسليم -هكذا في الرواية، وبين الشراح بأنها الجلسة التي فيها التسليم- أخر رجله اليسرى وقعد مُتَوَرِّكًا على شقه الأيسر.

اجمالی معنیٰ:

حدیث شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کرتی ہے۔ اور جو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح) نماز کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو (اس کے لیے) یہی کامل ترین صورت ہے۔ اس حدیث میں نماز کے جملہ اعمال یعنی ارکان، واجبات اور مستحبات تکبیر سے لے کر تسلیم تک کو بیان کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے، پھر تکبیرِ تحریمہ کہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے مقام پر خشوع وخضوع کے ساتھ بالکل سیدھی ہو جاتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کرتے، پھر ''اللہ اکبر'' کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے برابر کر لیتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے، پھر سیدھے ہو جاتے اور اپنے سر کو نہ اوپر کی طرف اٹھاتے اور نہ ہی جھکاتے بلکہ سیدھا رکھتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ سیدھا ہو کر انہیں اپنے دونوں کندھوں کے برابر کرتے پھر ''اللہ اکبر'' کہتے، پھر (سجدہ کرتے ہوئے) زمین پر گرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا رکھتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پیر کو موڑتے اور اس پر بیٹھتے اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں پیر کی انگلیوں کو کھولے رکھتے اور (دوسرا) سجدہ کرتے پھر ''اللہ اکبر'' کہتے اور (دوسرے سجدہ سے) اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پیر موڑتے اور اس پر بیٹھتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آجاتی، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے، پھر جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے برابر تک لے جاتے جس طرح کہ نماز شروع کرنے کے وقت ''اللہ اکبر'' کہا تھا، پھر اپنی بقیہ نماز میں بھی اسی طرح کرتے یہاں تک کہ جب اس سجدہ سے فارغ ہوتے جس میں سلام پھیرنا ہوتا۔ -اسی طرح روایت میں ہے اور شارحین نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ جلسہ ہے جس میں سلام پھیرا جاتا ہے- ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تورّک کرتے یعنی بایاں پاؤں ایک طرف نکال لیتے اور بائیں سرین پر ٹیک لگا کر بیٹھتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود واللفظ له وأصله في البخاري

التخريج: أبو حميد عبد الرحمن بن سعد الساعدي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جعل يديه حذو منكبيه : يعني: أنَّ المصلي يرفع يديه -عند تكبيرة الإحرام- حتى تحاذي منكبيه وتكون بإزائهما.
- مَنكِبيه : المنكب: هو مجتمع رأس العضد والكتف.
- ركبتيه : الركبة: موصل ما بين أسفل الفخذ وأعالي الساق.

فوائد الحديث:

١. وجوب تكبيرة الإحرام بقول: "الله أكبر"، ولا تنعقد الصلاة بدونها.

٢. استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام.

٣. استحباب تمكين يديه من ركبتيه أثناء الركوع، وتفريج أصابعه، وأحاديث وضع اليدين على الركبتين في الركوع بلغت حد التواتر.

٤. استحباب هصر المصلي ظهره أثناء الركوع؛ ليستوي مع رأسه، فيكون الرأس بإزاء الظهر، فلا يرفعه ولا يخفضه.

٥. ثم يرفع رأسه، ويديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ويقول الإمام والمنفرد: "سمع الله لمن حمده"، ويقول المأموم: "ربنا ولك الحمد"، ويبقى مستويًا مطمئنًا، راجعًا كل فقار من فقرات الظهر إلى مكانه.

٦. ثم يسجد ويضع كفيه على الأرض، غير مفترش لذراعيه، موجهًا أصابع يديه إلى القبلة، غير قابض لهما.

٧. يضع قدميه على الأرض، مستقبلًا بأطراف أصابعه القبلة.

٨. إذا جلس في التشهد الأول فرش رجله اليسرى، وجلس عليها، ونصب اليمنى مستقبلاً بأصابعها القبلة.

٩. إذا جلس في التَّشهد الأخير -للصلاة التي فيها تشهدان- جلس متورِّكًا، بأن يقدم رجله اليسرى ويخرجها من تحته، وينصب اليمنى، ويضع إليتيه على الأرض.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. (سنن الترمذي) لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي – بيروت. السنن، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تعليق: محمود خليل، مكتبة أبي المعاطي . مسند أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني،المكتب الإسلامي – بيروت، الثانية -١٤٠٥هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10902)

قوموا فلأصلي لكم

اٹھو، تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں

٧٥٨. الحديث:

عن أَنَس بنِ مَالِكٍ -رضي الله عنه- «أنَّ جَدَّتَهُ مُلَيكَة دَعَت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لِطَعَام صَنَعتُه، فَأَكَل مِنه، ثم قال: قُومُوا فَلِأُصَلِّ لَكُم؟ قال أنس: فَقُمتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قد اسوَدَّ من طُولِ مَا لُبِس، فَنَضَحتُه بماء، فقام عليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وَصَفَفتُ أنا واليَتِيمُ وَرَاءَهُ، والعَجُوزُ مِن وَرَائِنَا، فَصَلَّى لَنَا رَكعَتَين، ثُمَّ انصَرَف». ولمسلم «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صلى به وبِأُمِّه فَأَقَامَنِي عن يَمِينِه، وأقام المَرأَةَ خَلْفَنَا».

٧٥٨. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''ان کی دادی مُلیکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کھانے پر بلایا، جو انہوں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا، پھر فرمایا: "اٹھو، تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔''، انس کہتے ہیں: میں اپنی ایک چٹائی کی طرف اٹھا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوگئی تھی۔ میں نے اس پر پانی کا چھینٹا مارا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے۔ میں اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی عورت ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔"اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اوران کی ماں کو نماز پڑھائی۔ تو مجھے اپنے دائیں کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دعت مليكة -رضي الله عنها- رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لطعام صنعته، وقد جبله الله تعالى على أعلى المكارم وأسمى الأخلاق، ومنها التواضع الجم، فكان على جلالة قدره وعلو مكانه يجيب دعوة الكبير والصغير، والذكر والأنثى، والغني والفقير، يريد بذلك الأهداف السامية، والمقاصد الجليلة من جبر قلوب البائسين، والتواضع للمساكين، وتعليم الجاهلين، إلى غير ذلك من مقاصده الحميدة، فجاء إلى هذه الداعية، وأكل من طعامها، ثم اغتنم هذه الفرصة ليعلِّم هؤلاء المستضعفين الذين ربما لا يزاحمون الكبار على مجالسه المباركة، فأمرهم بالقيام ليصلي بهم، حتى يتعلموا منه كيفية الصلاة، فعمد أنس إلى حصير قديم، قد اسود من طول المكث والاستعمال، فغسله بالماء، فقام عليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي بهم، وصف أنسا، ويتيما معه، صفا واحدا خلف النبي صلى الله عليه وسلم، وصفت العجوز-صاحبة الدعوة- من وراء أنس واليتيم، تصلي معهم، فصلى بهم ركعتين، ثم انصرف -صلى الله

اجمالی معنیٰ:

ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا، جو انہوں نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلی اخلاق اوربلند کردار سے سرفراز کیا تھا۔ انہی میں سے ایک آپ کی بے حد تواضع وخاکساری ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم مقام ومرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود چھوٹے بڑے، مرد وعورت، امیر وغریب سب کی دعوت قبول فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذریعہ کمزوروں اور محتاجوں کی غمگساری، فقیروں اور مسکینوں سے ہمدردی اور جاہلوں کی تعلیم وتربیت جیسے اہم مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت دینے والی خاتون کے ہاں تشریف لائے اوراس کا کھانا تناول فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان کمزوروں کو، جو بسا اوقات بڑوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلسوں میں نہیں حاضر ہوتے ہیں، تعلیم دینا چاہا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سب کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تاکہ انہیں نماز پڑھائیں جس سے انہیں نماز کی کیفیت کا علم ہو جائے۔ انس رضی اللہ عنہ ایک پرانی چٹائی کی طرف متوجہ ہوئے جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، اس کو پانی سے دھلا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں نماز پڑھانے کے لیے اس پر کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھ ایک یتیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک صف میں کھڑے

عليه وسلم- بعد أن قام بحق الدعوة والتعليم -صلى الله عليه وسلم-، ومنَّ الله علينا باتباعه في أفعاله وأخلاقه.

ہوئے اور ملیکہ رضی اللہ عنہا- جو میزبان تھیں- نماز پڑھنے کے لیے انس رضی اللہ عنہ اور یتیم کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دو رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ دعوت و تعلیم کا حق ادا کرنے کے بعد واپس آ گئے۔ اللہ کا ہم پر بہت بڑا احسان کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اخلاق میں آپ کا متبع بنایا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. والرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ : النضح الرش، وقد يراد به الغسل.
- مُلَيْكَةَ : هي بنت مالك بن عدي الأنصارية النجَّارية.
- دَعَت رَسُولَ اللَّه : طلبت حضوره.
- لكم : لأجلكم؛ لتعليمكم أو لحلول البركة في منزلكم.
- حَصِيرٍ : فراش منسوج من سعف النخل.
- طُولِ مَا لُبِسَ : طول مدة ما استُعمل.
- اليتيم والعجوز : اليتيم: من مات أبوه قبل بلوغه، والمراد به: ضميرة بن أبي ضميرة الحميري مولى النبي -صلى الله عليه وسلم-.العجوز: المرأة الكبيرة السن، والمراد بها: مليكة.
- ثم انصرف : رجع من عندهم.
- أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ : أوقفني للصلاة معه.
- المرأة : أم أنس.

فوائد الحديث:

١. ما كان عليه -صلى الله عليه وسلم- من التواضع، وإجابة دعوة الداعي، ولو كان امرأة.
٢. صحة مصافة الذي لم يبلغ في الصلاة؛ لأنَّ اليتيم يطلق على من مات أبوه ولم يبلغ.
٣. الأفضل في موقف المأمومين، أن يكونوا خلف الإمام.
٤. موقف المرأة، يكون خلف الرجال.
٥. جواز الاجتماع في النوافل التي لم يشرع لها اجتماع، إذا لم يتخذ ذلك عادة مستمرة.
٦. جواز الصلاة، لقصد التعليم بها، أو غير ذلك من المقاصد الدينية النافعة المفيدة.
٧. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكرم خلقه.
٨. استحباب إجابة دعوة الداعي، لاسيما لمن يحصل بإجابته جبر خواطرهم، وتطمين قلوبهم، ما لم تكن وليمة عرس، فعند ذلك تجب إجابة الدعوة.
٩. الافتراش يسمى لبسا.
١٠. عناية الإسلام بمنع الاختلاط.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح

البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3324)

كَلَّا، إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ

ہر گز نہیں، میں نے تو اسے مال غنیمت میں سے ایک چادر یا چوغہ چرانے کی وجہ سے آگ میں دیکھا ہے

٧٥٩. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- مرفوعاً: لما كان يوم خيبر أقبل نَفَرٌ من أصحاب النبي -صلى الله عليه و سلم- فقالوا: فلان شهيد وفلان شهيد. حتى مَرُّوا على رجل فقالوا: فلان شهيد. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "كلا إني رَأَيْتُهُ في النار في بُرْدَةٍ غَلَّهَا أو عباءة".

٧٥٩. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: جنگ خیبر کے دن نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے، یہاں تک کہ ان کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا تو (اسے دیکھ کر) کہنے لگے کہ فلاں (بھی) شہید ہے۔ اس پر نبی ﷺ فرمایا: ''ہر گز نہیں، میں نے تو اسے مال غنیمت میں سے ایک چادر یا چوغہ چرانے کی وجہ سے آگ میں دیکھا ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-: لما كان يوم غزوة خيبر أقبل أناس من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- على النبي -صلى الله عليه وسلم- وهم يقولون: فلان شهيد، فلان شهيد حتى مروا على رجل فقالوا: فلان شهيد، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: كلا إني رأيته في النار بسبب عباءة قد كتمها يريد أن يختص بها لنفسه، فعُذب بها في نار جهنم، وانتفت عنه هذه الصفة العظيمة وهي الشهادة في سبيل الله -عز وجل-.

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ وہ کہہ رہے تھے: فلاں شہید ہے، فلاں شہید ہے، یہاں تک کہ ایک آدمی کی لاش پر سے ان کا گزر ہوا تو وہ کہنے لگے کہ فلاں شہید ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر گز نہیں، میں نے تو اسے (مال غنیمت میں سے) ایک چوغہ اپنے لئے چھپا لینے کی وجہ سے آگ میں دیکھا ہے، جس کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ میں عذاب دیا گیا۔ چنانچہ اس سے اللہ عزوجل کی راہ میں شہادت کی عظیم صفت ختم ہو گئی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نفر : اسم يُطلق على الناس كلهم، وعلى دون العشرة من الرجال خاصة.
- كلا : أداة ردع وزجر؛ أي: انتهوا.
- رأيته : الظاهر أنه صلى الله عليه سلم اطلع على ما يكون من حاله يوم القيامة نتيجة خيانته.
- بردة : ثوب مخطط.
- عباءة : نوع من الملابس
- غلَّها : من الغلول، وهو الأخذ من الغنائم قبل قسمتها على وجه السرقة.

فوائد الحديث:

١. عِظم ذنب الخيانة في الأموال العامة وشدة عقابها.
٢. الشهادة في سبيل الله تعالى لا تكفر حقوق العباد.

٣. إكرام الله تعالى لرسوله صلى الله عليه وسلم حيث أطلعه على خواتيم بعض العباد.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4238)

كُلْ، واشربْ، والبسْ، وتصدقْ في غير سَرَفٍ، ولا مَخِيْلَة

کھاؤ، صدقہ کرو اور پہنو، لیکن اسراف اور غرور سے بچو

٧٦٠. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: "كُلُوا، وَاشْرَبُوا، وَتَصَدَّقُوا، وَالْبَسُوا، غَيْرَ مَخِيلَة، وَلَا سَرَف".

٧٦٠. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ، صدقہ کرو اور پہنو، لیکن اسراف اور غرور سے بچو“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

دل هذا الحديث على تحريم الإسراف في المأكل والمشرب والملبس والأمر بالتصدق من غير رياء ولا سمعة، وحقيقة الإسراف مجاوزة الحد في كل فعل أو قول وهو في الإنفاق أشهر. والحديث مأخوذ من قوله تعالى: {وكلوا واشربوا ولا تسرفوا} [الأعراف: ٣١] وفيه تحريم الخيلاء والكبر. وهذا الحديث جامع لفضائل تدبير الإنسان نفسه، وفيه مصالح النفس والجسد في الدنيا والآخرة، فإن السرف في كل شيء مضر بالجسد ومضر بالمعيشة، ويؤدي إلى الإتلاف فيضر بالنفس إذا كانت تابعة للجسد في أكثر الأحوال، والمخيلة تضر بالنفس حيث تكسبها العجب، وتضر بالآخرة حيث تكسب الإثم، وبالدنيا حيث تكسب المقت من الناس، وقد علق البخاري عن ابن عباس «كل ما شئت واشرب ما شئت ما أخطأتك اثنتان سرف ومخيلة».

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث کھانے، پینے اور لباس میں اسراف کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور بغیر دکھاوے اور شہرت کے صدقہ کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ اسراف کا حقیقی معنی ہے: ہر فعل و قول میں حد سے تجاوز کرنا۔ تاہم خرچ کرنے کے معاملے میں حد سے گزرنے میں اسراف کے لفظ کا استعمال زیادہ مشہور ہے۔ یہ حدیث اللہ تعالی کے اس فرمان سے ماخوذ ہے کہ: "کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو"(الأعراف: ٣١)۔ اس میں بڑائی اور تکبر کی حرمت کا بھی بیان ہے۔ نیز اس میں انسان کے اپنے نفس کے تئیں بہتر تدبیر اختیار کرنے کے فضائل اور دنیا و آخرت کے لحاظ سے روحانی اور جسمانی مصالح کا بیان ہے۔ کسی بھی شے میں اسراف جسم اور معیشت دونوں کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے اور زیاں کا باعث بنتا ہے، جس کے نتیجے میں انسانی روح کو ضرر پہنچتا ہے؛ کیوں کہ یہ عموماً جسم کے تابع ہوتی ہے۔ تکبر سے بھی روح کو ضرر لاحق ہوتا ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے اس میں خودپسندی آتی ہے اور آخرت کے لیے بھی یہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ یہ گناہ کا سبب ہے اور دنیاوی اعتبار سے بھی یہ ضرر رساں ہے، بایں طور کہ اس کی وجہ سے لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تعلیقا روایت کی ہے کہ: "جو چاہو، کھاؤ اور جو چاہو، پیو، جب تک کہ دو باتیں تم میں نہ آئیں: اسراف اور تکبر"۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: رواه ابن ماجه والإمام أحمد، وذكره البخاري في صحيحه تعليقًامجزومًا به بلفظ الإمام أحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: مسند الإمام أحمد.

معاني المفردات:

- تصدَّقوا : الصدقة: هي العطية تُبْتَغَى بها المثوبة من الله تعالى.
- سَرَف : السَّرَف: مجاوزة الحد المباح.
- مَخِيلَة : تكبر.

فوائد الحديث:

١. في هذا الحديث قاعدة مهمة في الاقتصاد.

٢. إباحة الأكل والشرب من ملاذ الدنيا المباحة.

٣. وجوب اجتناب الإسراف والتكبر.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، لصالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، ط١، الرسالة، بيروت، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، لعبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، ١٤٢٣هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، لمحمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، دار الحديث. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، ١٤٢٧هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ هـ. سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. الجامع الصحيح، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (5363)

كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ

ہر پینے والی چیز جو نشہ آور ہو، حرام ہے۔

٧٦١. الحديث:

عن عائشة رضي الله عنها: «أَنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سُئِلَ عن الْبِتْعِ؟ فقال: كل شَرَابٍ أَسْكَرَ فهو حَرَامٌ».

٧٦١. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب (اَلْبِتْع) کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: "ہر پینے والی چیز جو نشہ آور ہو، حرام ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سئل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن شرب البتع الذي هو نبيذ العسل، فأتى -صلى الله عليه وسلم- بجواب عام شامل، مفاده أنه لا عبرة باختلاف الأسماء، ما دام المعنى واحداً، والحقيقة واحدة. فكل شراب أسكر، فهو خمر محرَّم، من أي نوع أخذ. وهو من جوامع كَلِمه -صلى الله عليه وسلم- وحسن بيانه عن ربه، ولهذا جاء من العلم في مدة بعثته بما يسعد البشرية في الدنيا والآخرة.

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ سے شہد کی شراب پینے کا حکم دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے ایک ایسا جواب مرحمت فرمایا، جو عام نوعیت کا حامل اور اس جیسے ہر مسئلے کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے، جس کا لب لباب یہ ہے کہ عنوان اور تعبیرات کی تبدیلی سے حقائق نہیں بدل سکتے، جب تک کہ معنی اور حقیقت ایک ہو۔ لہٰذا ہر وہ پینے والی چیز جو نشہ آور ہو، حرام ہی ہوگی؛ چاہے کسی بھی نوع سے اسے تیار کیا گیا ہو۔ نبی کریم ﷺ کا یہ مختصر سا جملہ آپ کے جامع کلمات (دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف) اور اپنے پروردگار کی جانب سے آپ کو عطا کردہ عمدہ و دل نشین اندازِ بیان کا ایک نمونہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی بعثت کی مدت میں اس قدر علم عام فرمایا کہ تمام نوعِ انسانی کو دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں نصیب ہوجائیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الخمر
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- البتع : نبيذ العسل.

فوائد الحديث:

١. تعليق الحرمة على الإسكار، فكل مسكر حرام، ويجب على من تناوله حد الخمر ولو كان القدر الذي أخذه لا يسكر.
٢. أن المفتي يجيب السائل بزيادة عن ما سأل عنه إذا كان ذلك مما يحتاج إليه السائل
٣. أنه لا فرق بين قليل المسكر وكثيره في التحريم.
٤. تحريم ما يسكر ولو لم يكن شرابا, فيدخل في ذلك الحشيشة وغيرها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ - عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة،

١٤٠٨ هـ - تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (2952)

كُنَّا عند أبي موسى الأشعريّ -رضي الله عنه- فَدَعَا بِمَائِدَةٍ، وعليها لَحْمُ دَجَاجٍ

ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انھوں نے کھانا منگوایا، جس میں مرغی کا گوشت تھا۔

٧٦٢. الحديث:

عن زَهْدَم بن مُضَرِّبٍ الْجَرْمِي قالَ: «كنا عند أبي موسى الأشعري، فدعا بمائدة وعليها لحم دجاج، فدخل رجل من بني تَيْمِ الله أَحْمَرُ، شَبِيهٌ بِالْمَوَالِي، فقال له: هَلُمَّ، فَتَلَكَّأَ، فقال له: هَلُمَّ، فإني رأيتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يأكل منه».

٧٦٢. حديث:

زہدم بن مضرب جرمی نے بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انھوں نے کھانا منگوایا، جس میں مرغی کا گوشت تھا۔ اتنے میں سرخ رنگت اور غلاموں جیسی مشابہت رکھنے والا، قبیلہ بنو تیم اللہ کا ایک شخص بھی حاضر ہوا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ اس نے پس و پیش کا اظہار کیا، تو ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اس سے پھر کہا کہ تم بھی شریک ہو جاؤ؛ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يروي زَهْدَمُ بن مُضَرِّب الجَرْمِي أنه كان هو وقوم معه عند أبي موسى الأشعري، فدَعا بمائدَة فجِيء بها إليهم وعليها لحم دجاج، فدخل رجل مِنْ بَنِي تَيم الله أَحْمَر اللون شبيه بالموالي -يعني الأعاجم-، فقال له أبو موسى داعيًا له إلى الطعام: هلم إلى الغداء فتلكأ وأبى أن يأتي، فقال له أبو موسى: إني رأيت رسول الله يأكل منه.

اجمالی معنیٰ:

زہدم بن مضرب روایت کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے ہم راہ کچھ لوگ، ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ انھوں نے کھانا منگوایا اور جب لوگوں کے روبرو کھانا رکھا گیا، تو دیکھا گیا کہ اس میں مرغی کا گوشت تھا۔ اتنے میں سرخ رنگت اور غلاموں۔ یعنی عجمی لوگ۔ جیسی مشابہت رکھنے والا، قبیلہ بنو تیم اللہ کا ایک شخص بھی حاضر ہوا۔ چنانچہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ کھانے پر آ جاؤ۔ اس شخص نے پس و پیش کرتے ہوئے کھانے میں شریک ہونے سے انکار کر دیا، تو ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > ما يحل ويحرم من الحيوانات والطيور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: زَهْدَمُ بن مُضَرِّب الجَرْمِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تَيم الله : هم بطن من إحدى قبائل العرب.
- هَلُمَّ : كلِمةٌ بمعنى الدعوة إلى الشيء.
- فَتَلَكَّأَ : بمَعنى تَرَدَّدَ وتَوَقَّفَ.

فوائد الحديث:

١. حِلّ أكل لحم الدجاج لأنه من الطيبات.

٢. جواز الترف المنضبط في المأكل والمشرب والملبس، وأنَّ هذا غير منافٍ للشَّرع، ولا ينبغي اتخاذ الترف عادة دائمة، لئلا يألفه، فلا يصبر عنه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. -عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ -تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2975)

كُنَّا نُعِدُّ لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ الله ما شاء أن يَبْعَثَهُ من الليل، فَيَتَسَوَّكُ، ويتوضَّأ ويُصلي

ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے۔ رات کو جب اللہ تعالی چاہتا، آپ ﷺ کو بیدار کر دیتا اور آپ ﷺ مسواک اور وضو کر کے نماز پڑھتے۔

---

٧٦٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: كُنَّا نُعِدُّ لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ الله ما شاء أن يَبْعَثَهُ من الليل، فَيَتَسَوَّكُ، ويتوضَّأ ويُصلي.

٧٦٣. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے۔ رات کو اللہ تعالی جب چاہتا، آپ ﷺ کو بیدار کر دیتا اور آپ ﷺ مسواک اور وضو کر کے نماز پڑھتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أنها كانت تُهَيِّئ للنبي -صلى الله عليه وسلم- سِواكه والماء الذي يتوضأ به من الليل، ثم يوقظه الله -تبارك وتعالى- من نومه في أي وقت من الليل، فإذا استيقظ شَرَع في ذَلك أسنانه بالسواك؛ ليُزيل به رائحة الفم التي تحدث عادة بسبب النوم، ثم يتوضأ وضوءه للصلاة، ثم يصلي صلاة الليل.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی مسواک اور پانی تیار کر کے رکھ دیتیں، جس سے آپ ﷺ رات کو وضو فرماتے تھے۔ پھر رات کو اللہ تبارک وتعالی آپ ﷺ کو نیند سے جب چاہتا، بیدار کرتا۔ آپ ﷺ جب اٹھتے تو منہ کی اس بو کو دور کرنے کے لیے دانتوں پر مسواک کرتے، جو عموما نیند کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لیے وضو فرماتے اور نماز تہجد ادا کرتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > سنن وآداب الوضوء
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نعد : نُهَيِّئ.
- طهوره : أي: الماء الذي يتطهر به.
- يبعثه : يوقظه من نومه.
- يتسوك : ينظف فمه وأسنانه بالسواك.

فوائد الحديث:

١. استحباب التسوك قبل الوضوء، وقبل الصلاة، وعند القيام من النوم.
٢. عناية أزواج النبي -صلى الله عليه وسلم- به، وحرصهن على ما يرضي النبي -صلى الله عليه وسلم- من تهيئة ما يلزمه للطاعة والعبادة.
٣. خدمة المرأة لزوجها.
٤. جواز الاستعانة بالآخرين لإعداد الطهور.
٥. استحباب التأهب للعبادة قبل وقتها والاعتناء بها.
٦. أن أرواح العباد بيد الله -تعالى- يُصَرِّفُها كيف شاء، وفي الآية: (فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الأخرى).
٧. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يَكن يُوقظ للصلاة بالليل، بل متى ما أيْقَظَه رَبُّه صلَّى.

٨. أن النوم ناقض للوضوء، وهذا هو الأصل، لكن من خصوصياته -صلى الله عليه وسلم- أنه لا ينتقض وضوؤه بالنوم؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم- كما في الصحيحين : "إن عَيْنَيَّ تَنَامان ولا ينام قلبي".وعليه يحمل حديث الباب على الاختيار؛ ولهذا قال الحافظ ابن حجر -رحمه الله-: "كان ربما تَوضأ إذا قام من النوم، وربما لم يتوضأ."

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3758)

كُنّا نتكلم في الصلاة، يُكَلِّمُ الرجل صاحبه، وهو إلى جنبه في الصلاة، حتى نزلت {وقوموا لله قانتين}؛ فَأُمِرْنَا بالسكوت و نُهِينَا عن الكلام

ہم (شروع میں) نماز میں کلام کیا کرتے تھے۔ آدمی دوران نماز اپنے بغل والے شخص سے بات کرلیا کرتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی {وقوموا للہ قانتین} ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ اس کے بعد ہمیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم دے دیا گیا اور بات چیت سے روک دیا گیا۔

٧٦٤. الحديث:

عن زَيْد بن أَرْقَمَ رضي الله عنه قال: «كُنّا نتكلم في الصلاة، يُكَلِّمُ الرجل صاحبه، وهو إلى جنبه في الصلاة، حتى نزلت ((وقوموا لله قانتين))؛ فَأُمِرْنَا بالسكوت ونُهِينَا عن الكلام».

٧٦٤. حدیث:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم (شروع میں) نماز میں کلام کیا کرتے تھے۔ آدمی دوران نماز اپنے بغل والے شخص سے بات کرلیا کرتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی {وقوموا للہ قانتین}. ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ اس کے بعد ہمیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم دے دیا گیا اور بات چیت سے روک دیا گیا.

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الصلاة صِلة بين العبد وربه؛ فلا ينبغي أن يتشاغل المصلي بغير مناجاة الله ،فيخبر زيد بن أرقم رضي الله عنه أن المسلمين كانوا في بدء أمرهم يتكلمون في الصلاة بقدر حاجتهم إلى الكلام، فقد كان أحدهم يكلم صاحبه بجانبه في حاجته، وكان على مسمع من النبي صلى الله عليه وسلم، ولم ينكر عليهم. ولما كان في الصلاة شغل بمناجاة الله عن الكلام مع المخلوقين، أمرهم الله تبارك وتعالى بالمحافظة على الصلاة وأمرهم بالسكوت ونهاهم عن الكلام، فأنزل الله تعالى: {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصّلاةِ الوُسطى وَقُومُوا لله قَانِتِينَ}. فعرف الصحابة منها نهيهم عن الكلام في الصلاة فانتهوا، رضي الله عنهم.

اجمالی معنی:

نماز بندے اور رب کے مابین ایک تعلق کا نام ہے۔ چنانچہ یہ مناسب نہیں کہ نمازی اس حال میں اللہ کے ساتھ مناجات کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہو۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ ابتداے اسلام میں لوگ نماز میں حسب ضرورت بات چیت کرلیا کرتے تھے۔ مثلاً کوئی شخص اپنی ضرورت کے بارے میں اپنے پہلو میں موجود شخص سے بات کر لیا کرتا تھا اور نبی ﷺ یہ سب سن رہے ہوتے، لیکن اس سے منع نہ فرماتے۔ لیکن چوں کہ نماز حالت میں بندے کی اللہ سے ہم کلامی میں انہماک، اس لیے مخلوق سے ہم کلام ہونے کی گنجائش باقی نہیں رکھتی، اس لیے اللہ تعالی نے حکم دیا کہ مسلمان نماز کو دوسری آلائشوں سے بچائیں، چپ رہیں اور بات چیت نہ کریں۔ چنانچہ یہ آیت نازل فرمائی: {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلاةِ الوُسطى وَقُومُوا لله قَانِتِينَ}۔ ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو۔ بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ چنانچہ صحابۂ کرام کو معلوم ہوگیا کہ انھیں نماز میں کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے؛ اس لیے انھوں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ رضی اللہ عنہم۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > مبطلات الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: زيد بن أَرْقَم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- قانتين : للقُنُوت عدة معان، منها: الطاعة، والخشوع، والدعاء وطول القيام والسكوت، وهو المراد هنا، فقد فهم منه الصحابة نهيهم عن الكَلام في الصلاة، وأمرهم بالسكوت.
- كنا نتكلم : أي خلف النبي صلى الله عليه وسلم.
- يكَلِّمُ الرجل صاحبه : أي في حاجته.
- وقوموا لله : أي لأجله.
- فأُمِرنا : أمرنا الله أو رسوله تنفيذا للآية.
- بالسكوت : الكف عن كلام الناس لا كل الكلام؛ لأن الصلاة فيها قراءة وذكر ودعاء.
- نُهِينا : نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم.
- الكلام : أي كلام الناس.

فوائد الحديث:

١. كان الكلام في الصلاة أول الإسلام مباحا بقدر الحاجة إليه.
٢. الاحتجاج بقول الصحابي في سبب النزول، كما أنه حجة في غيره.
٣. تحريم الكلام في الصلاة بعد نزول قوله تعالى: {وَقُومُوا لله قَانِتِينَ}. من العامد، وهو الذي يعلم أنه في صلاة، وأن الكلام فيها محرم.
٤. أن الكلام -مع حرمته- مُفْسِد للصلاة؛ لأن النهي يقتضي الفساد.
٥. أن القنوت المذكور في هذه الآية، مراد به السكوت، كما فهمه الصحابة، وعملوا بمقتضاه في زمن النبي صلى الله عليه وسلم.
٦. أن المعنى الذي حرم من أجله الكلام، هو طلب الإقبال على الله في هذه العبادة، والتلذُذ بمناجاته فَلْيُحْرَصْ على هذا المعنى السامي.
٧. صراحة النسخ في مثل هذا الحديث الذي جمع بين الناسخ والمنسوخ.
٨. الحكمة في التشريع حيث كان الكلام مباحا ثم حرم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5204)

كِخْ كِخْ ارْمِ بها، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ

٧٦٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: أخذ الحسن بن علي -رضي الله عنهما- تمرة من تمر الصدقة فجعلها في فيه، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «كِخْ كِخْ ارْمِ بها، أما علمت أنَّا لا نأكل الصدقة!؟». وفي رواية: «أنَّا لا تَحِلُّ لنا الصدقة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أخذ الحسن بن علي -رضي الله عنهما- تمرة مما جمع من زكاة التمر فوضعها في فمه، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "كخ كخ" يعني أنها لا تصلح لك، ثم أمره أن يخرجها من فمه، وقال: "إننا لا تحل لنا الصدقة". فالصدقة لا تحل لآل محمد؛ وذلك لأنهم أشرف الناس، والصدقات والزكوات أوساخ الناس، ولا يناسب لأشراف الناس أن يأخذوا أوساخ الناس، كما قال النبي -صلى الله عليه وسلم- لعمه العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه-: "إنا آل محمد لا تحل لنا الصدقة؛ إنما هي أوساخ الناس".

"تھو، تھو! اسے پھینک دو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟"

٧٦٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تھو، تھو! اسے پھینک دو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقے کی چیز نہیں کھاتے؟" ایک اور روایت میں ہے کہ (آپ ﷺ نے فرمایا): "ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکوۃ کی جمع شدہ کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تھو، تھو!"، یعنی یہ تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اسے منہ سے نکالنے کا حکم دیا اور فرمایا: ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ چنانچہ آل محمد کے لیے صدقہ لینا حلال نہیں ہے کیونکہ وہ لوگوں میں سب سے معزز ہیں۔ جب کہ صدقات اور زکات لوگوں کے میل کچیل ہیں اور معزز لوگوں کے لیے میل کچیل کو لینا مناسب نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ہم آل محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے، یہ تو محض لوگوں کا میل کچیل ہے۔"

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > مصارف الزكاة

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليه. الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تمر الصدقة : ما جُمع من زكاة التمر، والزكاة في الاصطلاح: تطلق على أداء حق يجب في أموال مخصوصة على وجه مخصوص، ويعتبر في وجوبه الحول والنصاب.
- كخ كخ : كلمة زجر للصبي عن المستقذراتِ، وكان الحسن -رضي الله عنه- صبيًّا.
- لنا : أي: آل محمد -صلى الله عليه وسلم-، والمراد بنو هاشم وبنو عبد المطلب.

فوائد الحديث:

١. وجوب توجيه الإنسان لأفراد أسرته ومن في رعايته، ومنعهم من المحرمات مع بيان الحكمة من ذلك.
٢. تحريم الصدقات والزكاة على آل البيت.
٣. على ولي الأمر أن يقوم بجمع الزكاة ويدفعها إلى مستحقيها، ويرعى ذلك بدقة وأمانة بالغتين.
٤. مشروعية دفع الصدقات للإمام.
٥. استحباب الإعلام بسبب النهي والزجر.

٦. جواز مخاطبة من لا يميز لقصد إسماع من يميز.

٧. استحباب استخدام اللفظ المعقول للمخاطب؛ لأنه من باب: حدثوا الناس على قدر عقولهم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمصطفى الخن وآخرين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لمحمد ابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ.

الرقم الموحد: (10102)

كانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِي، يَتَأَوَّلُ القُرْآنَ.

رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع و سجود میں کثرت کے ساتھ یہ پڑھا کرتے تھے : سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ، اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی۔ آپ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر فرما رہے تھے۔

٧٦٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: ما صَلَّى رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- صلاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عليه: (إذا جاء نصر الله والفتح) إلا يقول فيها: «سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي». وفي رواية: كانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِي»، يَتَأَوَّلُ القُرْآنَ. وفي رواية: كانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ: «سُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». قالت عَائِشَةُ: قلتُ: يا رسولَ اللهِ، ما هذهِ الكلماتُ التي أراكَ أَحْدَثْتَهَا تَقُولُهَا؟ قال: «جُعِلَتْ لِي عَلَامَةٌ فِي أُمَّتِي إِذَا رَأَيْتُهَا قُلْتُهَا (إذا جاء نصر الله والفتح)... إلى آخر السورة». وفي رواية: كانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ». قالتْ: قلتُ: يا رسولَ اللهِ، أراكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وأَتوبُ إليهِ؟ فقالَ: «أَخْبَرَنِي رَبِّي أَنِّي سَأَرَى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي فَإِذَا رَأَيْتُهَا أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إليهِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا: إذا جاء نصر الله والفتح، فَتْحُ مَكَّةَ، ورأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا، فسبح بحمد ربك واستغفره إنه كان توابا».

٧٦٦. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہ "اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ" کے نزول کے بعد کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں یہ دعا نہ پڑھی ہو : سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ، اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی (ترجمہ : اے اللہ ہمارے رب! تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، اے اللہ تو مجھے بخش دے)۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع و سجود میں کثرت کے ساتھ یہ پڑھا کرتے تھے : سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ، اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی۔ آپ ﷺ قرآن (سورہ نصر) کی عملی تفسیر فرما رہے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے پہلے کثرت کے ساتھ یہ کہا کرتے تھے : سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوبُ إِلَیْکَ۔ (اے اللہ تو پاک ہے میں تیری تعریف کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتا ہوں، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہو اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں)۔ عائشہ رضی اللہ کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا : یا رسول اللہ! یہ کلمات کیسے ہیں جو میں دیکھتی ہوں کہ آپ نے اب کہنا شروع کیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : میرے لیے میری امت میں ایک علامت رکھی گئی کہ میں جب اسے دیکھ لوں تو کثرت کے ساتھ یہ پڑھو۔ (اور یہ علامت یہ سورت ہے) إذا جاء نصر اللہ والفتح۔۔۔ الخ۔ ایک اور روایت میں ہے : رسول اللہ کثرت کے ساتھ یہ پڑھا کرتے تھے : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوبُ إِلَیْہِ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ کثرت کے ساتھ یہ پڑھتے ہیں : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوبُ إِلیہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : میرے رب نے مجھے خبر دی تھی کہ میں عنقریب اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا اور یہ کہ جب میں اسے دیکھوں تو کثرت کے ساتھ یہ پڑھوں : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوبُ إِلیہ۔ میں نے اس علامت کو دیکھ لیا ہے۔ اور وہ علامت یہ ہے کہ : إذا جاء نصر اللہ والفتح۔ یعنی جب مکہ فتح ہو جائے۔ وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُونَ فِی دِینِ اللّٰہِ أَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ، إِنَّہُ کَانَ تَوَّابًا۔ (اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لیں تو اپنے رب کی تسبیح بیان کرنے لگیں حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگیں، بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

قالت عائشة -رضي الله عنها-: ما صلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صلاةً بعد أن نزلت سورة النصر إلا وقال في ركوعها وسجودها: سبحانك اللّٰهُمَّ وبحمدك اللّٰهُمَّ اغفر لي، يعمل بما أُمِرَ به في القرآن في قوله {فسبح بحمد ربك واستغفره}. وأخبرت -رضي الله عنها- أنها سألت النبي -صلى الله عليه وسلم- عن هذه الكلمات التي أصبح يقولها في الركوع والسجود فأخبرها أن الله تبارك وتعالى أخبره أنه سيرى علامة في أمته، فإذا رآها أكثر من قول: سبحان الله وبحمده أستغفر الله وأتوب إليه. وهذه العلامة: {إذا جاء نصر الله والفتح -فتح مكة- ورأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا فسبح بحمد ربك واستغفره إنه كان توابا}.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے سورۃ النصر کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ ہر نماز کے رکوع و سجود میں یہ فرماتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي۔ ایسا آپ ﷺ اس حکم کی تعمیل میں کرتے جو آپ ﷺ کو قرآن میں دیا گیا تھا کہ: { فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ }. ترجمہ: اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کیجیے۔ عائشہ رضی اللہ عنہ بتاتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا جو آپ ﷺ اپنے رکوع و سجود میں کہنا شروع کیے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ اللہ تبارک و تعالی نے آپ ﷺ کو بتایا ہے کہ آپ ﷺ عنقریب اپنی امت کے بارے میں ایک علامت ملاحظہ کریں گے۔ جب آپ اس علامت کو دیکھیں تو کثرت کے ساتھ یہ پڑھیں: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔ یہ علامت: "إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ - یعنی فتح مکہ ہے- وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا"۔ ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے (یعنی فتح مکہ) اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق درجوق آتا دیکھ لے، تو اپنے رب کی تسبیح کرنے میں جُٹ جا حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه بجميع رواياته.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سبحانك : تنزيها لك عما لا يليق بك من كل نقص.
- اللّٰهُمَّ : يا الله.
- يتأول القرآن : يعمل ما أُمِرَ به في القرآن.
- رأيتها : أبصرتُها أو عرفتُها.
- واستغفره : أي: اطْلُبْ منه المغفرة، والمغفرة: هي التجاوز عن الذنب والستر.

فوائد الحديث:

١. زيادة استغفار رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وتضرعه وإقباله على الله -تعالى- قبل موته.
٢. الشكر لله -تعالى- عند حصول النعم.
٣. استحباب الاستغفار والدعوات اقتداء بالرسول -صلى الله عليه وسلم-.
٤. وقوع ما بشر الله به رسوله لأن وعده سبحانه حق.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ -

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4826)

كان -صلى الله عليه وسلم- يصلي الظهر بالهاجرة, والعصر والشمس نقية، والمغرب إذا وجبت

نبی ﷺ ظہر کی نماز ٹھیک دوپہر میں پڑھا کرتے، عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے جب کہ سورج ابھی صاف اور روشن ہوتا اور نماز مغرب وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے۔

٧٦٧. الحديث:

عن جابر بن عبد الله الأنصاري -رضي الله عنهما- قال: «كَانَ -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالهَاجِرَة، والعَصرَ والشَّمسُ نَقِيَّة، والمَغرِب إِذَا وَجَبَت، والعِشَاء أَحيَانًا وأَحيَانًا: إِذَا رَآهُم اجتَمَعُوا عَجَّل، وَإِذَا رَآهُم أَبْطَئُوا أَخَّر، والصُّبحُ كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّيهَا بِغَلَس».

٧٦٧. حدیث:

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز ٹھیک دوپہر میں پڑھا کرتے، عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے جب کہ سورج ابھی صاف اور روشن ہوتا، نماز مغرب وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے اور عشا کی نماز کبھی جلدی اور کبھی دیر سے پڑھتے؛ جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں، تو جلدی پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگوں نے کچھ دیر کردی ہے، تو دیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز کو آپ ﷺ اندھیرے میں پڑھایا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان الأفضل في الوقت، لأداء الصلوات الخمس. فصلاة الظهر: حين تميل الشمس عن كبد السماء، وهو وقت الزوال، وهو اول وقتها، ولكن إن كان الحر شديدًا يؤثر على المصلين فالأفضل تأخير الصلاة حتى يبرد الجو، كما في أدلة أخرى. والعصر: تصلى والشمس ما تزال بيضاء نقية، لم تخالطها صفرة المغيب, وقَدرُها: أن يكون ظل كل شيء مثله، بعد ظل الزوال. والمغرب: تصلى وقت سقوط الشمس في مغيبها. وأما العشاء: فيراعى فيها حال المؤتمين، فإن حضروا في أول وقتها، وهو زوال الشفق الأحمر صلوا، وإن لم يحضروا أخرّها إلى ما يقرب من النصف الأول من الليل، فإنه وقتها الأفضل لولا المشقة. وأما صلاة الصبح: تكون عند أول اختلاط الضياء بالظلام.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نمازِ پنجگانہ کی ادائیگی کے افضل وقت کا بیان ہے۔ نمازِ ظہر کا وقت تب ہوتا ہے، جب سورج عین وسطِ آسمان سے کچھ ہٹ جائے۔ یہی زوال کا وقت ہوتا ہے۔ یہ ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت ہے۔ تاہم اگر گرمی اتنی زیادہ ہو کہ اس سے نمازی متاثر ہوتے ہوں، تو اس صورت میں نماز میں تاخیر کرنا افضل ہے، یہاں تک کہ فضا میں کچھ ٹھنڈک آ جائے جیسا کہ دیگر دلائل میں آیا ہے۔ عصر کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے، جب سورج ابھی سفید اور صاف ہو اور بوقت غروب پیدا ہونے والی زردی کی اس میں آمیزش نہ ہوئی ہو۔ اس کا وقت تب شروع ہوتا ہے، جب ہر شے کا سایہ، زوال کا سایہ نکالنے کے بعد اس شے کے مثل ہو جائے۔ مغرب کی نماز اس وقت پڑھی جاتی ہے، جب سورج غروب ہو جائے۔ البتہ عشا کی نماز میں مقتدیوں کی حالت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اگر وہ عشا کے ابتدائی وقت، یعنی شفق کی سرخی زائل ہونے پر آ جائیں، تو وہ اس وقت نماز پڑھ لیں اور اگر اس وقت نہ آئیں، تو امام اسے رات کے تقریبا ابتدائی نصف حصے تک موخر کرے۔ اگر دشواری کا اندیشہ نہ ہوتا، تو یہی اس کا افضل وقت تھا۔ صبح کی نماز کا وقت تب ہوتا ہے جب روشنی کی اندھیرے کے ساتھ آمیزش شروع ہوتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يُصَلِّي : الصلاة في اللغة: الدعاء وفي الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم
- الهَاجِرَة : هي شدة الحر بعد الزوال. مأخوذة من هجر الناس أعمالهم لشدة الحر.
- نَقِيَّةٌ : صافية، لم تدخلها صفرة ولا تغير.
- إِذَا وَجَبَتْ : سقطت وغابت، يعني الشمس.
- أَحْيَاناً وَأَحْيَاناً : جمع حين، بمعنى: وقت
- بِغَلَسٍ : ظلام آخر الليل مع ضياء الصبح

فوائد الحديث:

١. معرفة أوقات الصلوات.

٢. أفضلية المبادرة بالصلاة في أول وقتها ماعدا العشاء.

٣. الأفضل في العشاء، التأخير، ويكون إلى نصف الليل، كما صحت به الأحاديث، إلا إذا اجتمع المصلون فتصلى خشية المشقة عليهم بالانتظار.

٤. الأفضل للإمام مراعاة حال المؤتمين في الوقت، وكذلك في التخفيف مع الإتمام والإطالة مع عدم الإضجار.

٥. أفضلية التغليس في الفجر، وهو أولى من الإسفار.

٦. أن الصلاة في جماعة أولى من الإتيان بالصلاة في أول وقتها. وذلك لمراعاة الجماعة في صلاة العشاء.

٧. حسن رعاية النبي -صلى الله عليه وسلم- لأمته، واجتناب ما يشق عليهم.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، ط١، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، ١٤٣٤هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. شرح العمدة للسعدي، قيده عنه تلميذه: عبد الله العوهلي، تقديم: عبد الله بن عبد العزيز العقيل، تحقيق: أنس بن عبد الرحمن بن عبد الله العقيل، ط١، دار التوحيد، الرياض، ١٤٣١هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3516)

كان الطلاق على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأبي بكر، وسنتين من خلافة عمر، طلاق الثلاث واحدة

عہد رسالت مآب ﷺ اور ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی دورِ خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک (ایک مجلس کی) تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس معاملے (طلاق) میں لوگوں کو سوچ و بچار سے کام لینا چاہیے تھا اس میں وہ جلد بازی سے کام لینے لگے ہیں، لہٰذا ہم کیوں نہ اسے نافذ کر دیں، چنانچہ آپ نے اس کو ان پر لاگو کر دیا۔

٧٦٨. الحديث:

عن ابن عباس، قال: "كان الطلاق على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأبي بكر، وسنتين من خلافة عمر، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب: إن الناس قد استعجلوا في أمر قد كانت لهم فيه أَنَاةٌ، فلو أَمْضَيْنَاهُ عليهم، فَأَمْضَاهُ عليهم".

٧٦٨. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ عہد رسالت مآب ﷺ اور ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک (ایک مجلس کی) تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس معاملے (طلاق) میں لوگوں کو سوچ و بچار سے کام لینا چاہیے تھا اس میں وہ جلد بازی سے کام لینے لگے ہیں، لہٰذا ہم کیوں نہ اسے نافذ کر دیں، چنانچہ آپ نے اس کو ان پر لاگو کر دیا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن إيقاع الطلاق ثلاثًا زمن النبي -صلى الله عليه وسلم- وخلافة أبي بكر وسنتين من خلافة عمر -رضي الله عنه- كانت الثلاث المجموعة تحسب واحدة، وهي قول الرجل لامرأته: أنتِ طالق أنتِ طالق أنتِ طالق. أما قوله: أنت طالق ثلاثا. بحيث يجمعها في اللفظ فقط فالصحيح أنه لغو ولا عبرة به ويحسب طلقة واحدة، لكن لما استعجل الناس في الطلاق وأكثروا من الوقوع فيه وصار منهم تلاعب بهذا الأمر أراد عمر -رضي الله عنه- أن يوقف الناس عن الاستعجال فيه فجعل الثلاث التي تحسب واحدة ثلاثا. قال العلماء: إن الطلاق الموقع في زمن عمر ثلاثا كان يوقع قبل ذلك واحدة؛ لأنهم كانوا لا يستعملون الثلاث أصلا، وكانوا يستعملونها نادرا، وأما في زمن عمر فكثر استعمالهم لها فأمضاه عليهم، و جعله ثلاثا.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں یہ بتایا گیا کہ طلاق رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں نیز عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے ابتدائی دو برس تک ایسا تھا کہ جب کوئی ایک بارگی تین طلاق دیتا تھا تو وہ ایک ہی شمار کی جاتی تھی اور وہ اس طور پر کہ کوئی آدمی کہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ تجھے تین طلاق ہے، یعنی تینوں کو ایک ساتھ جمع کر کے تو صحیح بات یہ ہے کہ یہ لغو ہے، اور اس کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ یہ ایک طلاق ہی ہوگی، لیکن جب لوگوں نے طلاق میں جلدی کرنا شروع کر دیا، اور کثرت سے طلاق دینے لگے اور اس معاملے میں کھلواڑ کرنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو جلد بازی سے روکا جائے، چنانچہ انہوں نے ان تین طلاقوں کو جسے ایک سمجھا جاتا تھا اسے تین بنا دیا۔ علماء کہتے ہیں کہ تین طلاقیں جو عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تین واقع ہونے لگیں ان سے پہلے صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی تھی، کیونکہ وہ لوگ پہلے تین کا استعمال کرتے ہی نہیں تھے، اور شاذ و نادر ہی اس کا استعمال کرتے تھے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ اس کا استعمال کثرت سے کرنے لگے اس لیے انہوں نے لوگوں پر اس حکم کو جاری کر دیا اور اسے تین بنا دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > الطلاق السني والطلاق البدعي

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : هذه الصيغة يعدها العلماء من المرفوع حكما؛ لأن الفعل حصل في عهده -عليه الصلاة والسلام- فيكون حجة.
- أناة : الأَنَاة هي المهلة وترك العجلة.
- لو أمضيناه : لو أجرينا وأنفذنا عليهم ما استعجلوه من الثلاث، لكان ذلك مانعا لهم عن تتابع الطلقات.
- طلاق الثلاث واحدة : المراد هنا قول الرجل لامرأته: أنتِ طالق أنتِ طالق أنتِ طالق. أما قوله: أنت طالق ثلاثًا. بحيث يجمعها في اللفظ فقط؛ فالصحيح أنه لَغْو ولا عبرة به ويحسب طلقة واحدة.

فوائد الحديث:

١. أن الطلقات الثلاثة بكلمة واحدة، لا تحسب إلا طلقة واحدة، فإن لم تكن نهاية الثلاث، فله الرجعة.وهذا الحديث هو عمدة القائلين بهذا القول واختاره شيخ الإسلام ابن تيمية وابن القيم ، وهو اختيار علماء اللجنة الدائمة.
٢. أن لولي الأمر أن يُعزِّر الإنسان بحرمان ما يستحق، كما أن له أن يُعزِّر بإيقاع العقوبة على من يستحق.
٣. كون الطلاق الثلاث واحدة لو ادعى مُدَّعٍ أنه إجماع قديم لكان قوله صحيحاً متوجهاً؛ لأنه مضى عليه عهد الرسول -صلى الله عليه وسلم- وخلافة أبي بكر وصدر من خلافة عمر -رضي الله عنهما.-
٤. أن إرداف الطلاق بالطلاق سفهٌ واستعجال لقوله: قد كان لهم فيه أناةٌ.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك/ لمحمد بن عبد الباقي الزرقاني تحقيق: طه عبد الرءوف سعد الناشر: مكتبة الثقافة الدينية – القاهرة- الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري-الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى. جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش. الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع - الرياض.

الرقم الموحد: (58138)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأمُرنا إذا كنا سَفْرًا -أو مُسافرين- أن لا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِن جَنَابَةٍ، لكن مِن غَائِطٍ وبَوْلٍ ونَوْمٍ

جب ہم سفر پر ہوتے یا سفر کرنے والے ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم تین دن ورات اپنے موزے نہ نکالیں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہوجائے، تاہم پاخانہ پیشاب اور نیند کی وجہ سے نہ نکالیں

٧٦٩. الحديث:

عن زر بن حبيش قال: أتيت صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ -رضي الله عنه- أسأله عن المسحِ على الخُفَّيْنِ، فقال: ما جاء بك يا زِرُّ؟ فقلت: ابتغاءَ العلمِ، فقال: إنَّ الملائكةَ تَضعُ أجنحتَها لطالبِ العلمِ رِضًى بما يطلب، فقلت: إنه قد حَكَّ في صدري المسحُ على الخُفَّيْنِ بعد الغَائِطِ والبَوْلِ، وكنتَ امرءًا من أصحابِ النبي -صلى الله عليه وسلم- فجئتُ أَسْأَلُكَ هل سمعتَه يذكر في ذلك شيئا؟ قال: نعم، كان يأمُرنا إذا كنا سَفْرًا -أو مُسافرين- أن لا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِن جَنَابَةٍ، لكن مِن غَائِطٍ وبَوْلٍ ونَوْمٍ، فقلت: هل سمعتَه يذكُرُ في الهَوَى شيئا؟ قال: نَعم، كُنَّا مع رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- في سَفَرٍ، فبينا نحن عنده إذ ناداه أعرابي بصوت له جَهْورِيٍّ: يا محمدُ، فأجابه رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- نَحْوًا مِنْ صوته: «هَاؤُمُ» فقلت له: وَيْحَكَ! اغْضُضْ من صوتك فإنك عند النبي -صلى الله عليه وسلم- وقد نُهيتَ عن هذا! فقال: واللهِ لا أَغْضُضُ، قال الأعرابي: المرءُ يُحِبُّ القومَ ولَمَّا يَلْحَقْ بهم؟ قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «المَرْءُ مع مَن أَحَبَّ يَومَ القِيامَةِ». فما زَال يحدِّثُنا حتى ذكر بَابًا من المغْرِبِ مسيرةُ عَرْضِهِ أو يَسِيرُ الرَّاكِبُ في عَرْضِهِ أربعينَ أو سبعينَ عَامًا -قال سفيانُ أحدُ الرواة: قِبَلَ الشَّامِ- خَلَقَهُ اللهُ تعالى يومَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ والأرضَ مَفْتُوحًا للتوبةِ لا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ.

٧٦٩. حدیث:

زر بن حبیش کہتے ہیں: میں صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا: اے زر! کون سا جذبہ تمہیں لے کر یہاں آیا ہے؟ میں نے کہا: علم کی تلاش و جستجو میں آیا ہوں، انہوں نے کہا: فرشتے طالبِ علم کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس علم (دین) سے خوش ہوکر جو وہ حاصل کرتا ہے، میں نے ان سے کہا: پیشاب پاخانے سے فراغت کے بعد موزوں پر مسح کرنے کی بابت میرے دل میں اشتباہ پیدا ہوگیا ہے، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں لہذا میں آپ سے یہ پوچھنے کے لیے آیا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلسلے میں کوئی بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں جب ہم سفر پر ہوتے یا سفر کرنے والے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ''ہم سفر کے دوران تین دن و رات اپنے موزے نہ نکالیں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہوجائے، تاہم پاخانہ پیشاب کرکے اور سو کر اٹھنے پر موزے نہ نکالیں (پہنے رہیں)، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے متعلق بھی کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے، اس دوران کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ایک اعرابی نے آپ کو اے محمد! کہہ کر بآواز بلند پکارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی کی آواز میں جواب دیا کہ ''میں یہاں ہوں۔'' میں نے اس سے کہا: افسوس ہے تجھ پر، اپنی آواز پست کر، کیوں کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے، اور اس طرح اونچی آواز سے بولنا تیرے لیے ممنوع ہے۔ اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنی آواز پست نہیں کروں گا۔ اس نے کہا: "اَلْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ" ''آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے نہیں ملا؟'' (گویا یہ اس کا سوال تھا جو اس نے کیا)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" آدمی قیامت کے روز ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اس کو محبت ہوگی۔ پھر وہ ہم سے گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مغرب کی جانب ایک دروازے کا ذکر کیا جس کی چوڑائی چالیس یا ستر سال کی مسافت کے برابر ہے، یا یوں فرمایا کہ دروازے کی چوڑائی اتنی ہوگی کہ سوار اس میں چلے گا تو چالیس سال یا ستر سال میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچے گا۔ سفیان (حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی) کہتے ہیں: یہ

دروازہ شام کی جانب پڑے گا، اللہ تعالیٰ نے اس دروازہ کو اس وقت بنایا جب اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور اسی وقت سے یہ دروازہ توبہ کرنے والوں کے لیے کھلا ہوا ہے، یہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج اس (مغرب) کی طرف سے طلوع نہیں ہوگا۔

درجة الحديث: حسن صحيح

حدیث کا درجہ: حَسَن صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء زرُّ بن حبيش إلى صفوان بن عسال -رضي الله عنه- يسأله عن المسح على الخفين، فسأله عن السبب الذي جاء من أجله، فقال زر: جئتُ من أجل العلم، فأخبره صفوان أن الملائكة تكف أجنحتها عن الطيران وتلتزم السكينة توقيرا لطالب العلم ورِضًى بما يطلب. فقال زر: إنه قد صار عندي توقف وشك في المسح على الخفين بعد البول أو الغائط هل هذا جائز أو لا؟ فبين له صفوان بن عسَّال -رضي الله عنه- أن ذلك جائز لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمرهم إذا كانوا مسافرين أن لا ينزعوا خفافهم إلا إذا كان سيغتسل من الجنابة فلا بد من نزع الخف ونحوه، ولكن عند الوضوء من غائط وبول ونوم فإنه يجوز أن يمسح. ثم إن زر بن حبيش سأل صفوان بن عسال: هل سمع من النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول في الهوى -أي: المحبة- شيئًا؟ فقال: نعم، ثم ذكر قصة الأعرابي الذي كان جهوري الصوت فجاء ينادي: يا محمد؛ بصوت مرتفع. فقيل له: ويحك أتنادي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بصوت مرتفع؟ والله -عز وجل- يقول: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لا تَشْعُرُونَ} (الحجرات: ٢)، ولكن الأعراب لا يعرفون الآداب كثيراً؛ لأنهم بعيدون عن المدن وبعيدون عن العلم. فأجابه النبي -صلى الله عليه وسلم- بصوت مرتفع كما سأل الأعرابي؛ لأن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أكمل الناس هديًا، يعطي كل إنسان بقدر ما يتحمله عقله، فخاطبه النبي -

اجمالی معنیٰ:

زر بن حبیش، صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھنے آئے، انہوں نے ان سے آنے کی وجہ پوچھی تو زر نے جواب دیا کہ وہ یہاں علم کی تلاش میں آئے ہیں، صفوان نے زر کو بتایا کہ فرشتے طالبِ علم کی عزت و توقیر میں اور جس چیز کو حاصل کرنے کے لئے وہ نکلا ہے اس سے خوش ہو کر پرواز کو ترک کرکے اپنے پروں کو سمیٹ لیتے ہیں اور سکینت اختیار کرتے ہیں۔ زر نے کہا کہ پیشاب یا پاخانے سے فراغت کے بعد موزوں پر مسح کی بابت میرے دل میں کھٹک سی ہے کہ اس پر مسح جائز ہے یا ناجائز؟ صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ جائز ہے، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا تھا کہ جب وہ سفر پر ہوں تو اپنے موزے نہ نکالیں مگر جنابت کے لیے غسل کرنا ہو تو موزے نکالنا ضروری ہے۔ البتہ پیشاب پاخانہ اور نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنا ہو تو موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ پھر زر بن حبیش نے صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے متعلق بھی کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں اور اس دیہاتی کا قصہ بیان کیا جس کی آواز بلند تھی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بآواز بلند یا محمد! کہہ کر پکارا۔ اس سے کہا گیا تمہارا ناس ہو تم بلند آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دیتے ہو، جبکہ اللہ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو، اور ان کے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم میں سے بعض، بعض کے سامنے اپنی آواز بلند کرتا ہے کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو'' (الحجرات: ۲) دیہاتی لوگ چونکہ تعلیم اور تہذیب و تمدن سے دور ہونے کی وجہ سے ادب و تہذیب سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسی ناطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلند آواز میں اسی کے انداز میں جواب دیا، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رہنما کامل ترین انسان تھے، اس لئے ہر انسان کو اس کی سمجھ کے مطابق مخاطب کرتے، اس ناطے دیہاتی کو اسی کے انداز میں بلند آواز میں جواب دیا۔ دیہاتی نے کہا: آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالاں کہ وہ اس سے نہیں ملا، یعنی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن اس کا عمل ان کے علم سے

صلى الله عليه وسلم- بمثل ما خاطبه به، قال له الأعرابي: "المرء يحب القوم ولما يلحق بهم"، يعني: يحب القوم ولكن عمله دون عملهم؛ لا يساويهم في العمل، مع من يكون؟ أيكون معهم أو لا؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "المرء مع من أحب يوم القيامة". ثم قال: فما زال يحدثنا النبي -صلى الله عليه وسلم- حتى ذكر بابا من المغرب بين طرفيه أو يسير الراكب بينهما أربعين أو سبعين عاما قِبلَ الشام، خلقه الله -عز وجل- يوم خلق السماوات والارض مفتوحًا لقبول التوبة حتى تطلع الشمس من المغرب.

کمتر ہوتا ہے ، عمل میں وہ ان کے درجے تک نہیں پہنچ پاتا، تو وہ کس کے ساتھ ہوگا؟ کیا وہ ان کے ساتھ ہوگا یا نہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : ”آدمی قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اس کو محبت ہوگی۔“ پھر زر کہتے ہیں : ہم سے صفوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مغربی سمت میں ایک ایسے دروازے کا ذکر کیا جس کی چوڑائی یا یہ کہا کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک کی دوری اتنی ہوگی کہ سوار اس میں چلے گا تو چالیس سال یا ستر سال تک میں پہنچے گا، کہا گیا ہے کہ یہ دروازہ شام کی جانب پڑے گا ، جب اللہ نے آسمانوں اورزمین کو پیدا کیا تبھی اللہ نے یہ دروازہ بھی بنایا، اور یہ دروازہ توبہ کرنے والوں کے لیے کھلا ہوا ہے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوجائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > المسح على الخفين

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: صفوان بن عسّال -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما جاء بك : ما حملك على المجيء.
- ابتغاء العلم : من أجل طلب العلم.
- تضع أجنحتها : تكف أجنحتها عن الطيران، وتلتزم السكينة توقيرا لطالب العلم ورِضًى بصنعه.
- حك في صدري : حصل عندي شك.
- الغائط : ما يخرج من دبر الإنسان.
- سَفَرًا : جمع سافر، وهو المسافر.
- خفافنا : جمع خف، وهو ما يلبس في قدم الإنسان كالحذاء.
- يأمرنا : الأمر هنا للإباحة والجواز.
- الجنابة : ما يُوجب الغسل من جماع أو إنزال.
- الهوى : الحب.
- أعرابي : نسبة إلى الأعراب، وهم سكان البوادي.
- الجهوري : الشديد العالي.
- نحوا من صوته : أي: بصوت مرتفع كصوته.
- هاؤم : خذ.
- ويحك : كلمة ترحم وتوجع تقال لمن وقع في سوء لا يستحقه.
- اغضض : اخفض.
- لَمَّا يلحقْ بهم : أي: لم يعمل مثل عملهم من حيث الكمال.
- التوبة : الاعتراف والندم والإقلاع والعزم على ألا يعاود الإنسان ما اقترفه.

فوائد الحديث:

١. الحث على طلب العلم وسؤال المكلَّف أهل العلم عما أشكل من أمر دينه.
٢. جواز المسح على الخفين، ومدته: للمسافر ثلاثة أيام بلياليها، وللمقيم يوم وليلة.
٣. مسح الخفين يكون في الحدث الأصغر فقط.

٤. جواز مطالبة السائل للعالم عن دليله أهو نص أم استدلال واجتهاده، وعلى العالم ألا يتحرج من ذلك.
٥. التأدب مع العلماء والصالحين، وخفض الصوت في مجالس العلم.
٦. تعليم الجاهل حسن الأدب وقواعد السلوك.
٧. الاقتداء بالنبي -صلى الله عليه وسلم- في حلمه، وحسن خلقه، ومخاطبته الناس على قدر علمهم وعقولهم.
٨. الحرص على مجالسة الصالحين والقرب منهم وحبهم.
٩. من شأن المحبة أن تجذب المحب إلى طريق من يحب وتحمله على طاعته.
١٠. فتح باب الأمل والرجاء، والتبشير بالنجاة، واللطف في الموعظة.
١١. سعة رحمة الله -عز وجل-، وفتحه باب التوبة.
١٢. الحث على الإسراع في التوبة ومحاسبة النفس والرجوع إلى الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان، للألباني، نشر: دار با وزير للنشر والتوزيع، جدة - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. مسند الإمام أحمد بن حنبل, المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون, إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة, الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن ابن ماجه ت الأرنؤوط, المؤلف: ابن ماجة -أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني- المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمَّد كامل قره بللي - عَبد اللّطيف حرز الله - دار الرسالة العالمية, الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م.

الرقم الموحد: (4565)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يعتكف في كل رمضان عشرة أيام، فلما كان العام الذي قبض فيه اعتكف عشرين يوما	نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ بیس دن اعتکاف میں بیٹھے۔
٧٧٠. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يعتكف في كل رمضان عشرة أيام، فلما كان العام الذي قُبِضَ فيه اعتكف عشرين يوماً.	**٧٧٠. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ بیس دن اعتکاف میں بیٹھے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبيُّ -عليه الصلاة والسلام- يلزمُ المسجدَ مُنقطِعَاً لعبادة الله في كل رمضان عشرة أيامٍ، وكان يعتكف في العشر الأوسط منه رجاء إدراك ليلة القدر، فلما عَلِمَ أنها في العشر الأواخر منه اعتكفها، ثم اعتكف في العام الذي ماتَ فِيهِ عِشرين يوماً زيادة في الطاعة والتقرب لله -تعالى-.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن کے لیے مسجد میں اللہ کی عبادت کے لیے گوشہ نشین ہوا کرتے تھے۔ پہلے آپ ﷺ شبِ قدر کو پانے کی امید میں درمیانی عشرے میں اعتکاف پر بیٹھا کرتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ کو علم ہوا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے تو آپ ﷺ اس میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے اللہ کی اطاعت وخوشنودی میں اضافے کی غرض سے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > الاعتكاف

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يعتكف : يمكث في المسجد ويلازمه للعبادة.
- قبض : توفي.

فوائد الحديث:

١. جواز الاعتكاف أكثر من عشرة أيام وقبل العشر الأواخر من رمضان.
٢. حرص النبي -عليه السلام- على اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.
٣. مشروعية الازدياد من الطاعة والعبادة في آخر العمر ليختم للعبد بخير.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي-دار المعرفة- بيروت، رقم كتبه

وأبوابه وأحاديثه: **محمد فؤاد عبد الباقي**- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: **محب الدين الخطيب**- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز.

الرقم الموحد: (2754)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا اغتسل من الجنابة غسل يديه ثم توضأ وضوءه للصلاة ثم اغتسل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے، تو پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو کرتے اور پھر غسل فرماتے۔

٧٧١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: (كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا اغْتَسَلَ من الجَنَابَة غَسَل يديه, ثُمَّ تَوَضَّأ وُضُوءَه للصّلاة, ثمَّ اغْتَسَل, ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدَيه شعره, حتى إِذَا ظَنَّ أنَّه قد أَرْوَى بَشَرَتَهُ, أَفَاض عليه الماء ثَلاثَ مرَّات, ثمَّ غَسَل سائر جسده. وكانت تقول: كُنت أغتسِل أنا ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- من إِنَاء واحِد, نَغْتَرِف مِنه جَمِيعًا).

٧٧١. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے، تو پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو کرتے اور پھر غسل فرماتے۔ پھر اپنے ہاتھوں سے بالوں کا خلال کرتے اور جب یقین کر لیتے کہ جسم تر ہوگیا ہے، تو تین مرتبہ اس پر پانی بہاتے، پھر تمام بدن کا غسل کرتے۔ عائشہ رضی اللہ عنھا فرمایا کرتی تھیں کہ: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، ہم بیک وقت اس سے چلو بھر بھر کر پانی لیتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تصف عائشة -رضي الله عنها- غسل النبي -صلى الله عليه وسلم- بأنه إذا أراد الغسل من الجنابة بدأ بغسل يديه، لتكونا نظيفتين حينما يتناول بهما الماء للطهارة، وتوضأ كما يتوضأ للصلاة، ولكونه -صلى الله عليه وسلم- ذا شعر كثيف، فإنه يخلله بيديه وفيهما الماء حتى إذا وصل الماء إلى أصول الشعر، وأروى البشرة، صب الماء على رأسه ثلاث مرات ثم غسل باقي جسده. ومع هذا الغسل الكامل، فإنه يكفيه هو وعائشة، إناء واحد، يغترفان منه جميعا.

اجمالی معنی:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا، نبی ﷺ کے غسل کا طریقہ بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ غسل جنابت کا ارادہ کرتے، تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھولیتے؛ تاکہ دونوں ہاتھ اس وقت پاک وصاف رہیں، جب ان سے طہارت وپاکی کے لیے پانی لیا جائے۔ پھر نماز کے لیے کیے جانے والے وضو کی طرح وضو فرماتے اور بہت گھنے بال ہونے کی وجہ سے اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر سر کا خلال فرماتے، تاآں کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے اور جسم کو تر فرماتے، اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتے اور پھر باقی تمام جسم کو دھوتے۔ اس کامل غسل کے باوجود، آپ ﷺ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے لیے ایک برتن پانی ہی کافی ہوجاتا۔ دونوں ہی چلو بھر بھر کر اس میں سے پانی لیتے (ہوئے غسل فرماتے)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا اغتسَل : أراد الاغتسال.
- ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدَيْهِ شَعْرَهُ : التخليل إدخال الأصابع بين أجزاء الشعر.
- أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ : أوصل الماء إلى أصول الشعر، والبشرة المرادة هنا: ظاهر الجلد المستور بالشعر.
- إذا ظن : الظن يراد به هنا معنى الرجحان.
- أَفَاضَ عَلَيْهِ : أسال الماء على شعره.

- مِنَ الْجَنَابَةِ : "من": للسببية، و"الجنابة" الجماع أو إنزال المني.
- وُضُوءَهُ لِلصَّلاةِ : كوضوئه للصلاة.
- سَائِرَ جَسَدِهِ : باقي جسده، أو جميعه.
- نَغْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيعاً : أخذنا الماء بأيدينا، والغرض: إثبات عائشة -رضي الله عنها- كيفية غسله -صلى الله عليه وسلم- عن قرب ومعرفة.

فوائد الحديث:

١. وجوب الغسل من الجنابة، سواء أكان ذلك لإنزال المني أم لمجرد الإيلاج.

٢. الغسل الكامل، ما ذُكر في هذا الحديث، من تقديم غسل اليدين، ثم الوضوء، ثم تخليل الشعر الكثيف، وترويته، ثم غسل بقية البدن.

٣. قولها: " كان إذا اغتسل ": يدل على تكرار هذا الفعل منه عند كل غسل من الجنابة.

٤. التخليل يكون بمجموع الأصابع العشرة، لا بالخمس فقط.

٥. جواز نظر أحد الزوجين لعورة الآخر، وغسلهما من إناء واحد.

٦. تقديم غسل أعضاء الوضوء بما فيها الرجلين في ابتداء الغسل على الغسل منْ الجنابة، ووردت صفة أخرى وهي تقديم أعضاء الوضوء عدا غسل الرجلين فإنه مؤخر إلى بعد الانتهاء من غسل البدن كله.

٧. جواز اغتراف الجنب من إناء الماء الذي يغتسل منه.

٨. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم- ومعاشرته لأهله.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3316)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا أراد أن يخرج أقرع بين نسائه، فأيتهن يخرج سهمها خرج بها النبي -صلى الله عليه وسلم-

جب نبی ﷺ باہر تشریف لے جانا چاہتے (سفر کے لیے) تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکل آتا انہیں آپ ﷺ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

٧٧٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا أراد أَنْ يَخْرُجِ أَقْرَعَ بَيْن نِسائه، فأَيَّتُهُنَّ يَخْرُج سَهْمُها خَرَج بها النبي -صلى الله عليه وسلم-، فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا في غَزْوَةٍ غَزَاها، فَخَرَج فيها سَهْمِي، فخَرَجْتُ مع النبي -صلى الله عليه وسلم- بَعْد ما أُنْزِلَ الحِجابُ».

٧٧٢. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ باہر تشریف لے جانا چاہتے (سفر کے لیے) تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکل آتا انہیں آپ ﷺ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک غزوہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو اس مرتبہ میرا نام آیا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ گئی، یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- في هذا الحديث أن النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- من كمال عدله بين نسائه كان إذا أراد أن يمضي إلى سفر يقرع بينهن تطييبًا لقلوبهن, فإذا خرج نصيب امرأة منهن أخذها معه, وأنه أقرع بين زوجاته في إحدى غزواته, وهي غزوة بني المصطلق, فخرج سهمها -أي عائشة- فسافرت معه, ثم ذكرت أن هذه الحادثة حصلت بعد أن أنزل الله -تعالى- الأمر بالحجاب. ومعلوم أنه في السفرة التالية يقرع بين بقية نسائه؛ لأن من خرج سهمها في المرة السابقة أخذت حقها، فإذا لم يبق إلا واحدة تعين خروجها في السفرة الأخيرة دون اقتراع.

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان کمالِ عدل سے کام لیتے تھے چنانچہ جب کسی سفر کا اردہ فرماتے تو ان کے دلوں کی تسکین کے لیے ان کے مابین قرعہ اندازی کرتے تھے اور جس کے نام قرعہ نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایسے ہی غزوۂ بنی مصطلق کے وقت آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے مابین قرعہ اندازی کی اور قرعہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سفر کیا، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ واقعہ اللہ تعالی کی جانب سے پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ دوسرے سفر میں اپنی بقیہ دوسری بیویوں کے مابین قرعہ اندازی کرتے کیوں کہ پہلے سفر میں جس کے نام قرعہ نکلتا وہ اپنا حق پا چکی ہوتیں، اس طرح جب ایک ہی باقی بچتیں تو اگلے سفر میں بغیر قرعہ اندازی کے انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء > العلاقة بين الرجل والمرأة
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > عدله صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- إذا أراد أَنْ يَخْرُجَ : أي يمضي إلى سفر.

• أقرع بين نسائه : من القرعة, وهي استهام يتعين به نصيب الإنسان, ولها طرق كثيرة منها أن يختار كل من المتقارعين شيئًا معينًا, فيسمى سهمه أي نصيبه, وتوضع في وعاء مغلق, ثم يستخرج منها واحد, فمن خرج سهمه كان هو صاحب القرعة.
• أيتهن : أي أية أمرأة منهن.
• سهمها : السهم ما يوضع علامة على الحظوظ، فمن خرج سهمه الذي وضع على النصيب، فهو له.
• في غزوة غزاها : أي خرج فيها إلى محاربة عدوه, وهي غزوة بني المصطلق.

فوائد الحديث:

١. وجوب العدل بين الزوجات حتى في السفر.
٢. أن الزوج إذا لم يرد أن يسافر بزوجاته جميعًا، فإن المتعين عليه هو القرعة بينهن، فالتي يخرج سهمها يخرج بها معه في سفره.
٣. أن القرعة طريق شرعي لتمييز المستحق.
٤. كمال عدل النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٥. أن الزوج لا يقضي الأيام التي سافرها لبقية زوجاته, بل يستأنف القسمة من جديد.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف مسلم بن الحجاج النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر, الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ تاج العروس من جواهر القاموس, محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي, مجموعة من المحققين, الناشر: دار الهداية توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ - ١٤٣١ هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م التيسير بشرح الجامع الصغير، للمناوي. دار النشر - مكتبة الإمام الشافعي - الرياض - ١٤٠٨- ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (58132)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا دخل الخلاء وضع خاتمه

نبی ﷺ جب بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔

٧٧٣. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: «كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا دخل الخَلاء وضَع خَاتَمَه».

٧٧٣. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا أراد دخول الخلاء أخرجه من أُصبعه ووضعه قبل أن يدخل الخلاء، والتعبير بالفعل عن إرادته سائغ كقوله -تعالى-: (فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ). [النَّحل : ٩٨] يعني: إذا أردت قراءة القرآن، فاسْتَعِذ بالله. والحكمة أن خاتمه كان منقوشًا عليه: "محمد رسول الله"، كما في البخاري؛ ولهذا كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يضعه قبل دخوله محل قضاء الحاجة. ولا شك بأن دخول الخلاء بشيء فيه ذكر الله -تعالى- أو أسمائه وصفاته مكروه عند العلماء رحمهم الله إلا إذا كان دخوله به لحاجةٍ كخَشية سرقته أو نسيانه، فلا بأس أن يدخل به الخلاء، لكن عليه أن يُخفيه فيجعله في جَيْبِه، وإن كان خَاتمًا فإنه يُديره ويجعل ذِكر الله -تعالى- داخل كَفِّه، وهذا الاستثناء مبنيٌّ على قاعدة: أنَّ الكراهة تزول مع الحاجة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جب بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرتے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے انگوٹھی کو اپنی انگلی سے اتار کر رکھ دیتے تھے۔ ارادۂ فعل کو فعل کے ساتھ تعبیر کرنا جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے ''فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ'' (النحل: ٩٨)۔ یعنی جب تم قرآن پڑھنے کا اردہ کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" نقش تھا، جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے چنانچہ نبی ﷺ قضائے حاجت کی جگہ جانے سے پہلے اسے اتار دیتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علماء رحمھم اللہ کے نزدیک بیت الخلاء میں کوئی ایسی چیز لے کر جانا مکروہ ہے جس پر اللہ تعالی کا ذکر ہو یا پھر اس میں اللہ کے اسماء و صفات میں سے کچھ درج ہو اِلاّ یہ کہ اس کا ایسی چیز کو لے جانا کسی ضرورت کی بنا پر ہو جیسے اس کی چوری کا اندیشہ ہو یا پھر وہ بھول کر اسے لے جائے۔ ایسی کسی صورت میں اس کا اسے بیت الخلاء میں لے کر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم ضروری ہے کہ وہ اسے چھپا لے اور اسے اپنی جیب میں رکھ لے۔ اگر وہ چیز انگوٹھی ہو تو پھر اسے گھما کر اس جانب کو ہتھیلی کی اندرونی طرف کر لے جس پر اللہ کا ذکر ہو۔ یہ استثناء ایک قاعدے پر مبنی ہے جو یہ ہے ''أنَ الكراهة تزول مع الحاجة'' کہ ضرورت کی بنا پر کراہت ختم ہو جاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والترمذي والنسائي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الخَلاء : المكانُ الخَالي، ويُراد به المكانُ المُعَدُّ لقضاء الحَاجة.
- خَاتَمَه : حَلْقَةٌ ذات فَصٍّ من غيرها، فإن لم يكن بها فصٌّ فهي فَتْخَة.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بَشرٌ يَطرأ عليه ما يَطرأ على البَشَر من قضاء الحاجة وغير ذلك من لوازم البَشَر، فهذا فيه رَدٌّ على الغُلاة في حَقِّه -صلى الله عليه وسلم- وفي حَق غيره من الرُسل، وأنهم ليس لهم من صِفات الرُّبوبية شيء، ولا أنهم خُلِقوا من غير ما خُلق منه البَشَر.

٢. مشروعية الاستتار عند قضاء الحاجة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يدخل الخَلاء، والخَلاء: يُطلق على المكان الخالي، وعلى المكان المُعد لقَضَاء الحاجة.

٣. تَخَتُّم النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٤. فيه جواز اتخاذ الخاتم للرَّجُل، وأن يَكْتُب عليه، ولو كان اسمُه فيه اسمٌ من أسماء الله -تعالى-؛ كعبد الله، وعبد الرحمن.

٥. كراهة دخول الخلاء بكل ما كان فيه ذِكْر لله -عز وجل- كأسماء الله -تعالى-، أما المُصحف: فَيحرُم إدخاله، بل يُجعل في مكان لائق به؛ تعظيمًا لكتاب الله واحترامًا له، لكن إذا اضْطَر إلى الدخول به خَوفًا من سَرقته إذا وضَعَه خارجًا، فإنه يجوز له في هذه الحال الدخول به للضرورة مع إخفائه.

٦. فيه تعظيم ذكر الله تعالى وأسمائه تعالى، وإبعادها عن كلِّ ما يَمَسُّ قدسيتها وكرامتها؛ قال تعالى: (وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ)، [الحج : ٣٢].

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، أشرف على طبعه: زهير الشاويش. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10052)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبو بكر وعمر يصلون العيدين قبل الخطْبة	نبی ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نمازیں خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔
٧٧٤. الحديث: عن عبد الله بن عُمر -رضي الله عنهما- قال: «كان النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبو بكر وعُمر يصلون العيدين قبل الخُطْبة».	**٧٧٤. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نمازیں خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان من عادة النبي -صلى الله عليه وسلم- وخلفائه الراشدين، أن يصلوا بالناس صلاة العيد، في الفطر والأضحى، ويخطبوا، ويقدموا الصلاة على الخطبة، وقد استمر العمل على ذلك حتى جاء مروان فخرج وخطب قبل الصلاة، وانكر عليه الناس مخالفة السنة، واستمر بنو أمية على ذلك ثم أعاد بنو العباس السنة.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء راشدین کا معمول یہ تھا کہ وہ لوگوں کو عید الفطر اور عید الاضحی نماز پڑھاتے اور خطبہ دیتے اور نماز کو خطبہ پر مقدم رکھتے۔ یہ عمل اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ مروان نے اپنے دور حکومت میں آکر نماز سے پہلا خطبہ دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > صلاة العيدين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كان : تدل على الاستمرار.
- أبوبكر وعُمر : خلفاء النبي -صلى الله عليه وسلم-، وفائدة ذكرهما بيان أن الحكم لم ينسخ وأنه سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- وخليفتيه -رضي الله عنهما-.
- يصلون العيدين : يصلون صلاة العيدين.
- العيدان : هما عيد الفطر وهو اليوم الأول من شوال من كل سنة، وعيد الأضحى وهو العاشر من ذي الحجة من كل سنة، وهو يوم النحر، ويحتفل فيهما المسلمون ويصلون صلاة العيد ويستمعون خطبة العيد.

فوائد الحديث:

١. تقديم الصلاة على الخطبتين.
٢. مشروعية صلاة العيدين والخطبة لها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، لأبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحي النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5322)

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة منها الوتر، وركعتا الفجر

نبی ﷺ رات میں تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے جس میں وتر اور فجر کی دو رکعتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔

٧٧٥. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: «كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة منها الوِتر، وركعتا الفجر».

٧٧٥. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات میں تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے جس میں وتر اور فجر کی دو رکعتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يداوم على صلاة ثلاث عشرة ركعة في الليل ومنها الوتر سواء أكان ذلك في رمضان أو غيره، وكذلك كان يداوم على ركعتي الفجر، والمراد بالمداومة الإكثار، لما ورد من أنه -صلّى الله عليه وسلّم- إذا دخل العشر الأواخر من رمضان يجتهد فيه ما لا يجتهد في غيره، فهو محمول على التطويل في الركعات دون الزيادة في العدد، وقد كان -صلّى الله عليه وسلّم- يصلي ثلاث عشرة، ويصلي إحدى عشرة، وجاء أنه يصلي أقل من ذلك.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دے رہی ہیں کہ نبی ﷺ ہمیشہ رات میں تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے جس میں وتر بھی ہوتی تھی۔ چاہے رمضان ہو، یا غیر رمضان، اور اسی طرح فجر کی دو رکعتوں کی مداومت کیا کرتے تھے، مداومت سے مراد کثرت سے پڑھنا ہے، جیسا کہ وارد ہے کہ نبی ﷺ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تھا، تو آپ ﷺ اس میں اتنی محنت کیا کرتے تھے جتنی کہ آپ اس کے علاوہ دوسرے میں نہیں کرتے تھے، چنانچہ اس سے مراد، نبی ﷺ رکعتوں کو لمبی کیا کرتے تھے، نہ کہ رکعتوں میں اضافہ فرماتے تھے، نبی ﷺ رات میں کبھی تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور کبھی گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (کچھ روایتوں میں) یہ بھی آیا ہے کہ آپ ﷺ کبھی اس سے کم بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

فوائد الحديث:

١. الأفضل العمل بجميع الروايات الثابتة عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في قيام الليل، وما ورد في هذا الحديث أحد هذه الصفات.
٢. أن هذا الحديث يبين إحدى كيفيات صلاة الليل التي فعلها -عليه السلام-، فقد صلى عشر ركعات مثنى مثنى وصلى ثلاث ركعات وتراً.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام تأليف: الشيخ صالح الفوزان، عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (11269)

كان رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- إذا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ الليلِ مِن وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلَّى من النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.	اگر کسی تکلیف یا کسی اور عذر کی بنا پر رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز رہ جاتی تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعات پڑھتے تھے۔
٧٧٦. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- إذا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ الليلِ مِن وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلَّى من النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.	**٧٧٦. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: اگر کسی تکلیف یا کسی اور عذر کی بنا پر رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز رہ جاتی تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعات پڑھتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا ترك قيام الليل من وجع أو غيره صلى من النهار ثنتي عشرة ركعة؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- كان يوتر بإحدى عشر ركعة، فإذا مضى الليل ولم يوتر لنوم أو شبهه؛ فإنه يقضي هذه الصلاة، لكن لما فات وقت الوتر صار المشروع أن يجعله شفعا.	**اجمالی معنیٰ:** نبی ﷺ اگر کسی تکلیف یا کسی اور وجہ سے نماز تہجد نہ پڑھ سکتے تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعت پڑھتے تھے؛ کیونکہ آپ ﷺ گیارہ رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر رات گزر جاتی اور نیند وغیرہ کی وجہ سے آپ ﷺ وتر نہ پڑھ سکتے تو پھر آپ ﷺ اس نماز کی قضا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ وتر کا وقت نکل چکا ہوتا اس لئے اسے (ایک رکعت کا اضافہ کرکے) جفت بنانا مشروع ہو جاتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:
- فاتته الصلاة : مضى وقتها.
- وجع : مرض أو ألم.
- أو غيره : كغلبة نوم أو عذر أهم منه.

فوائد الحديث:
١. صلاة النهار هنا عِوض عن صلاة الليل لجَبْر فضيلتها.
٢. الدليل على جواز قضاء النوافل.
٣. الوتر يقضى في النهار بزيادة ركعة، فيصير شفعا.

المصادر والمراجع:
دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4829)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا اغتسل من الجنابة يبدأ فيغسل يديه، ثم يفرغ بيمينه على شماله فيغسل فرجه، ثم يتوضأ وضوءه للصلاة

رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرمگاہ دھوتے، پھر نماز کی وضو کی طرح وضو کرتے۔

٧٧٧. الحديث:

عن عائشة، قالت: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اغتسل من الجَنَابَة يبدأ فيغسل يديه، ثم يُفرغ بيمينه على شماله فيغسل فَرْجَه، ثم يتوضأ وضوءه للصلاة، ثم يأخذ الماء فيُدخل أصابعه في أصول الشَّعَرِ، حتى إذا رأى أن قد اسْتَبْرَأَ حَفَنَ على رأسه ثلاث حَفَنَات، ثم أفاض على سائر جسده. ثم غسل رجليه».

٧٧٧. حدیث:

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرمگاہ دھوتے، پھر نماز کی وضو کی طرح وضو کرتے اور اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے اپنے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے، یہاں تک کہ جب بالوں کی جڑوں تک تَرِی دیکھ لیتے تو پھر اپنے سر پر تین لپ (دونوں ہاتھوں سے بھر کر) پانی ڈالتے، پھر اپنے پورے جسم پر پانی گراتے اور اپنے پاؤں دھوتے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تصف عائشة -رضي الله عنها- غُسل النبي -صلى الله عليه وسلم- بأنه إذا أراد الغسل من الجنابة بدأ بغسل يديه؛ لتكونا نظيفتين حينما يتناول بهما الماء للطهارة، وتوضأ كما يتوضأ للصلاة. ولكونه -صلى الله عليه وسلم- ذا شعر كثيف، فإنه يخلله بيديه وفيهما الماء، حتى إذا وصل الماء إلى أصول الشعر، وأوصل الماء إلى جميع البشرة، أفاض الماء على رأسه ثلاث مرات ثم غسل باقي جسده ثم أخّر غسل رجليه في النهاية.

اجمالی معنیٰ:

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی کریم ﷺ کے غسل کا طریقہ بیان فرما رہی ہیں کہ آپ ﷺ جب غسلِ جنابت کا ارادہ فرماتے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تاکہ وہ اس وقت پاک وصاف رہیں جب طہارت کے لیے ان ہاتھوں سے پانی لیں پھر نماز کے لیے کیے جانے والے وضو کی طرح وضو فرماتے۔ اورچوں کہ آپ ﷺ کے بال بہت زیادہ گھنے تھے، اس لیے آپ ﷺ اپنے تر شدہ ہاتھوں سے بالوں کا خلال کرتے، یہاں تک کہ جب پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جاتا اور آپ اپنے تمام جلد پر پانی پہنچا دیتے تو اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتے، پھر باقی جسم کو غسل دیتے اور سب سے آخر میں اپنے پاؤں دھوتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا اغتسل من الجنابة : يعني أراد ذلك.
- استبرأ : أوصل البلل إلى جميعه.
- حَفَنَ : أخذ الماء بيديه جميعًا، والحفنة ملء الكفين جميعًا.
- الجَنَابَةُ : الجنابة إنزال المني أو الجماع، وقوله من الجنابة يعني لأجل الجنابة.
- سائر : باقي جسده.
- أصول الشعر : المراد هنا أسافله التي تلي البشرة.

فوائد الحديث:

١. وجوب الغسل من الجنابة، سواء أكان ذلك لإنزال المني أم لمجرد الإيلاج.

٢. الغسل الكامل، ما ذكر في هذا الحديث، من تقديم غسل اليدين، ثم الوضوء، ثم تخليل الشعر الكثيف، وترويته، ثم غسل بقية البدن.

٣. قولها: "كان إذا اغتسل": يدل على تكرار هذا الفعل منه عند الغسل من الجنابة.

٤. جواز نظر أحد الزوجين لعورة الآخر وغسلهما من إناء واحد.

٥. تقديم غسل أعضاء الوضوء في ابتداء الغسل على الغسل من الجنابة، عدا غسل الرجلين فإنه مخير بين غسله مع الوضوء كما في رواية أخرى، وبين تأخيره إلى بعد الانتهاء من غسل البدن كله.

٦. مشروعية تخليل الشعر.

٧. الحديث دليل على أن أفعاله -عليه الصلاة والسلام- حجة كأقواله.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الطبعة الأولى، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، طبعة ١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هالمنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج-محيي الدين يحيى بن شرف النووي - دار إحياء التراث العربي - بيروت - الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل المبارك الحريملي-الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ- ١٩٩٢ م تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر - دار الفلق – الرياض. الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ-توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لا بن الملقن المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح - دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧ م.

الرقم الموحد: (10032)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا دَخَلَ العَشْرُ أَحْيَا الليلَ، وأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ المِئْزَرَ.

جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری کرتے، اپنے گھر والوں کو بھی اس کے لیے جگاتے اور (عبادت میں) کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔

٧٧٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا دَخَلَ العَشْرُ أَحْيَا الليلَ، وأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ المِئْزَرَ.

٧٧٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری کرتے، اپنے گھر والوں کو بھی اس کے لیے جگاتے اور (عبادت میں) کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا دخل العشر الأواخر من رمضان أحيا الليل كله بأنواع الطاعات، وأيقظ أهله للصلاة، واجتهد في العبادة زيادة على عادته، وتفرغ لها واعتزل نساءه.

اجمالی معنی:

جب رمضان کی آخری دس راتیں آتیں تو نبی ﷺ ساری ساری رات مختلف قسم کی عبادتیں کرتے ہوئے گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کے لیے بیدار کرتے۔ معمول سے بڑھ کر عبادت میں محنت کرتے اور اس کے لیے یکسو ہو جاتے اور اپنی بیویوں سے دور رہتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > العشر الأواخر من رمضان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العشر : المراد: العشر الأواخر من شهر رمضان.
- أحيا الليل : أي: بأنواع الطاعات.
- أيقظ أهله : أي: للصلاة تنبيها لهم على فضل تلك الأوقات.
- وجَدَّ : أي: اجتهد في العبادة.
- شدَّ المِئزر : المئزر: الإزار، وهو كناية عن اعتزال النساء.وقيل: المراد تشميره للعبادة.

فوائد الحديث:

١. الترغيب باغتنام الأوقات الفاضلة بالأعمال الصالحة.
٢. يستحب إحياء الليل في رمضان لا سيما العشر الأواخر منه.
٣. من أراد الاجتهاد في العبادة فعليه صون نفسه عما يثبطه أو يضعفه أو يصرفه عنها.
٤. الحكيم من جعل الخير يَعُمُّ أهله.
٥. ينبغي على العبد أن يكون حريصًا على أهله بأمرهم بالعبادة، ويصطبر عليهم، ويقيهم نار جهنم بذلك.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ-٢٠٠٧م. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ - صحيح

البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4944)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام إلى الصلاة يُكَبِّرُ حين يقوم، ثم يُكَبِّرُ حين يركع، ثم يقول: سَمِعَ اللَّه لِمَنْ حَمِدَهُ، حين يَرْفَعُ صُلْبَهُ من الرَّكْعَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، تو جس وقت کھڑے ہوتے تکبیر کہتے تھے، پھر جس وقت رکوع کرتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے، تو (سمع اللہ لمن حمدہ) کہتے تھے

٧٧٩. الحديث:

عن أبي هُرَيْرَةَ -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام إلى الصلاة يُكَبِّرُ حين يقوم، ثم يُكَبِّرُ حين يركع، ثم يقول: سَمِعَ اللَّه لِمَنْ حَمِدَهُ، حين يَرْفَعُ صُلْبَهُ من الرَّكْعَةِ، ثم يقول وهو قائم: ربنا ولك الحمد، ثم يُكَبِّرُ حين يَهْوِي، ثم يُكَبِّرُ حين يَرْفَعُ رأسه، ثم يُكَبِّرُ حين يَسْجُدُ، ثم يُكَبِّرُ حين يَرْفَعُ رأسه، ثم يفعل ذلك في صلاته كلها حتى يقضيها، ويُكَبِّرُ حين يقوم من الثِّنْتَيْنِ بعد الجلوس، ثم يقول: أبو هريرة «إني لأُشَبِّهُكم صلاة برسول الله -صلى الله عليه وسلم-».

٧٧٩. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، تو جس وقت کھڑے ہوتے تکبیر کہتے تھے، پھر جس وقت رکوع کرتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے، تو (سمع اللہ لمن حمدہ) کہتے تھے۔ پھر کھڑے ہونے کی حالت میں (ربنا ولک الحمد) کہتے تھے۔ پھر جب (سجدہ کے لئے) جھکتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر جب (سجدے سے) اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر جب (سجدے سے) اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر پوری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ اس کو پورا کر لیتے۔ اسی طرح جب دو رکعتوں سے، بیٹھنے کے بعد، اٹھتے تھے (تب بھی) تکبیر کہتے تھے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز ادا کرتا ہوں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الصلاة كلها تعظيم لله بالقول والفعل، في هذا الحديث الشريف بيان شعار الصلاة، وهو إثبات الكبرياء لله -سبحانه وتعالى- والعظمة، فما جعل هذا شعارها وسمتها، إلا لأنها شرعت لتعظيم الله وتمجيده. فحين يدخل فيها، يكبر تكبيرة الإحرام، وهو واقف معتدل القامة. وبعد أن يفرغ من القراءة ويهوى للركوع يكبر. فإذا رفع من الركوع، قال: "سمع الله لمن حمده" واستتم قائماً، ثم حمد الله وأثنى عليه في القيام. ثم يكبر في هُويه إلى السجود، ثم يكبر حين يرفع رأسه من السجود، ثم يفعل ذلك في صلاته كلها، حتى يفرغ منها، وإذا قام من التشهد الأول في الصلاة ذات التشهدين، كبر في حال قيامه، فخص الشارع كل انتقال بالتكبير إلا الرفع من الركوع.

اجمالی معنی:

نماز پوری کی پوری قول و فعل کے ذریعے اللہ کی تعظیم پر مشتمل ہے۔ اس حدیث میں نماز کے شعار کا بیان ہے جو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا اثبات ہے۔ اللہ نے اس کو نماز کا شعار اور خصوصیت بنایا کیونکہ نماز مشروع ہی اللہ کی عظمت و بزرگی کے بیان کے لئے ہوئی ہے۔ چنانچہ جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو وہ بالکل سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہتا ہے۔ اور جب قراءت سے فارغ ہوتا ہے اور رکوع کے لئے جھکتا ہے تو تکبیر کہتا ہے۔ جب رکوع سے اٹھتا ہے تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتا ہے۔ اور پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے، پھر حالتِ قیام میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔ پھر سجدے میں جانے کے لئے جھکتے ہوئے تکبیر کہتا ہے، پھر جس وقت سجدے سے اپنا سر اٹھاتا ہے تب بھی تکبیر کہتا ہے۔ پھر وہ اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرتا ہے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب دو تشہد والی نماز میں پہلی تشہد سے اٹھتا ہے تو کھڑے ہونے کی حالت میں تکبیر کہتا ہے۔ چنانچہ شارع علیہ السلام نے ہر انتقال کو تکبیر کے ساتھ مخصوص کیا ہے سوائے رکوع سے اٹھنے کے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يُكَبِّرُ حين يقوم : يقول الله أكبر وقت قيامه للصلاة وهي تكبيرة الاحرام.
- سَمِعَ : استجاب الله.
- لمن حَمِدَهُ : لمن وصفه الله بصفات الكمال حبا وتعظيما.
- صُلْبَهُ : ظهره.
- من الركعة : أي من الركوع، وهو انحناء الظهر.
- ربنا ولك الحمد : أي ربنا أطعناك ولك الحمد.
- يَهْوِي : يخر ساجدا.
- حين يَرْفَعُ رأسه : أي من السجود، وهو الهوي إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- يفعل ذلك : أي التكبير عند الركوع والسجود والرفع منه والتسميع عند الرفع من الركوع والتحميد بعد القيام منه.
- في صلاته : في بقية صلاته.
- يقضيها : ينتهي منها.
- الثِّنْتَيْنِ : الركعتين الأوليين.
- بعد الجلوس : أي الجلوس للتشهد الأول.

فوائد الحديث:

١. مشروعية تكبيرة الإحرام، وأن تكون في حال القيام.
٢. مشروعية تكبيرة الركوع، وأن يكون في حال الانتقال من القيام إلى الركوع.
٣. التسميع للإمام والمنفرد، ويكون في حال الرفع من الركوع.
٤. التحميد لكل من الإمام والمأموم والمنفرد في حال القيام.
٥. الطمأنينة بعد الرفع من الركوع.
٦. التكبير حال الرفع من السجود إلى الجلوس بين السجدتين.
٧. أن يفعل ما تقدم- عدا تكبيرة الإحرام- في جميع الركعات.
٨. التكبير عند القيام من التشهد الأول إلى القيام في الصلاة ذات التشهدين.
٩. المفهوم من لفظ (حين) أن التكبير يقارن الانتقال، فلا يتقدمه، ولا يتأخر عنه، وهذا هو المشروع.
١٠. أن تجديد التكبير في كل ركعة وحركة بمثابة تجديد النية.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3105)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام من الليل كبر، ثم يقول: سبحانك اللّهُمَّ وبحمدك وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك

رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام اللیل کے لیے کھڑے ہوتے، تو تکبیر تحریمہ کہتے، پھر «سُبْحَانَكَ اللّٰهم وبحَمْدِكَ وتبارك اسْمُكَ، وتعالى جَدُّكَ، ولاإله غَيْرَكَ» پڑھتے۔ (اے اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے اور تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بہت بلند ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں)

٧٨٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام من الليل كَبَّر، ثم يقول: «سُبْحَانك اللَّهم وبِحَمْدِك وتبارك اسْمُك، وتعالى جَدُّك، ولا إله غَيْرك»، ثم يقول: «لا إله إلا الله» ثلاثا، ثم يقول: «الله أكبر كبيرا» ثلاثا، «أَعُوذُ بالله السَّميع العليم من الشَّيطان الرَّجيم من هَمْزِه، ونَفْخِه، ونَفْثِه»، ثم يقرأ.

٧٨٠. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام اللیل کے لیے کھڑے ہوتے، تو تکبیر تحریمہ کہتے، پھر «سُبْحَانَكَ اللّٰهم وبحَمْدِكَ وتبارك اسْمُكَ، وتعالى جَدُّكَ، ولا إله غَيْرَكَ» پڑھتے۔ (اے اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے اور تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بہت بلند ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔) پھر تین مرتبہ «لا إله إلا الله» (اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے) کہتے، پھر تین مرتبہ «الله أكبر كبيرا» (اللہ بہت بڑا ہے) کہتے۔ پھر یہ پڑھتے : «أَعُوذُ بالله السَّميع العليم من الشَّيطان الرَّجيم من هَمْزِه، ونَفْخِه، ونَفْثِه» (میں اللہ سننے والے اور جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے کہ مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے، مجھے تکبر میں ڈالے یا جادو کی طرف لے جائے) اور اس کے بعد قراءت شروع کرتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام من اللَّيل كَبَّر" أي: كبر تكبيرة الإحرام، وهي رُكن لا تنعقد الصلاة إلا بها "ثم يقول: سُبْحَانك اللَّهم" أي: أنَزهك عمَّا لا يَليق بك، وبجلالك يا ربِّ، وما تستحقه من التَّنزيه عن كل نقص وعيب. "وبحَمْدِك" ثناء على الله سبحانه وتعالى وشكر له على هذا التوفيق، أي: فلولا توفيقك وهدايتك لم أُسبحك، فهو اعتراف من العَبد بفضل الله تعالى، واعتراف منه بعجزه لولا توفيق الله -سبحانه وتعالى-. "وتبارك اسْمُك" من البركة، وهي الكَثْرة والاتساع، والمعنى: كثر وكَمُل واتسع، وكثرت بركاته في السَّموات والأرض، وكل ذلك تنبيه على اختصاصه سبحانه بالخيرات. "وتعالى جَدُّك" الجَدُّ: العَظَمة، أي: ارتفعت وعلَت عظمتُك، وجلت فوق كلِّ عظمة، وعلا شأنُك على كلِّ شأن، وقهر سلطانُك على كلِّ سلطان، فتعالى جدُّه تبارك وتعالى أن يكون

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : "رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام کے لیے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے" یعنی تکبیر تحریمہ۔ یہ نماز کا رکن ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ "پھر کہتے سُبْحَانَكَ اللّٰهم" (اے اللہ! تو پاک ہے۔) یعنی اے رب! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، ان چیزوں سے، جو تیرے شایان شان نہیں اور تیرے جلال سے فروتر ہیں۔ نیز ہر قسم کے نقص و عیب سے۔ جس پاکی کا تو سزاوار ہے۔ "وبحَمْدِكَ" (تیری تعریف کے ساتھ) یہ اس توفیق پر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کا شکر ہے۔ یعنی تیری توفیق اور ہدایت کے بغیر میں تیری تسبیح نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق نہ ملتی۔ یہ بندے کی طرف سے اللہ کے فضل اور اس کے سامنے عاجزی کا اعتراف ہے۔ "وتبارك اسْمُكَ" (تیرا نام بابرکت ہے۔) 'تبارک' برکت سے ہے۔ یہ وہ کثرت اور وسعت کے معنی میں ہے۔ اس کے معنی ہیں، زمین و آسمان میں اس کی برکتیں بکھری ہوئی ہیں۔ یہ سارا کچھ اس بات پر تنبیہ ہے کہ ساری بھلائیاں اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔ "وتعالى جَدُّكَ" (اپنی بزرگی میں بلند ہے) 'جد' سے مراد عظمت ہے۔ یعنی تو اپنی عظمت کے اعتبار سے بلند و بالا، سب سے زیادہ جلال والا، برتر شان کا مالک، تمام بادشاہوں سے زیادہ ہیبت والا بادشاہ

معه شَريك في المُلك أو الرُّبوبية أو الألوهية، أو في شيء من أسمائه وصفاته، لذا قال بعدها: "ولا إلٰه غَيْرك" لا معبود بحق سواك، فأنت المستحق للعبادة، وحدك لا شريك لك، بما وصَفت به نفسك من الصفات الحميدة، وبما أَسْدَيْتَه من النعم الجسيمة. فهذا الاستفتاح فيه الثَّناء على الله تعالى وتنزيهه عن كلِّ ما لا يليق به، وأنَّه تبارك وتعالى منزَّهٌ عن كلِّ عَيب ونقص. وهو أحد أدعية الاستفتاحات الواردة في الباب والأفضل أن يأتي بهذا تارة وبغيره تارة، حتى يجمع بين أدلة السُّنة من غير إهمال لبعضها. ومن تلك الصيغ أن يقول: "لا إلٰه إلا الله ثلاثًا" يعني: يكرر قول: "لا إلٰه إلا الله" ثلاث مرات. ومعنى: "لا إلٰه إلا الله" لا معبود حق إلا الله، قال -تعالى-: {ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ} [الحج: ٦٢] ثم يقول: "الله أكبر كبيرًا ثلاثًا" أي أنه سبحانه أكبر من كل شيء. ثم بعد أن يستفتح صلاته يستعيذ بالله من الشَّيطان الرَّجِيم بقوله: "أَعُوذُ بالله السَّميع العليم" ومعناه: ألتجئ وأعتصم وألوذ بالله السَّميع العليم. "من الشَّيطان" المُتمرد العَاتي، من شياطين الجِّن والإنس، "الرَّجيم" المَرْجُوم المَطرود، والمُبْعَد عن رحمة الله، فلا تسلِّطه علي بما يضرني، في ديني ودنياي، ولا يصدني عن فعل ما ينفعني، في أمر دِيني ودُنْيَاي، فمَن استعاذ بالله -تعالى-، فقد أوى إلى رُكن شديد، واعتصم بحول الله وقوته، من عَدوه الذي يريد قطعه عن ربِّه، وإسقاطه في مَهَاوي الشَّر والهلاك. "من هَمْزِه" هو الجُنُون والصَّرع، الذي يَعْتَري الإنسان؛ لأن الشَّيطان قد يصيب الإنسان بالجنون، فشرعت الاستعاذة منه. "ونَفْخِه" الكِبْر؛ لأنَّ الشيطان ينفخ في الإنسان بوسوسته، فيَعْظُم في عَين نفسه، ويَحقِر غيره عنده، فتزداد عظمته وكبرياؤه. "ونَفْثِه" هو السِّحر، وهو شَر السحرة، فإنَّ النَّفَّاثات في العُقد هنَّ السَّواحِر، اللاتي يعقدن الخيوط، وينفثن على كل عقدة، حتى ينعقد ما يردن من السحر. "ثم يقرأ "أي: يقرأ القرآن وأوله فاتحة الكتاب.

ہے۔ وہ اپنی عظمت کے اعتبار سے اس بات سے بلند ہے کہ اس کی بادشاہت، ربوبیت، الوہیت اور اسما و صفات میں اس کا کوئی شریک ہو۔ اس لیے ساتھ ہی کہہ دیا "ولا إلٰہ غَیرُک" (تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں) یعنی تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔ تو ہی عبادت کے لائق ہے۔ تو اپنی ذات اور جن صفات حمیدہ اور بندوں کو نعمتوں سے سرفراز کرنے میں ساجھی و شریک سے بالاتر ہے۔ یہ دعائے استفتاح ہے۔ اس میں ثنا ہے۔ اس کی شان کے خلاف تمام امور سے اس کی پاکی ہے اور اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالی ہر عیب اور نقص سے بالاتر ہے۔ یہ استفتاح کی دعاؤں میں سے ایک ہے۔ افضل یہ ہے کہ کبھی اسے پڑھے اور کبھی اسے۔ تاکہ کسی بھی دعا کو چھوڑے بغیر سنت سے ثابت تمام دعاؤں پر عمل کیا جاسکے۔ استفتاح کے طور پر استعمال ہونے والے الفاظ میں سے یہ بھی ہے: "لا إلٰہ إلا اللہ" کو تین مرتبہ پڑھا جائے۔ لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں، 'معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔' جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: {ذٰلِكَ بِأَنَّ اللہَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ} [الحج: ٦٢] (بے شک اللہ تعالیٰ ہی برحق معبود ہے، اس کے علاوہ جس کو بھی پکارتے ہیں، وہ باطل ہے)۔ پھر تین مرتبہ یہ کہے: "اللہ أکبر کبیرًا" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہر چیز سے بڑی ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی نماز کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ لیتے ہوئے اس طرح شروع کرے: "أَعُوذُ باللہ السّميع العليم" (میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے) اس کا معنی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ہی پناہ کو مضبوطی سے تھامتا ہوں۔ "من الشَّيطان" (شیطان سے) غالب آنے والا سرکش، انسانوں اور جنوں میں سے۔ "الرَّجيم" (مردود) رجم کیا گیا، دھتکارا گیا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہٹایا گیا۔ میرے کسی بھی دینی و دنیاوی معاملے میں غالب نہ آئے جس سے مجھے نقصان پہنچتا ہو اور نہ کسی دینی اور دنیاوی معاملے میں رکاوٹ بنے جس سے مجھے کوئی نفع حاصل ہوتا ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے گویا کہ اس نے بڑی مضبوط جگہ پناہ لی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے اس دشمن سے جو انسان کو اس کے رب سے جدا کرنا چاہتا ہے اور اس کو شر اور ہلاکت کی گہری کھائیوں میں گرانا چاہتا ہے۔ من ہَمْزِہ" (کہ مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے) یعنی جنون اور مرگی وغیرہ جو انسان کو ہوجاتی ہے اور کیونکہ شیطان انسان پر جنون کی طرح طاری ہوجاتا ہے اس لیے اس سے پناہ مانگنا مشروع عمل ہے۔ "ونَفْخِہ" (تکبر سے) تکبر، کیونکہ شیطان انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور اس کو اپنی نظروں میں بڑا کر دیتا ہے اور دوسروں کو حقیر بنا دیتا ہے تو یہ چیز اس کو عظمت و بڑائی میں اور زیادہ کر دیتی ہے۔ "ونَفْثِہ" (جادو) یہ جادو ہے اور اس سے مراد جادو کا شر ہے کیونکہ گرہوں پر پھونکیں مارنے والیوں سے مراد جادوگر ہیں جو سوت کی گرہ لگاتی ہیں اور ہر گرہ پر پھونک مارتی ہیں اور

یہ پھونک مارنے کا بنیادی مقصد جادو ہوتا ہے۔ "ثم یقرأ" (پھر قراءت کرتے) یعنی
قرآن کی قراءت کرتے اور اس کی ابتدا سورہ فاتحہ سے کرتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة
راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والنسائي وأحمد.
التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- سُبْحَانك : أي: أُنَزِّهك عن النَّقائص.
- تبارك اسْمُك : من البَرَكة، وهي الكَثْرة والاتسَاع، والمعنى: كَثُر وكَمُل واتسع، وكثرت بركاته في السَّموات والأرض.
- تعالى : تَعاظم، وارتفع، وتنزَّه عمَّا لا يليق بجلاله.
- جَدُّك : الجَدُّ: العَظمة: أي: تعاظَم شأنك، وارتفع قَدْرُك.
- أعُوذُ بالله : أي: ألجأ إلى الله -تعالى-، وأعْتَصِم به.
- الرَّجيم : أي: المَرجوم بالطَّرد، واللَّعن عن رحمة الله -تعالى.-
- هَمْزِه : هو الجُنُون والصَّرع، الذي يَعْتَري الإنسان؛ لأن الشيطان قد يصيب الإنسان بالجنون.
- نَفْخِه : بوسوسته بتعظيم الإنسان لنفسه، وتَحقير غيره عنده، فيزْدَريه، ويتعَاظَم عليه.
- نَفْثِه : النَّفث: فعل السِّحر.

فوائد الحديث:

١. مشروعية دعاء الاستفتاح في الصلاة، فرضًا كانت الصلاة أو نفلًا.
٢. مشروعية الاستفتاح بهذا الذِّكر فيكون من باب العبادات المتنوعة، والصحيح أن العبادات المتنوعة أن الإنسان يفعل هذا تارة وهذا تارة.
٣. جواز الجَهر اليسير بدعاء الاستفتاح وليس كجهر القراءة؛ لفعله -صلى الله عليه وسلم- حيث جهر جهرًا سمعه أبو سعيد -رضي الله عنه-، وأيضا جاء عن عمر -رضي الله عنه- كان يستفتح به جهرًا ليعلم الناس.
٤. أنه لا يُجمع بين أذكار الاستفتاح في صلاة واحدة؛ لأن أبا سعيد أخبر بأن النبي -صلى الله عليه وسلم- استفتح بهذا الذِّكر ثم تَعَوَّذ ثم قرأ ولو كان جَمع معه غيره لبيَّنته السُّنة فدل هذا على أنه لا يُشرع الجمع بين عدة استفتاحات في صلاة واحدة.
٥. الاعتراف من العَبد بفضل الله -تعالى-، واعتراف منه بِعجزه لولا توفيق الله -سبحانه وتعالى- له.
٦. تنزيه الله -تبارك وتعالى- عن كل ما لا يليق به؛ لقوله: (سبحانك).
٧. أن أسماء الله -تعالى- مُبَاركة، تحل البَرَكة بذكرها؛ لقوله: "وتبارك اسمك".
٨. أن عَظَمة الله -تبارك وتعالى- فوق كل عَظمة، وغِنَاه فوق كل غِنى؛ لقوله: "وتعالى جَدُّك".
٩. انفراد الله -تبارك وتعالى- بالألوهية، وأنه لا إله غيره وأن كل ما سواه باطل.
١٠. استحباب الاستعاذة بالصِيغة الواردة في الحديث، وإن اقتصر على قوله: "أعوذ بالله من الشَّيطان الرَّجيم" أجزأه.
١١. أن الاستعاذة من الأمور الخَفيَّة لا تكون إلا لله؛ لأنه لا يَقْدر عليها إلا الله، كالاستعاذة من الشَّياطين، وليست مثل الاستعانة.
١٢. إثبات أن هذين الاسْمَين الكريمَين (السَّميع ، العليم) من أسماء الله -تعالى.-
١٣. الحَذَر من الشيطان الرَّجيم وذلك من وجهين:الأول: لأننا أُمِرنا بالاستعَاذة منه.الثاني: لأنه وُصِف بأنه رَجِيم، أي يَرجم الإنسان بالمعاصي.
١٤. أن للشَّيطان هَمْزًا ونَفْخًا ونَفْثًا، ولولا أن له ذلك ما صح أن يُسْتَعاذ من هذه الثلاثة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. الفتاوى الكبرى لابن تيمية، تأليف: أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام ابن تيمية، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٧م. مجموع الفتاوى، تأليف: أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني، تحقيق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز - مكة المكرمة - الرياض - الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن

سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧هـ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. مشكاة المصابيح، للتبريزي. تحقيق الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة : الثالثة - ١٤٠٥ – ١٩٨٥. سنن أبي داود، للإمام أبي داود تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. مطالع الأنوار على صحاح الآثار، لابن قرقول، تحقيق: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - دولة قطر، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣هـ - ٢٠١٢ م.

الرقم الموحد: (10905)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك	رسول اللہ ﷺ جب رات کو (نماز تہجد کے لیے) بیدار ہوتے، تو اپنے منہ کو مسواک سے خوب صاف فرماتے۔
٧٨١. الحديث: عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- قال: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إِذَا قَامَ من اللَّيل يُشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاك».	**٧٨١. حدیث:** حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (نماز تہجد کے لیے) بیدار ہوتے، تو اپنے منہ کو مسواک سے خوب صاف فرماتے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من محبة النبي -صلى الله عليه وسلم- للنظافة وكراهته للرائحة الكريهة أنه كان إذا قام من نوم الليل الطويل الذي هو مظنة تغير رائحة الفم دلك أسنانه -صلى الله عليه وسلم- بالسواك، ليقطع الرائحة، ولينشط بعد مغالبة النوم على القيام؛ لأنَّ من خصائص السواك أيضا التنبيه والتنشيط.	**اجمالی معنیٰ:** نبی ﷺ کا صفائی کو پسند اور ناگوار بو کو ناپسند کرنے کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ جب رات کی لمبی نیند، جس سے عموما منہ کی بو تبدیل ہو جانے کا امکان ہوتا ہے، سے بیدار ہوتے، تو اپنے دانتوں کو مسواک کے ساتھ رگڑتے؛ تاکہ اس سے بو جاتی رہے اور نیند پر غلبہ پا لینے کے بعد قیام اللیل کے لیے چاق و چوبند ہو جائیں؛ کیونکہ مسواک کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ چاق و چوبند اور چست کرتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في التطهر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا قَامَ مِن اللَّيل : من نوم الليل للصلاة.
- يَشُوصُ : يدلك أو ينقي أو يغسل مع الدلك.
- فَاهُ : فمه.
- بالسِّوَاك : بالمسواك.

فوائد الحديث:

١. تأكيد مشروعية السواك بعد نوم الليل، وعلته أن النوم مقتض لتغير رائحة الفم، والسواك هو آلة تنظيفية، ولهذا فإنه يسن عند كل تغير.

٢. تأكد مشروعية السواك عند كل تغير كريه للفم، أخذا من المعنى السابق.

٣. مشروعية النظافة على وجه العموم، وأنها من سنة النبي -صلى الله عليه وسلم-، ومن الآداب السامية.

٤. التسوك في الفم كله، فيشمل: الأسنان، واللثة، واللسان.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار

الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3063)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لا يُفضِّل بعضَنا على بعض في القسم، من مكثه عندنا، وكان قل يوم إلا وهو يطوف علينا جميعا، فيدنو من كل امرأة من غير مسيس، حتى يبلغ إلى التي هو يومها فيبيت عندها

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ازواج مطہرات کے پاس رہنے کی باری میں بعض کو بعض پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ ایسا دن کم ہی گزرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے پاس نہ آتے ہوں اور بجز جماع کے ہر ایک سے قریب ہوئے بغیر اپنی اس بیوی کے پاس چلے جاتے اور شب باشی کرتے ہوں، جس کی باری ہوتی۔

٧٨٢. الحديث:

عن عروة قال: قالت عائشة -رضي الله عنها-: «يا ابن أختي كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لا يُفضِّل بعضنا على بعض في القَسْم، مِنْ مُكْثِهِ عندنا، وكان قَلَّ يومٌ إلا وهو يَطُوف علينا جميعًا، فَيَدْنُو مِنْ كلِّ امرأة مِنْ غَيْرِ مَسِيسٍ، حتى يَبْلُغ إلى التي هو يومُها فَيَبِيتُ عندها» ولقد قالت سَوْدة بنت زَمْعَة: حِينَ أَسَنَّتْ وفَرِقَتْ أنْ يُفارِقَها رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : يا رسول الله، يَوْمِي لعائشة، فَقَبِل ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم- منها، قالت: نَقول في ذلك أَنْزَل الله -تعالى- وفي أَشْبَاهِها أُراه قال: {وإن امرأة خافت من بعلها نشوزًا} [النساء: ١٢٨].

٧٨٢. حدیث:

عروہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: "میرے بھانجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ازواج مطہرات کے پاس رہنے کی باری میں بعض کو بعض پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ ایسا دن کم ہی گزرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے پاس نہ آتے ہوں اور بجز جماع کے ہر ایک سے قریب ہوئے بغیر اپنی اس بیوی کے پاس چلے جاتے اور شب باشی کرتے ہوں، جس کی باری ہوتی۔ "اور کہتی ہیں کہ جب سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) عمر رسیدہ ہو گئیں اور انھیں اندیشہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں الگ کر دیں گے، تو کہنے لگیں :اے اللہ کے رسول! میری باری عائشہ کے لیے رہے گی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات قبول فرما لی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم کہتے تھے کہ اللہ تعالی نے اسی سلسلے میں یا اسی جیسی اور چیزوں کے سلسلے میں آیتِ کریمہ: "اور اگر عورت کو اپنے شوہر کی بد مزاجی کا خوف ہو" [سورۃ النساء: ١٢٨] نازل فرمائی۔

درجة الحديث: حسن صحيح

حدیث کا درجہ: حَسَن صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه بيان عدله -صلى الله عليه وسلم- في القسم بين زوجاته, حيث لم يفضل بعضهن على بعض فيه, فقد ذكرت فيه عائشة -رضي الله عنها- أنه كان غالبًا ما يطوف كل يوم على نسائه كلهن، فيلاطفهن ويداعبهن، من غير جماع لطمأنة أنفسهن، وحسن عشرته معهن، ثم كان يخص التي هو في يومها بالمبيت عندها, ولما كبرت سودة بنت زمعة -رضي الله عنها-, وخشيت أن يفارقها النبي -صلى الله عليه وسلم- أرادت أن تبقى في عصمته وأن تظفر بهذا الشرف والفضل, وهو كونها أمًّا للمؤمنين وزوجة من زوجات سيد المرسلين -صلى الله عليه

اجمالی معنی:

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کے مابین باری سے متعلق عدل وانصاف کا بیان ہے، اس طرح کہ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تقریبا ہر روز آپ اپنی تمام بیویوں کے پاس جاتے تھے اور ان کے ساتھ حسنِ معاشرت اور ان کے دلوں کی طمانیت کے لیے جماع کے سوا ہر طرح کی ملاطفت و مداعبت فرماتے تھے، پھر جس کے یہاں رات گزارنی ہوتی وہاں جاتے۔ جب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئیں، تو انھیں خوف دامن گیر ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھیں الگ کر دیں گے۔ انھوں نے آپ کی زوجیت میں باقی رہنا اور اس شرف و فضل سے سرفراز رہنا چاہا اور یہ شرف و فضل تمام مومنین کی ماں اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونا ہے، اس لیے انھوں نے کہا: میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

وسلم-، فقالت: إني أهب نوبتي لـعائشة, فقبل ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. ثم ذكرت عائشة -رضي الله عنها- أن قوله -تعالى-: {وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا} نزلت في مثل هذه الحال, وأشباهها.

اسے قبول فرمایا۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان : "اور اگر عورت کو اپنے شوہر کی بدمزاجی اور بے پروائی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں" ذکر کیا کہ یہ اسی حالت یا اسی طرح کی چیزوں کے لیے نازل ہوئی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- يا ابن أختي : تعني به عروة بن الزبير, وأمه أسماء بنت أبي بكر أخت عائشة -رضي الله عنهم جميعًا-.
- مكثه عندنا : إقامته عند الواحدة من زوجاته في منازلهن.
- يطوف علينا : يعني يدور علينا في بيوتنا.
- من غير مسيس : المراد بالمسيس هنا: هو الجماع.
- فيدنو : يعني يقرُب من إحداهن قرْب تأنيس ومداعبة وملاعبة بدون جماع.
- أَسَنَّت : كَبِرَت.
- فَرِقت : بكسر الراء, أي خافت.

فوائد الحديث:

١. بيان عدله -صلى الله عليه وسلم- في القسم بين زوجاته، وذكر ما كان عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من حُسْن الخلق وملاطفة الأهل.
٢. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يطوف كل يوم على نسائه كلهن، فيلاطفهن ويداعبهن، من غير جماع, وأنه كان يخص التي هو في يومها بالمبيت عندها.
٣. جواز دخول الرجل على المرأة التي ليس لها ذلك اليوم، ولا تلك الليلة لها, وجواز مداعبتها من دون جماع.
٤. بيان وجوب العدل في القسم بين الزوجات، وأن الميل إلى بعضهن ظلم، والظلم محرم.
٥. أن عماد القَسم المبيت في الليل, وأن النهار تابع, ويستثنى من ذلك ما إذا كان معاش الرجل في الليل, فيكون عماد القسم -في هذه الحال- النهار.
٦. جواز هبة المرأة نوبتها لضرتها ويعتبر رضى الزوج في ذلك؛ لأن له حقًّا في الزوجة فليس لها أن تسقط حقه إلا برضاه.
٧. أن المرأة إذا خافت النشوز من زوجها, وأرادت أن تبقى في عصمته, وأن لا يطلقها, فإنه يمكن أن تتفق معه على أن تتنازل عن حقها لغيرها, وأن تبقى في عصمته.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ- ١٤٣١ هـ. البدرُ التمام شرح بلوغ المرام, تأليف الحسين بن محمد بن سعيد اللاعِيّ، المعروف بالمَغرِبي, المحقق: علي بن عبد الله الزبن, الناشر: دار هجر, الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح أبي داود – الأم, أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني, مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (58129)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَجْتَهِدُ في رمضان ما لا يَجْتَهِدُ في غيره، وفي العَشْر الأَوَاخِرِ منه ما لا يَجْتَهِدُ في غيره

رسول اللہ ﷺ رمضان میں (عبادت میں) جتنی جدوجہد کرتے اتنی کسی اور مہینے میں نہیں کرتے تھے اور اس کے آخری عشرہ میں جتنی محنت اور کوشش کرتے اتنی اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

٧٨٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَجْتَهِدُ في رمضان ما لا يَجْتَهِدُ في غيره، وفي العَشْرِ الأَوَاخِرِ منه ما لا يَجْتَهِدُ في غيره.

٧٨٣. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں (عبادت میں) جتنی جدوجہد کرتے تھے اتنی کسی اور مہینے میں نہیں کرتے تھے اور اس کے آخری عشرہ میں جتنی محنت اور کوشش کرتے تھے اتنی اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- في هذا الحديث، عن عبادته -صلى الله عليه وسلم- في شهر رمضان، وهو: أنه كان يَجْتَهد فيه ما لا يَجْتَهد في غيره من الشهور؛ لأنه شهر مُبارك، فَضَّله الله على سائر الشهور، فإذا دَخلت العَشْر الأواخر اجتهد فيها أكثر مما كان عليه في أول الشهر؛ لأن فيها ليلة القدر التي هي خَيْرٌ من ألف شهر، ولأنها ختام الشهر المبارك فيختمها بصالح الأعمال.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث میں نبی ﷺ کی ماہ رمضان میں عبادت کی کیفیت کے بارے میں بتا رہی ہیں کہ آپ ﷺ رمضان میں عبادت میں جتنی جدوجہد کرتے تھے اتنی کسی اور مہینے میں نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ بہت با برکت مہینہ ہے جسے اللہ نے باقی تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے۔ اور جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو اس میں مہینے کے اولین دنوں سے بھی زیادہ محنت اور کوشش کرتے تھے۔ کیونکہ اس عشرے میں شب قدر ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس لئے بھی کہ یہ مبارک مہینے کا اختتام ہے چنانچہ آپ ﷺ اس کا خاتمہ نیک اعمال کے ساتھ کرتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > العشر الأواخر من رمضان

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يجتهد : يبذل جهده في العبادة ووجوه الخير والإقبال على الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. الحث على الإكثار من البرِّ ووجوه الطاعات في شهر رمضان عامة والعشر الأخيرة منه خاصة.
٢. إحياء ليالي العشر الأخيرة بالعبادة والدعاء رجاء موافقة ليلة القدر.
٣. استحباب اغْتِنَام الأوقات الفاضلة بالطاعات.
٤. فضل شهر رمضان على غيره من الشهور، وفضل العشر الأخيرة منه على غيره.
٥. زيادة النبي -عليه الصلاة والسلام- من أعمال الخير في مواسم البر حرصًا على زيادة الأجر.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

الرقم الموحد: (3755)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَسْتَفْتِحُ الصلاة بالتكبير، والقراءة بـ الحمد لله رب العالمين، وكان إذا ركع لم يُشْخِصْ رأسه ولم يُصَوِّبْهُ ولكن بين ذلك

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صلاۃ (نماز) کا آغاز ''اللہ اکبر'' کہہ کر فرمایا کرتے تھے اور «الحمد للہ رب العالمین» سے قرآت شروع کر تے تھے اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو نہ اپنا سر اونچا رکھتے اور نہ اُسے جھکائے رکھتے بلکہ درمیان میں رکھتے۔

٧٨٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَسْتَفْتِحُ الصلاةَ بالتكبير، والقراءةَ بـ«الحمد لله رب العالمين» وكان إذا ركع لم يُشْخِصْ رأسه ولم يُصَوِّبْهُ ولكن بَيْن ذلك، وكان إذا رفَع رأسَه مِن الرُّكوع لم يَسْجُدْ حتى يَسْتَوِيَ قائما، وكان إذا رفع رأسه من السَّجْدَة لم يَسْجُدْ حتى يَسْتَوِيَ قاعدا، وكان يقول في كلِّ رَكعَتَين التَّحِيَّة، وكان يَفْرِشُ رِجْلَهُ اليُسْرى ويَنْصِبُ رِجْلَهُ اليُمنى، وكان يَنْهَى عن عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ، ويَنْهَى أن يفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افتِرَاش السَّبُع ، وكان يَخْتِمُ الصلاة بالتَّسليم».

٧٨٤. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ اپنی صلاۃ (نماز) کا آغاز "اللہ اکبر"کہہ کر فرمایا کرتے تھے اور«الحمد للہ رب العالمین» سے قرآت شروع کرتے تھے اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو نہ اپنا سر اونچا رکھتے اور نہ اُسے جھکائے رکھتے بلکہ درمیان میں رکھتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوجاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ بالکل سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد ''التحیات'' پڑھتے اور جب بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے اور درندوں کی طرح ہاتھ بچھانے سے منع کرتے نیز صلاۃ (نماز) سلام سے ختم کرتے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تصف عائشة -رضي الله عنها- بهذا الحديث الجليل صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- نشرا للسنة وتبليغا للعلم، بأنه كان يفتتح الصلاة بتكبيرة الإحرام، فيقول: (الله أكبر). ويفتتح القراءة بفاتحة الكتاب، التي أولها (الحمد لله رب العالمين). وكان إذا ركع بعد القيام، لم يرفع رأسه ولم يخفضه، وإنما يجعله مستوياً مستقيماً. وكان إذا رفع من الركوع انتصب واقفاً قبل أن يسجد. وكان إذا رفع رأسه من السجدة، لم يسجد حتى يستوي قاعداً. وكان يقول بعد كل ركعتين إذا جلس: "التحيات لله والصلوات والطيبات.. الخ". وكان إذا جلس افترش رجله اليسرى وجلس عليها، ونصب رجله اليمنى. وكان ينهى أن يجلس المصلي في صلاته كجلوس الشيطان، وذلك بأن يفرش قدميه على الأرض، ويجلس على عقبيه، أو ينصب قدميه، ثم يضع أليتيه بينهما على

اجمالی معنی :

عائشہ رضی اللہ عنہا اس مبارک حدیث کے ذکر سے نبی ﷺ کی صلاۃ (نماز) کی کیفیت بیان کر رہی ہیں۔ سنت کی نشرو اشاعت اور علم کو ایک دوسرے تک پہونچانے کے مقصد سے بایں طور کہ آپ ﷺ اپنی صلاۃ (نماز) کا آغاز تکبیر تحریمہ یعنی"اللہ اکبر" کہہ کر فرمایا کرتے تھے. اور قرآت کی شروعات فاتحۃ الکتاب کے ذریعہ جس کا پہلا جزء «الحمد للہ رب العالمین» ہے. اور آپ ﷺ جب قیام کے بعد رکوع میں جاتے تو اپنا سر نہ بہت زیادہ اونچا رکھتے اور نہ اُسے جھکائے رکھتے بلکہ اسے درمیان میں رکھتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سجدہ کرنے سے پہلے سیدھے کھڑے ہوجاتے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوبارہ سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوجاتے۔ اور ہر دو رکعت کے بعد جب بیٹھتے تو ''التحیات للہ والصلوات والطیبات. ''آخر تک پڑھتے۔ اور جب بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور اس پر بیٹھتے اور اپنا داہنا پاؤں کھڑا رکھتے۔ اور آپ ﷺ اس بات سے منع کرتے کہ مصلی (نمازی) اپنی صلاۃ (نماز) میں کتے کے بیٹھنے کی طرح بیٹھے بایں طور کہ اپنے دونوں قدموں کو زمین پر بچھادے اور ایڑیوں پر بیٹھ جائے یا دونوں قدموں کو گاڑ کر ایڑیوں پر سرین رکھ کر زمین پر بیٹھ جائے یہ دونوں ہی صورتیں

الأرض، كلاهما منهي عنه، كما ينهى أن يفترش المصلي ذراعيه ويبسطهما في السجود كافتراش السبع، وكما افتتح الصلاة بتعظيم الله وتكبيره، ختمها بطلب السلام للحاضرين من الملائكة والمصلين ثم على جميع عباد الله الصالحين، والأولين والآخرين، فعلى المصلي استحضار هذا العموم في دعائه.

ممنوع ہیں، اسی طرح آپ ﷺ نے اس بات سے بھی منع فرمایا کہ مصلی (نمازی) اپنی صلاۃ (نماز) میں اپنے دونوں بازوں کو بچھائے اوران دونوں کو سجدے کی حالت میں پھیلائے درندوں کے ہاتھ بچھانے کی طرح۔ اور آپ ﷺ جس طرح صلاۃ (نماز) کا آغاز اللہ کی بڑائی اور کبریائی سے شروع کرتے تھے اسی طرح وہاں پر موجود فرشتے مصلین (نمازادا کرنے والے) اور دیگر بندگانِ رب پر سلام سے اپنی صلاۃ (نماز) ختم کرتے اس لیے مصلی (نمازی) کے لیے ضروری ہے کہ اپنی دعا میں اس عموم کو حاضر رکھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كان : تدل هنا على الاستمرار.
- يسْتَفْتِحُ : يبتدئ.
- الصلاة : صلاة الفريضة والنافلة.
- بالتكبير : قول الله أكبر وهي تكبيرة الإحرام.
- القِراءة : يستفتح قراءة القرآن.
- بالحمدُ لله : سورة الفاتحة.
- لم يُشْخِصْ : لم يرفع.
- لم يُصَوِّبه : لم يخفضه خفضاً بليغاً.
- بين ذلك : بين الرفع والتنزيل ليكون مستويا على الظهر.
- يستوي : يستقر.
- من السجدة : السجدة الأولى.
- في كل ركعتين : في آخر كل ركعتين.
- التحية : أي التحيات لله إلى آخر التشهد.
- يَفْرِشُ رِجْلَهُ : يبسط قدمه ليجلس عليها كالفراش، وذلك عند قراءة التحية في الركعتين.
- عُقْبَةِ الشَّيْطان : وهي أن يفترش قدميه ويجلس على عقبيه، وأضيفت للشيطان إما تقبيحا لها، وإما أنَّها من فعله وأمره.
- ينصب اليمنى : يوقف قدمه اليمنى، ويجعلها منتصبة.
- يفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ : يبسطهما على الأرض في السجود، والذراع: العظم الذي بين المرفق والكف.
- افْتِرَاشَ السَّبُعِ : أي كافتراشه، وأضيف للسبع تقبيحا وتنفيرا، والسبع كل حيوان مفترس.
- يختم الصلاة : ينهيها.
- بالتسليم : بقول السلام عليكم ورحمة الله.

فوائد الحديث:

١. ما ذكرته عائشة هذا من صفة صلاة النبي -عليه الصلاة والسلام-، هو حاله الدائمة؛ لأن التعبير بـ "كان" يفيد ذلك.

٢. وجوب تكبيرة الإحرام التي تحرم كل قول وفعل ينافي أقوال الصلاة وأفعالها، وأن غير هذه الصيغة لا يقوم مقامها للدخول في الصلاة وتعيين التكبيرة من الأمور التعبدية، وهي أمور توقيفية.

٣. وجوب قراءة الفاتحة بدون بسملة، ويأتي استحباب قراءتها سرّاً إن شاء الله.

٤. وجوب الركوع، والأفضل فيه الاستواء، بلا رفع، ولا خفض.

٥. وجوب الرفع من الركوع، ووجوب الاعتدال في القيام بعده.

٦. وجوب السجود، ووجوب الرفع منه، والاعتدال قاعداً بعده.

٧. مشروعية افتراش المصلي رجله اليسرى ونصب اليمنى في الجلوس في الصلاة، أما في التشهد الأخير في الصلاة التي فيها تشهدان كالمغرب والعشاء فالمشروع التورك، وقد وردت بذلك أحاديث أخرى.

٨. النهي عن مشابهة الشيطان في جلوسه، وذلك بأن يجلس على عقبيه ويفرش قدميه على الأرض، أو ينصبهما ويجلس بينهما على الأرض.

٩. النهي عن مشابهة السبع في افتراشه، وذلك بأن يبسط المصلى ذراعيه في الأرض، فإنه عنوان الكسل والضعف.

١٠. وجوب ختم الصلاة بالتسليم، وهو دعاء للمصلين والحاضرين والغائبين الصالحين بالسلامة من كل الشرور والنقائص.

١١. يؤخذ من قوله: "وكان إذا رفع رأسه من السجود ...الحديث" وجوب الطمأنينة فيها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحي النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى. الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت.

الرقم الموحد: (5216)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُفْطِرُ من الشهر حتى نَظُنَّ أن لا يَصوم منه، ويَصوم حتى نَظُنَّ أن لا يُفْطِر منه شيئًا، وكان لا تَشَاءُ أن تَرَاه من الليل مُصَلِّيًا إلا رَأَيْتَهُ، ولا نَائِمًا إلا رأيْتَه

رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے، تو ہمیں یوں لگنے لگتا کہ آپ ﷺ اس مہینے میں روزہ رکھیں گے ہی نہیں اور روزہ رکھنا شروع کر دیتے، تو ہمیں محسوس ہونے لگتا کہ آپ ﷺ اس میں سے کوئی دن بھی بنا روزے کے نہیں رہیں گے۔ رات کو آپ اگر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے، تو دیکھ لیتے اور اگر سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے، تو بھی دیکھ لیتے۔

٧٨٥. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُفْطِرُ من الشهر حتى نظن أن لا يصوم منه، ويصوم حتى نظن أن لا يُفْطِرَ منه شيئا، وكان لا تَشَاءُ أن تراه من الليل مُصَلِيًا إلا رأيته، ولا نائما إلا رأيته.

٧٨٥. حدیث :

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے، تو ہمیں یوں لگنے لگتا کہ آپ ﷺ اس مہینے میں روزہ رکھیں گے ہی نہیں اور روزہ رکھنا شروع کر دیتے تو ہمیں محسوس ہونے لگتا کہ آپ ﷺ اس میں سے کوئی دن بھی بنا روزے کے نہیں رہیں گے۔ رات کو آپ اگر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے، تو دیکھ لیتے اور اگر سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے، تو بھی دیکھ لیتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: يخبر أنس -رضي الله عنه- عن حال النبي -صلى الله عليه وسلم- في صيامه وقيامه، فيخبر أنه كان يُفْطِرُ من الشهر حتى يظن المرء أنه لا يصوم منه شيئا؛ لكثرة فطره فيه، ويصوم حتى يُظن أنه لا يُفْطِر منه شيئًا؛ لكثرة صيامه فيه، و كذلك كان عليه -الصلاة والسلام- لا يَتَقَيَد بوقت معين في صلاة القيام، بل يصلي تارة في أول الليل، وتارة في وسطه، وتارة في آخره، بحيث لا تُحب أن تراه من الليل مصليًا إلا رأيته، ولا نائمًا إلا رأيته، فكان عَمَله التَوسط بين الإفْرَاطِ والتفريط.

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : انس رضی اللہ عنہ صیام و قیام کے سلسلے میں نبی ﷺ کا حال بیان کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ آپ ﷺ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے، تو یوں لگنے لگتا کہ آپ ﷺ اس میں روزہ رکھیں گے ہی نہیں، کیونکہ اس میں زیادہ تر بنا روزہ ہی رہتے اور روزہ رکھنا شروع کر دیتے، تو ایسا محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ اس مہینے میں کسی روزے کو بھی نہیں چھوڑیں گے؛ کیونکہ آپ ﷺ اس میں بہت زیادہ روزے رکھتے۔ اسی طرح آپ ﷺ رات کی نماز کسی مخصوص وقت میں نہیں پڑھتے تھے، بلکہ کبھی تو اسے رات کے شروع میں پڑھ لیتے، کبھی درمیان میں اور کبھی آخر میں، بایں طورکہ اگر آپ رات کو نبی ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے، تو دیکھ لیتے اور اگر سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے، تو سوتے ہوئے بھی دیکھ لیتے۔ آپ ﷺ کا عمل افراط و تفریط کے مابین میانہ روی پر مبنی ہوتا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصوم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تشاء : لا تحب.

فوائد الحديث:

١. صوم النفل المطلق لا يختص بزمان إلا ما نهي عنه.
٢. الحث على الإكثار من العبادة وخاصة صيام النفل والتهجد مع التَوسط في ذلك، بحيث لا يضيع الحقوق أو يُقَصِّر في الواجبات.
٣. لم يَصم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الدّهر، ولا قام الليل كله.
٤. من كُلِّ الليل قام رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ومن كل الشهر صام رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3769)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يتكئ في حجري، فيقرأ القرآن وأنا حائض

رسول اللہ ﷺ میری گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھا کرتے تھے جب کہ میں حالت حیض میں ہوتی۔

٧٨٦. الحديث:

عن عَائِشَة -رضي الله عنها- قالت: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَكِّئُ فِي حِجرِي، فَيَقرَأُ القرآن وأنا حَائِض».

٧٨٦. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ میری گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھا کرتے تھے جب کہ میں حالتِ حیض میں ہوتی۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكرت عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يتكئ في حجرها، فيقرأ القرآن وهي حائض، مما يدل على أن بدن الحائض طاهر، لم ينجس بالحيض.

اجمالی معنی :

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ وہ حالتِ حیض میں ہوتی تھیں اور نبی ﷺ ان کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھا کرتے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حائضہ عورت کا جسم پاک ہوتا ہے اور یہ حیض کی وجہ سے نجس نہیں ہوتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يَتَّكِئُ : يعتمد.
- حِجْرِي : حضني.
- وأنا حائض : واتكاؤه في حجري مع كوني حائضًا.

فوائد الحديث:

١. جواز اتكاء الرجل في حِجر زوجته.
٢. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم-، ومعاشرته لأهله.
٣. جواز قراءة القرآن في حجر الحائض؛ لأنها طاهرة البدن والثياب.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3478)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يجمع في السفر بين صلاة الظهر والعصر، إذا كان على ظَهْرِ سَيْرٍ، ويجمع بين المغرب والعشاء

رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کی بھی ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔

٧٨٧. الحديث:

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ -رضي الله عنهما- قال: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَجْمَعُ في السَّفَرِ بين صلاة الظهر والعصر؛ إذا كان على ظَهْرِ سَيْرٍ، ويجمع بين المغرب والعشاء».

٧٨٧. حديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ: ''رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کی بھی ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تمتاز شريعة نبينا محمد -صلى الله عليه وسلم- من بين سائر الشرائع السماوية بالسماحة واليسر وإزاحة كل حرج ومشقة عن المكلفين أو تخفيفهما، ومن هذه التخفيفات: الجمع في السفر بين الصلاتين المشتركتين في الوقت. فالأصل وجوب فعل كل صلاة في وقتها، لكن كان من عادة النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا سافر وجدَّ به السير في سفره، الجمع بين الظهر والعصر: إما تقديماً، أو تأخيراً، والجمع بين المغرب والعشاء: إما تقديماً أو تأخيراً، يراعى في ذلك الأرفق به وبمن معه من المسافرين، فيكون سفره سبباً في جمعه الصلاتين، في وقت إحداهما؛ لأن الوقت صار وقتاً للصلاتين كلتيهما؛ ولأن السفر موطن مشقة في النزول والسير، ولأن رخصة الجمع ما جعلت إلا للتسهيل فيه.

اجمالی معنی:

ہمارے نبی محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت دوسری آسمانی شریعتوں سے آسانی، ازالہ تکلیف و مشقت اور مکلف افراد پر تخفیف کے اعتبار سے سب سے ممتاز ہے۔ ان آسانیوں میں سے ایک حالت سفر میں ایک وقت کی نمازوں کو اکٹھے ایک ساتھ پڑھنا بھی ہے۔ اصول یہی ہے کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا واجب ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب آپ ﷺ سفر کرتے تو سفر کو مسلسل جاری رکھنے کے لیے ظہر و عصر کو جمع کرلیتے اور اس میں کبھی جمع تقدیم کرلیتے اور کبھی جمع تاخیر۔ اسی طرح مغرب و عشاء کو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کے ذریعے اکٹھا کرلیتے اور ایسا اپنے ساتھ سفر کرنے والوں پر آسانی کی غرض سے کرتے تھے۔ لہذا سفر دو نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کرنے کا سبب بن جاتا ہے کیوں کہ وہ وقت دونوں نمازوں کی ادائیگی کا وقت بن جاتا ہے اور سفر میں بار بار رکنا اور چلنا مشقت پیدا کرتا ہے اس لیے آسانی کی غرض سے نمازوں کو جمع کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة أهل الأعذار

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يجمع بين صلاة الظهر والعصر : يضم إحداهما إلى الأخرى فيصليهما في وقت إحداهما.
- على ظَهْرِ سَيْرٍ : أي: إذا كان سائرا لا نازلا.

فوائد الحديث:

١. جواز الجمع لأجل السفر وهناك أعذار غير السفر تبيح الجمع. منها: المطر، والمرض، والاستحاضة، وهو نوع من المرض.
٢. عند جمهور العلماء، أن ترك الجمع أفضل من الجمع، إلا في جَمْعَيْ عرفة ومزدلفة، لما في ذلك من المصلحة.

٣. أنَّ السفر الذي يباح فيه الجمع وكذلك القصر، هو ما لا يزيد عن أربعة أيام، وتبعد ٨٠ كيلًا.
٤. أن جواز الجمع يختص بالظهر مع العصر، والمغرب مع العشاء، وأما الفجر فلا تجمع إلى غيرها.
٥. ظاهره يدل على الجمع إذا كان سائرا في السفر، لولا ورود غيره من الأحاديث تدل على الجمع حال النزول.
٦. جواز جمع التقديم والتأخير بين الصلاتين.
٧. يسر الشريعة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٥م. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى، ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة الأولى. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5323)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يحب الحلواء والعسل، فكان إذا صلى العصر دار على نسائه، فيدنو منهن، فدخل على حفصة، فاحتبس عندها أكثر مما كان يحتبس

رسول اللہ ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔

٧٨٨. الحديث:

عن عائشة، قالت: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يحِبُّ الحَلْواء والعسل، فكان إذا صلَّى العصر دارَ على نسائه، فَيَدْنُو منهنَّ، فدَخَل على حفصة، فَاحْتَبَسَ عندها أكثرَ ممَّا كان يحْتَبِس، فسألتُ عن ذلك، فقيل لي: أهْدَتْ لها امرأة من قومها عُكَّةً من عسل، فسَقَتْ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- منه شرْبة، فقلتُ: أمَا والله لنَحْتالَنَّ له، فذكرتُ ذلك لسَوْدَة، وقلتُ: إذا دخل عليكِ، فإنه سَيَدْنُو منكِ، فقولي له: يا رسول الله، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فإنه سيقول لك: «لا»، فقولي له: ما هذه الرِّيح؟ وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يشْتَدُّ عليه أنْ يوجد منه الريح، فإنه سيقول لك: «سَقَتْني حفصة شربة عسل»، فقولي له: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ, وسأقول ذلك له، وقولِيه أنتِ يا صفية، فلما دخَل على سودة قالت: تقول سودة: والذي لا إله إلا هو لقد كدتُ أن أبادئه بالذي قلتِ لي، وإنه لعلى البابِ فرقًا منكِ، فلما دَنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قالت: يا رسول الله، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ قال: «لا»، قالت: فما هذه الريح؟ قال: «سَقَتْني حفصة شربة عسل»، قالت: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ, فلما دخل عليَّ، قلتُ له: مثل ذلك، ثم دخل على صفية، فقالت بمثل ذلك، فلما دخل على حفصة، قالت: يا رسول الله، ألا أسْقِيك منه؟ قال: «لا حاجةَ لي به»، قالت: تقول سودة: سبحان الله، والله لقد حَرَمْنَاهُ، قالت: قلتُ لها: اسْكُتِي.

٧٨٨. حديث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے، نبی ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے رہ گیے۔ (مجھے اس پر غیرت آئی) اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ حفصہ کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے انہیں شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت نبی ﷺ کے لیے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا: اللہ کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی، پھر میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ ﷺ تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا کہ کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نفی میں جواب دیں گے۔ اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے؟ اور آپ ﷺ (مغافیر کی) بو کو ناپسند کرتے تھے۔ اس پر نبی ﷺ کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے۔ تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہو گا! میں بھی آپ ﷺ سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم! نبی ﷺ جوں ہی دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ نبی ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ چنانچہ جب نبی ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تو! انہوں نے کہا، پھر یہ بو کیسی ہے جو میں آپ کے منہ سے محسوس کرتی ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہو گا۔ پھر جب نبی ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی اس کے بعد جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب پھر نبی ﷺ حفصہ کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ رسول! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ رضی اللہ

عنہا بولیں، سبحان اللہ! اللہ کی قسم ہم آپ ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہو گئے، میں نے ان سے کہا (ابھی) چپ رہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكرت عائشة -رضي الله عنها- في هذا الحديث أن رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كان يحب كل شيء حلو من الأطعمة, وأنه كان يحب العسل, وأنه كان إذا انصرف من صلاة العصر دخل على نسائه, فيقرب من إحداهن بأن يقبّلها ويباشرها من غير جماع, وأنه دخل مرة على حفصة -رضي الله عنها-, فأقام عندها أكثر من العادة, فسألتْ عن ذلك, وعرفت أن قريبة لحفصة أهدت لها قربة صغيرة من عسل, وأنها كانت تسقي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- منها, فغارت -رضي الله عنها-, واتفقت مع سودة وصفية على أنه إذا دخل على إحداهن أن تسأله إن كان أكل مغافير, وهو صمغ كريه الرائحة, وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يكره أن توجد منه ريح غير طيبة, فلما دخل على حفصة عرضت عليه العسل فرفضه, وفي رواية: أنه حلف أن ألا يشربه مرة أخرى. واختلفت الروايات في المرأة التي سقت النبي -صلى الله عليه وسلم- العسل, فقيل إنما شربه عند زينب، وقيل سودة, وبعض أهل العلم رجح أن صاحبة العسل زينب, وأن التي تظاهرت مع عائشة حفصة, وحمله بعضهم على تعدد القصة إذ لا يمتنع تعدّد السبب للشيء الواحد, فتكون قصة أخرى.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھانے میں میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے اور یہ کہ آپ ﷺ شہد کو پسند کرتے تھے، جب آپ ﷺ عصر کی نماز سے واپس آتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی کسی کو بوسہ دیتے اور جماع کے بغیر ان سے بغل گیر ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گیے تو ان کے پاس کچھ زیادہ ہی دیر رُک گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا، معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو کسی نے چھوٹے ڈبے میں شہد ہدیہ کیا ہے. جس میں سے آپ ﷺ پیتے ہیں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو غیرت آئی اور انہوں نے سودہ و صفیہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا کہ جب آپ ﷺ کسی کے پاس آئیں تو وہ آپ ﷺ سے پوچھے کہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ مغافیر ایک قسم کے بدبودار گوند کو کہتے ہیں اور نبی ﷺ خوشبو کے علاوہ کسی اور چیز کے بو کو ناپسند کرتے تھے، پھر جب آپ ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے شہد پیش کیا لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دوبارہ نہ پینے کی قسم کھالی۔ روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی کس بیوی کے یہاں شہد پیا، کہا گیا ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں آپ نے شہد پیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آپ نے شہد پیا، بعض علماء نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ ﷺ نے زینب کے یہاں شہد پیا تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حفصہ رضی اللہ عنہا مخالفت کرنے والی تھیں اور بعض لوگوں نے اسے تعددِ واقعہ پر محمول کیا ہے اس لیے کہ ایک ہی چیز کے لیے تعددِ سبب کا ہونا مانع نہیں ہے، اس طرح یہ دوسرا واقعہ ہو سکتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > أحكام الأطعمة والأشربة
الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور > النذور
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلقية > حلمه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- الحلواء : المراد بالحلواء هنا كل شيء حلو, وذكر العسل بعدها تنبيهًا على شرفه ومزيته.
- عكة من عسل : آنية أصغر من القربة.
- لنحتالن له : أي لنطلبن له الحيلة, وهي الحذق في تدبير الأمور وتقليب الفكر حتى يهتدي إلى المقصود.
- مغافير : جمع مغفور، وهو صمغ حلو له رائحة كريهة، ينفخه شجر يقال له: العرفط, وهو بالحجاز.
- جرست نحله : جرست النحل تجرس جرسًا إذا أكلت لتعسل ويقال للنحل جوارس.
- العرفط : العرفط شجر ينضح الصمغ المعروف بالمغافير, وهو خبيث الرائحة.
- فرقا منكِ : خوفًا من لومكِ يا عائشة.
- أبادئه : أبتدئه بالكلام.
- حرمناه : منعناه منه.

فوائد الحديث:

١. جواز أكل لذيذ الأطعمة والطيبات من الرزق, وأن ذلك لا ينافي الزهد والمراقبة, لا سيما إذا حصل اتفاقًا.

٢. يجوز لمن قسم بين نسائه أن يدخل في النهار إلى بيت غير المقسوم لها لحاجة ولا يجوز له الوطء.

٣. يجوز للرجل أن يأكل ويشرب في بيت إحدى زوجاته في غير يومها ما لم يكن الغداء المعروف أو العشاء المعروف.

٤. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يحب الأطعمة الحلوة ومنها العسل.

٥. حب النبي -صلى الله عليه وسلم- للرائحة الطيبة, وكراهته للريح الخبيثة, وحرصه على أن لا يوجد منه شيء من ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢هـ. التوضيح لشرح الجامع الصحيح, ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي, ت: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث، دار النوادر، دمشق – سوريا, الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر, الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ فتح الباري شرح صحيح البخاري, أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي, دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩, رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي, قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب. إكمال المعلم بفوائد مسلم لعياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م. معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود, أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي, المطبعة العلمية - حلب, الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ - ١٩٣٢ م.

الرقم الموحد: (58130)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدعو: اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من عذاب القبر، وعذاب النار، ومن فتنة الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، ومن فتنة الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کرتے تھے: «اللّٰهم إني أعوذ بك من عذابِ القبرِ، ومن عذابِ النارِ، ومن فتنةِ المحيا والممات، ومن فتنةِ المسيحِ الدجالِ» ”اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور کانے دجال کی بلا سے تیری پناہ چاہتا ہوں“۔

٧٨٩. الحديث:

عن أبي هُرَيْرَةَ -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدعو: اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من عذاب القبر، وعذاب النار، ومن فتنة الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، ومن فتنة الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ». وفي لفظ لمسلم: «إذا تَشَهَّدَ أحدكم فَلْيَسْتَعِذْ بالله من أَرْبَعٍ، يقول: اللهُمَّ إني أعوذ بك من عذاب جَهَنَّم...». ثم ذكر نحوه.

٧٨٩. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کرتے تھے: «اللّٰهم إني أعوذ بك من عذابِ القبرِ، ومن عذابِ النارِ، ومن فتنةِ المحيا والممات، ومن فتنةِ المسيحِ الدجالِ» ”اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور کانے دجال کی بلا سے تیری پناہ چاہتا ہوں“۔ صحیح مسلم کے الفاظ یوں ہیں: ”جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھے، تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں کی پناہ مانگے: ”اللّٰهم إني أعوذ بك من عذابِ جهنم... “یعنی اے اللہ میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں... پھر باقی حدیث اسی طرح بیان کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

استعاذ النبي -صلى الله عليه وسلم- بالله من أربع، وأمرنا أن نستعيذ بالله في تشهدنا في الصلاة من تلك الأربع، من عذاب القبر، وعذاب النار، ومن شهوات الدنيا وشبهاتها، ومن فتنة الْمَمَات، استعاذ منها؛ لعظم خطرها، وفتن القبر التي هي سبب عذابه، ومن فتن المحيا فتنة الدَّجَّالين الذين يظهرون على الناس بصورة الحق، وهم متلبسون بالباطل، وأعظمهم فتنة، الذي صحت الأخبار بخروجه في آخر الزمان، وهو المسيح الدَّجَّال؛ ولذلك خصه بالذكر.

اجمالی معنیٰ:

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگی اور ہمیں حکم دیا کہ ہم بھی نماز کے دوران تشہد میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں، قبر اور جہنم کے عذاب سے، دنیا کی شہوتوں اور شبہات سے، موت کے فتنوں سے۔ ان سے اس لیے پناہ مانگی کہ ان کا خطرہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ قبر کے فتنے سے مُراد عذابِ قبر کے اسباب ہیں۔ زندگی کے فتنوں سے مُراد دجّالوں کا فتنہ ہے، جو سچی شکلوں کے ساتھ لوگوں پر ظاہر ہوں گے اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کریں گے۔ ان میں سب سے بڑا فتنہ کانا دجال کا فتنہ ہے، جس کے آخری زمانے میں نکلنے کے بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئیں ہیں اور اسی وجہ سے اس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ فرمایا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يدعو : يدعو الله في الصلاة.
- اللَّهُمَّ : يا الله.

- أعوذ : بمعنى ألجأ، وأعتصم بك يا رب.
- عذاب : هو تعرُّض الإنسان لما يؤلمه بحرارته كالنار، أو بثقله كالصدمات بالأثقال، أو التردي من الشواهق، أو بضيقه وغير ذلك، وهذا بالنسبة لعذاب الدنيا، أما عذاب القبر وعذاب الآخرة فهو شيء لا يستطاع وصفه.
- فتنة : الفتنة: هي البلوى التي يختبر بها العبد؛ ليُرى ثباته على الحق، أو تحوله عنه متأثرًا بها، أي: بالفتنة التي يتعرض لها.
- المحيا : أي: الحياة وفتنة المحيا ما يتعرض له الإنسان في حياته من تقلبات قد توقعه في المعصية أو الكفر، والفتنة: تكون إما بالغنى، أو بالفقر والحاجة، وإما بالمرض وغير ذلك.
- فتنة الممات : يحتمل أن يكون المراد به: ما يكون عند الموت من أمر الخاتمة، وإما أن يكون المراد به: بعد الموت عند نزول القبر من تعرُّض العبد لفتنة السؤال ونحوه.
- الْمَسِيح : وهذا اللفظ يطلق على الدَّجَّال، وعلى نبي الله عيسى -عليه السلام- فإذا أريد به الدَّجَّال قيد به، أما عيسى -عليه السلام- فلُقِّب به؛ لأنه لا يمسح ذا عاهة إلا برئ، أو لأنه خرج من بطن أمه ممسوحًا أي مدهوناً، وأما الدَّجَّال: فلأنه يمسح الأرض-أي يسير فيها- كلها إلا مكة والمدينة.
- الدَّجَّال : من الدجل، وهو التضليل؛ وذلك لأنه يضلل الناس، فيزعم أنه ربهم، ويأمر السماء فتمطر، والأرض فتنبت؛ فتنة من الله لعباده والعياذ بالله.
- تَشَهَّدَ : قرأ التَشَهُّدَ في الجلوس الأخير في الصلاة.
- جهنم : اسم للنار العظيمة المعدة للكفار في الآخرة.

فوائد الحديث:

١. أن هذه الاستعاذة من مهمات الأدعية وجوامعها؛ لكون النبي -صلى الله عليه وسلم- عُنِيَ بها، ولاشتمالها على الاستعاذة من شرور الدنيا والآخرة وأسبابها؛ ولذا أمر بتكريرها في هذه المواطن الفاضلة؛ لرجاء الإجابة فيها.

٢. ثبوت عذاب القبر وأنه حق، والإيمان به واجب؛ لاستفاضة الأخبار عنه بل تواترها.

٣. إثبات عذاب النار.

٤. التحفظ من شبهات الحياة وشهواتها الآثمة؛ فإنها سبب الشرور.

٥. شدة خطر الفتن التي يتعرض لها العبد في حياته وبعد موته، وأنه لا يستطيع الخلوص منها إلا بحول وقوة من الله.

٦. إثبات خروج الدَّجَّال وعظم فتنته.

٧. أن الموافقة في الاسم بين المؤمن والكافر لا تضر؛ وذلك لأن نبي الله عيسى -عليه السلام- سمي الْمَسِيح، والدَّجَّال سمي الْمَسِيح، وإذا أريد الدجال بُيِّن بالوصف، والله أعلم.

٨. التبصر بدعاة السوء، وناشري الإلحاد والفساد؛ فإنهم يخرجون على الناس باسم المصلحين المجددين، وهم-في الحقيقة- الهادمون للفضيلة والدين.

٩. مشروعية هذا الدعاء عقب التشهد الأخير، كما هو صريح بتقييده بهذا المكان في صحيح مسلم.

١٠. يؤخذ منه أن المشروع للعبد أن يتقرب أولاً إلى الله بفعل ما أمره، ثم يسأله بعد ذلك فهو أولى بأن يجاب، وذلك أن إجابة الله لعبده مشروطة باستجابة العبد له بطاعته، كما أشار إلى ذلك القرآن حيث يقول الله تعالى: {وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ}.

١١. شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- على أمته.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة

ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3103)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يستفتح الصلاة بالتكبير، والقراءة بـ {الحمد لله رب العالمين}، وكان إذا ركع لم يشخص رأسه، ولم يصوبه ولكن بين ذلك

رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن'' کی قرأت سے کرتے تھے اور جب رکوع کرتے تو سر کو اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ برابر سیدھا رکھتے۔

٧٩٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- «يَسْتَفْتِحِ الصلاة بالتَّكبير، والقِراءَةَ بـ {الحَمْدُ لله ربِّ العَالمين}، وكان إذا ركع لم يُشْخِص رأسه، ولم يُصَوِّبْه ولكن بَيْنَ ذلك، وكان إذا رفع رأَسه من الرُّكوع لم يَسجد، حتى يَسْتَوِيَ قائما، وكان إذا رفع رأسه من السَّجْدَة، لم يَسجد حتى يَسْتَوِيَ جالسا، وكان يقول في كل ركعتين التَّحِيَّةَ، وكان يَفْرِش رِجْلَه اليُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ اليُمْنَى، وكان يَنْهَى عن عُقْبَةِ الشَّيطان، ويَنْهَى أن يَفْتَرِشَ الرَّجل ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ، وكان يَخْتِمِ الصلاة بالتَّسْلِيم».

٧٩٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کی قرأت سے کرتے تھے اور جب رکوع کرتے تو سر کو اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ برابر سیدھا رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہوجاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں میں التحیات پڑھتے اور بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے اس سے بھی منع فرماتے اور آپ ﷺ سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تصف عائشة -رضي الله عنها- بهذا الحديث الجليل صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ نشرًا للسنة وتبليغًا للعلم، بأنه كان يفتتح الصلاة بتكبيرة الإحرام، فيقول: (الله أكبر). ويفتتح القراءة بفاتحة الكتاب، التي أولها (الحمد لله رب العالمين). وكان إذا ركع بعد القيام، لم يرفع رأسه ولم يخفضه، وإنما يجعله مستوياً مستقيماً. وكان إذا رفع من الركوع انتصب واقفاً قبل أن يسجد. وكان إذا رفع رأسه من السجدة، لم يسجد حتى يستوي قاعداً. وكان يقول بعد كل ركعتين إذا جلس: "التحيات لله والصلوات.. الخ". وكان إذا جلس افترش رجله اليسرى وجلس عليها، ونصب رجله اليمنى. وكان ينهى أن يجلس المصلي في صلاته كجلوس الشيطان، وذلك بأن يفرش قدميه على الأرض وظهر قدميه للأرض، ويجلس على عقبيه، أو ينصب قدميه، ثم يضع أليتيه بينهما على الأرض، كما ينهى أن يفترش المصلي

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا اس جلیل القدر حدیث کے ذریعے سنت کی ترویج اور علم کی تبلیغ کے لیے آپ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان فرما رہی ہیں کہ آپ نماز کو تکبیرِ تحریمہ سے شروع کرکے اللہ اکبر کہتے۔ اور فاتحہ سے نماز شروع کرتے، جس کی ابتدا ''الحمد للہ رب العالمین'' سے ہوتی ہے۔ قیام کے بعد جب رکوع کرتے تو سر نہ اٹھاتے نہ جھکاتے، بلکہ اسے بالکل سیدھا رکھتے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ کرنے سے پہلے سیدھا کھڑے ہوجاتے۔ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے جب تک کہ بالکل سیدھا بیٹھ نہ جائے۔ ہر دو رکعت کے بعد جب بیٹھتے تو "التحیات للہ والصلوات الخ" کہتے۔ آپ ﷺ جب بیٹھتے تو اپنا بائیاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھتے۔ آپ ﷺ نے نمازی کو نماز میں شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا یعنی زمین پر دونوں پاؤں بچھا کر پاؤں کے ظاہری حصے کو زمین پر رکھنا اور اندرونی حصے پر بیٹھ جانا یا دونوں پاؤں کھڑا کرکے سُرین کو ان پر رکھ لینا، اسی طرح نمازی کو سجدے میں درندوں کی طرح بازو بچھانے سے منع فرمایا۔ اسی طرح آپ ﷺ نماز کو اللہ کی تعظیم اور تکبیر سے شروع کرتے اور موجودین میں سے فرشتوں اور نمازیوں اور پھر اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں اور اولین و آخرین پر

ذراعيه في السجود كافتراش السبع، وكما افتتح الصلاة بتعظيم الله وتكبيره، ختمها بالسلام على الحاضرين من الملائكة والمصلين، ثم على جميع عباد الله الصالحين، والأولين والآخرين، فعلى المصلي ملاحظة هذا العموم في دعائه.

سلام بھیجنے سے نماز ختم فرماتے۔ لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ وہ اپنی دعا میں اس عموم کا لحاظ رکھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أخطاء المصلين

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لم يُشْخِص : لم يرفع رأسه.
- لم يُصَوِّبْه : أي: لم يخفضه خفضًا أنْزَل من مُسْتَوى ظَهْرِه.
- التَّحِيَّة : التَّشهد.
- عُقْبَة : هو: أن يَلصق أَلْيَتَيه في الأرض، ويَنْصِب سَاقيه وفَخِذَيه.
- افْتِرَاشَ السَّبُع : هو أن يَبسط السَّاجد ذِراعيه في الأرض، فيُشَابه السَّبُع في هيئة إقْعَائه، وافْتِرَاشِ ذِراعيه.
- يَخْتِم : خَتَم الشَّيء: أتمَّه وبَلَغ آخره، والمُراد به هُنا: أتم الصلاة وأكملها.
- بالتَّسْلِيم : قول: السَّلام عليكم ورحمة الله.

فوائد الحديث:

١. ضَبط عائشة -رضي الله عنها- لأحوال النبي -صلى الله عليه وسلم- في أقواله وأفعاله وعباداته ومعاملاته؛ لأن أخَص الناس به زوجاته؛ فإنهن يَعلمن من الأحوال الباطنة ما لا يَعلمه غَيرهن.
٢. حِرص عائشة -رضي الله عنها- على نشر سُنَّة النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لِتُعَلِّم أمَّته أن يقتدوا به في صلاته، عملًا بقوله -صلى الله عليه وسلم-: "صلوا كما رأيتموني أصلِّي".
٣. استفتاح الصلاة بتكبيرة الإحرام، وهي رُكن من أركان الصلاة لا تَنْعَقد الصلاة إلا بها، سواء كان المُصلي إمامًا أو مأمومًا أو منفردًا فرضًا أو نفلا.
٤. أن تكبيرة الإحرام لا تَنعقد إلا بلفظ التَّكبير: "الله أكبر"، فلا يُجزئ غيرها.
٥. عدم مشروعية تقديم السُّورة التي تُقرأ بعد الفاتحة على الفاتحة.
٦. أنه لا يَجهر بدعاء الاستفتاح ولا بالتَّعَوذ ولا بالبَسْمَلة؛ لأنه لو كان يَجهر بها -صلى الله عليه وسلم- لَذَكَرت ذلك.
٧. مشروعية الرُّكوع، وهو ركن من أركان الصلاة.
٨. أن السُّنة في الرُّكوع أن يُسَوِّي ظَهره مع رأسه، فلا يرفع رأسه ولا يُنزله عن ظَهره، ولكن بَيْن ذلك؛ بحيث يَستوي رأسه مع مؤخرة ظهره.
٩. مشروعية الرَّفع من الرُّكوع، وهو رُكن من أركان الصلاة.
١٠. مشروعية السُّجود، وهو من أركان الصلاة.
١١. وجوب الاعتدال بعد الرَّفع من السَّجدة الأولى، فلا يَسجد السَّجدة الثانية حتى يَعتدل جالسًا، وهو ركن من أركان الصلاة.
١٢. مشروعية الجلوس بين السَّجدتين، وهو من أركان الصلاة.
١٣. التَّشهد في كل ركعتين، سواء كانت الصلاة: ثنائية أو ثلاثية أو رُبَاعية، وهو من واجبات الصلاة.
١٤. أن المشروع في جَلسة الصلاة: أن يَفترش المُصلي رِجله اليُسرى، ويَنصب اليُمنى.
١٥. إثبات جَلسة الإقِعاء للشيطان؛ لقولها: (وكان ينهى عن عقبة الشيطان).
١٦. النَّهي عن مُشَابهة الشَّيطان في هيئات الصلاة.
١٧. النَّهي عن افتراش الذِّراعين في الصلاة، كافتراش السَّبع؛ لما فيه من المشابهة بالحيوانات وقد نُهينا عن ذلك.

١٨. دليل على مشروعية التَّسليم في الصلاة، وأنه من أركان الصلاة.

١٩. سَعَة عِلم عائشة وحفْظِها؛ حيث سَاقت هذا الحديث الطويل.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10906)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي على راحلته، حيث توجهت فإذا أراد الفريضة نزل فاستقبل القبلة

رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے، وہ جس طرف بھی آپ کو لیے پھرتی۔ لیکن جب فرض (نماز پڑھنے) کا ارادہ کرتے تو سواری سے اتر پڑتے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیتے۔

٧٩١. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُصلِّي على راحِلَته، حيث تَوَجَّهَت فإذا أراد الفَرِيضة نَزل فاسْتَقبل القِبْلة».

٧٩١. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے، وہ جس طرف بھی آپ کو لیے پھرتی۔ لیکن جب فرض (نماز پڑھنے) کا ارادہ کرتے تو سواری سے اتر پڑتے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیتے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يَتكلف النُّزول من فوق راحِلته، بل يصلي عليها، وهذا إذا كان في سَفَر، ويؤيده ما رواه ابن عمر وغيره أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يُصلي في السَّفر على راحِلته، حيث تَوَجَهت به. رواه البخاري، فإذا كان -صلى الله عليه وسلم- على راحلته، فإنه يُصلي حيث كان وجْه رِكَابه، سواء كان في جَهة القبلة أو غير جهة القِبلة، فإذا كانت الصلاة مفروضة، وهي الصلوات الخمس فإنه يَنزل عن دَابته، ويصلي على الأرض مُستقبلًا القِبْلة، وفي حديث ابن عمر -رضي الله عنهما-: (ولم يكن يَصْنَعُه -أي الصلاة على الدَّابة- في المكْتُوبة) متفق عليه. فصلاة الفريضة لا بد من إيقاعها على الأرض، إلا لعُذر شَرعي كمَطر أو خَوف عدو فلا بأس أن يؤديها على راحِلته، أو مرض فيصليها على سريره جالسًا، وبالأخص إذا خشي خروج وقتها، ويؤيده أدلة التيسير والتخفيف ورفع الحرج عن هذه الأُمَّة ومن ذلك قوله -تعالى-: (لا يكلف الله نفسًا إلا وسعها) وقوله -صلى الله عليه وسلم-: (إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم).

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اپنی سواری کے اوپر سے اترنے کی زحمت نہیں کرتے تھے بلکہ اسی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ لیکن ایسا اس وقت کرتے جب آپ ﷺ سفر میں ہوتے تھے۔ اس بات کی تائید ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی روایت کردہ حدیث سے ہوتی ہے کہ نبی ﷺ سفر میں اپنی سواری ہی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس طرف بھی وہ آپ کو لے کر چلتی۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ اپنی سواری پر ہوتے تھے تو اسی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اس کا رخ چاہے جس طرف بھی ہوتا، چاہے اس کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا یا قبلہ کے علاوہ کی طرف۔ لیکن جب فرض نماز ہوتی، اور وہ پانچ نمازیں ہیں تو آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترتے اور زمین پر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ: "آپ ﷺ ایسا، (یعنی سواری پر نماز ادا کرنا)، فرض نماز میں نہیں کیا کرتے تھے۔" متفق علیہ لہٰذا فرض نماز کے لیے ضروری ہے کہ اسے زمین پر ادا کیا جائے، الا یہ کہ کوئی شرعی عذر جیسے بارش یا دشمن کا خوف ہو، تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی سواری ہی پر فرض نماز ادا کر لے یا پھر مریض ہونے کی صورت میں اپنی چارپائی ہی پر نماز پڑھ لے، خصوصاً اس وقت جب نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ اس کی تائید ان دلائل سے ہوتی ہے جن میں آسانی اور سہولت پیدا کرنے اور اس امت سے تنگی دور کرنے کا بیان ہے۔ انہی دلائل میں سے ایک دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے کہ: (لا یکلف اللہ نفسا اِلا وسعہا)۔ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔" اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: "جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو مقدور بھر اسے انجام دو۔" نبی ﷺ اپنی سواری کے اوپر سے اترنے کی زحمت نہیں کرتے تھے بلکہ اسی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ لیکن ایسا اس وقت کرتے جب آپ ﷺ سفر

میں ہوتے تھے۔ اس بات کی تائید ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی روایت کردہ حدیث سے ہوتی ہے کہ نبی ﷺ سفر میں اپنی سواری ہی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس طرف بھی وہ آپ کو لے کر چلتی۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ اپنی سواری پر ہوتے تھے تو اسی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اس کا رخ چاہے جس طرف بھی ہوتا، چاہے اس کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا یا قبلہ کے علاوہ کی طرف۔ لیکن جب فرض نماز ہوتی، اور وہ پانچ نمازیں ہیں تو آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترتے اور زمین پر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ: "آپ ﷺ ایسا، (یعنی سواری پر نماز ادا کرنا)، فرض نماز میں نہیں کیا کرتے تھے۔" متفق علیہ لہٰذا فرض نماز کے لیے ضروری ہے کہ اسے زمین پر ادا کیا جائے، الا یہ کہ کوئی شرعی عذر جیسے بارش یا دشمن کا خوف ہو، تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی سواری ہی پر فرض نماز ادا کر لے یا پھر مریض ہونے کی صورت میں اپنی چارپائی ہی پر نماز پڑھ لے، خصوصاً اس وقت جب نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ اس کی تائید ان دلائل سے ہوتی ہے جن میں آسانی اور سہولت پیدا کرنے اور اس امت سے تنگی دور کرنے کا بیان ہے۔ انہی دلائل میں سے ایک دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے کہ: (لا یکلف اللہ نفسا إلا وسعها)۔ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔" اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: "جب میں تمھیں کسی بات کا حکم دوں تو مقدور بھر اسے انجام دو۔"

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- راحِلَته : الرَّاحلة من الإبل: ما يُرحل ويركب عليه، سواء كانت ذكرًا أو أُنثى.

فوائد الحديث:

١. جوازُ صلاة النَّافلة على الرَّاحلة في السَّفر، ولو بلا عُذر.
٢. التَّسهيلُ والتَّخفيف في النَّوافل ترغيبًا في الإكثار منها.
٣. أنه لا يلزمُ المصلِّي على الرَّاحلة استقبالُ القِبْلة، بل يتوجَّه حيث جهة سَيره.
٤. أن المُصلي على الرَّاحِلة يُصلي إلى الجِهة التي تَوَجَهت به راحِلته، فلو صلَّى إلى غير الجِهة التي اتجهت به راحِلَته لم تصح صلاته.
٥. أن فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- حجة؛ لأن جابرا -رضي الله عنه- ذَكَره للاستدلال به.
٦. فيه أن فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- مُخصِّص للدليل القَولي، وهو قوله تعالى: (ومن حيث خرجت فَوَلِّ وجهك شَطر المسجد الحَرام)، [البقرة : ١٤٩].
٧. أن صلاة المكتوبة لا تجوز على الراحلة إلا مع وجود العذر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ـ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10643)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يعلمنا الاستخارة في الأمور كلها كالسورة من القرآن

٧٩٢. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُعلمنا الاسْتِخَارَةَ في الأمور كلها كالسورة من القرآن، يقول: «إذا هَمَّ أحدُكم بالأمر، فلْيَرْكَعْ ركعتين من غير الفَرِيضَةِ، ثم لْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إني أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وأَسْأَلُكَ من فَضلك العظيم، فإنك تَقْدِرُ ولا أَقْدِرُ، وتعلمُ ولا أعلمُ، وأنت عَلَّامُ الغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إن كنتَ تعلم أن هذا الأمر خيرٌ لي في ديني ومَعَاشِي وعَاقِبَةِ أَمْرِي» أو قال: «عَاجِلِ أَمْرِي وآجِلِهِ، فاقْدُرْهُ لي ويَسِّرْهُ لي، ثم بَارِكْ لي فيه. وإن كنت تعلمُ أن هذا الأمر شرٌّ لي في ديني ومَعَاشِي وعَاقِبَةِ أَمْرِي» أو قال: «عَاجِلِ أَمْرِي وآجِلِهِ؛ فاصْرِفْهُ عَنِّي، واصْرِفْنِي عنه، واقْدُرْ لِيَ الخيرَ حيث كان، ثم أَرْضِنِي به» قال: «ويُسَمِّي حَاجَتَهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يحرص على تعليم صحابته كيفية صلاة الاستخارة، كحرصه على تعليمهم السورة من القرآن. فأرشد النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يصلي الإنسان ركعتين من غير صلاة الفريضة ثم بعد السلام يسأل الله أن يشرح صدره لخير الأمرين أو الأمور، فإن الله يعلم كيفيات الأمور وجزئياتها، إذ لا يحيط بخير الأمرين إلا العالم بذلك، وليس ذلك إلا لله، ويسأل من الله القدرة على خير الأمرين، ويسأله من فضله العظيم، فإنه يقدر على كل ممكن تعلقت به إرادته، والإنسان لا يقدر. والله -عز وجل- يعلم كل شيء كلي وجزئي، والإنسان

رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے، جس طرح قرآن مجید کی سورت کی۔

۷۹۲. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے، جس طرح قرآن مجید کی سورت کی۔ آپ ﷺ فرماتے: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے، (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے۔ اس کے بعد یوں دعا کرے: اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں تیرے علم کے واسطہ سے، تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے واسطہ سے اور تیرا فضلِ عظیم چاہتا ہوں، کیوں کہ تو قادر مطلق ہے میرے اندر قدرت نہیں، تو علم والا ہے مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے؛ میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے - یا دعا میں یہ الفاظ کہے: اِس جہاں اور اُس جہاں میں بہتر ہے- تو اسے میرے لیے مقدر کر دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے؛ میرے دین کے لیے، میری زندگی کے لیے اور میرے انجام کار کے لیے- یا یہ الفاظ فرمائے: اِس جہاں اور اُس جہاں کے لئے برا ہے- تو اسے مجھ سے پھیر دے، مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دے''۔ اور فرمایا: "(اس کے بعد) اپنی ضرورت کا بیان کرے''۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اپنے صحابہ کو نمازِ استخارہ کی کیفیت سکھلانے کی اسی طرح حرص رکھتے تھے، جس طرح انھیں قرآن کی سورت کی تعلیم دینے کی حرص رکھتے تھے۔ نبی ﷺ نے بتایا کہ انسان فرض نمازوں کے علاوہ دو رکعات نماز ادا کرے، پھر سلام کے بعد اللہ سے دعا کرے کہ وہ (زیر غور) دو معاملوں یا معاملات میں بہتر کی طرف اس کے سینے کو کھول دے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمام امور کی کیفیات و جزئیات کا علم رکھتا ہے۔ اسے یوں سمجھا جائے کہ دونوں معاملوں میں بہتر کا احاطہ وہی کر سکتا ہے، جو اس سے واقف ہو اور ایسا اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے۔ وہ اللہ سے دونوں معاملوں میں سے جو اچھا ہو، اس کے کرنے کی طاقت مانگے اور اس کے فضلِ عظیم کا سوال کرے؛ کیوں کہ وہ ان تمام ممکنہ امور کی طاقت رکھتا ہے، جو اس کی مشیئت کے مطابق ہوں، جب کہ انسان کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ عز و جل ہر کلی و

لا يعلم شيئا من ذلك إلا ما علمه الله؛ فإن الله لا يشذّ عن علمه من الغيوب شيء. ثم يسأل ربه عز وجل إن كان يعلم أن هذا الأمر الذي عزم عليه –ويسميه- خير ولا يترتب عليه نقص دينيّ ولا دنيوي، أن يقدره له وييسره. وإن كان يعلم أن هذا الأمر سيترتب عليه نقص دينيّ أو دنيوي، أن يصرفه عنه، ويصرف هذا الأمر عنه، وأن يقدر له الخير حيث كان ثم يجعله راضيا بقضاء الله وقدره به.

جزئی چیز کو جانتا ہے اور انسان اس میں سے اتنا ہی جانتا ہے، جتنا اللہ نے اسے سکھایا ہو؛ کیوں کہ اللہ کے علم غیب کے احاطے سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ پھر اپنے رب سے طلب کرے کہ اگر یہ کام (اور اس کا نام لے) جس کا اس نے ارادہ کیا ہے، اس کے علم میں بہتر ہے اور اس کی وجہ سے کوئی دینی یا دنیوی نقصان مرتب نہیں ہوگا، تو اسے اس کے لیے مقدر و آسان کردے۔ اور اگر یہ کام اس کے علم کے مطابق کسی دینی یا دنیوی نقصان کا باعث ہو، تو اسے اس سے دور کردے اور اس کام کو اس سے دور کردے، اور بھلائی اس کا مقدر کردے، چاہے جہاں کہیں بھی وہ ہو، پھر اسے اللہ کی قضا و قدر سے راضی کردے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > صلاة الاستخارة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الاستِخَارة : طلب خير الأمرين لمن احتاج له والتوفيق له.
- كَالسُّورَةِ مِنَ القُرآنِ : إشارة إلى الاعتناء التام بها.
- هَمَّ : قصد وأراد، فالأولى في الاستخارة أن تكون عند بداية البحث وإرادة الفعل.
- فَلْيَرْكَع رَكْعَتَين : فليصل ركعتين، وهذا من قبيل إطلاق البعض وإرادة الكل.
- أَسْتَقْدِرُكَ : أطلب منك أن تجعل لي قدرة على ذلك الأمر.
- وَعَاقِبَةُ أَمْرِي : آخر أمري وخاتمته.
- عَاجِل أَمرِي وآجِله : العاجل القريب والآجل المتأخر البعيد، وجملة (أو قال) شك من الراوي، ويمكن للداعي أن يتخير من الجملتين.
- فَاقْدُرْهُ لِي : هيِّئه.
- بَارِك لِي فِيه : بنموه وسلامة آثاره من جميع القواطع.
- وَاقْدُرْ لِي الخَيرَ : يسر لي ما فيه ثواب ورضا منك وأقدرني على فعله.
- أَرْضِنِي بِهِ : اجعلني راضيا بما قدرته لي.
- وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ : يذكر حاجته التي يستخير من أجلها، مثلا اللَّهُمَّ إن كنت تعلم أن زواجي بفلانة خير لي.

فوائد الحديث:

١. شدة حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على تعليم أصحابه هذه الصلاة؛ لما فيها من منفعة وخير عظيم.
٢. استحباب الاستخارة والدعاء المأثور بعدها.
٣. الاستخارة تستحب في الأمور المباحة التي يحصل فيها التردد، ولا تكون في الأمر الواجب أو المستحب؛ لأن الأصل فعلهما، لكن يمكن أن يستخير فيما يتعلق بها، كاختيار الرفقة في العمرة أو الحج.
٤. تستحب الاستخارة في كل أمر وإن حقُر في ظن صاحبه؛ لأن الحقير قد يصبح عظيما ويترتب عليه أمور عظيمة.
٥. لا تكون الاستخارة في ترك الحرام أو المكروه.
٦. الأمر بصلاة الاستخارة ليس على الوجوب؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "فليركع ركعتين من دون الفريضة".
٧. يؤخر الدعاء عن الصلاة لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "ثم ليقل..."الحديثَ.
٨. يجب على العبد أن يرد الأمور كلها إلى الله ويجب عليه التبري من حوله وقوته؛ لأنه لا حول له ولا قوة إلا بالله.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3293)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يعلمنا التشهد كما يعلمنا السورة من القرآن

٧٩٣. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما-، أنه قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يعلمنا التشهد كما يعلمنا السورة من القرآن فكان يقول: «التحيَّات المباركات، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لله، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وَبَرَكَاتُهُ، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وأشهد أنَّ محمَّدا رسول الله» وفي رواية ابن رُمْحٍ كما يُعلِّمنا القرآن.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف صيغة التشهد، وأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يحرص على تعليمهم إياه كما يعلمهم آيات القرآن، والصيغة هي: (التحيات المباركات، الصلوات الطيبات لله، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا رسول الله)، وهي تشبه صيغة التشهد المشهورة الواردة عن ابن مسعود -رضي الله عنه-، وإنما الفرق في زيادة المباركات، وحذف الواو في الكلمتين بعدها، ويشرع التنويع بين الصيغ الواردة في التشهد.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہدیوں سکھاتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے

٧٩٣. حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہدیوں سکھاتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے : "التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ"۔ (بقا و بادشاہت، عظمت و اختیارات، کثرتِ خیر اور ساری بابرکت دعائیں اورساری پاکیزہ نمازیں اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام، اللہ کی رحمت اوراس کی برکتیں ہوں، ہم پراوراللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں) اورا بن رمح کی روایت میں ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن سکھاتے تھے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

حدیث شریف کلماتِ تشہد کو بیان کرتی ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اسی اہتمام کے ساتھ تشہد سکھاتے تھے جس اہتمام سے آپ انہیں قرآن مجید کی آیتیں سکھاتے تھے، تشہد کے الفاظ یہ ہیں : ''التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ''، تشہد کے یہ الفاظ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور کلماتِ تشہد کے قریب تر ہیں، فرق صرف "المبارکات" کے لفظ کی زیادتی اوراس کے بعد دونوں کلمات میں ''واو'' کے حذف کا ہے۔ تشہد کے سلسلہ میں وارد مختلف صیغوں کو پڑھنے میں تنوع اپنانا مشروع ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- التحيات : جمع "تحيَّة"، جمعت؛ لتشمل معاني التعظيم كلها لله تعالى، ففيها الثناء المطلق لله تعالى، وأنواع التعظيم له جلَّ وعلا.
- الصلوات : هي جنس الصلاة، وأَوَّل ما يدخل فيه الصلوات المكتوبات الخمس.

• الطيبات : تعميمٌ بعد تخصيص، فجميع الأقوال، والأفعال، والأوصاف الطيبة هي مستحقة لله تعالى.
• السلام : السلام التحية والدعاء بالسلامة من النقص والعيوب، وهو أيضا اسم من أسماء الله تعالى، يعني: السالم من النقائص، والسالم من المكاره، والآفات والعيوب وغيرها، فمبدأ السلام منه تعالى.
• عليك أيها : دعاء من المصلي لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ولم يقصد بهذه الكاف المخاطب الحاضر، وإنَّما قصد بها مجرد السلام، سواء كان حاضرًا أو غائبًا، بعيدًا أو قريبًا، حيًّا أو ميتًا؛ ولذا فإنَّها تقال سرًّا، وانَّما اختصَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- بهذا الخطاب؛ لقوَّة استحضار المرء هذا السلام، الذي كان صاحبه حاضرًا، واختص -صلى الله عليه وسلم- بكاف الخطاب بالصلاة، وكل هذا من علو شأنه، ومن رفع ذكره واسمه.
• النبي : إما مشتق من "الإنباء": وهو الإخبار، وإما من "النبوَّة"، وهي الرفعة، وهو إما بمعنى -مفعل- اسم فاعل، فهو منبئٌ عن الله، وإما بمعنى "مفعل" اسم مفعول فهو مَنَبَّأ من الله، وكلا المعنيين صالح.
• رحمة الله : صفة حقيقية لله تعالى، تليق بجلاله، بها يرحم عباده، ويُنْعِم عليهم.
• وبركاته : جمع "بركة"، وهو الخير الكثير من كل شيء، قال تعالى: {وَهَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ} [الأنبياء: ٥٠]، تنبيهًا على ما تفيض عنه الخيرات الإلهية.
• السلام علينا : أراد به: الحاضرين من الإمام والمأمومين والملائكة.
• اشهد .. إلخ : أي: أقطع بالإخبار، فالشهادة هي العلم القاطع، قال الراغب: الشهادة قولٌ صادرٌ عن علمٍ حصل بمشاهدة بصيرة أو بصر.
• الرسول : أصل الإرسال: الانبعاث، ومنه: الرسول المبتعث، ويطلق على الواحد والجمع، وجمع الرسول رسل، ورسول الله من البشر: رجل أوحي إليه وأمر بالتبليغ.
• مُحَمَّدًا : قال علماء اللغة: محمَّد ومحمود اسم مفعول، من: "حمَّد" بالتشديد، لخصاله الحميدة.قال ابن فارس: وبذلك سمي نبينا: محمَّدًا -صلى الله عليه وسلم-؛ لعلم الله تعالى بكثرة خصاله المحمودة.
• الصالحين : هم القائمون بحقوق الله وحقوق خلقه، ودرجاتهم متفاوتة.

فوائد الحديث:

١. هذا الذكر يسمى "التشهد" مأخوذٌ من لفظ الشهادتين فيه، فهما أهم ما فيه.

٢. يقال هذا التشهد في الصلاة الثنائية مرَّة واحدةً، أما الصلاة الثلاثية والرباعية ففيها تشهدان: الأول: بعد الركعة الثانية، والأخير: الذي يعقبه السلام.

٣. التشهد ورد عن النبي -صلى الله عليه وسلم- عن أربعة وعشرين صحابيًّا بألفاظ مختلفة، وكل ما صح منها مشروع.

٤. شدة عناية الإسلام بموضوع التشهد، ولا أدلَّ على ذلك: من كون الأحاديث الساردة لصفة التشهد بلغت التواتر؛ وما كان هذا ليكون إلا لعظم المعاني والمقاصد العقدية التي حواها تشهد الصلاة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، بدون طبعة، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، بدون تاريخ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10943)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يفرغ الماء على رأسه ثلاثًا

رسول اللہ ﷺ (جب غسل فرماتے تو) اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالا کرتے تھے

٧٩٤. الحديث:

عن أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب أَنَّه كان هو وأبوه عند جابر بن عبد الله، وعنده قوم، فسألوه عن الغسل؟ فقال: صَاعٌ يَكْفِيكَ، فقال رجل: ما يَكْفِينِي، فقال جابر: كان يَكْفِي من هو أَوفَى مِنْكَ شَعْرًا، وخَيرًا مِنكَ -يريد رسول الله- -صلى الله عليه وسلم- ثُمَّ أَمَّنَا في ثَوبٍ. وفي لفظ: ((كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُفْرِغُ المَاءَ على رَأسِهِ ثَلاَثًا)).

٧٩٤. حدیث :

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے والد، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور کچھ دیگر لوگ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے آپ سے غسل کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ (غسل کرنے کے لیے) تمھارے لیے ایک صاع پانی کافی ہے۔ اس پر ایک شخص بولا کہ میرے لیے تو یہ کافی نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ان کے لیے کافی ہوتا تھا، جن کے بال تم سے زیادہ تھے اور جو تم سے بہتر تھے۔ ان کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ نے صرف ایک کپڑا پہن کر ہمیں نماز پڑھائی۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ (جب غسل فرماتے تو) اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالا کرتے تھے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان أبو جعفر محمد بن علي وأبوه عند الصحابي الجليل جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- وعنده قوم، فسأل رجل من القوم جابرًا عما يكفي من الماء في غسل الجنابة؟ فقال: يكفيك صاع. وكان الحسن بن محمد بن الحنفية مع القوم عند جابر، فقال: إن هذا القدر لا يكفيني للغسل من الجنابة. فقال جابر: كان يكفي من هو أوفر وأكثف منك شعرا، وخير منك، فيكون أحرص منك على طهارته ودينه -يعني النبي- -صلى الله عليه وسلم-، وهذا حثٌّ على اتباع السنة، وعدم التبذير في ماء الغسل، ثم صلى بهم جابر إمامًا.

اجمالی معنی :

ابو جعفر محمد بن علی اور ان کے والد، جلیل القدر صحابی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس کچھ اور لوگ بھی تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ غسلِ جنابت کے لیے پانی کی کتنی مقدار کافی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: "تمھارے لیے ایک صاع پانی کافی ہے"۔ جابر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود لوگوں میں حسن بن محمد بن حنفیہ بھی تھے۔ وہ کہنے لگے کہ غسل جنابت کے لیے میرے لیے اس قدر پانی کافی نہیں ہے۔ اس پر جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اتنا پانی ان کے لیے کافی ہو جایا کرتا تھا، جن کے بال تم سے زیادہ لمبے اور گھنے تھے اور وہ تم سے بہتر تھے اور یقینا ان کو اپنی طہارت اور دین کی تم سے زیادہ فکر تھی۔ ان کی مراد نبی ﷺ تھے۔ اس حدیث میں اتباعِ سنت اور اس بات کی ترغیب ہے کہ دوران غسل پانی کا فضول استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- هو وأبوه : هو محمد الباقر -رحمه الله-، توفي سنة ١١٤ وقيل غير ذلك، وأبوه علي بن الحسين بن علي -رحمه الله- من التابعين، كان ثقة فقيها فاضلا عابدا يلقب: (زين العابدين)، توفي ودفن بالبقيع سنة ٧٣.
- فسألوه : سألوا جابرا.
- الْغُسْل : عن ماء الغسل ما يكفي فيه.
- صَاعٌ : أي: قدر صاع، والصاع: مكيال يسع أربعمائة وثمانين مثقالا، أي: كيلوين وأربعين جراما تقريبًا.
- فقال رجل : هو الحسن بن محمد بن علي بن أبي طالب ثقة من التابعين، توفي ١٠٠ تقريبا.
- أَوْفَى مِنْك : أكثر منك.
- وَخَيْراً مِنْكَ : أفضل منك.
- ثُمَّ أَمَّنَا : صلَّى بنا، يعني: جابراً.
- ثوب : أي واحد، يعني: أنه ليس عليه سوى ثوب واحدا.
- يُفْرِغُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ : يصبُّ عليه إذا اغتسل.

فوائد الحديث:

١. حرص السلف على اتباع السنة حتى في مقدار ماء الطهارة.

٢. الصاع: الذي هو أربعة أمداد، يكفى للغسل من الجنابة.

٣. استحباب التخفيف في ماء الطهارة.

٤. الإنكار على من يخالف سنة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٥. جواز الصلاة في ثوب واحد إذا حصل به تمام الستر، ولو كان إماما.

٦. وجوب الغسل من الجنابة، وذلك بإفاضة الماء على العضو، وسيلانه عليه، فمتى حصل ذلك تأدَّى الواجب.

٧. مشروعية إفراغ الماء على الرأس ثلاث مرات في الغسل.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم-، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3455)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في الركعتين الأُولَيَيْنِ من صلاة الظهر بفاتحة الكتاب وسورتين، يُطَوِّلُ في الأولى، و يُقَصِّرُ في الثانية، و يُسْمِعُ الآية أحيانًا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں قرات لمبی کرتے اور دوسری میں مختصر۔ البتہ کبھی کبھار کوئی آیت ہمیں سنا دیتے تھے۔

٧٩٥. الحديث:

عن أبي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في الركعتين الأُولَيَيْنِ من صلاة الظهر بفاتحة الكتاب وسورتين، يُطَوِّلُ في الأولى، و يُقَصِّرُ في الثانية، و يُسْمِعُ الآية أحيانا، وكان يقرأ في العصر بفاتحة الكتاب وسورتين يُطَوِّلُ في الأولى، و يُقَصِّرُ في الثانية، وفي الركعتين الأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الكتاب، وكان يُطَوِّلُ في الركعة الأولى من صلاة الصبح، ويُقَصِّرُ في الثانية.

٧٩٥. حدیث:

ابو قتادۃ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں قرات لمبی کرتے اور دوسری میں مختصر۔ البتہ کبھی کبھار کوئی آیت ہمیں سنا دیتے تھے۔ اسی طرح عصر میں فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں قرات لمبی اور دوسری میں مختصر کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھتے۔ صبح کی پہلی رکعت میں قرات لمبی کرتے اور دوسری میں مختصر کرتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- من عادته أن يقرأ بعد سورة الفاتحة غيرها من القرآن في الركعتين الأُولين من صلاة الظهر والعصر، ويطول في الأولى عن الثانية، ويسمع أصحابه ما يقرأ أحيانا، ويقرأ في الثالثة والرابعة بالفاتحة فقط، وكان يطول في صلاة الصبح في القراءة ويقصر في الثانية. لكن لو قرأ الإنسان أحيانًا في الثالثة أو الرابعة بسورة بعد الفاتحة جاز؛ لورود أدلة أخرى بذلك.

اجمالی معنی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ ظہر و عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کی کوئی سورت تلاوت فرماتے تھے۔ پہلی رکعت میں قرات لمبی اور دوسری میں مختصر کرتے۔ کبھی کبھی صحابہ کو آپ ﷺ جو تلاوت فرما رہے ہوتے، سنا دیتے تھے۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے۔ فجر کی پہلی رکعت میں قرات لمبی اور دوسری مختصر کرتے۔ تاہم اگر کبھی کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت تلاوت کر لے، تو جائز ہے؛ اس لیے کہ اس سلسلے میں دوسرے بہت سارے دلائل وارد ہوئے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كان : هنا تدل على الاستمرار.
- الأُولَيَيْن : تثنية الأولى، والمراد الأولى والثانية.
- وسورتين : أي: في الركعتين في كل ركعة سورة.
- السورة : آيات من القرآن مستقلة منفصلة عما بعدها، مبدوءة بالبسملة إلا في سورة براءة.
- يُطَوِّلُ في الأولى : يزيد في قراءتها على الثانية.
- و يُسْمِعُ الآية : يجهر بها؛ حتى يسمع بها من خلفه، والآية جزء من القرآن.

- في الركعتين الأُخْرَيَيْن : أي: الثالثة والرابعة من صلاتي الظهر والعصر.
- بِأُمِّ الكتاب : سورة الفاتحة سميت بذلك؛ لأن أصول معاني القرآن ترجع إليها.

فوائد الحديث:

١. مشروعية القراءة بعد الفاتحة في الركعتين الأُوليين من صلاة الظهر والعصر.

٢. تطويل الركعة الأولى على الثانية، من صلاة الظهر والعصر.

٣. استحباب الإسرار بهاتين الصلاتين.

٤. جواز الجهر ببعض الآيات، وخاصة لقصد التعليم.

٥. استحباب الاقتصار على الفاتحة في الركعتين الأُخريين منهما في الغالب.

٦. يستحب تطويل القراءة في الركعة الأولى قصدًا، وهو الموافق لظاهر السنة.

٧. يؤخذ منه الإسرار في موضع الجهر والجهر في موضع الإسرار سهوًا لا يوجب سجود السهو، ولا يصح تعمُّد ذلك، لكنه لا يبطل الصلاة.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م.
صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3100)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقسم فيعدل، ويقول: «اللَّهُمَّ هذا قسمي، فيما أملك فلا تلمني، فيما تملك، ولا أملك».

رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں (باری) تقسیم کرتے تھے اور عدل کرتے تھے اور فرماتے تھے، "اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں، مجھ کو ملامت نہ کر اس میں جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں،،۔

٧٩٦. الحديث:

عن عائشة، قالت: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ، ويقول: «اللَّهُمَّ هذا قَسْمِي، فَيما أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْني، فِيما تَمْلِكُ، ولا أَمْلِكُ».

٧٩٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں تقسیم کرتے تھے اور عدل کرتے تھے اور فرماتے تھے، "اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں، مجھ کو ملامت نہ کر اس میں جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں،،۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان الحال التي كان عليها النبي -صلى الله عليه وسلم- في معاملته لزوجاته, حيث كان -صلى الله عليه وسلم- يقسم بين زوجاته, فيعطي كل واحدة نصيبها, ويسوّي بينهن في القسمة, ويسير سيرًا عادلًا ليس فيه ميل لإحداهن, وكان -صلى الله عليه وسلم- -مع تحريه للعدل- يعتذر إلى ربه -سبحانه-, بأن هذا ما يستطيعه ويقدر عليه من العدل, ويسأله -سبحانه- أن لا يؤاخذه ولا يعاتبه فيما لا يقدر عليه مما يتعلّق بالمحبة، والميل القلبي.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے ان حالات کا بیان ہے جس میں وہ اپنی بیویوں کے ساتھ معاملات فرماتے تھے، جس میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم کرتے تھے، ہر ایک کو اس کا حق دیتے، ان کے درمیان تقسیم میں عدل کرتے تھے اور معتدل راستہ اختیار کرتے جس میں کسی ایک طرف جھکاؤ نہ ہو— باوجودیکہ آپ عادل تھے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معذرت پیش کرتے، کہ وہ انصاف کرنے کی اتنی ہی طاقت رکھتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا فرماتے تھے کہ جس کا تعلق محبت اور دلی میلان سے ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، اس پر ان کا مواخذہ اور عتاب نہ فرما۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يقسم : أي بين زوجاته, فيعطي كل واحدة نصيبها.
- فيعدل : فيسوي بينهن في القسمة.
- فيما أملك : فيما أقدر عليه.
- فلا تلمني : فلا تؤاخذني, ولا تعاتبني.
- فيما تملك، ولا أملك : يعني في الحب والمودة.

فوائد الحديث:

١. أن ما لا يملكه الإنسان لا يلام عليه.
٢. أنَّ القَسْمَ واجب على الرجل بين زوجتيه أو زوجاته، ويحرم عليه الميل إلى إحداهنَّ عن الأخرى، فيما يقدر عليه من النفقة والمبيت وحسن المقابلة، ونحو ذلك.

٣. أنَّه لا يجب على الرجل العدل فيما لا يقدر عليه، وهو ما يتعلَّق بالقلب من المحبة، والميل القلبي، ولا ما يترتب عليه من رغبة في جماع واحدة دون الأخرى؛ فهذه أمور ليست في طوق الإنسان.

٤. أنَّ القلوب بين أصبعين من أصابع الله -تعالى-، فيجب على الإنسان أن يتعلَّق بربه، ويلح عليه في الدعاء بأن يهديه الصراط المستقيم، وأن يثبت قلبه على دينه.

٥. أنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- لا يملك هداية القلوب والتوفيق، وإنَّما الذي يملكها الله وحده, وإنَّما هو -عليه الصلاة والسلام- يهدي بإذن الله -تعالى-، هداية إرشاد وتعليم؛ كما قال -تعالى-: {وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٥٢)} [الشورى].

٦. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم-, حيث كان يقسم لنسائه ويعدل.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعثالأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ- ٢٠٠٠ م سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـبلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58124)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يكثر أن يقول في ركوعه وسجوده: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ربنا وبحمدك، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لي

رسول اللہ ﷺ کثرت سے اپنے رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھتے تھے: "سُبْحَانَکَ اللَّهُمَّ ربنا وبحمدک، اللَّهُمَّ اغفِرلی»

٧٩٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: ما صلّى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بعد أن نَزَلت عليه: (إذا جاء نصرُ الله والفتح..) إلا يقول فيها: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ربَّنا وبحمدك، اللَّهُمَّ اغفر لي». وفي لفظ: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يكثر أن يقولَ في ركوعه وسجوده: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ربنا وبحمدك، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لي».

٧٩٧. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (إذا جاء نصر اللہ والفتح) کے نازل ہونے کے بعد کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی، جس میں آپ یہ نہ پڑھتے ہوں: "سُبحانک اللهم ربنا وبحمدک، اللّٰهمّ اغفر لی"۔ ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کثرت سے اپنے رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھتے تھے: "سُبحانک اللّٰهمّ ربنا وبحمدک، اللّٰهمّ اغفِرلی»۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكرت عائشة -رضي الله عنها- في هذا الحديث أن الله -تعالى- عندما أنزل على النبي -صلى الله عليه وسلم- سورة النصر, ورأى هذه العلامة وهي النصر, وفتح مكة, بادر -صلى الله عليه وسلم- إلى امتثال أمر الله -تعالى- في قوله في سورة النصر: (فسبح بحمد ربك واستغفره)، فكان كثيرًا ما يقول: (سبحانك اللَّهُمَّ وبحمدك اللَّهُمَّ اغفر لي), وهذه الكلمات جمعت تنزيه الله -تعالى- عن النقائص، مع ذكر محامده, وختمت بطلب المغفرة منه سبحانه، وما صلى صلاة فريضة كانت أو نافلة إلا قال ذلك في ركوعها وسجودها, وكانت هذه السورة علامة على قرب أجل النبي -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث میں بیان فرما رہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر سورۃ النصر نازل فرمائی اور آپ نے اس علامت یعنی نصرت اور فتح مکہ کو دیکھ لیا، تو فورا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں لگ گئے۔ چنانچہ آپ کثرت سے یہ ذکر (سبحانک اللهم وبحمدک اللهم اغفر لی) پڑھتے تھے۔ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی تمام نقائص سے پاکی، اس کی حمد وثنا کا تذکرہ اور اخیر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی طلب جیسی چیزوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ آپ اپنی ہر فرض اور نفل نماز کے رکوع و سجود میں یہ تسبیح پڑھتے تھے۔ یہ سورت رسول اللہ ﷺ کی وفات کے قریب ہونے کی علامت بھی تھی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- صلاة : فريضة أو نافلة.
- أنزلت عليه : أنزل الله عليه.
- إذا جاء نصر الله والفتح : أي هذه السورة بكاملها.
- الفتح : فتح مكة.

- سبحانك : تنزيهًا لك عن كل نقص أو مشابهة للمخلوقين.
- اللَّهُمَّ : يا الله.
- ربنا : خالقنا ومالكنا ومدبرنا.
- بحمدك : أُسبحك تسبيحًا مصحوبًا بالحمد، والحمد وصف الله -تعالى- حبا وتعظيمًا لعلو صفاته وجزيل هباته.
- اغْفِرْ لي : تجاوز عن ذنوبي واسترها وهو امتثال لقول الله: (واستغفره).
- سجوده : أن ينزل إلى الأرض -في صلاته- واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- ركوعه : الركوع أن يحني ظهره عبادة لله -تعالى- في صلاته.

فوائد الحديث:

١. استحباب الإكثار من هذا الدعاء، في الركوع والسجود.
٢. الاستغفار في آخر العمر فيه تنبيه أن تختم العبادات كذلك -وخصوصاً الصلاة- بالاستغفار، ليتدارك ما حصل فيها من النقص.
٣. أن أحسن ما يتوسل به إلى الله في قبول الدعاء، هو ذكر محامده وتنزيهه عن النقائص والعيوب.
٤. فضيلة الاستغفار، وطلبه في كل حال.
٥. كمال عبودية النبي -صلى الله عليه وسلم- وامتثاله لأمر الله.
٦. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يبعث ليخلَّد وإنما ليبلِّغ رسالة ثم ينتقل الى جوار ربه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام، عبد العزيز بن باز، اعتناء سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الرياض، الطبعة الأولى -١٤٣٥هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الأولى ١٣٨١هـ. خلاصة الكلام، فيصل المبارك الحريملي، الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ- ١٩٩٢ م. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (5212)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ينام وهو جنب من غير أن يمس ماء

رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے تھے۔

٧٩٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَنَام وهو جُنُب من غِير أن يَمَسَّ ماء».

٧٩٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان ينام بعد الجماع من غير أن يَمَسَّ الماء بَشَرَته، لا ماء الوضوء ولا ماء الاغتسال ولا حتى ماء لغسل فَرْجِهِ؛ لأن " ماء " نكرة في سِياق النَّفي فتعمُّ جميع استعمالات الماء. الاحتمال الثاني: لا يَمَسُّ ماءَ الغُسل، دون ماء الوضوء، ويوافق أحاديث الصحيحين المصرِّحة بأنَّه يغسل فَرْجَه ويتوضَّأ لأجل النوم والأكل والشرب والجماع. ومنها: حديث ابن عمر؛ أنَّ عمر قال: يا رسولَ الله، أيَنَام أحُدنا وهو جُنب؟ قال: "نعم، إذا توضَّأ". متفق عليه. وعن عمَّار بن ياسر: "أنَّ النبَّي -صلى الله عليه وسلم- رخَّص للجُنب إذا أراد أنْ يأكُلَ أو يشرَبَ أو يَنام: أن يتوضَّأ وضوءه للصلاة" رواه أحمد والترمذي وصححه. لكن هذا التأويل يَرُدُّه عموم الحديث. والأحسن أن يقال: أنه كان -صلى الله عليه وسلم- في بعض الأوقات لا يَمَسُّ ماء أصلاً لبيان الجواز، إذ لو واظب عليه لتُوهِّم وجوبه، تيسيرا وتخْفِيفَا على الأُمَّة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جماع کرنے کے بعد پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جایا کرتے تھے، نہ وضو کرتے اور نہ ہی غسل فرماتے، یہاں تک کہ اپنی شرم گاہ کو بھی نہیں دھوتے تھے؛ کیونکہ حدیث میں "ماء" کا لفظ نکرہ ہے اور سیاقِ نفی میں استعمال ہوا ہے، اس لیے یہ پانی کے ہر قسم کے استعمال کو عام ہے۔ دوسرا احتمال: یہ ہے کہ آپ ﷺ غسل کے لیے پانی کو نہ چھوتے تھے نہ کہ وضوء کے لیے۔ یہ مفہوم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ان احادیث سے موافقت رکھتا ہے جن میں صراحت کے ساتھ اس بات کا بیان ہے کہ آپ ﷺ بعد ازجماع سونے کے لیے اور کھانے، پینے اور دوبارہ جماع کے لیے اپنی شرمگاہ کو دھوتے اور وضو کرتے تھے۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔جس میں آتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں بشرطیکہ وہ وضوء کرلے۔" متفق علیہ۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جنبی شخص کو رخصت دی کہ جب اس کا کھانے پینے یا سونے کا ارادہ ہو تو نماز کے لئے کیا جانے والا وضو کرلے۔۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تاہم اس تاویل کو حدیث کا عموم مسترد کرتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ: نبی ﷺ جواز کو بیان کرنے کے لیے بعض اوقات بالکل بھی پانی کو نہیں چھوتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ اگر ہمیشہ ایسا کیا کرتے تو اس سے اس کے فرض ہونے کا وہم ہوتا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے امت کے لیے آسانی اور سہولت پیدا کرنے کی غرض سے بعض اوقات پانی کے استعمال کو چھوڑ دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي في الكبرى وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جنب : الجنابة: حال من ينزل منه مني، أو يكون منه جماع ولو بغير إنزال.

فوائد الحديث:

١. أنه لا يُسْتَحيا من الحق؛ لأن عائشة -رضي الله عنها- ذَكَرت ما يتعلق بالجِماع والفَرَج، ومن عادة المرأة أن تَسْتَحِي أن تتكلم بهذا الأمر، وهي أم المؤمنين وأكمل النساء علما وعقلا وحياء، لكن لما كان الأمر مُتَعَلِقًا بِحكم شَرعي ذَكَرت ذلك.

٢. جوازالنوم على جَنَابة، إلا أنه يُستحب له أن يتوضأ قبل أن ينام وإن اغتسل فهو أفضل.

٣. حِرص عائشة -رضي الله عنها- في تتبع، وبيان أحواله -صلى الله عليه وسلم- فقد بَيَّنت أحكاما كثيرة خاصة، لا يَطَّلِع عليها إلا الخَاصة، ولولاها -رضي الله عنها-؛ لما حَصَل التَّأسِي به في كثير من الأحكام.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ، ٢٠٠١م. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح أبي داود، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ.

الرقم الموحد: (10543)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعوذ من الجان، وعين الإنسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

٧٩٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَعَوَّذُ مِنَ الجانِّ، وعَيْنِ الإنسان، حتى نَزَلَتْ المُعَوِّذتان، فلمّا نَزَلَتا، أخذ بهما وتركَ ما سواهما.

٧٩٩. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) نازل ہوئیں۔ جب یہ سورتیں نازل ہو گئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کے ذریعہ سے پناہ مانگنا چھوڑ دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يفيد الحديث أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يعتصم بالله -تعالى- من شر الجان وعين الإنسان الحاسد، عن طريق الأدعية والأذكار، بأن يقول: أعوذ بالله من الجان وعين الإنسان، حتى نزلت المعوذتان، فلما نزلتا أخذ بهما في التعوذ غالبًا، وترك ما سواهما من التعاويذ والرقيات؛ لاشتمالهما على الجوامع في المستعاذ به، والمستعاذ منه.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ دعاؤں اور ذکر و اذکار کا اہتمام کرتے ہوئے جنات کی شر انگیزیوں اور انسانوں کی حاسدانہ نظروں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرماتے تھے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ : میں جنات اور انسانوں کی نظر بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، تا آں کہ معوذتین کا نزول ہو گیا۔ جب یہ نازل ہو گئیں، تو آپ ﷺ پناہ طلب کرنے میں بیش تر انھیں کو اختیار فرمایا اور ان کے علاوہ دیگر تمام تعاویذ اور جھاڑ پھونک کے طور پر پڑھی جانے والی دعاؤں اور اذکار کو چھوڑ دیا؛ کیوں کہ ان سورتوں میں ان تمام دعاؤں اور اذکار کو شامل کر دیا گیا ہے، جن کے ذریعے پناہ طلب کی جا سکتی ہے اور جن سے پناہ طلب کرنا ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > الرقية الشرعية

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عين الإنسان : نظرة الإنسان إلى الغير بالحسد، فيمرض بسببها، فيقال: أصابه بالعين.
- المعوذتان : أي: "قل أعوذ برب الفلق"، و "قل أعوذ برب الناس".
- يتعوذ : يعتصم.
- أخذ بهما : أي في التعوذ لعمومهما لذلك وغيره.
- وترك ما سواهما : أي من التعاويذ.

فوائد الحديث:

١. جواز التعوذ من الجان والعين بكل دعاء مشروع.
٢. تحصن العبد بالمعوذتين، وأنهما تغنيان عما سواهما من الرقى.

٣. إثبات أن العين حق.

٤. فضل المُعَوِّذَتَين لاشتمالهما على الجوامع في المستعاذ به، والمستعاذ منه.

٥. العين سبب في حصول الضرر كالمرض بإذن الله -تعالى-، ولا تعارض بين تشخيص الأطباء لمرض ما بكونه التهابًا أو ورمًا أو غير ذلك وبين كون ذلك المرض سببه العين، فالوصف بالالتهاب والأورام تشخيص لحالة المريض والعين سبب لذلك المرض، ولذلك يكون العلاج من الأمرين: بالرقية الشرعية وأخذ شيء من أثر العائن وبالأدوية الطبية.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م ٢-الجامع الصحيح – وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق الشيخ أحمد شاكر، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤-سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. ٥-السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. ٦-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٧-مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. ٨-مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي- بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. ٩-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. ١٠- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (6184)

كان لي من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مدخلان: مدخل بالليل، ومدخل بالنهار، فكنت إذا دخلت بالليل تنحنح لي

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دو اوقات میں آتا تھا؛ کبھی رات کو اور کبھی دن کو۔ جب میں رت کو آتا تو آپ ﷺ مجھے (اجازت دینے کے لئے) کھنکار دیتے تھے۔

٨٠٠. الحديث:

عن علي -رضي الله عنه- قال: كان لي من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مَدْخَلان: مَدْخَلٌ باللَّيل، ومَدْخَلٌ بالنَّهار، فكنت «إذا دَخَلْتُ بالليل تَنَحْنَحَ لِي».

٨٠٠. حدیث:

علی -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ "میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دو اوقات میں آتا تھا؛ کبھی رات کو اور کبھی دن کو۔ جب میں رت کو آتا تو آپ ﷺ مجھے (اجازت دینے کے لئے) کھنکار دیتے تھے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "كان لي من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مَدْخَلان: مَدْخَلٌ باللَّيل، ومَدْخَلٌ بالنَّهار" يعني: حصل لي من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وقتان للدخول عليه، الوقت الأول: في النَّهار والوقت الثاني: في الليل. "فكنت إذا دَخَلْتُ بالليل تَنَحْنَحَ لِي" وفي رواية: "فكنت إذا أتيته وهو يُصلِّي يَتَنَحْنَحُ"، وفي رواية عند أحمد (فإن كان في صلاة سبح وإن كان في غير صلاة أَذِن لي). والمعنى: إذا أردت الدخول على النبي -صلى الله عليه وسلم- في الليل وهو يصلي واستأذنته بالدخول، فعلامة الإذْن بالدخول تَنَحْنُحه لي -صلى الله عليه وسلم- وعلى الرواية الثانية: "يُسَبِّح" إن كان في صلاة وإن كان في غير صلاة أَذن له صراحة. واختصاص علي -رضي الله عنه- بهذا؛ لقوة صِلَته بالنبي -صلى الله عليه وسلم- فهو ابن عَمه، وزوجُ ابنته، ومن أخصِّ أصحابه وأقْرَبهم إليه؛ لذا اختص بالدخول على النبي -صلى الله عليه وسلم- في الليل والنَّهار. ولا تعارض بين الروايتين؛ لأن الصحيح رواية التَّسبيح ورواية التَّحنَحة ضعيفة. وأما في النهار فيحتمل أن يكون الأمر بالعكس على مقتضى المفهوم المخالف، أي: وكنت إذا دخلت بالنَّهار تَنَحنحت له، ويحتمل غير ذلك.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "كان لی من رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- مَدخلان: مَدخَلٌ باللَّیل، ومَدخَلٌ بالنَّہار"۔ یعنی میں دو اوقات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ پہلا وقت دن کا اور دوسرا رات کا۔ "فكنت إِذا دَخَلتُ باللیل تنحنَحَ لِی"۔ (جب میں رات کو آتا تو آپ مجھے اجازت دینے کے لئے کھنکار دیتے تھے۔) اور روایت میں ہے کہ: "میں جب آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ نماز میں ہوتے تو کھنکھار دیا کرتے تھے۔" مسند احمد کی روایت میں ہے کہ: اگر آپ ﷺ نماز میں ہوتے تو سبحان اللہ کہتے اور اگر نماز میں نہ ہوتے تو پھر مجھے اجازت دے دیتے۔ مراد یہ کہ جب میں نبی ﷺ کے پاس رات کو آنا چاہتا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتا تو اندر آجانے کی اجازت کی علامت یہ ہوتی کہ آپ ﷺ میرے لئے کھنکھار دیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ اگر نماز میں ہوتے تو "سبحان اللہ" کہتے اور اگر نماز میں نہ ہوتے تو مجھے صراحتا اجازت دے دیتے۔ علی -رضی اللہ عنہ- کے نبی ﷺ کے ساتھ مضبوط رشتہ کی وجہ سے ایک خاص قسم کا تعلق تھا۔ وہ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے، آپ ﷺ کی بیٹی کے شوہر تھے، اور آپ ﷺ کے خاص الخاص صحابہ میں سے اور ان میں سے بھی آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھے۔ اس لیے کہ انہیں یہ خصوصیت حاصل تھی کہ وہ رات دن نبی ﷺ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیوں کہ جس روایت میں سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہے وہ صحیح ہے اور جس میں کھنکھارنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے۔ جب کہ دن میں ہو سکتا ہے کہ معاملہ بالکل برعکس ہوتا ہو جیسا کہ

مفہوم مخالف کا تقاضا ہے یعنی (یہ مراد ہو کہ) : جب میں دن کے وقت آتا تو آپ ﷺ کھنکھارتے۔ تاہم دیگر معانی کا بھی احتمال موجود ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه النسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مَدْخَلان : المراد: زَمان دخول.
- تَنَحْنَحَ : ردَّد في جَوفه صوتًا، كالسُّعَال.

فوائد الحديث:

١. قُوة صِلَة علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- بالنبي -صلى الله عليه وسلم-، فهو ابن عمه، وزوجُ ابنته، وَمِن أخصِّ أصحابه وأقْرَبهم إليه؛ لذا اختصه النبي -صلى الله عليه وسلم- بوقتين، يأتي فيهما النبي -صلى الله عليه وسلم- في مسكنه.

٢. جواز التَّحْنَحَة في الصلاة، سواء بَان حرفان أو لم يَبِن؛ لأن الحديث مطلق فلم يُقيد بحرف ولا حَرفين.

٣. يُقاس على التَّحْنَحَة السُّعال والعُطاس ولو ظهر حرفان؛ لأنهما ليس من جنس الكلام ولهذا لو حلف شخص لا يتكلم فَعَطس أو سَعل، فبان حرفان فلا يحنث؛ لأنه لم يتكلم عرفا؛ لأن الكلام في العُرف لا يطلق إلا على كلام المُعهود.

٤. مشروعية الاسْتِئذَان عندما يريد الإنسان الدخول على غيره، ولو كان أقربَ النَّاس إليه؛ لقوله تعالى: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ) [النور: ٢٧].

٥. الإذْنُ بالدخول يكون لفظيًّا وعرفيًّا، فهو راجعٌ إلى العادة بينهما، وإلى ما تعارَفَا عليه، ويكفي فيها رغبةُ صاحب المنزل في الدخول.

٦. مشروعية زيارة الأقارب والأصحاب، وأن يكون للكبير وصاحب القَدْرِ الحَقُّ بأن يُؤتى إليه في مَنزله.

٧. ينبغي للإنسان إذا استؤذن عليه وهو يصلِّي أن يُبَيِّن حاله للمُستأذن، حتى يكون على بَصيرة، وإلا فمن الجائز أن يَسكت النبي -صلى الله عليه وسلم- حتى يَفرغ صلاته، ثم يَأذن له لكن هذا لا يَنبغي، بل الذي يَنبغي أن تُبَيِّن لأخيك أنَّك في صلاة.وإذا نَبَّه بالتَّسبيح أو رفع الصُّوت بالقراءة ليُبَيِّن أنه في صلاة فلا بأس.

٨. تحريم الكلام في الصلاة، وجه ذلك: لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- عدل عنه إلى التنحنح، ولم يأذن له صَراحة.

٩. استحبابُ صلاة النافلة في البيت؛ فإنَّ الصلاة فيها نور؛ ولذا جاء في البخاري ومسلم قال -صلى الله عليه وسلم-: (أيُّها النَّاس صَلُّوا في بيوتكم؛ فإنَّ أفضل صلاة المرء في بيته إلاَّ المكتوبة).

المصادر والمراجع:

السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10654)

كانت المرأة إذا توفي عنها زوجها: دخلت حفشا، ولبست شر ثيابها، ولم تمس طيبا ولا شيئا حتى تمر بها سنة، ثم تؤتى بدابة -حمار أو طير أو شاة- فتفتض به!

(زمانہ جاہلیت میں) جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تو وہ ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں چلی جاتی، اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنتی، وہ نہ خوشبو لگاتی اور نہ ہی زیب و زینت کی کوئی اور چیز استعمال کرتی یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ایک سال گزر جاتا۔ پھر کسی جانور۔گدھے، یا پرندے یا بکری۔کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ اس کے ساتھ اپنا جسم رگڑتی!

٨٠١. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «جاءت امرأة إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، إن ابنتي توفي عنها زوجها، وقد اشتكت عينها أَفَنَكْحُلُها؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لا -مرتين، أو ثلاثا-، ثم قال: إنما هي أربعة أشهر وعشر، وقد كانت إحداكن في الجاهلية ترمي بالبَعْرَةِ على رأس الحول». فقالت زينب: كانت المرأة إذا توفي عنها زوجها: دخلت حفشا، ولبست شر ثيابها، ولم تَمَسَّ طيبا ولا شيئا حتى تمر بها سنة، ثم تؤتى بدابة -حمار أو طير أو شاة- فتَفْتَضُّ به! فقلما تفتض بشيء إلا مات! ثم تخرج فتُعطى بعرة؛ فترمي بها، ثم تراجع بعد ما شاءت من طيب أو غيره».

٨٠١. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: "اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا خاوند وفات پا گیا ہے اور اس کی آنکھ دکھتی ہے، کیا ہم اس کی آنکھ میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔"۔آپ ﷺ نے ایسا دو یا تین دفعہ کہا۔، اور پھر فرمایا: "یہ صرف چار ماہ اور دس دن ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں تو تم عورتیں سال کے اختتام پر مینگنی پھینکا کرتی تھیں۔" زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "(زمانہ جاہلیت میں) جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں چلی جاتی، اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنتی، وہ نہ خوشبو لگاتی اور نہ ہی زیب و زینت کی کوئی اور چیز استعمال کرتی یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ایک سال گزر جاتا۔ پھر کسی جانور۔گدھے، یا پرندے یا بکری۔کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ (عدت سے باہر آنے کے لیے) اس کے ساتھ اپنا جسم رگڑتی۔ ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ جس سے اپنا جسم رگڑتی تھی وہ مر نہ جائے! پھر وہ باہر آتی اور اسے ایک مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی۔ اس کے بعد وہ خوشبو یا جو بھی شے چاہتی استعمال کرتی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء الإسلام وأزال عن الناس أعباء الجاهلية، وخاصة المرأة، فقد كانوا يسيئون معاملتها ويظلمونها، فحفظ الإسلام حقها. ففي هذا الحديث جاءت امرأة تستفتي النبي صلى الله عليه وسلم، فتخبره أن زوج ابنتها توفي، فهي حاد عليه، والحادُّ تجتنب الزينة، ولكنها اشتكت وجعا في عينيها فهل من رخصة لها في استعمال الكحل؟ فقال صلى الله عليه وسلم: لا- مكرراً ذلك، مؤكدا. ثم قلّل صلى الله عليه وسلم المدة، التي تجلسها حادًّا لحرمة الزوج وهي أربعة أشهر وعشرة أيام، أفلا تصبر هذه المدة

اجمالی معنی:

اسلام نے آ کر لوگوں کو بارِ جاہلیت سے چھٹکارا دلایا، خاص طور پر عورت کو۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ عورت کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے اور اس پر ظلم ڈھاتے تھے۔ چنانچہ اسلام نے عورت کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا۔ اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ سے ایک مسئلہ میں شرعی حکم دریافت کرنے کے لئے آئی۔ اس نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اس کی بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا اور وہ اس کی وفات پر سوگ میں بیٹھی ہے۔ سوگ میں بیٹھی عورت زیب و زینت سے گریز کرتی ہے، لیکن اس کی آنکھوں میں درد ہے۔ تو کیا اس کے لیے سرمہ استعمال کرنے کی رخصت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ آپ ﷺ نے بطور تاکید بار بار ایسا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے اس مدت میں کمی فرما دی جس میں عورت کا اپنے

القليلة التي فيها شيء من السعة. وكانت النساء في الجاهلية، تدخل الحاد منكن بيتًا صغيراً كأنه جحر وحش، فتتجنب الزينة، والطيب، والماء، ومخالطة الناس، فتراكم عليها أوساخها وأقذارها، معتزلة الناس، سنة كاملة. فإذا انتهت منها أعطيت بعرة، فرمت بها، إشارة إلى أن ما مضى عليها من ضيق وشدة وحرج لا يساوي -بجانب القيام بحق زوجها- هذه البعرة. فجاء الإسلام فأبدلهن بتلك الشدة نعمة، وذلك الضيق سعة، ثم لا تصبر عن كحل عينها، فليس لها رخصة، لئلا تكون سُلَّماً إلى فتح باب الزينة للحادِّ.

خاوند کی حرمت کے پیش نظر سوگ میں بیٹھنا ضروری ہے، اور وہ چار ماہ اور دس دن ہیں۔ تو کیا وہ اس تھوڑی سی مدت بھی صبر نہیں کر سکتی جس میں کچھ آسانی ہے۔ حالانکہ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کا یہ حال تھا کہ تم میں سے جو عورت سوگ میں ہوتی وہ جنگلی جانور کی بل کی طرح کے ایک چھوٹے سے گھر میں گھس جاتی اور زیب و زینت، خوشبو، پانی کے استعمال اور لوگوں کے ساتھ میل جول سے گریز کرتی تھی۔ اس کی وجہ سے اس پر تہ در تہ میل کچیل اور گندگیاں جم جاتیں۔ وہ پورے ایک سال لوگوں سے الگ تھلگ رہتی۔ جب اس سے وہ فارغ ہوتی تو اسے ایک مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینک دیتی۔ یہ اس بات کا اشارہ ہوتا کہ اس پر جو تنگی و سختی اور پریشانی آئی ہے وہ خاوند کے حق کے مقابلے میں اس مینگنی کے بھی برابر نہیں۔ اسلام نے آکر اس سختی کو ان کے لیے نعمت اور تنگی کو کشادگی میں بدل دیا۔ کیا اب وہ اپنی آنکھ میں سرمہ لگانے سے صبر نہیں کر سکتی۔ چنانچہ اس کے لیے کوئی رخصت نہیں تاکہ کہیں سوگ پر بیٹھی عورت کے لیے اس کی وجہ سے زیب و زینت کا دروازہ نہ کھل جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > العدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- امرأة : هي عاتكة بنت نعيم -رضي الله عنها-.
- زوجها : المغيرة المخزومي صحابي -رضي الله عنه-
- اشتكت عينها : تألمت في عينها، عينَها بفتح النون أي: اشتكت المشتكية عينها، على أن يكون في "اشتكت" ضمير الفاعل ويجوز الرفع لما في رواية مسلم: "اشتكت عيناها."
- أفنكحلها : بضم الحاء وهي مما جاء مضموما وإن كانت عينه حرف حلق.
- مرتين أو ثلاثا : تأكيد للمنع.
- إنما هي : العدة الشرعية.
- الجاهلية : حالة العرب قبل الإسلام من الجهل بالشريعة، وفي ذكر الجاهلية إشعار بأن الإسلام على خلافها.
- ترمى بالبعرة على رأس الحول" : إشارة إلى أن الفعل الذي فعلته من التربص والصبر على البلاء الذي كانت فيه لمَّا انقضى كان عندها بمنزلة البعرة التي رمتها استحقارا له وتعظيما لحق زوجها.
- حفشا : بيتا صغيرا.
- شر ثيابها : أردأها.
- ولا شيئا : تتزين به.
- سنة : من موت زوجها.
- أو طير أو شاة : أو فيهما للتنويع.
- فتفتض به : فتدلك به جسدها.

فوائد الحديث:

١. وجوب الإحداد أربعة أشهر وعشرًا، على المتوفى عنها زوجها.

٢. أن تجتنب كل زينة، من لباس وطيب وحلي، وكحل وغيرها، ومن الزينة لمساحيق والأصباغ ونحو ذلك. فالمقصود بذلك جميع الزينة بأنواع مظاهرها وأشكالها، من كل ما يدعو إلى الرغبة في المرأة.

٣. أن تجتنب الكحل الذي يكون زينة في العين ولو لحاجة إليه، ولا بأس بالتداوي بما ليس فيه زينة، من كحل ليس له أثر و(قطرة) ونحوها. فالمدار في ذلك على الزينة والجمال.

٤. يُسرُ هذه الشريعة وسماحتها، حيث خففت آثار الجاهلية وأثقالها. ومن ذلك ما كانت تعانيه المرأة بعد وفاة زوجها، من ضيق، وحرج، ومحنة، وشدة، طيلة عام. فخفف الله تعالى هذه المدة، بتقصيرها إلى نحو ثلثها، وبإبطال هذا الحرج الذي ينال هذه المرأة المسكينة.

٥. جواز استفتاء المرأة وسماع المفتي كلامها، وتكرار الجواب في الفتوى ثلاثًا، تأكيدًا للمنع.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لابن الملقن المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧ م.

الرقم الموحد: (6030)

كانت امرأتان معهما ابناهما، جاء الذئب فذهب بابن إحداهما

دو عورتوں کے پاس دو بچے تھے، بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اٹھا کر لے گیا۔

٨٠٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: كانت امرأتان معهما ابناهما، جاء الذئب فذهب بابن إحداهما، فقالت لصاحبتها: إنما ذهب بابنك، وقالت الأخرى: إنما ذهب بابنك، فتحاكما إلى داود -صلى الله عليه وسلم- فقضى به للكبرى، فخرجتا على سليمان بن داود -صلى الله عليه وسلم- فأخبرتاه، فقال: ائتوني بالسكين أَشُقُّهُ بينهما، فقالت الصغرى: لا تفعل! رحمك الله، هو ابنها، فقضى به للصغرى.

٨٠٢. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''دو عورتوں کے پاس دو بچے تھے، بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ اس نے اپنی سہیلی سے کہا کہ تیرے بچے کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا کہ وہ تیرے بچے کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ وہ فیصلے کے لیے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں تو انھوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وہاں سے نکلیں اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اوران کو سارا ماجرا سنایا۔ انھوں (سلیمان علیہ السلام) نے فرمایا: مجھے چھری دو اس کو درمیان سے دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ چھوٹی کہنے لگی کہ اللہ تجھ پر رحم کرے! ایسا نہ کرنا یہ اسی کا بیٹا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا نبينا -صلى الله عليه وسلم- عن قصة امرأتين خرجتا بابنين لهما فأكل الذئب ابن واحدة منهما وبقي ابن الأخرى، فقالت كل واحدة منهما إنه لي، فتحاكمتا إلى داود -عليه السلام- فقضى به للكبرى منهما اجتهادا منه؛ لأن الكبرى ربما تكون قد توقفت عن الإنجاب، أما الصغرى شابة وربما تنجب غيره في المستقبل، ثم خرجتا من عنده إلى سليمان -عليه السلام- ابنه، فأخبرتاه بالخبر فدعا بالسكين، وقال: أشقه بينكما نصفين، فأما الكبرى فرحبت وأما الصغرى فرفضت، وقالت هو ابن الكبرى، أدركتها الشفقة والرحمة لأنه ابنها حقيقة فقالت هو ابنها يا نبي الله، فقضى به للصغرى ببينة وقرينة كونها ترحم هذا الولد وتقول هو للكبرى ويبقى حيا أهون من شقه نصفين، فقضى به للصغرى.

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ نے دو عورتوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے بیٹوں کو لے کر باہر نکلیں تو ان میں سے ایک کے بچے کو بھیڑیا کھا گیا اور ایک کا بچ گیا۔ دونوں یہ کہنے لگیں کہ جو بچ گیا ہے یہ میرا بچہ ہے۔ وہ دونوں فیصلے کے لیے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں تو انھوں نے اجتہاد کرتے ہوئے فیصلہ بڑی کے حق میں کر دیا۔ کیوں کہ ممکن تھا کہ بڑی اب بچہ نہ جن سکے، جب کہ چھوٹی ابھی جوان تھی اور امید تھی کہ مستقبل میں وہ اور بچہ جن لے گی۔ وہ وہاں سے نکلیں اور بچے کو لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آ گئیں اور ان کو سارا واقعہ سنایا۔ انھوں نے چھری منگوائی اور کہا کہ میں اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں (کہ آدھا آدھا لے لو)۔ بڑی رضا مند ہو گئی جب کہ چھوٹی نے اپنا دعویٰ چھوڑ دیا اور اس کی شفقت اور رحمت غالب آ گئی کیوں کہ وہ حقیقتاً اس کا بچہ تھا تو وہ کہنے لگی اے اللہ کے نبی! یہ اسی کا بیٹا ہے۔ تو انھوں نے دلیل اور قرینے کی موجودگی میں چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ کیوں کہ اس کا بچے پر رحم کھانا اور یہ کہنا کہ یہ بڑی کا ہی بچہ ہے اور اس کا زندہ رہنا اس کے دو حصوں میں تقسیم ہونے سے بہتر تھا۔ تو انھوں نے فیصلہ چھوٹی کے حق میں کر دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > القضاء

الفقه وأصوله > القضاء > الدعاوى والبيّنات

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أخذ العلماء من هذا الحديث العمل بالقرائن وأنه يجوز للقاضي أن يحكم بالقرائن إذا كانت قوية.
٢. أن الفطنة والفهم موهبة من الله تعالى لا تتعلق بكبر سن ولا صغره.
٣. إن قضاء داود بالولد للكبرى لسبب اقتضى ترجيح قولها عنده وهو أن الكبرى ربما تكون قد توقفت عن الإنجاب أما الصغرى شابة وربما تنجب غيره في المستقبل؛ إذ لا بينة لإحداهما.
٤. فيه جواز حكم الأنبياء بالاجتهاد وإن كان وجود النص ممكنا لديهم بالوحي، ليكون في ذلك زيادة أجورهم ولعصمتهم من الخطأ إذ لا يقرون على الباطل لعصمتهم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3120)

كانت صلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وركوعه، وإذا رفع رأسه من الركوع، وسجوده، وما بين السجدتين، قريبا من السواء

رسول اللہ ﷺ کی نماز آپ کا رکوع کرنا، رکوع سے سر اٹھانا اور سجدہ کرنا، نیز دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنا، تقریباً برابر برابر ہوتا تھا۔

٨٠٣. الحديث:

عن الحكم قال: غَلَب على الكُوفة رجُل -قد سَمَّاه- زَمَنَ ابن الأشْعَث، فأمر أبَا عُبيدة بن عبد الله أن يصلِّيَ بالناس، فكان يصلِّي، فإذا رَفع رأسه من الرُّكوع قام قَدْر ما أقُول: اللَّهُم ربَّنا لك الحمد، مِلْءَ السَّماوات ومِلْءَ الأرض، ومِلْءَ ما شِئت من شَيء بعد، أهْل الثَّناء والمَجد، لا مانع لما أعْطَيت، ولا مُعْطِي لما مَنعت، ولا يَنفع ذَا الجَدِّ مِنْك الجَدّ. قال الحكم: فَذَكَرت ذلك لعَبد الرَّحمن بن أبي ليلى فقال: سمعت البَرَاء بن عَازب يقول: «كانت صلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وركُوعه، وإذا رفع رأسه من الرُّكوع، وسُجوده، وما بَيْن السَّجدتين، قريبًا من السَّوَاء» قال شُعبة: فذَكَرْتُه لِعَمرو بن مُرَّة فقال: قد رأيت ابن أبي ليلى، فلم تَكن صلاته هكذا.

٨٠٣. حدیث:

حضرت حکم سے روایت ہے کہ ابن الاشعث کے زمانہ میں ایک آدمی (جس کا انہوں نے نام ذکر کیا تھا) نے کوفہ پر غلبہ حاصل کیا تو ابوعبیدہ بن عبداللہ رحمہ اللہ و رضی عن ابیہ کو اس نے حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں وہ نماز پڑھاتے تھے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ میں یہ دعا پڑھ لیا کرتا "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْئٍ بَعْدُ، اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ"۔ (ترجمہ: "اے اللہ تو اس تعریف کے لائق ہے جن سے تمام آسمان اور زمین اور جتنی جگہ تو چاہے، بھر جائے۔ تو ہی تعریف اور بڑائی کے لائق ہے جس کو تو کچھ عطا کرے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا اور جس سے تو کوئی چیز لے لے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور نہ کوئی کوشش تیرے مقابلہ میں کامیاب ہوسکتی ہے")۔ حکم کہتے ہیں میں نے یہ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا میں نے براء بن عازب سے سنا وہ فرماتے تھے کہ "رسول اللہ ﷺ کا اپنی نماز میں رکوع کرنا، اور رکوع سے سر اٹھانا پھر سجدہ کرنا اور دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنا، تقریباً برابر برابر ہوتا تھا"۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر عمرو بن مرہ سے کیا تو انہوں نے کہا میں نے ابن ابی لیلی کو دیکھا کہ ان کی نماز اس کیفیت کی نہ تھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "غَلَب على الكُوفة رجُل -قد سَمَّاه- زَمَنَ ابن الأشْعَث فأمر أبَا عُبيدة بن عبد الله أن يصلِّي بالناس". وهذا الرَّجل هو مَطر بن ناجِية كما سَمَّاه في الرواية الثانية وأبو عُبيدة هو بن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه-." فكان يصلِّي، فإذا رَفع رأسه من الرُّكوع قام قَدْر ما أقُول: اللَّهُم ربَّنا لك الحمد "وهذا القَدْر واجب من واجبات الصلاة، أما الزيادة عليه: " مِلْء السماوات..."، فمُستحبة؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: (إذا قال الإمام سَمِع الله لمن حَمِدَه فقولوا ربَّنا لك الحمد). ومعنى: "اللهُمَّ ربَّنا لك الحمد" الدعاء والاعتراف، أي: ربَّنا استجِب لنا, ولك الحمد

اجمالی معنی:

حدیث کا مطلب یہ ہے: "غَلَبَ عَلَی الْکُوْفَۃِ رَجُلٌ -قَدْ سَمَّاہُ- زَمَنَ ابْنِ الْاَشْعَثِ فَاَمَرَ اَبَا عُبَیْدَۃَ بْنَ عَبْدِاللہِ اَنْ یُصَلِّيَ بِالنَّاسِ"۔ یہ شخص مطر بن ناجیہ تھا جیسا کہ دوسری روایت میں اس کا نام لیا گیا ہے۔ اور ابوعبیدہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ "فَکَانَ یُصَلِّي، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَہُ مِنَ الرُّکُوْعِ قَامَ قَدْرَ مَا اَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" اتنی مقدار قومے میں ٹھہرنا واجب ہے۔ اس کے علاوہ "مِلْءُ السَّمَاوَاتِ." کا اضافہ مستحب ہے اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ جب امام "سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہُ" کہے تو تم لوگ "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہو۔ "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کا معنی دعا اور اعتراف ہے۔ یعنی اے اللہ ہماری دعا قبول فرما اور تیری ہدایت اور توفیق پر تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ "مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ" اس سے مراد مقدار اور تعداد کی کثرت اور عظمت بیان کرنا ہے کہ اے ہمارے رب تو اتنی تعریف کا

على هدايتك وتوفيقك لنا. "مِلْءَ السَّماوات ومِلْءَ الأرض" يُراد بذلك تعظيم قدرها، وكثرة عَددها، والمعنى: أنَّك يا ربَّنا مستحقٌّ لهذا الحمد، الذي لو كان أجسامًا، لملأ ذلك كله. "ومِلْء ما شِئت من شيء بَعد" أي مما لا نعلمه من مَلَكُوتك الواسع. "أهْل الثَّناء والمَجد" أي: أنك يا ربَّنا مستحق للثَّناء، والثَّناء: المَدْح، والمَجد: هو العَظمة والسُّلطان ونهاية الشَّرف، فالذي يستحق المَدْح والتَّعظيم المُطلق هو الله -عز وجل-. "لا مانع لما أعْطَيت" أي: لا مانع لما أردت إعطاءه. "ولا مُعْطِي لما مَنعت" أي: لا مُعطي من أرَدت حَرمانه من العَطاء بِحكمتك وعَدْلِك. "ولا يَنفع ذَا الجَدِّ مِنْك الجَدّ" الجَدُّ: الغِنَى والحظ؛ أي: لا يَنفع صاحب الغِنى عندك غِناه وحَظه، فلا يُعيذه من العَذاب، ولا يُفيده شيئًا من الثَّواب، وإنَّما النَّافع ما تعلَّقت به إرادتك فحسب. "قال الحكم: فذكرت ذلك لعَبد الرحمن بن أبي ليلى فقال: سمعت البَراء بن عَازب يقول: «كانت صلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وركُوعه، وإذا رفع رأسه من الرُّكوع، وسجوده، وما بَيْن السَّجدتين، قريبا من السَّوَاء". والمعنى: أن صلاته -صلى الله عليه وسلم- كانت مُتقاربة في مقدار أركانها وإن كان بينها فَرق يسير، فإذا أطال القيام أطال الرُّكوع بحيث يكون قريبا من قيامه وهكذا بقية الأركان، وإذا خَفَّف القيام، خَفَّف الرُّكوع بحيث يكون قريبا من قيامه وهكذا بقية الأركان. وهذا الحديث محمول على بعض الأحوال، وإلا فقد كان يطول -عليه الصلاة والسلام- أحيانا، وعلى هذا: يكون هذا الحديث جَرى في بعض الأوقات. وحاصله: أن صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- كانت متقاربة في مِقدارها، فكان ركوعه ورفعه من الرُّكوع وسجوده وجلوسه بين السَّجدتين قريبا من الاستواء في المِقدار، وإنما كان يُطيل القيام للقراءة في بعض الأوقات.

مستحق ہے کہ اگر تعریف کا جسم ہوتا تو زمین و آسمان اس سے بھر جاتا۔ "ومِلْء ما شِئت من شيء بَعد" یعنی تیری وسیع بادشاہت میں سے جو ہم نہیں جانتے۔ "أهْل الثَّناء والمجد" یعنی اے ہمارے رب تو ثناء کا مستحق ہے۔ 'ثناء' تعریف کو کہتے ہیں اور 'مجد' عظمت، سلطنت اور انتہائی شرافت کو کہتے ہیں۔ جو ذات تعریف اور مطلق تعظیم کے لائق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ "لا مانع لما أعْطَيت" یعنی تو جس چیز کو دینا چاہے وہ کوئی روک نہیں سکتا۔ "ولا مُعْطِي لما مَنعت" جسے تو اپنی حکمت اور انصاف سے محروم کرنا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ "ولا يَنفع ذَا الجَدِّ مِنْك الجَدِّ" الجَدُّ: بمعنیٰ سخاوت یعنی مالدار کی مالداری تیرے ہاں کچھ نفع نہیں دے سکتی اور نہ ہی اسے عذاب سے بچا سکتی ہے اور نہ ہی ثواب کا فائدہ دے سکتی ہے۔ صرف اللہ کا ارادہ اور مشیت ہی نفع دے سکتی ہے بس۔ "قال الحكم: فذكرت ذلك لعَبد الرحمن بن أبي ليلى فقال: سمعت البَراء بن عَازب يقول: «كانت صلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وركُوعه، وإذا رفع رأسه من الرُّكوع، وسجوده، وما بَيْن السَّجدتين، قريبا من السَّوَاء"۔ یعنی آپ ﷺ کی نماز کے ارکان کی مقدار قریب قریب تھی، تھوڑا بہت فرق ہوتا تھا۔ جب قیام طویل ہوتا تو رکوع بھی اتنا ہی طویل ہوتا، اسی طرح بقیہ ارکان ہوتے۔ اور جب قیام ہلکا ہوتا تو رکوع بھی اسی سے ملتا جلتا ہلکا ہوتا، اسی طرح باقی ارکان میں بھی ہوتا۔ یہ حدیث بعض احوال پر محمول ہے کہ آپ ﷺ کبھی کبھی نماز کو طویل کرتے۔ اسی لیے یہ حدیث بعض اوقات پر محمول ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نماز کے ارکان مقدار میں ایک دوسرے کے قریب قریب تھے۔ آپ کا رکوع، رکوع سے اٹھنا، سجود اور سجود کے درمیان بیٹھنا (سب تقریباً یکساں ہوتے)۔ تاہم بعض اوقات قرأت کی وجہ سے قیام لمبا کر دیتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- الثَّناء : المَدْح.
- المَجْد : العَظمة والسُّلطان.
- الجد : الجَدُّ: هو الحظُّ والبَخت.

فوائد الحديث:

١. مشروعية هذا الذِّكر بعد الرَّفع من الرُّكوع والتَّسميع، والواجب منه: "ربَّنا ولك الحمد"، وكلما زَاد منه فهو أفضل حتى نهايته، وهو مشروع للإمام والمأموم والمُنفرد، في الفَرض والنَّفل.
٢. أن الحَمْد المُطلق لا يستحقه إلا الله -عز وجل-، وأن حَمْد الناس على ما يفعلونه من خير حَمد مقبول لكن ليس على سبيل الإطلاق.
٣. فيه كمال التَّفويض إلى الله تعالى، والاعتراف بِكمال قُدرته وعَظمته، وقَهره وسُلطانه، وانْفِراده بالوحَدَانية، وتَدبير مَخلوقاته.
٤. أن السماوات سَبع سماوات والأرضين سبع أرضين، كما جاء صريحا في الكتاب والسُّنة.
٥. إثبات المَشِيئة لله -تعالى.-
٦. أن الله -تعالى- أهلٌ لأن يُثنى عليه بكمال الصفات؛ لقوله -تعالى-: (أهلُ الثناء).
٧. أن الله -تعالى- أهل للمَجد وهو: العَظَمة والسُّلطان.
٨. تمام قُدْرَة الله -عز وجل- وأنه لا أحَد يمنع ما أراد الله إعطاءه، ولا يُعطي ما أراد الله مَنعه، وهذا دليل على كمال قُدْرَته -تعالى.-
٩. أن أهل الحَظِّ والغِنَى والكمال والسُّلطان لا ينفعهم ما هم عليه، وإنما ينفعهم عملهم الصالح.
١٠. أن الرَّفع من الرُّكوع من الأركان الطَّويلة التي أخَلَّ بها كثير من الناس؛ لأن قوله -صلى الله عليه وسلم- في الحديث: "ربنا ولك الحمد ..." فيه طُول أكثر من ثلاث تسبيحات.
١١. أن صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- كانت مُتقاربة في الرُّكوع والاعتدال منه والسُّجود والجلوس بين السَّجدتين، فلا يُطيل رُكنا مع الإخلال بالرُّكن الآخر.
١٢. أن رُكن القيام للقراءة، أطول من غيره من الأركان.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. إكمال المعلم بفوائد مسلم، تأليف: عياض بن موسى بن عياض، تحقيق: د/ يحي بن اسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديث: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩هـ. شرح سنن أبي داود، تأليف: محمود بن أحمد بن موسى، بدر الدين العيني، تحقيق: خالد بن إبراهيم المصري، الناشر: مكتبة الرشد – الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠هـ-١٩٩٩م. إحكام الإحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: ابن دقيق العيد، الناشر: مطبعة السنة المحمدية، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. فيض الباري على صحيح البخاري، تأليف: محمد أنور شاه بن معظم الديوبندي، تحقيق: محمد بدر عالم الميرتهي، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٥ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10924)

عكاظ، مجنہ اورذوالمجاززمانہ جاہلیت کے بازار تھے، اس لیے (اسلام کے بعد) زمانہ حج میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو آیت نازل ہوئی کہ ''لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ''۔(سورۃ بقرہ : ۱۹۸)۔ ترجمہ : تم پر اپنے رب کا فضل (رزق، ذرائع معاش) تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔	كانت عكاظ، ومجنة، وذو المجاز أسوَاقًا في الجاهلية، فتأثموا أن يتجروا في المواسم، فنزلت: ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلًا من ربكم
٨٠٤. حدیث : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار تھے، اس لیے (اسلام کے بعد) زمانۂ حج میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو آیت نازل ہوئی کہ ''لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ.(البقرۃ : ۱۹۸)''۔ ترجمہ : تم پر اپنے رب کا فضل (روزی روٹی) تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے یعنی زمانہ حج میں۔	**٨٠٤. الحديث:** عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: كانت عُكَاظُ، ومَجَنَّةُ، وذُو المجَازِ أسوَاقًا في الجاهلية، فَتَأَثَّمُوا أنْ يَتَّجِرُوا في المواسم، فنزلت: {ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلاً من ربكم} "البقرة (١٩٨) في مواسم الحج.
حدیث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی : یہ جگہیں مشرکین کے بازار تھیں جن میں وہ ایام حج کے دوران خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ نہ ہو کہ ایامِ حج میں ان بازاروں میں خرید و فروخت کی وجہ سے وہ گناہ گار ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالی نے اس بات کی وضاحت کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ زمانۂ حج میں تجارت حج کو فاسد نہیں کرتی جب کہ مناسک حج کو شرعی طریقے سے ادا کر دیا جائے۔ اگرچہ ایام حج میں تجارت کرنا جائز ہے تاہم اولی اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ مکمل طور پر مناسک حج کی ادائیگی کے لیے فارغ رہا جائے۔ یہ زیادہ افضل ہے۔	**المعنى الإجمالي:** كانت هذه الأماكن أسواقاً للمشركين من قبل الإسلام يُتَاجِرُون فيها في أيام الحج، فخاف الصحابة -رضي الله عنهم- أن يأثموا إذا تَاجَرُوا فيها في أيام الحج، فأنزل الله هذه الآية ليُبَيِّنَ لهم أنَّ التجارة في موسم الحج لا تُفْسِدُهُ مع أداء النسك على الوجه الشرعي، على أنَّ التجارة في الحج جائزةٌ، لكنَّ الأولى والأحسن التفرغ لأداء نسك الحج، فهذا هو الأفضل.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عكاظ : مكان به سوق من أسواق العرب في الجاهلية يقع شمال شرق الطائف.
- مجنة : سوق من أسواق العرب في الجاهلية يقع في مكة.
- ذو المجاز : سوق من أسواق العرب في الجاهلية قريبة من عرفة.
- فتَأثموا : خافوا الوقوع في الحرج والإثم.

فوائد الحديث:

١. جَوَازُ التِّجَارة في مَوْسِمِ الحجِّ، وأنها لا تُفْسِدُهُ.
٢. أسواق الجاهلية لا تمنع من فعل المباح أو فعل الطاعة فيها.
٣. حِرْصُ الصَّحَابة -رضي الله عنهم- على مجانبة الإثم.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض،١٤٢٦هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى ١٤٣٠ه. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (2755)

كل ميت يختم على عمله إلا المرابط في سبيل الله، فإنه يَنْمِي له عمله إلى يوم القيامة، ويؤمن فتنة القبر	ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں سرحد پر پہرہ دیتا ہے۔ یقیناً اس کا عمل تاروز قیامت بڑھایا جاتا رہتا ہے اور قبر کی آزمائش سے بھی اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے
٨٠٥. الحديث: عن فَضَالَةُ بنُ عُبَيْدٍ وسلمان الفارسي وعقبة بن عامر الجهني -رضي الله عنهم- مرفوعاً: «كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ على عَمَلِهِ إلا المُرَابِطَ في سبيل الله، فإنه يَنْمِي لَهُ عَمَلَهُ يوم القيامة، ويُؤَمَّنُ فتنة القبر».	**٨٠٥. حدیث:** فضالہ بن عبید، سلمان فارسی اور عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً روایت ہے: ''ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں سرحد پر پہرہ دیتا ہے۔ یقیناً اس کا عمل تاروز قیامت بڑھایا جاتا رہتا ہے اور قبر کی آزمائش سے بھی اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كُلُّ مَيِّتٍ يَنْقَطِعُ عَمَلُهُ بالموتِ فلا يُكتَبُ لَهُ أجرٌ جديدٌ، إلا المرابِطَ في سبيل الله الذي يَحرِسُ حُدُودَ المسلمين،فإنَّ الله يُكرِمُهُ ببقاءِ أجْرِ عَمَلِهِ،ويَأْمَنُ فِتنَةَ القَبْرِ فلا يسأله الملكان.	**اجمالی معنی:** ہر مرنے والے کا عمل موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس کے لئے مزید اجر نہیں لکھا جاتا ما سوا اس کے جو اللہ کے راستے میں سرحد پر مقیم ہوتا ہے اور مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے یہ اعزاز دیتا ہے کہ اس کے عمل کا اجر جاری رہتا ہے اور وہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے، چنانچہ فرشتے اس سے سوال نہیں کرتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد من حديث فضالة -رضي الله عنه.-

التخريج: سلمان الفارسي -رضي الله عنه- عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه- فضالة بن عبيد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يختم على عمله : ينقطع عمله بالموت فلا يكتب له ثواب جديد.
- المرابط : الملازم لحدود المسلمين لحمايتها.
- يَنْمِي له عمله : بفتح الياء وسكون النون وكسر الميم بعدها ياء، أي يبقى له أجر عمله ولا ينقطع بالموت.
- يؤمن فتنة القبر : أي فلا يسأله الملكان عن ربه ودينه ونبيه إكرامًا له.

فوائد الحديث:

١. فَضْلُ الرِّبَاطِ والحِرَاسَةِ في سَبيل الله -تعالى.-
٢. مَنْ مَاتَ مُرَابِطَاً في سبيل الله فإنَّ عَمَلَهُ لا يَتَوَقَّفُ إلى يوم القيامة.
٣. الرِّبَاطُ والجِهادُ في سبيل الله أَفْضَلُ مِنَ الصِّيَامِ والقِيَامِ، لأنَّ مَنْفَعَتَهُ تعود على جميع المسلمين.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين

عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، محمد بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر الطبعة:الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. صحيح أبي داود -الأم- محمد ناصر الدين الألباني مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (2756)

كنا لا نعد الكدرة والصفرة بعد الطهر شيئًا

٨٠٦. الحديث:

عن أم عطية، نُسيبة بنت الحارث الأنصارية -رضي الله عنها- قالت: «كنا لا نعد الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بعد الطهر شيئًا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

نقلت أم عطية -رضي الله عنهما- سنة نبوية تقريرية فيما يخرج من أرحام النساء من دماء فقالت -رضي الله عنها-: "كنا لا نعد الكدرة" أي: ما هو بلون الماء الوسخ الكدر. و"الصفرة" هو: الماء الذي تراه المرأة كالصديد يعلوه اصفرار. "بعد الطهر" أي بعد رؤية القصة البيضاء والجُفُوف. "شيئا" أي لا نعده حيضا، وقولها: " كنا:" أشهر الأقوال فيها أنها تأخذ حكم الرفع إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لأن المراد كنا في زمانه -صلى الله عليه وسلم- مع علمه، فيكون تقريرا منه، وهو دليل على أنه لا حكم لما ليس بدم غليظ أسود يعرف، فلا يعد حيضا، بعد الطهر، وللطهر علامتان: الأولى: القَصَّة، قيل: إنه شيء كالخيط الأبيض، يخرج من الرحم بعد انقطاع الدم. الثانية: الجفوف، وهو أن يخرج ما يحشى به الرحم جافا. ومفهوم قولها: "بعد الطهر" أن الصفرة والكدرة في أيام الحيض تعتبر حيضا.

ہم طہر کے بعد مٹیالے اور زرد رنگ کو (حیض) نہیں شمار کرتی تھیں۔

٨٠٦. حدیث :

ام عطیہ، نسیبہ بنت حارث انصاریہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ''ہم طُہر کے بعد مٹیالے اور زرد رنگ کو کوئی (حیض) نہیں شمار کرتی تھیں''۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنیٰ :

عورتوں کے رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کے بارے میں ام عطیہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی ایک تقریری سنت کو نقل کرتے ہوئے بیان کررہی ہیں کہ : "کنا لا نعد الکدرۃ"۔ یعنی جو گدلے اور مٹیالے رنگ کے پانی کی طرح چیز ہوتی۔ "الصفرۃ" اس سے عورت کو نظر آنے والا وہ پانی ہے جو کچ لہو (پیپ) کی مانند اور زردی مائل ہوتا ہے۔ "بعد الطہر" یعنی سفید پانی نظر آنے اور خشکی ہونے کے بعد۔ "شیئا" یعنی ہم اسے حیض نہیں گردانتے تھے۔ "کنا"۔ اس کے بارے میں مشہور ترین قول یہی ہے کہ اسے مرفوع حدیث ہی سمجھا جائے گا کیونکہ ان کے ایسا کہنے سے مراد یہ ہے کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں آپ کے علم کے ساتھ ایسا کرتی تھیں۔ چنانچہ یہ آپ ﷺ کی طرف سے تقریر ہوگا۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جو گاڑھا سیاہ خون نہ ہو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور طہر کے بعد اسے حیض نہیں گردانا جائے۔ طہر کی دو علامتیں ہیں : اول : القَصَّہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سفید دھاگے کی مانند ایک چیز ہے جو خون رکنے کے بعد رحم سے نکلتی ہے۔ دوم : خشکی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رحم میں اگر کوئی چیز بھری جائے تو وہ خشک ہی باہر نکلے۔ "بعد الطہر"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حیض کے دنوں میں نظر آنے والے زرد اور مٹیالے رنگ کو حیض ہی شمار کیا جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: رواه أبو داود بهذا اللفظ، ورواه البخاري بدون زيادة (بعد الطهر).

التخريج: أم عطية نُسيبة بنت الحارث الأنصارية -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- كنا : هذه الصيغة لها حكم الرفع إذا قالها الصحابي وأضافها إلى زمن النبي -صلّى الله عليه وسلّم-، على القول الصحيح.
- الْكُدْرَةُ : اللون الأحمر الذي يضرب إلى السواد، والمراد أن الدم يكون متكدراً بين الصفرة والسواد.
- الصُّفْرَةَ : هي اللون الأحمر الذي يميل إلى البياض.
- الطهر : انقطاع خروج دم الحيض.
- شيئاً : أي: لا نعتبر الصفرة والكدرة بعد الطهر حيضاً تقعد فيه المرأة عن الصلاة والصيام وغيرها من العبادات.

فوائد الحديث:

١. الماء الذي ينزل من فرج المرأة -بعد الطهر من الحيض- لا يعتبر ولو كان فيه الكدرة والصفرة المكتسبة من الدم.

٢. أما إذا كان نزول هذه الكدرة والصفرة زمن الحيض والعادة فإنه يعتبر حيضاً؛ لأنه دم في وقته، إلا أنه ممتزج بماء.

٣. فيه الاحتجاج بالقاعدة الشرعية وهي قول الصحابي: كنا نفعل كذا على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم-، فإن هذا له حكم المرفوع، ويحتج به.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ. سُبل السلام، للصنعاني، دار الحديث. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، ط١، ١٤٢٧هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت.

الرقم الموحد: (10014)

كنا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في سفر في ليلة مظلمة، فلم ندر أين القبلة، فصلى كل رجل منا على حياله، فلما أصبحنا ذكرنا ذلك للنبي -صلى الله عليه وسلم-، فنزل: (فأينما تولوا فثم وجه الله)

ہم ایک تاریک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو ہمیں پتہ نہیں چل سکا کہ قبلہ کس طرف ہے۔ چنانچہ ہم میں سے ہر شخص نے اپنی سمت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لی۔ جب ہم نے صبح کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ (اس موقع پر) یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: «فَأينما تولوا فثم وجه الله» [البقرة: ١١٥] "تم جس طرف رخ کرلو اللہ کا چہرہ اسی طرف ہے۔"

٨٠٧. الحديث:

عن عامر بن رَبِيعة -رضي الله عنه- قال: كنَّا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في سَفَر في لَيلة مُظْلِمَةٍ، فلم نَدْرِ أين القِبْلَة، فصلى كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا على حِيَالِه، فلمَّا أَصْبَحْنَا ذَكرنا ذلك للنبي -صلى الله عليه وسلم-، فنزل: ﴿فأينما تولوا فثم وجه الله﴾ [البقرة: ١١٥].

٨٠٧. حدیث:

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک تاریک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو ہمیں پتہ نہیں چل سکا کہ قبلہ کس طرف ہے۔ چنانچہ ہم میں سے ہر شخص نے اپنی سمت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لی۔ جب ہم نے صبح کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ (اس موقع پر) یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: «فَأينما تولوا فثم وجه الله» [البقرة: ١١٥] "تم جس طرف رخ کرلو اللہ کا چہرہ اسی طرف ہے۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- مع أصحابه في سَفَر وكانت الليلة مُظلمة، ولم يتيقنوا جهة القِبْلَة، فصلَّوا باجتهادهم، فلما أصبحوا إذا هُم قد صلُّوا إلى غير القِبْلَة، فأخبروا النبي -صلى الله عليه وسلم- بذلك؛ فأنزل الله -تعالى-: (ولله المشرق والمغرب فأينما تولوا فَثَمَّ وجْهُ الله) [البقرة : ١١٥].

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور رات بہت اندھیری تھی۔ صحابہ کرام کو قبلے کی سمت کا یقین حاصل نہیں ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اجتہاد کے مطابق نماز پڑھ لی، جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ انہوں نے قبلے کی سمت کے علاوہ دوسری سمت رُخ کر کے نماز پڑھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: (وللہ المشرق والمغرب فَاَینما تولوا فَثَم وجہُ اللہ) [البقرة: ١١٥]. (ترجمہ: "تم جس طرف رخ کرلو اللہ کا چہرہ اسی طرف ہے۔"

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه.

التخريج: عامر بن ربيعة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حِيَاله : جِهته أو اتجاهه.

فوائد الحديث:

١. أن استقبال القِبْلة شرطٌ من شرائط الصّلاة، لا تصحُّ بدونه، سواءٌ أكانت الصّلاة فرضًا أو نفلاً؛ لقوله تعالى: (فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ) [البقرة: ١٤٤]. إلا في الراكب السائر في السَّفر، فتجوز النَّافلة من غير استقبال للقِبلة.

٢. أن من صلَّى الفرض إلى غير القِبْلَة لِظَلمة أو غَيم بعد التَّحري والاجتهاد، ثمَّ تبيَّنَ له خطؤه، فصلاته صحيحة، سواءٌ علم بالخَطأ في الوقت، أو بعد خروجه.

٣. الاجتهاد في معرفة القِبْلة في السَّفر بالنَّظر إلى العلامات الكَونية، أما في الحَضر فلا يُشرع الاجتهاد؛ لأنه بالإمكان أن يستدل على القبلة بالمحاريب أو السؤال.

٤. علماء السَّلف -رحمهم الله- أثبتوا جهة العلوِّ لله -تعالى- إثباتًا يليقُ بجلال الله وعظمته، ملاحظين في ذلك انتفاءَ إحاطةِ شيء به -سبحانه وتعالى-؛ فهو جلَّ وعلا المُحيط بكلِّ شيء.

٥. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يعلم الغَيب؛ لأنه لو كان يعلم الغيب لعلم أين جهة القِبْلة.

٦. سماحة الشَّريعة وتيسيرها على المُكلَّفِين.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. معجم اللغة العربية المعاصرة، تأليف: د/ أحمد مختار عبد الحميد عمر. بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١هـ.

الرقم الموحد: (10641)

كنا نحزر قيام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في الظهر والعصر فحزرنا قيامه في الركعتين الأولیین من الظهر قدر قراءة الم تنزيل السجدة وحزرنا قيامه في الأخريين قدر النصف من ذلك

ہم ظہر اور عصر میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قیام کا اندازہ ﴿الم: تنزیل (السجدہ) کی قراءت کے بقدر لگایا اور اس کی آخری دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ اس سے نصف کے بقدر لگایا۔

٨٠٨. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: «كنا نَحْزِرُ قيام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في الظهر والعصر فَحَزَرْنَا قيامه في الركعتين الأُولَيَيْنِ من الظهر قَدْرَ قراءة الم تنزيل السجدة وَحَزَرْنَا قيامه في الأُخْرَيَيْنِ قدر النصف من ذلك، وَحَزَرْنَا قيامه في الركعتين الأولیین من العصر على قدر قيامه في الأُخْرَيَيْنِ من الظهر وفي الأخريين من العصر على النصف من ذلك» ولم يذكر أبو بكر في روايته: الم تنزيل وقال: قدر ثلاثين آية.

٨٠٨. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ظہر اور عصر میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قیام کا اندازہ (الم: تنزیل السجدہ) کی قراءت کے بقدر لگایا اور اس کی آخری دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ اس سے نصف کے بقدر لگایا۔ اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ لگایا کہ وہ ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر تھا اور عصر کی آخری دو رکعتوں کا قیام اس سے آدھا تھا۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں ﴿الم تنزیل﴾ کا ذکر نہیں کیا، انھوں نے کہا: تیس آیات کے بقدر۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف مقدار القيام في كل من صلاة الظهر والعصر، فمقدار القيام في الركعتين الأولیین من صلاة الظهر بمقدار قراءة ثلاثين آية أي بمقدار سورة السجدة، والركعتين الأخيرتين بمقدار نصفها أي خمس عشرة آية، وصلاة العصر أقل من الظهر ففي الركعتين الأولیین منها بمقدار خمس عشرة آية، والركعتين الأخيرتين بمقدار النصف أي من سبع إلى ثمان آيات.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں ظہر اور عصر کی نمازوں کے قیام کی مقدار بیان کی گئی ہے۔ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کی مقدار تیس آیت کی قراءت کے مساوی یعنی سورۂ سجدہ کی تلاوت کے برابر اور آخری دو رکعتوں کی مقدار پہلی کی نصف یعنی پندرہ آیتوں کی تلاوت کے برابر ہے۔ نماز عصر کا قیام ظہر سے ہلکا ہوتا ہے۔ اس کی پہلی دو رکعتیں نماز ظہر کی بعد کی دو رکعتوں کے مساوی یعنی پندرہ آیتوں کے برابر ہوں گی۔ جب کہ آخری دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں کے نصف کے برابر یعنی سات سے آٹھ آیت کی قراءت کے برابر۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- نَحْزِرُ: نخرص ونقدر ونقيس.
- قدر {الم * تَنْزِيلُ} [السجدة:١ ـ ٢]: بمقدار سورة السجدة، وقدرها ثلاثون آية، في كل ركعة من الأولیين في الظهر.
- قدر النصف من ذلك: أي: خمس عشرة آية في كل ركعة من الأخريين في الظهر.

فوائد الحديث:

١. كان قدر قيام النبي -صلى الله عليه وسلم- في الأولين من الظهر بقدر سورة {الم (١) تَنْزِيلُ} السجدة، وفي الأخريين قدر النصف من ذلك، وفي الأوليين من العصر على قدر الأخريين من الظهر، والأخريين على النصف من ذلك.

٢. استحباب تطويل صلاة الظهر وقراءتها، على صلاة العصر وقراءتها.

٣. يستحب إطالة الركعة الأولى من كل صلاةٍ على الثانية، ويستحب أن يمد في الأولين، ويحذف في الأخريين.

٤. هذا الحديث يُؤيد ما جاء من أنَّه قد لا يقتصر المصلي على الفاتحة، في الأخريين من الظهر والعصر؛ حيث كانت الأخريان في الظهر على النصف من الأوليين منهما، مع أنه يقرأ بـ {الم، تَنْزِيلُ} السجدة، وقد دلت الروايات الصحيحة على الاقتصار على قراءة الفاتحة في الأخريين من الظهر والعصر، فيجمع بينهما بأنَّه -صلى الله عليه وسلم- صنع هذا تارة، وذاك أخرى، فالكل جائز، وهذا كله يدل على أنَّه يقرأ فيهما غير الفاتحة، وقراءة شيء بعد الفاتحة في الأوليين من الظهر، والأوليين من العصر معلومٌ ومتفقٌ عليه.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة، ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10917)

كنا نعطيها في زمن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صاعًا من طعام، أو صاعًا من شعير، أو صاعًا من أَقِطٍ، أو صاعًا من زبيب. أي زكاة الفطر

ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں صدقہ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع خشک انگور نکالتے تھے۔ پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ آئے اور گیہوں کی آمدن شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ : میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے۔

٨٠٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِيّ -رضي الله عنه- قال: "كنا نعطيها في زمن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صاعًا من طعام، أو صاعًا من شعير، أو صاعًا من أَقِطٍ، أو صاعًا من زبيب، فلما جاء معاوية، وجاءت السَّمْرَاءُ، قال: أرى مُدّاً من هذه يعدل مُدَّيْنِ. قال أبو سعيد: أما أنا: فلا أزال أخرجه كما كنت أخرجه على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-".

٨٠٩. حدیث :

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ : ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں صدقۂ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع خشک انگور نکالتے تھے۔ پھر جب معاویہ - رضی اللہ عنہ - آئے اور گیہوں کی آمدن شروع ہوئی تو انھوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے۔ ابو سعید - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ میں ابھی تک صدقہ فطر اسی مقدار سے نکالتا ہوں جس مقدار سے میں نبی ﷺ کے دور میں نکالا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو سعيد -رضي الله عنه- أن الناس كانوا يدفعون زكاة الفطر على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صاعًا من طعام، فلما قدم معاوية -رضي الله عنه- المدينة في خلافته، قال: أرى أن نصف صاع من القمح الشامي يعدل صاعًا من غيرها، فتكون الزكاة من سائر الأصنف صاعًا، ومن القمح الشامي نصف صاع، وهذا اجتهادٌ منه فيما لم يرد به النص، وهو هذا النوع من القمح ويسمى السمراء، والذي حمله على ذلك أنه أغلى وأجود عند الناس من التمر والشعير والأصناف الأخرى، فأخذ الناس برأيه، أما أبو سعيد -رضي الله عنه- فأنكر هذا الرأي، والتزم بالزكاة بصاع من أي طعام كان، كما كان يخرجه في زمن النبي -صلى الله عليه وسلم-، إيثارًا للاتباع، وليحصل بالصدقة الإغناء المطلوب، ومقدار الصاع بالتقدير المعاصر ثلاث كليو جرامات مع جبر الكسر.

اجمالی معنی :

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - بتا رہے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صدقۂ فطر میں خوراک کا ایک صاع دیا کرتے تھے۔ جب معاویہ - رضی اللہ عنہ - اپنے عہد خلافت میں مدینہ آئے تو انہوں نے کہا کہ : میری رائے کے مطابق شامی گیہوں کا ایک صاع دوسری اشیاء کے دو صاع کے برابر ہے۔ لوگوں نے اسی کے مطابق عمل شروع کر دیا جب کہ ابو سعید - رضی اللہ عنہ - کو یہ رائے پسند نہ آئی اور وہ ایک صاع ہی صدقہ فطر دیتے رہے چاہے وہ خوراک کی کسی بھی قسم میں سے ہوتا بالکل ویسے ہی جیسے وہ نبی ﷺ کے زمانہ میں نکالا کرتے تھے۔ تاکہ نبی ﷺ کی پیروی ہو اور تاکہ صدقہ سے مطلوب آسانی میسر آسکے۔ موجودہ پیمانے کے مطابق ایک صاع کم و بیش تین کلوگرام کے برابر ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > زكاة الفطر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الْخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نعطيها : نعطي زكاة الفطر.
- في زمن النبي -صلى الله عليه وسلم- : في هذا إشعار باطلاعه -صلى الله عليه وسلم- على ذلك وتقريره له.
- الصاع : الصاع النبوي: أربعة أمداد، والمد: ملء كفَّي الرجُل المتوسط.
- السَّمْرَاءُ : القمح الشامي.
- الأَقِط : اللبن المجفف، يعمل من اللبن المَخِيض ويُطبخ حتى يتبخر ماؤه، ثم يجفف، وأحسنه ما كان من لبَن الغنم.
- الزبيب : عنب جاف.
- أرى : من الرأي، وهو: الاعتقاد.
- مُدًّا : المد: ربع صاع، وهو: ملء كفَّي الرجُل المتوسط.
- يعدل : يساوي ويعادل.
- مُدَّيْن : من الشعير والأَقِط والزبيب والتمر.
- على عهد : على زمن.
- فلا أزال : أي: أستمر.

فوائد الحديث:

١. بيان مقدار صدقة الفطر في زمن النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. أن مقدار الفطرة صاع من طعام وإن اختلف الجنس والقيمة.
٣. أن كل طعام للآدميين مجزئ في الفطرة، وإنما خصت الأصناف الأربعة بالذكر؛ لأنها كانت طعام الناس في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٤. أن إخراج غير الطعام من الفلوس والنقود، لا يجزئ في الفطرة.
٥. فضيلة أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه.-
٦. مخالفة ولي الأمر في رأيه في الأمور الدينية لا تعدُّ خروجًا عليه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4454)

كنت أغتسل أنا ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- من إناء واحد، تختلف أيدينا فيه من الجنابة

میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن (میں موجود پانی) سے غسلِ جنابت کرتے اور (چلو بھرنے کے لیے) ہمارے ہاتھ باری باری اس میں جاتے۔

٨١٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كُنت أغْتَسِل أنا ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- من إناء واحد، تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فيه من الجَنَابة». وفي رواية: «وتَلْتَقِي».

٨١٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ''میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن (میں موجود پانی) سے غسل جنابت کرتے اور (چلو بھرنے کے لیے) ہمارے ہاتھ باری باری اس میں جاتے''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''اور (ہمارے ہاتھ ایک دوسرے سے) ملتے تھے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تحكي أمنا عائشة -رضي الله عنها- أنها شاركت النبي -صلى الله عليه وسلم- في الاغتسال من الماء الموجود في الإناء الواحد؛ لأجل رفع الحدث الأكبر، وهو: الجنابة. كما تصوِّر هيئة ذلك الاشتراك بقولها: "تختلف أيدينا فيه" أي فأدخل يدي في الإناء مرة لأغترف منه، ويدخل يده -صلى الله عليه وسلم- في الإناء مرة ليغترف منه، كما جاء في رواية للبخاري عن عائشة أنها قالت: "كنت أغتسل أنا ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- من إناء واحد، نغرف منه جميعاً" وأما رواية ابن حبان الثانية، فجاءت بتفصيل دقيق لهيئة هذا الاجتماع في الاغتسال، وهذا في قولها: "وتَلْتَقِي" أي: الأيدي أي تجتمعان أثناء الأخْذ والغَرْف من الإناء. وعلى هذه الرواية: فإن الأَيْدي تَخْتَلف في بعض الغَرَفات وتَلْتَقي في بعضها.

اجمالی معنی:

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ غسل کرتے ہوئے ایک ہی برتن میں موجود پانی استعمال کرتی تھیں تاکہ حدثِ اکبر یعنی جنابت کو دور کر سکیں۔ اپنی اس شراکت کی ہیئت کو بیان کرتے ہوئے وہ فرماتی ہیں: "تختلف أيدينا فيه" یعنی کبھی میں اپنے ہاتھ کو چلو بھرنے کے لیے برتن میں داخل کرتی اور کبھی آپ ﷺ اس سے چلو بھرنے کے لیے اپنا ہاتھ اس میں لے جاتے۔ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ ''میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے اور ہم دونوں ہی اس سے چلو بھرتے''۔ جب کہ ابن حبان کی دوسری روایت میں انہوں نے اکٹھے غسل کرنے کی اس ہیئت کو بڑے دقیق انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ: "وتَلْتَقِي" یعنی برتن سے پانی لیتے ہوئے اور چلو بھرتے ہوئے ہمارے ہاتھ اکٹھے ہو جاتے۔ اس روایت کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تو ہاتھ باری باری چُلو بھرتے اور کبھی اکٹھے چلو بھرتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: متفق عليه، والرواية الثانية رواها ابن حبان.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- تختلف أيدينا فيه : معنى اختلاف أيديهما في الإناء أن يُدخل كل واحدٍ منهما يده ويغرف من الإناء، بعد يد الآخر، ولعلَّه لضيق فم الإناء.

فوائد الحديث:

١. بيان حكم الشَّرع ولو كان الحكم مما يُستحيا منه.

٢. جواز اغتسال الرَّجل وامرأته جميعا من إناء واحد، ينظر بعضهم لِعَورة بعض.

٣. أنَّ اغتسال المرأة والرجل من إناءٍ واحدٍ لا يؤثِّر في طهارة الماء.

٤. أنَّ وضع الجُنُب يَده في الإناء الَّذي فيه الماءُ لا يسلُبُهُ الطُّهُورية.

٥. استحبابُ التَّقليل من ماء الوضوء والغُسل.

٦. أن لمْس أحد الزوجين للآخر لا يَضُر بطهارتهما؛ لأن أيديهما كانت تختلف في الإناء وتَلْتَقِي.

٧. حسْنُ عِشْرة النَّبي -صلى الله عليه وسلم- لأهله، ومشاركَتُهُ لهم في أحوالهم وأعمالهم؛ تطييبًا لخاطرهم، وإزالة للكُلْفَة.

٨. فضلُ أزواجِ النَّبيِّ -صلى الله عليه وسلم-، لا سيَّما الصِّدِّيقة بِنْت الصَّدِّيق، فكم نَقَلْنَ للأمَّة من الأحكامِ الشرعية، لا سيَّما الأعمالُ المنزليَّة التي لا يطَّلع عليها إلا المُعاشِرُ في المنزل.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح ابن حبان، تأليف: محمد بن حبان البُستي، تحقيق: شعيب الأرناؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الثانية، ١٤١٤ - ١٩٩٣م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (10028)

كنت أغسل الجنابة من ثوب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فيخرج إلى الصلاة، وإن بقع الماء في ثوبه

میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی کو دھوڈالتی تھی۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے؛حالانکہ پانی کے دھبے آپ ﷺ کے کپڑے پر موجود ہوتے۔

٨١١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: ((كُنْت أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَيَخْرُجُ إلَى الصَّلاةِ، وَإِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ)). وَفِي رواية: ((لَقَدْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَرْكاً، فَيُصَلِّي فِيهِ)).

٨١١. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں : میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھوڈالتی تھی۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے؛ حالانکہ پانی کے دھبے آپ ﷺ کے کپڑے میں موجود ہوتے۔ ایک اور روایت میں ہے : میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی اور آپ ﷺ اسے پہن کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تذكر عائشة -رضي الله عنها-: أنه كان يصيب ثوب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المني من الجنابة، فتارة يكون رطبا فتغسله من الثوب بالماء، فيخرج إلى الصلاة، والماء لم يجف من الثوب، وتارة أخرى، يكون المني يابسًا، وحينئذ تفركه من ثوبه فركًا، فيصلي فيه.

اجمالی معنی :

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے کو جنابت کی وجہ سے منی لگ جاتی۔ بعض اوقات یہ گیلی ہوتی تو وہ پانی کے ذریعے اسے کپڑے سے صاف کر دیتیں۔ پانی ابھی کپڑے سے سوکھا نہیں ہوتا تھا کہ آپ ﷺ اسی حالت میں نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ بعض اوقات منی سوکھی ہوتی، اس صورت میں وہ اسے کھرچ کر کپڑے سے اتار دیتیں اور آپ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليه. الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أغسل الجنابة : أزيلها بالماء، والمراد بالجنابة: المني.
- وإن بقع الماء : جمع بقعة، وهي اللون المخالف لما حوله.
- الماء : الماء الذي غسلت به الجنابة، والجملة حال من فاعل: "يخرج"، والمعنى: أنه يخرج إلى الصلاة قبل أن يجف ثوبه -صلى الله عليه وسلم.-
- لقد كنت : اللام: موطئة للقسم، و"قد" للتحقيق، فالجملة مؤكدة بثلاثة مؤكدات: القسم المقدر، واللام وقد، وتقدير الكلام: والله لقد.
- أفركه : الفرك: الدلك.
- فركًا : مصدر مؤكد لعامله، وفائدته: نفي أن يكون مع الدلك ماء.

فوائد الحديث:

١. فضيلة عائشة -رضي الله عنها- لخدمتها النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. طهارة المني، وعدم وجوب غسله من البدن والثياب وغيرها، ويكفي فركه.
٣. استحباب إزالته عن الثوب والبدن فيغسل رطبًا، ويفرك يابسًا.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم-، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨ه - ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3388)

كنت أنام بين يَدَيْ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ورِجْلايَ فِي قِبْلَتِهِ، فإذا سجد غَمَزَنِي، فقبضت رِجْلَيَّ، فإذا قام بَسَطْتُهُمَا، والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح

میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلے کی جانب ہوتے تھے۔ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤں کو دبا دیتے اور میں انہیں سمیٹ لیتی پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھلا لیتی اور ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

٨١٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «كنت أنام بين يَدَيْ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ورِجْلايَ فِي قِبْلَتِهِ، فإذا سجد غَمَزَنِي، فقَبَضتُ رِجْلَيَّ، فإذا قام بَسَطْتُهُمَا، والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح».

٨١٢. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلے کی جانب ہوتے۔ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دباتے اور میں انہیں سمیٹ لیتی پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھلا لیتی اور ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت عائشة -رضي الله عنها- تقول: كنت أنام بين يدي النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يصلِّي في الليل، ولضيق بيوتنا، تكون رِجْلاي في قِبْلته بينه وبين موضع سجوده، فما دام واقفاً يتهجد بسطتهما، فإذا سجد، غَمَزني فَقبضتهما ليسجد. ولو كنت أراه إذا سجد لقبضتهما بلا غمز منه، ولكن ليس في بيوتنا مصابيح ترى فيها النبي -صلى الله عليه وسلم- ، فتكف رجليها من غير أن تحوجه إلى غمزها.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو جاتی اور آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ ہمارے گھروں کے تنگ ہونے کی وجہ سے میرے پاؤں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے سجدے کے جگہ کے مابین آپ ﷺ کے قبلے کی جانب ہوتے تھے۔ جب تک آپ ﷺ نماز تہجد میں کھڑے رہتے میں پاؤں کو پھیلائے رکھتی اور جب آپ ﷺ سجدہ فرماتے تو مجھے دبا دیتے اور میں انہیں سمیٹ لیتی تاکہ آپ ﷺ سجدہ کر سکیں۔ اگر میں آپ ﷺ کو دیکھ سکتی کہ آپ ﷺ سجدہ کرنے والے ہیں تو بلا دبائے ہی میں پاؤں کو سمیٹ لیتی لیکن ہمارے گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے کہ جن کی روشنی میں وہ نبی ﷺ کو دیکھ کر اپنے پاؤں کو سمیٹ لیتیں بغیر اس کے کہ آپ ﷺ کو انہیں دبانے کی ضرورت پڑتی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بين يدي الرسول -صلى الله عليه وسلم- : أمامه قريبا منه.
- في قِبْلَتِهِ : أمامه عند موضع السجود.
- سجد : نزل للسجود.
- غَمَزَنِي : طعن بأصبعه بلطف.
- فقبضت رِجْلَيَّ : سحبتها من محل سجوده.
- بَسَطْتُهُمَا : مددتهما.

• يومئذ : يوم كان الرسول حيًّا.
• مصابيح : جمع والمصباح السِّراج الذي يضاء بالزيت ونحوه من الوقود.

فوائد الحديث:

١. جواز اعتراض النائم أمام المصلي إذا كان هناك حاجة تستدعي ذلك كضيق المكان.
٢. أن اعتراض المرأة أمام المصلي، لا يقطع الصلاة ولا ينقصها.
٣. أن مسَّ المرأة ولو بلا حائل لا ينقض الوضوء؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- يغمزها في الظلام، فلا يعلم، أيمسها من وراء حائل، أم لا؟.
٤. ما كان النبي -صلى الله عليه وسلم- وأهله عليه من ضيق الحياة، رغبة فيما عند الله، وزهداً في هذه الحياة الفانية.
٥. جواز مثل هذه الحركة في الصلاة، وأنهَا لا تخِلُّ بها.
٦. حسن معاشرة النبي -صلى الله عليه وسلم- لأهله.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام، لعبد العزيز بن باز، اعتناء سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ خلاصة الكلام، فيصل المبارك الحريملي، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢م. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، لأبي الحسين مسلم بن الحجاج النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5217)

كنت جنبا فكرهت أن أجالسك على غير طهارة، فقال: سبحان الله، إن المؤمن لاينجس

میں جنابت کی حالت میں تھا چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ میں آپ کے ساتھ ناپاکی کی حالت میں بیٹھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''سبحان اللہ! مومن (کبھی) نجس نہیں ہوتا''۔

٨١٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-:"أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- لَقِيَه في بَعض طُرُقِ المدينَة وهو جُنُبٌ، قال: فَانْخَنَسْتُ مِنه، فذهبت فَاغْتَسَلْتُ ثم جِئْتُ، فقال: أين كنت يا أبا هريرة؟ قال: كُنتُ جُنُبًا فَكَرِهتُ أن أُجَالِسَك على غيرِ طَهَارَة، فقال: سبحان الله، إنَّ المُؤمِنَ لا يَنجُس".

٨١٣. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مدینہ کے کسی راستے پر ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوگئی۔ اس وقت وہ جنابت کی حالت میں تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چپکے سے لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے ابوہریرہ! کہاں چلے گئے تھے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں جنابت کی حالت میں تھا چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ میں آپ کے ساتھ ناپاکی کی حالت میں بیٹھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! مومن (کبھی) نجس نہیں ہوتا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

لقي أبو هريرة النبي -صلى الله عليه وسلم- في بعض طرق المدينة، وصادف أنه جنب فكان من تعظيمه للنبي -صلى الله عليه وسلم- وتكريمه إياه، أن كره مجالسته ومحادثته وهو على تلك الحال. فانسل في خفية من النبي -صلى الله عليه وسلم- واغتسل، ثم جاء إليه. فسأله النبي -صلى الله عليه وسلم- أين ذهب -رضي الله عنه- فأخبره بحاله، وأنه كره مجالسته على غير طهارة. فتعجب النبي -صلى الله عليه وسلم- من حال أبي هريرة -رضي الله عنه- حين ظن نجاسة الجنب، وذهب ليغتسل وأخبره: أن المؤمن لا ينجس على أية حال.

اجمالی معنی :

مدینہ کے ایک راستے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ اتفاق سے وہ اس وقت جنبی تھے۔ نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم کے تقاضے کے تحت انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ اس حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھیں اور آپ سے گفتگو کریں۔ چنانچہ وہ چپکے سے نبی ﷺ کے ہاں سے نکل گئے اور غسل کر کے واپس آئے۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ وہ کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتا دی کہ انہیں اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ ناپاکی کی حالت میں بیٹھیں۔ نبی ﷺ نے ابوہریرہ کے اس عمل پر تعجب کا اظہار کیا کہ وہ جنبی کو نجس خیال کر رہے تھے چنانچہ اس وجہ سے غسل کرنے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ: مومن کسی بھی حال میں نجس نہیں ہوتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- انْخَنَسْتُ : يعني انسللت واختفيت.
- منه : أي من أجله.
- كُنْتُ جُنُبًا : ذو جنابة، وهي معنى يقوم بالبدن بسبب الإنزال أو الجماع.

• سبحان الله : تعجب من اعتقاد أبي هريرة التنجس من الجنابة، ومعنى التسبيح: تنزيه الله عن كل ما لا يليق بجلاله.
• لا يَنْجُسُ : لا يكون نجسًا بجنابة وغيرها.

فوائد الحديث:

١. كون الجنابة ليست نجاسة تحل البدن.
٢. طهارة المؤمن حيا وميتا.
٣. استحباب تنبيه المتبوع تابعه على الصواب وإن لم يسأله.
٤. جواز تأخير الغسل من الجنابة.
٥. تعظيم أهل الفضل، والعلم، والصلاح، ومجالستهم على أحسن الهيئات.
٦. مشروعية استئذان التابع للمتبوع في الانصراف، فقد أنكر النبي -صلى الله عليه وسلم- على أبي هريرة، ذهابه من غير علمه، وذلك أن الاستئذان من حسن الأدب.
٧. تعظيم الصحابة -رضي الله عنه- للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٨. قول: سبحان الله، عند التعجب.
٩. جواز تحدث الإنسان عن نفسه بما يستحيا منه للمصلحة.
١٠. جواز مجالسة الجنب.
١١. عناية النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه وتفقده لهم.
١٢. أن الكافر نجس، لكن نجاسته معنوية لخبث عقيدته.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق،١٣٨١ه. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت،١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3076)

كنت رجلا مذَّاءً، فاستحييت أن أسأل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لمكان ابنته مني، فأمرت المقداد بن الأسود فسأله، فقال: يغسل ذكره، ويتوضأ

مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے ساتھ میرا جو رشتہ تھا اس کی بنا پر مجھے آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھنے میں شرم محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کرے۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنا آلہ تناسل کو دھو کر وضوء کرلیا کرے"

٨١٤. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: ((كُنتُ رَجُلاً مَذَّاءً, فَاسْتَحْيَيتُ أَن أَسأَل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لِمَكَان ابنَتِهِ مِنِّي, فَأَمرت المِقدَاد بن الأسود فَسَأَله, فقال: يَغْسِل ذَكَرَه, ويَتَوَضَّأ)). وللبخاري: ((اغسل ذَكَرَك وتوَضَّأ)). ولمسلم: ((تَوَضَّأ وانْضَح فَرْجَك)).

٨١٤. حدیث:

علی بن طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے ساتھ میرا جو رشتہ تھا، اس کی بنا پر مجھے آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھنے میں شرم محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کرے۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے آلہ تناسل کو دھو کر وضو کرلیا کرے"۔ بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں: "اپنا آلہ تناسل دھو کر وضو کرلیا کرو"۔ مسلم شریف میں ہے: "وضو کرلیا کرو اور اپنی شرم گاہ پر پانی چھڑک لیا کرو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يقول علي -رضي الله عنه-: كنت رجلًا كثير المذْي، وكنت أغتسل منه حتى شق عليَّ الغُسل؛ لأني ظننت حكمه حكم المني، فأردت أن أتأكد من حكمه، وأردت أن أسأل النبي -صلى الله عليه وسلم-، ولكن لكون هذه المسألة تتعلق بالفروج، وابنته تحتي، استحييت من سؤاله، فأمرتُ المقداد -رضي الله عنه- أن يسأله، فسأله فقال: إذا خرج منه المذي فليغسل ذَكَرَهُ حتى يتقلص الخارج الناشئ من الحرارة، ويتوضأ لكونه خارجًا من أحد السبيلين، والخارج من أحدهما من نواقض الوضوء، فيكون -صلى الله عليه وسلم- قد أرشد السائل بهذا الجواب إلى أمر شرعي وأمر طبي.

اجمالی معنی:

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی اور میں اس کے آنے پر غسل کیا کرتا تھا، یہاں تک کہ غسل کرنا میرے لیے بہت دشوار ہوگیا؛ کیونکہ میرے خیال میں اس کا بھی وہی حکم تھا، جو منی کا ہوتا ہے۔ میں نے اس کے حکم کے بارے میں یقین کرنا چاہا اور ارادہ کیا کہ نبی ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھوں۔ چونکہ اس مسئلے کا تعلق شرم گاہوں سے تھا اور آپ ﷺ کی بیٹی میرے نکاح میں تھیں، اس لیے مجھے یہ سوال پوچھتے ہوئے شرم محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کرے۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس کی مذی نکلا کرے، تو وہ اپنے آلہ تناسل کو دھولیا کرے؛ تاکہ گرمی کی وجہ سے نکلنے والا یہ مادہ پانی کے چھڑکاؤ سے ختم ہوجائے۔ پھر وہ وضو کرلے؛ کیونکہ یہ دونوں راستوں میں سے ایک سے نکلتی ہے اور جو شے ان میں سے کسی ایک سے نکلے، وہ نواقضِ وضو میں سے شمار ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے اس جواب

کے ذریعے سوال پوچھنے والے کی ایک شرعی اور ایک طبی امر کی طرف راہ نمائی فرمائی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها البخاري. الرواية الثالثة: رواها مسلم.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مذَّاءً : كثير المَذي، وهو خروج شيء لزج من الذكر عند هيجان الشهوة وقبل الجماع.
- انْضَح : اغسل.
- استحييت : خَجِلت.
- لِمَكان ابنته مِنِّي : أي أنَّ العلة والسبب من استحيائه من سؤال النبي -صلى الله عليه وسلم- مكان ابنة النبي -صلى الله عايه وسلم منه-؛ لأنها زوجته، والمذي يتعلق بأمر الشهوة فاستحيا أن يسأل النبي -صلى الله عليه وسلم- عما يتعلق بذلك.
- ابنته : فاطمة -رضي الله عنها-، صغرى بنات النبي -صلى الله عيه وسلم-، ولدت في الإسلام، وقيل: قبل البعثة، تزوجها علي رضي الله عنها في السنة الثانية بعد غزوة بدر، فولدت له ثلاثة أبناء وثلاث بنات، توفيت رضي الله عنها بالمدينة النبوية سنة(١١ه)، ولها أربع وعشرون سنة.
- فرجَك : ذَكَرك.
- يتوضَّأ : يغسل الوجه، ثم اليدين إلى المرفقين، ثم يمسح الرأس والأذنين، ثم يغسل الرجلين إلى الكعبين.

فوائد الحديث:

١. فضيلة علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-؛ حيث لم يمنعه الحياء من ترك السؤال بواسطة.
٢. جواز الاستنابة في الاستفتاء.
٣. يستحسن للزوج ألا يذكر ما يتعلق بالاستمتاع بالمرأة بحضرة الأصهار.
٤. جواز إخبار الإنسان عن نفسه بما يستحي منه للمصلحة.
٥. نجاسة المَذيِ، ووجوب غسله.
٦. أن خروج المذي من نواقض الوضوء، لأنه خارج من أحد السبيلين.
٧. وجوب غسل الذكر، وقد ورد في بعض الأحاديث: "وغسل الأنثيين".
٨. أنه لا يوجب غسل البدن من خروج المذي.
٩. أنه لا يكفي في إزالة المذي الاستجمار بالحجارة كالبول، بل لا بد من الماء.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3348)

كنت عند سعيد بن جبير فقال: أيكم رأى الكوكب الذي انقض البارحة؟ فقلت: أنا، ثم قلت: أما إني لم أكن في صلاة، ولكني لدغت.

میں سعید بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، تو انھوں نے پوچھا: تم میں سے کس نے اس تارے کو دیکھا، جو کل رات ٹوٹا؟ میں نے کہا: میں نے دیکھا۔ پھر میں نے کہا: میں اس وقت نماز میں نہیں تھا؛ کیوں کہ مجھے (کسی زہر یلے جانور نے) ڈس لیا تھا۔

٨١٥. الحديث:

عن حُصين بن عبد الرحمن قال: كنتُ عند سعيد بن جُبير فقال: أيكم رأى الكوكب الذي انقَضَّ البارحة؟ فقلتُ: أنا، ثم قلتُ: أما إني لم أكن في صلاة، ولكني لُدِغْتُ، قال: فما صنعتَ؟ قلت: ارتقيتُ، قال: فما حَمَلَك على ذلك؟ قلت: حديث حدَّثَنَاه الشعبي، قال: وما حدَّثَكم؟ قلتُ حدثنا عن بريدة بن الحُصيب أنه قال: "لا رُقْيَة إلا مِن عَيْن أو حُمَة"، قال: قد أحسَن مَن انتهى إلى ما سمع، ولكن حدثنا ابن عباس عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "عُرضت عليّ الأُمم، فرأيتُ النبي ومعه الرَّهط والنبي ومعه الرجل والرجلان، والنبي وليس معه أحد، إذ رُفع لي سواد عظيم فظننتُ أنهم أُمَّتي، فقيل لي: هذا موسى وقومه، فنظرتُ فإذا سواد عظيم، فقيل لي: هذه أُمَّتك، ومعهم سبعون ألفا يدخلون الجنة بغير حساب ولا عذاب، ثم نهض فدخل منْزله، فخاض الناس في أولئك؛ فقال بعضهم: فلعلهم الذين صحِبوا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وقال بعضهم: فلعلهم الذين وُلِدُوا في الإسلام فلم يشركوا بالله شيئا، وذكروا أشياء، فخرج عليهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأخبروه، فقال: هم الذين لا يَسْتَرقون، ولا يَكْتَوُون، ولا يَتَطَيَّرون، وعلى ربهم يتوكلون، فقام عُكَاشة بن مِحصَن فقال: ادع الله أن يجعلني منهم، قال: أنت منهم، ثم قام جل آخر فقال: ادع الله أن يجعلني منهم، فقال: سَبَقَك بها عكاشة".

٨١٥. حدیث:

حصین بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ: میں سعید بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو انہوں نے پوچھا: تم میں سے کس نے اس تارے کو دیکھا جو کل رات ٹوٹا؟ میں نے کہا: میں نے دیکھا، پھر میں نے کہا: میں اس وقت نماز میں نہیں تھا کیونکہ میں (کسی زہر یلے بچھو کے ذریعہ) ڈس لیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: جھاڑ پھونک کیا۔ انہوں نے کہا: تمہیں کس چیز نے اس بات پر ابھارا؟ میں نے کہا: شعبی کی بیان کردہ ایک حدیث نے۔ انہوں نے کہا: شعبی نے کیا بیان کیا؟ میں نے کہا: ہم سے انہوں نے بریدہ بن حُصیب سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا: "نظر بد اور زہر یلے جانور کے کاٹ کھانے کے سوا اور کسی چیز پر جھاڑ پھونک صحیح نہیں"۔ انہوں نے کہا: جو کچھ تم نے سنا ٹھیک سنا۔ لیکن مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت کردہ حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں میں نے ایک نبی کو دیکھا، ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا (دس سے کم کا) گروہ تھا، کسی (اور) نبی کو دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک یا دو امتی تھے، کوئی نبی ایسا بھی تھا کہ اس کے ساتھ کوئی امتی نہ تھا، آخر میرے سامنے ایک بڑی بھاری جماعت آئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں، کیا یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ مجھ سے کہا گیا کہ: یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی عظیم جماعت ہے، پھر مجھ سے کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ پھر آپ اٹھے اور اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے، لوگ ان جنتیوں کے بارے میں بحث کرنے لگے، اور کچھ لوگ کہنے لگے: شاید کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی صحبت پائی ہے۔ اور کچھ لوگوں نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہیں جن کی ولادت اسلام میں ہوئی اور انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ اور بہت سی باتیں لوگوں نے کہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم باہر تشریف لائے اور آپ کو اس بات کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، داغ کر علاج نہیں کرتے اور بد شگونی و فال نہیں لیتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس پر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے انہیں میں کردے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم انہیں میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا : آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے انہیں میں کردے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عکاشہ تم سے بازی لے گئے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا حُصين بن عبد الرحمن -رحمه الله- عن محاورة جرت بينه وبين سعيد بن جبير -رحمه الله- في شأن الرقية، وذلك أن حصينًا لدغته عقرب وارتقى منها بالرقية المشروعة، ولما سأله سعيد عن دليله أخبره بحديث الشعبي الذي يبيح الرقية من العين والسم، فامتدحه سعيد على ذلك، ولكنه روى له حديثًا يحبذ ترك الرقية، هو حديث ابن عباس الذي يتضمن الصفات الأربع التي من اتصف بها استحق الجنة بلا حساب ولا عذاب، وهي عدم طلب الرقية، وعدم الاكتواء، وعدم التشاؤم، وصدق الاعتماد على الله -تعالى- ولما طلب عكاشة من النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن يدعو له أن يكون منهم أخبره بأنه معهم، ولما قام رجل آخر لنفس الغرض تلطف معه النبي -صلى الله عليه وسلم- في المنع سدًّا للباب وقطعًا للتسلسل.

اجمالی معنی :

حصین بن عبد الرحمن رحمہ اللہ نے جھاڑ پھونک سے متعلق اپنے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے مابین ہونے والی گفتگو کو بیان کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ حصین کو بچھو نے ڈس لیا اور انھوں نے مشروع رقیہ کے ذریعے جھاڑ پھونک کیا۔ جب سعید نے ان سے دلیل طلب کی، تو انھوں نے شعبی کی وہ حدیث بیان کی، جو نظر بد اور زہر کے لیے جھاڑ پھونک کو مباح قرار دیتی ہے۔ سعید نے اس پر ان کی تعریف کی، لیکن اس کے ساتھ ان کے لیے ترکِ رقیہ کو بہتر قرار دینے والی حدیث بیان کی۔ وہ حدیث ابن عباس سے مروی ہے، جس میں چار صفات سے متصف لوگوں کو حساب و عذاب کے بغیر جنت کا مستحق بتایا گیا ہے، جو درج ذیل ہیں: جھاڑ پھونک سے اجتناب کرنا، داغنے کے علاج سے پرہیز کرنا، بدفالی سے دور رہنا اور اللہ تعالیٰ پر سچا بھروسہ کرنا۔ جب عکاشہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جماعت میں شامل ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی، تو آپ نے بتایا کہ تم انھیں میں سے ہو۔ لیکن جب یہی گزارش دوسرے صحابی نے کی، تو آپ نے ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرتے ہوئے منع کردیا؛ تاکہ اس سلسلے کا سد باب کیا جا سکے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > الرقية الشرعية

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- الكوكب : النجم.
- انقضَّ : سقط منه الشهاب.
- لدغْت : لدغته عقرب -واللدغ: اللسع- أي أصابته بسمها.
- ارتقيت : طلبت من يرقيني، والرقية: قراءة القرآن والأدعية والشرعية على المصاب بمرض ونحوه.
- ما حملك على ذلك؟ : ما سبب فعلك ذلك أو ما حُجَّتك على جواز ذلك؟
- عين : العين: إصابة العائن غيرَه بعينه.
- أو حُمَة : الحمة: سم العقرب وشبهها.
- من انتهى إلى ما سمع : أخذ بما بلغه من العلم بخلاف من يعمل على جهل أو لا يعمل بما يعلم.
- عرضت علي الأمم : قيل كان ذلك ليلة الإسراء، أي أراه الله مثالها إذا جاءت يوم القيامة.

- الرهط : الجماعة دون العشرة.
- ليس معه أحد : لم يتبعه من قومه أحد.
- فخاض الناس في أولئك : تباحث الحاضرون واختلفوا في تعيين السبعين ألفًا.
- سواد عظيم : أشخاص كثيرون.
- فظننت أنهم أمتي : لكثرتهم وبعده عنهم فلا يميز أعيانهم.
- بلا حساب ولا عذاب : لا يحاسبون ولا يعذبون قبل دخولهم الجنة لتحقيقهم التوحيد.
- لا يسترقون : لا يطلبون من يرقيهم استغناء عن الناس.
- ولا يكتوون : لا يسألون غيرهم أن يكويهم بالنار ولا يعالجون أنفسهم بالكي.
- ولا يتطيرون : لا يتشاءمون بالطيور ونحوها.
- وعلى ربهم يتوكلون : يعتمدون في جميع أمورهم عليه لا على غيره ويفوّضون أمورهم إليه.
- سبقك بها عكّاشة : سبقك إلى إحراز هذه الصفات أو سبقك بالسؤال.
- لا رقية : لا رقية أنفع وأولى.

فوائد الحديث:

١. فضيلة السلف، وأن ما يرونه من الآيات السماوية لا يعدّونه عادة، بل يعلمون أنه آية من آيات الله -تعالى-.
٢. حرص السلف على الإخلاص وشدة ابتعادهم عن الرياء.
٣. طلب الحجة على صحة المذهب وعناية السلف بالدليل.
٤. الوقوف عند الدليل والعمل بالعلم، وأن من عمِل بما بلغه فقد أحسن.
٥. تبليغ العلم بتلطف وحكمة.
٦. إباحة الرقية.
٧. إرشاد من أخذ بشيء مشروع إلى ما هو أفضل منه.
٨. فضيلة نبينا محمد -صلى اللَّهُ عليه وسلم- حيث عُرضت عليه الأمم.
٩. أن الأنبياء متفاوتون في عدد أتباعهم.
١٠. أن الواجب اتباع الحق وإن قلّ أهله.
١١. فضيلة هذه الأمة وأنهم أكثر الأمم اتباعًا لنبيهم -صلى اللَّهُ عليه وسلم.-
١٢. فضيلة تحقيق التوحيد وثوابه.
١٣. إباحة المناظرة في العلم والمباحثة في نصوص الشرع للاستفادة وإظهار الحق.
١٤. عمق علم السلف لمعرفتهم أن المذكورين في الحديث لم ينالوا هذه المنزلة إلا بعمل.
١٥. حرص السلف على الخير والمنافسة على الأعمال الصالحة.
١٦. أن ترك الرقية والكي من تحقيق التوحيد.
١٧. طلب الدعاء من الفاضل في حياته.
١٨. علَم من أعلام نبوته -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- حيث أخبر أن عكاشة بن مِحصن من السبعين الذين يدخلون الجنة بلا حساب ولا عذاب فقُتل شهيدًا في حروب الردة -رضي الله عنه.-
١٩. فضيلة عكاشة بن محصن -رضي الله عنه.-
٢٠. استعمال المعاريض وحسن خلقه -صلى اللَّهُ عليه وسلم- حيث لم يقل للرجل الآخر: لست منهم.
٢١. سد الذرائع لئلا يقوم من ليس أهلاً فيُرَدُّ.
٢٢. العمل بالكتاب والسنة مقدم على كل مذهب.
٢٣. إن من أحرز هذه الخصائل الأربع المذكورة في الحديث فقد حقق التوحيد ودخل الجنة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. -صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. -الملخص في شرح كتاب التوحيد،

دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه - ٢٠٠١م. -الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (3396)

كنت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فبال، وتوضأ، ومسح على خفيه	میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے پیشاب کیا، وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔
٨١٦. الحديث: عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- قال: «كنتُ مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فبَالَ, وتوَضَّأ, ومَسَح على خُفَّيه».	**٨١٦. حدیث:** حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : "میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے پیشاب کیا، وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه- أنه كان مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وذلك في المدينة، فأراد النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقضي حاجته، فأتى زبالة قوم خلف حائط، فبال وتوضأ ومسح على خفيه، وكان وضوؤه بعد الاستجمار، أو الاستنجاء، كما هي عادته -صلى الله عليه وسلم-.	**اجمالی معنی:** حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ یہ مدینہ شریف کی بات ہے۔ نبی ﷺ نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ دیوار کے پیچھے لوگوں کے کوڑا ڈالنے کی جگہ پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے پیشاب کرنے کے بعد وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ آپ ﷺ نے پتھر استعمال کر کے یا استنجا کرنے کے بعد وضو کیا تھا، جیسا کہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > المسح على الخفين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كنت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- : أي في صحبته، وكان ذلك بالمدينة.
- تَوَضَّأ : غسل الوجه، ثم اليدين إلى المرفقين، ثم مسح الرأس والأذنين، ثم غسل الرجلين إلى الكعبين.
- ومَسَح على خُفَّيه : أمر يده على الخفين مبلولة بالماء.والخف: هو ما يلبس على القدم ساترا لها من جلد.

فوائد الحديث:

١. مشروعية المسح على الخفين، ومدة المسح على الخفين في السفر ثلاثة أيام بلياليها، ومدة المسح للمقيم يوم وليلة أي ٢٤ ساعة يحسب ابتداؤها في السفر أو الحضر، من المسحة الأولى.

٢. المسح على الخفين بعد الوضوء من البول، وثبت المسح على الخفين من كل حدث أصغر في أحاديث كثيرة، أما الحدث الأكبر الموجب للغسل كالجنابة فلا يكفى فيه المسح على الخفين، بل لا بد من الاغتسال، أما الجبيرة والجروح المعصوبة فإنه يمسح عليها من الحدثين الأصغر والأكبر، أما إذا كان المسح يضرها أو يخشى منه الضرر فلا تمسح ويتيمم عنها ولكن مع غسل سائر الأعضاء الصحيحة.

٣. مشروعية المسح على الخفين في الوضوء بدلا عن غسل الرجلين، يعد من كمال الدين الإسلامي ويسر شرائعه.

٤. جواز قول الإنسان للرجل العظيم: إنه بال؛ لأنه فعل عادي لا يعد نقصًا ولا عيبًا، بل من كماله -صلى الله عليه وسلم- نقل تفاصيل حياته حتى قضاء الحاجة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار

الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3075)

رسول اللہ ﷺ جب عرفہ سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے، تو آپ ﷺ کس رفتار سے چل رہے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ درمیانی رفتار سے چل رہے تھے، تاہم جب کوئی کشادہ جگہ آ جاتی، تو آپ ﷺ رفتار کو تیز کر دیتے۔	كيف كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يسيرُ حِينَ دَفَعَ؟ قال: كان يَسيرُ العَنَقَ، فإذا وجد فَجْوَةً نَصَّ
٨١٧. حدیث: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفہ سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے، تو آپ ﷺ کس رفتار سے چل رہے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: آپ ﷺ درمیانی رفتار سے چل رہے تھے، تاہم جب کوئی کشادہ جگہ آ جاتی، تو آپ ﷺ رفتار تیز کر دیتے"۔	**٨١٧. الحديث:** عن عُرْوَةَ بن الزُّبَيْرِ قال: «سُئل أُسَامَةُ بن زَيْدٍ -وأنا جالس- كيف كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يسيرُ حِينَ دَفَعَ؟ قال: كان يَسيرُ العَنَقَ، فإذا وجد فَجْوَةً نَصَّ».
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: متفق علیہ	**المعنى الإجمالي:** كان أُسَامَة بن زَيْدٍ -رضى الله عنهما- رَديف النبي -صلى الله عليه وسلم- من عَرَفَة إلى مُزْدَلِفَة. فكان أعلم الناس بسير النبي -صلى الله عليه وسلم- فسُئل عن صفته، فقال: كان يسير العَنَق، وهو: انبسَاط السير ويسره في زحمة الناس، لئلا يؤذي به، فإذا وجد فُرْجَة ليس فيها أحد من الناس حرك دابته، فأسرع قليلاً؛ لعدم وجود الأذية في الإسراع حينئذ.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > صفة الحج

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- دَفَعَ : سار من عَرَفَة إلى مزدلفة.
- العَنَق : سير منبسط يتحرك به عنق الناقة ليس سريعًا ولا بطيئًا.
- الفَجْوَة : المكان المتسع.
- نَصَّ : أسرع.

فوائد الحديث:

١. كون أُسَامَة بن زَيْدٍ رديف النبي -صلى الله عليه وسلم-، من عَرَفَة إلى مُزْدَلِفَة، فهو أعلم الناس بسيره.
٢. مشروعية الدفع من عَرَفَة بسير فيه انبساط -لا تباطُؤَ فيه، ولا خفة- لئلا يؤذي غيره.
٣. مشروعية الإسراع حال وجود سعة في الطريق.
٤. الإسراع في مواضع الإسراع لا ينافي قوله: "عليكم بالسكينة".

٥. رفق النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه.
٦. حرص السلف -رضي الله عنهم- على متابعة النبي -صلى الله عليه وسلم- في أفعاله.
٧. ذكر ما يدل على تأكيد الخبر؛ لقول عروة: " وأنا جالس."
٨. أن من حسن التعلم أن يوجه السؤال إلى أقرب الناس علما به وإحاطة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4539)

كيف كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يغسل رأسه وهو محرم؟

احرام کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سر مبارک کس طرح دھوتے تھے؟ یہ سن کر ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا یہاں تک کہ آپ کا سر مجھے دکھائی دینے لگا۔ جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا، اس سے انہوں نے پانی ڈالنے کے لیے کہا۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا، پھر انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھ سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر پیچھے لائے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دھوتے دیکھا تھا۔

٨١٨. الحديث:

عن عبد الله بن حنين أن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ -رضي الله عنهما- اختلفا بِالْأَبْوَاءِ: فقال ابن عباس: يغسل الْمُحْرِمُ رأسه. وقال الْمِسْوَرَ: لا يغسل رأسه. قال: فأرسلني ابن عباس إلى أبي أيوب الأنصاري -رضي الله عنه- فوَجَدْتُهُ يغتسل بين الْقَرْنَيْنِ، وهو يستر بثوب، فَسَلَّمْتُ عليه، فقال: من هذا؟ فقلت: أنا عبد الله بن حُنَيْنٍ، أرسلني إليك ابن عباس، يسألك: كيف كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يغسل رأسه وهو مُحرِمٌ؟ فوضع أبو أيوب يده على الثوب، فَطَأْطَأَهُ، حتى بَدَا لي رأسه، ثم قال لإنسان يَصُبُّ عليه الماء: اصْبُبْ، فَصَبَّ على رأسه، ثم حَرَّكَ رأسه بيديه، فأقبل بهما وَأَدْبَرَ. ثم قال: هكذا رأيته -صلى الله عليه وسلم- يغتسل». وفي رواية: «فقال المسور لابن عباس: لَا أُمَارِيكَ أبدًا».

٨١٨. حدیث:

عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہم کا مقام ابواء میں (ایک مسئلہ پر) اختلاف ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا تھا کہ محرم شخص اپنا سر دھو سکتا ہے۔ مسور رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ محرم شخص اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابوایوب رضی اللہ عنہ کے یہاں (مسئلہ پوچھنے کے لیے) بھیجا، میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنوئیں کے دو لکڑیوں کے بیچ غسل کر رہے تھے اور ایک کپڑے سے انہوں نے پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں، آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھیجا ہے، یہ دریافت کرنے کے لیے کہ احرام کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سر مبارک کس طرح دھوتے تھے؟ یہ سن کر انہوں نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا یہاں تک کہ آپ کا سر مجھے دکھائی دینے لگا۔ جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا، اس سے انہوں نے پانی ڈالنے کے لیے کہا۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا، پھر انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھ سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر پیچھے لائے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دھوتے دیکھا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مسور رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں تم سے کبھی اختلاف نہیں کروں گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تحاور عبدالله بن عباس وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ -رضي الله عنهم- في الغُسل للمُحرم هل يغسل المحرم رأسه أم لا وموضع الشبهة فيه أنه لو حرك شعر رأسه لأمكن أن يكون متسبباً في سقوط بعض الشعر، فأرسلا عبدالله بن حنين إلى أبي أيوب -رضي الله عنه-، فوجده يغتسل، فقال له أرسلني إليك ابن

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہ کے مابین اس بات پر گفتگو چلی کہ آیا محرم شخص غسل کرتے ہوئے اپنا سر دھو سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں جس بات میں اشکال تھا وہ یہ تھی کہ اگر اس نے اپنے سر کے بالوں کو حرکت دی تو ممکن ہے اس سے سر کے کچھ بال ٹوٹ جائیں۔ چنانچہ عبد اللہ بن حنین ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ اس وقت غسل کر رہے

عباس يسألك كيف كان رسول الله -عليه الصلاة والسلام- يغتسل، فقال للذي يصب عليه الماء: اصبُبْ. بعد أن طأطأ الثوب الذي يستره، حتى بدا رأسه، ثم حرك رأسه بيديه، فأقبل بهما وأدبر، ثم قال: هكذا رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يفعل. فلما جاء الرسول وأخبرهما بتصويب ما رآه عبد الله بن عباس -وكانوا يطلبون الحق-، رجع الْمِسْوَرُ -رضي الله عنه-، واعترف بالفضل لصاحبه، فقال: لا أُمَارِيكَ أبداً.

تھے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی طرف بھیجا ہے اور وہ پوچھ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے غسل فرمایا کرتے تھے۔؟ اس پر ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے کو کچھ نیچے کیا جو آپ کو اوٹ فراہم کر رہا تھا یہاں تک کہ آپ کا سر ظاہر ہو گیا اور آپ نے اس شخص سے فرمایا جو آپ پر پانی ڈال رہا تھا کہ پانی ڈالو۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ہلایا اور انہیں آگے اور پیچھے کی طرف لے گئے۔ اور پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب وہ فرستادہ شخص واپس آیا اور اس نے آکر دونوں کو بتایا کہ عبداللہ بن عباس کی رائے درست تھی،۔صحابہ حق ہی کے جویا رہتے تھے۔ تو اس پر مسور رضی اللہ عنہ رجوع کرتے ہوئے اور اپنے ساتھی کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اب تم سے کبھی اختلاف نہیں کروں گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > أصول الفقه > الاجتهاد والتقليد
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الأَبْوَاء : موضع بين مكة والمدينة، يسمى الآن: "الخريبة".
- القَرْنَان : العمودان اللذان تشد فيهما الخشبة، التي تعلق عليها بكرة البئر.
- طَأطَأه : أي: أنزل الثوب الذي يستره حتى أظهر لعبدالله بن حنين رأسه.
- أقبل بهما : أي: بيديه، بدأ بهما من مقدم رأسه.
- أدبر : ردهما من مؤخره إلى مقدمه.
- أُمَارِيكَ : أجادلك.

فوائد الحديث:

١. جواز غسل المحرم رأسه، وتحريكه بيديه.
٢. جواز إمرار اليد على شعر الرأس بالغسل إذا لم ينتف شعراً، ويسقطه.
٣. جواز المناظرة في المسائل الشرعية لإظهار الحق.
٤. قبول خبر الواحد في المسائل الدينية، وأن العمل به سائغ عند الصحابة.
٥. الرجوع إلى النصوص الشرعية عند الاختلاف، وترك الاجتهاد والقياس عندها.
٦. جواز توكيل الثقة في السؤال عن العلم وقبول خبره فيه.
٧. عِلم ابن عباس السابق بالحكم الشرعي ولهذا جاء السؤال: كيف كان يغسل رأسه ولم يَقُل: هل كان يغسل رأسه.
٨. جواز إلقاء السلام على المتطهر في وضوء أو غسل، ومحادثته عند الحاجة.
٩. جواز الاغتسال أمام الناس، إذا كان مستور العورة.
١٠. استحباب التستر وقت الغسل، فإن خاف من ينظر إليه وجب الستر.
١١. جواز الاستعانة في الطهارة بالغير.
١٢. أن الأولى تسمية الرجل نفسه لمن قال له من أنت؟

١٣. سلوك طريق التعليم بالفعل؛ لأنه أقرب للفهم وأرسخ في الذهن.
١٤. الاعتراف للفاضل بفضله.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4528)

كيف وقد زعمت أن قد أرضعتكما؟

اب (نکاح) کیسے (باقی رہ سکتا ہے) جب کہ اس عورت کا دعوی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا؟!

٨١٩. الحديث:

عن عقبة بن الحارث -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أنه تزوج أم يحيى بنت أبي إهاب، فجاءت أَمَة سوداء، فقالت: قد أرضعتكما، فذكرت ذلك للنبي -صلى الله عليه وسلم-. قال: فأعرض عني. قال: فَتَنَحَّيْتُ فذكرت ذلك له. قال: كيف وقد زعمت أن قد أرضعتكما؟!».

٨١٩. حدیث:

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام یحیی بنت ابی اہاب سے شادی کی تھی۔ (وہ بیان کرتے ہیں کہ) ایک سیاہ رنگ والی باندی آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ نے میری طرف سے منھ پھیر لیا. میں وہاں سے ہٹ گیا اور پھر آپ کے سامنے جاکر اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب (نکاح) کیسے (باقی رہ سکتا ہے) جب کہ اس عورت کا دعوی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا؟!۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تزوَّج عقبة بن الحارث أم يحيي بنت أبي إهاب فجاءت أمة سوداء فأخبرته أنها قد أرضعته وأرضعت زوجه، وأنهما أخوان من الرضاعة. فذكر للنبي -صلى الله عليه وسلم- قولها، وأنها كاذبة في دعواها. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- منكرا عليه رغبته في البقاء معها، مع شهادة هذه الأمة-: كيف لك بذلك، وقد قالت هذه المرأة ما قالت، وشهدت بما علمت؟.

اجمالی معنی:

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ام یحی بنت ابی اہاب رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ ایک سیاہ رنگ کی باندی نے آکر انہیں بتایا کہ اس نے انہیں اور ان کی بیوی کو دودھ پلایا تھا اور یہ کہ وہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کو اس باندی کی یہ بات بتائی اور کہنے لگے کہ وہ اپنے اس دعوی میں جھوٹی ہے۔ نبی ﷺ نے اس باندی کی گواہی کے ہونے کے باوجود عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی اپنی بیوی کے ساتھ رہنے کی رغبت کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اب کیسے اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو حالانکہ اس عورت کا یہ سب کچھ کہنا ہے اور جو کچھ وہ جانتی ہے اس کی وہ گواہی دے چکی ہے؟!۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الرضاع

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عقبة بن الحارث -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أم يحيي : صحابية اسمها "زينب" كما في سنن النسائي.
- كيف : تصنع بها.
- وقد زعمت : المرأة السوداء.

فوائد الحديث:

١. أنه إذا ثبت الرضاع المحرم بين الزوجين، انفسخ نكاحهما.
٢. أن الرضاع يثبت، وتترتب أحكامه بشهادة امرأة واحدة

٣. وفيه إثبات القاعدة الشرعية العامة وهي: (يثبت تبعا مالا يثبت استقلالا)، ووجهه أن شهادة المرأة لا تكفي في فسخ النكاح وفي الطلاق، فإذا شهدت بالرضاع، ثبت حكمه، فيثبت فسخ النكاح تبعا له.

٤. قبول شهادة الرقيق إذا كان عَدْلاً، لقوله: "أمة" ولا بد في الشهود كلهم من العدالة، وانتفاء التهمة.

٥. أن وطء الشبهة لا يوجب شيئاً، وصاحبه معذور عن حَدِّ الدنيا وعذاب الآخرة، لأن العلم شرط في إقامة الحدود، ووعيد الله على العامدين.

٦. جواز إعراض المفتي لينبه المستفتي على أن الحكم فيما سأله الكف عنه.

٧. جواز تكرار السؤال لمن لم يفهم المراد.

٨. ينبغي حفظ الرضاع وضبطه، في حينه، وكتابته.فيحفظ من رضع منه ولده، ومن شاركه في الرضاع، ومن رضع من لبنه، ويبين مقدار الرضاع، ووقته، حتى لا تقع المشكلات بعد النكاح، فيحصل التفرق والندم، وتشتت الأولاد، والأسف على الماضي، وغير ذلك من المفاسد الكثيرة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري؛ عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه، - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي - الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢

الرقم الموحد: (5861)

لَتُسَوُّنَّ صفوفَكم أو ليخالِفَنَّ اللهُ بين وُجوهِكم

اپنی صفوں کو سیدھا کرلو؛ ورنہ اللہ تمھارے مابین تفرقہ ڈال دے گا۔

٨٢٠. الحديث:

عن النعمان بن بشير -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُم أو لَيُخَالِفَنَّ الله بين وُجُوهِكُم».
وفي رواية: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُسَوِّي صُفُوفَنَا، حتى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بها القِدَاح، حتَّى إِذَا رأى أَنْ قد عَقَلْنَا عَنهُ، ثم خَرَج يومًا فَقَام، حتّى إِذَا كاد أن يُكَبِّرُ، فَرَأَى رَجُلاً بَادِيًا صَدرُهُ، فقال: عِبَادَ الله، لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُم أو لَيُخَالِفَنَّ الله بين وُجُوهِكُم».

٨٢٠. حدیث:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اپنی صفوں کو سیدھا کرلو؛ ورنہ اللہ تمھارے مابین تفرقہ ڈال دے گا"۔ ایک اورروایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو سیدھا فرماتے، اتنا سیدھا کہ یوں لگتا کہ آپ ﷺ ان سے تیر سیدھے کریں گے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کو محسوس ہوا کہ ہم آپ کے فرمان کو سمجھ چکے ہیں۔ پھر ایک دن آپ ﷺ باہر آئے اور (نماز کے لیے) کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، جو اپنا سینہ باہر نکالے ہوئے تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا : "اے اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا کرو؛ ورنہ اللہ تمھارے مابین اختلاف ڈال دے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أكد -صلى الله عليه وسلم- أَنَّه إن لم تعدل الصفوف وتسوى فليخالفنَّ الله بين وجوه الذين اعوجت صفوفهم فلم يعدلوها، وذلك بأنه حينما يتقدم بعضهم على بعض في الصف، ويتركون الفرجات بينهم. وكان -صلى الله عليه وسلم- يعلم أصحابه بالقول ويهذبهم بالفعل، فظل يقيمهم بيده، حتى ظن -صلى الله عليه وسلم- أنهم قد عرفوا وفهموا، وفي إحدى الصلوات رأى واحدا من الصحابة قد بدا صدره في الصف من بين أصحابه، فغضب -صلى الله عليه وسلم- وقال "لتسون صفوفكم أو ليخالفن الله بين وجوهكم".

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اگر صفیں برابر اور سیدھی نہ کی گئیں، تو اللہ تعالی ان لوگوں کے مابین اختلاف پیدا فرما دیں گے، جن کی صفیں ٹیڑھی ہیں اور جنھوں نے ان کو سیدھا نہ کیا۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے، جب صف میں کچھ لوگ دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ جاتے ہیں اور اپنے مابین خالی جگہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی ﷺ قول کے ذریعے سے اپنے صحابہ کو تعلیم دیتے اور فعل کے ذریعے سے ان کی تہذیب فرماتے۔ چنانچہ آپ ﷺ انھیں اپنے ہاتھ سے درست فرماتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو یہ محسوس ہوا کہ وہ اس بات کو جان چکے ہیں اور سمجھ گئے ہیں۔ ایک نماز میں آپ ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ صف میں ان کا سینہ اپنے ساتھیوں کے مابین کچھ ابھرا ہوا ہے اور باہر آرہا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ غصہ میں آ گئے اور فرمایا : "اپنی صفوں کو سیدھا کرلو، ورنہ اللہ تمھارے مابین اختلاف ڈال دیں گے"۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد
راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. والرواية الثانية: رواها مسلم.
التخريج: النعمان بن بشير-رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُم : اللام للقسم، والمعنى: والله لتسوُن.
- أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ : ليوقعن الخلاف.
- بَيْنَ وُجُوهِكُم : بين وجهات نظركم؛ فيكون لكل وجهة وتتفرقوا.
- يُسَوِّي صُفُوفَنَا : يقوم بتسويتها، وكيفية ذلك: بمسح المناكب، ويحصل ذلك بتفقد صفوف المصلين من ناحية إلى ناحية مع مسح الإمام لصدور المصلين ومناكبهم.
- حَتَّى كَأَنَّمَا : تسويته تبلغ إلى ما يشبه هذه الغاية.
- الْقِدَاحَ : "القداح": سهام الخشب حين تنحت وتبرى، ويبالغ في تسويتها وتعديلها، يعنى أنهم يكونون -في اعتدالهم واستوائهم- على نسق واحد.
- عَقَلْنَا : أي فهمنا ما أمرنا به من التسوية.
- كَادَ : قارب.
- فقام : وقف في مكان صلاته.
- بَادِيًا صَدْرُهُ : بارزًا وظاهرًا عن الصف.
- أو : للتقسيم، أي أن أحد الأمرين لازم، فلا يخلو الحال من أحدهما.
- رَأَى : أبصر.
- عِبَادَ اللَّهِ : ناداهم بهذا الوصف تذكيرًا لهم؛ ليلتزموا بما تقتضيه العبودية.

فوائد الحديث:

١. التحذير من كل ما يوقع التباغض والتنافر.
٢. ظاهر الحديث، وجوب تعديل الصفوف، وتحريم تعويجها، للوعيد الشديد.
٣. شدة اهتمامه -صلى الله عليه وسلم- بإقامة الصفوف، فقد كان يتولى تعديلها بيده الكريمة وهذا يدل على أن تسوية الصفوف من وظيفة الإمام.
٤. الجزاء من جنس العمل، فقد توعد بمخالفة وجوههم مقابل مخالفة صفوفهم.
٥. غضب النبي صلى الله عليه وسلم على اختلاف الصف، فيقتضي الحذر من ذلك.
٦. جواز كلام الإمام فيما بين الإقامة والصلاة لما يعرض من الحاجة.
٧. يتحتّم على الإمام أن لا يُكبِّر حتَّى يَتأَكَّد من تأديته لمهامه في تسوية صفوف المأمومين.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3085)

لَكُنَّ أفضل الجهاد: حج مبرور

تمہارے حق میں سب سے افضل جہاد، حج مبرور ہے۔

٨٢١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قُلتُ: يا رَسُولَ الله، نَرَى الجهادَ أفضلَ العمل، أفلا نُجاهِد؟ فقال: «لَكُنَّ أفضلُ الجهادِ: حجٌّ مبرور».

٨٢١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ہم سمجھتی ہیں کہ سب سے افضل عمل جہاد ہے، تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تمہارے حق میں سب سے افضل جہاد 'حج مبرور' ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت أم المؤمنين عائشةُ -رضيَ الله عنها- والنساءُ معها يعتقدن أنَّ أفضل الأعمال وأكثرها أجراً الجهاد في سبيل الله ومقاتلة الأعداء، فأرشَدَهُنَّ -عليه الصلاة والسلام- إلى جهادٍ أفضل في حقهن من القتال، وهو الحج الذي لا إثم يخالطه، سُمِّيَ الحجُّ جهاداً لأنه جهادٌ للنفس، وفيه بذلٌ للمال وطاقة البدن.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ موجود خواتین کا خیال تھا کہ سب سے افضل اور سب سے زیادہ اجر والا عمل جہاد فی سبیل اللہ اور دشمنوں کے ساتھ قتال کرنا ہے۔ نبی ﷺ نے ان کی ایک ایسے عمل کی طرف رہنمائی فرمائی جو ان کے حق میں اس سے بھی زیادہ افضل عمل تھا یعنی ایسا حج جس میں کسی گناہ کی آمیزش نہ ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > فضل الحج والعمرة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نَرَى : نعتقد.
- لكن : الأرجح في ضبطها أن تكون بضم الكاف على أنها خطاب للنسوة، والمعنى أي الذي يناسبكن الحج المبرور.
- مبرور : المقبول الذي لا يخالطه شيء من الإثم.

فوائد الحديث:

١. أنَّ الحجَّ مِنْ أفضل الجهاد وأنه من سبيل الله -تعالى.-
٢. الحجُّ للنِّساء أفضلُ من الجهاد.
٣. أنَّ الأعمال تتفاضلُ وتتفاوت بحسب العامل.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (2759)

لَك بها يوم القيامة سَبْعُمائَةِ نَاقة كُلُّهَا مَخْطُومَة

تمہیں قیامت کے دن اس کے بدلے میں ایسی سات سو اونٹنیاں ملیں گی کہ ان سب کی نکیل پڑی ہوئی ہوگی۔

٨٢٢. الحديث:

عن أبي مسعود -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بناقة مَخْطُومَةٍ، فقال: هذه في سبيل الله، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لك بها يوم القيامة سبعمائة ناقة كلها مَخْطُومَةٍ».

٨٢٢. حدیث:

ابومسعود انصاری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ ایک آدمی نکیل پڑی ہوئی اونٹنی لے کر آیا اور نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ (یارسول اللہ!) یہ اونٹنی اللہ کے راستہ میں (دیتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں قیامت کے دن اس کے بدلے میں ایسی سات سو اونٹنیاں ملیں گی کہ ان سب کی نکیل پڑی ہوئی ہوگی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بناقة مَخْطُومَةٌ، أي مَشْدُودةٌ بِحَبل، وهو قريب من الزمام التي تُشَدُّ به الناقة، فقال الرجل: يا رسول الله، هذه في سَبِيلِ الله، أي أوقفها في الجهاد في سبيل الله -تعالى- ، للغزو بها. فقال له -صلى لله عليه وسلم-: "لك بها سَبْعُمائَةِ نَاقة "؛ وذلك لأن الله -تعالى- يُضاعف الحسنة بعشر أمثالها إلى سَبعمائة ضِعف إلى أضْعَاف كثيرة، كما في قوله -تعالى-: (مَثَل الذين ينفقون أموالهم في سبيل الله كَمثَلِ حبة أنبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشاء والله واسع عليم)[البقرة:٢٦١]. قوله: "كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ" فائدة الخِطام: زيادة تمكن صاحبها من أن يعمل بها ما أراد، وهذا من حسن الجزاء، فكما أن هذا الرجل جاء بناقته إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- مَشْدُودٌ عليها بالخِطام، جزاه الله بسبعمائة ناقة كلها مَشْدُودٌ عليها بالخِطام؛ وليعلم من ينفق في الدنيا أن كل زيادة يقدمها سيجزى بها، والخطام له قيمة وجمال وزيادة في الناقة.

اجمالی معنیٰ:

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں ایک نکیل پڑی اونٹنی لے کر آیا۔ "مخطومة" سے مراد ہے کہ وہ رسی سے بندھی ہوئی تھی۔ یہ رسی لگام کی طرح کی ہوتی ہے جس سے اونٹنی کو باندھا جاتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ اونٹنی اللہ کے راستے میں وقف ہے۔ یعنی میں اسے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف کرتا ہوں تاکہ یہ جنگ میں کام آئے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "تمہیں اس کے بدلے سات سو اونٹنیاں ملیں گے۔" کیوں کہ اللہ تعالی نیکی کا دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا بڑھا کر اس کا بدلہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے اس قول میں ارشاد فرمایا کہ: (مَثَل الذين ينفقون أموالهم في سبيل الله كَمثَل حبة أنبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشاء والله واسع عليم)[البقرة: ٢٦١]. ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ "كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ"۔ نکیل کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے اونٹنی کا مالک اونٹنی کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ حسن جزاء کی علامت ہے۔ جیسے یہ شخص نبی ﷺ کے پاس اونٹنی کو اس حال میں لے کر آیا کہ وہ نکیل سے بندھی ہوئی تھی اسی طرح اللہ بھی اسے ایسی سات سو اونٹنیاں بطورِ جزاء دیں گے جو سب کی سب نکیل سے بندھی ہوں گی تاکہ وہ ان کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہے کر سکے۔ یہ پورا پورا بدلہ ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مخطومة : الخطام، هو: الحبل الذي يقاد به البعير، يجعل على خطمه أي مقدم أنفه وفمه.
- القيامة : هو اليوم الآخر الذي تحاسب فيه الخلائق، وسمي يوم القيامة باليوم الآخر؛ لأنه لا يوم بعده.
- سبيل الله : هو الجهاد إذا أطلق في النصوص.

فوائد الحديث:

١. الترغيب بالتبرع بما يستعان به على القتال من فرس أو ناقة أو غير ذلك.
٢. النفقة في سبيل الله -تعالى- تضاعف إلى سبعمائة ضعف.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج /أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي: دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم عياض بن موسى اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحْيَى إِسْمَاعِيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م. - سبل السلام- الصنعاني- الناشر: دار الحديث.

الرقم الموحد: (3687)

لَوِ اسْتَقْبَلْتُ من أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ؛ ما أَهْدَيْتُ، ولولا أن معي الهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ

اگر یہ بات جس کا علم مجھے بعد میں ہوا، پہلے سے معلوم ہوتی تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا، اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی (عمرہ کے بعد) حلال ہو جاتا۔

٨٢٣. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: «أَهَلَّ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- وأصحابُه بالحج، وليس مع أحد منهم هَدْيٌ غير النبي -صلى الله عليه وسلم- وطلحة، وقدم علي -رضي الله عنه- من اليمن. فقال: أَهْلَلْتُ بما أَهَلَّ به النبي -صلى الله عليه وسلم- فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه: أن يجعلوها عمرة، فيطوفوا ثم يُقَصِّرُوا ويَحِلُّوا، إلا من كان معه الهَدْي، فقالوا: ننطلق إلى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ؟ فبلغ ذلك النبي - صلى الله عليه وسلم- فقال: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ من أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ ؛ ما أَهْدَيْتُ ، ولولا أن معي الهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ. وحاضت عائشة. فَنَسَكَتْ المَنَاسِك كلها، غير أنها لم تَطُفْ بالبيت. فلما طَهُرَت وطافت بالبيت قالت: يا رسول الله، تَنْطَلِقُونَ بحج وعمرة، وأنطلق بحج؟ فأمر عبد الرحمن بن أبي بكر: أن يخرج معها إلى التَّنْعِيم ، فاعتمرت بعد الحج».

٨٢٣. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا۔ نبی ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے ساتھ بھی قربانی کا جانور نہیں تھا۔ علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو انہوں نے کہا کہ جس چیز کا احرام رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے میرا بھی احرام وہی ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کر دیں اور بیت اللہ کا طواف کر کے بال کٹوا لیں اور حلال ہو جائیں سوائے ان کے جن کے پاس ہدی کا جانور ہو۔ اس پر لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم مِنیٰ کی طرف اس طرح جائیں گے کہ ہمارے آلۂ تناسل سے (مَنی) ٹپک رہی ہوگی؟! یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات جس کا علم مجھے بعد میں ہوا، پہلے سے معلوم ہوتی تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا، اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی (عمرہ کے بعد) حلال ہو جاتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوگئی تھیں۔ اس لیے انہوں نے تمام اعمالِ حج ادا کئے لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔ پھر جب وہ پاک ہوگئیں اور بیت اللہ کا طواف کر لیا تو عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! آپ لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں صرف حج ہی کر کے واپس ہو جاؤں؟" تو آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ انہیں ساتھ لے کر تنعیم جائیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کرنے کے بعد عمرہ کیا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يصف جابر بن عبد الله رضيَ الله عنهما حجة النبي صلى الله عليه وسلم بأنه وأصحابه أهلُّوا بالحج، ولم يَسُق أحدٌ منهم الْهَدْيَ إلا النبي صلى الله عليه وسلم وطلحة بن عبيد الله رضيَ الله عنه، وكان علي بن أبي طالب رضيَ الله عنه في اليمن، فقدم، ومن فقهه أحرم وعلَّق إحرامه بإحرام النبي صلى الله عليه وسلم. فلما قدموا مكة، أمرهم النبي صلى الله عليه وسلم أن يفسخوا إحرامهم من الحج إلى العمرة، ويكون طوافهم وسعيهم للعمرة، ثم يقصروا ويُحِلُّوا التحلل الكامل. هذا في حق من لم يسق الهدي. أما

اجمالی معنی:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے حج کے بارے میں بتلا رہے ہیں کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا، تاہم نبی ﷺ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے سوا ان میں سے کسی کے پاس بھی ہدی کا جانور نہیں تھا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس وقت یمن میں تھے۔ چنانچہ وہ آئے، اور ان کی فقاہت دیکھیے کہ انہوں نے احرام باندھا اور اپنے احرام کو نبی ﷺ کے احرام کے ساتھ معلق کر دیا۔ جب وہ لوگ مکہ آئے تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے حج کا احرام ختم کر کے اسے عمرہ کے لئے کر دیں اور عمرہ کے لیے طواف اور سعی کریں اور پھر بال کتروا کر مکمل طور پر حلال ہو جائیں۔ یہ حکم اس شخص کے بارے میں تھا جو اپنے ساتھ ہدی نہیں لایا تھا۔ البتہ جو لوگ ہدی لے کر آئے تھے بشمول نبی ﷺ

من ساقه - ومنهم النبي صلى الله عليه وسلم فبقوا - بعد طوافهم وسعيهم- على إحرامهم. فقال الذين أُمِرُوا بفسخ حجهم إلى عمرة -متعجبين ومستعظمين-: كيف نتحلل ونجامع أهلنا ثم ننطلق إلى "مِنى" مُهِلين بالحج، ونحن حديثو عهد بذلك؟. فبلغ النبيّ صلى الله عليه وسلم مقَالَتهم واستعظام ذلك في نفوسهم، فطمأن أنفسهم بما هو الحق وقال: لو استقبلت من أمري ما استدبرت، ما سُقْتُ الهَدْيَ الذي منعني من التحلل، ولأحللت معكم. فرضيت أنفسهم واطمأنت قلوبهم. وحاضت عائشة رضيَ الله عنها قُرْبَ دخولهم مكة، فصارت قارنة؛ لأن حيضها منعها من الطواف بالبيت، وفعلت المناسك كلها غير الطواف والسعي. فلما طهرت وطافت بالبيت طواف حجها، صار في نفسها شيء، إذ كان أغلب الصحابة -ومنهم أزواج النبي صلى الله عليه وسلم- قد فعلوا أعمال العمرة وحدها وأعمال الحج. وهي قد دخلت عمرتها في حجها. فقالت: يا رسول الله، تنطلقون بحج وعمرة وأنطلق بحج؟. فطيَّب خاطرها، وأمر أخاها عبد الرحمن أن يخرج معها إلى التنعيم، فاعتمرت بعد الحج.

کے وہ طواف اور سعی کرنے کے بعد اپنے احرام ہی میں رہے۔ جن لوگوں کو حج کو عمرہ میں تبدیل کرنے کے لیے کہا گیا تھا وہ حیرت واستعجاب سے کہنے لگے: ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم حلال ہوکر اپنی بیویوں سے صحبت کریں اور پھر حج کا احرام باندھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہوں حالانکہ ہم نے ابھی ابھی اپنی بیویوں سے ہم بستری کی ہو؟ نبی ﷺ تک جب ان کی یہ بات پہنچی اور آپ ﷺ کو علم ہوا کہ ان پر یہ بات بڑی گراں گزر رہی ہے تو آپ ﷺ نے انہیں حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے دلاسہ دیا کہ: اگر مجھے یہ بات پہلے معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں اپنے ساتھ یہ ہدی کا جانور نہ لاتا جس نے مجھے حلال ہونے سے روک دیا اور میں بھی تمہارے ساتھ حلال ہوجاتا۔ اس پر ان کے دل راضی اور مطمئن ہو گئے۔ جب وہ مکہ میں داخل ہونے والے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوگئیں۔ چنانچہ وہ حج قران کرنے والی ہوگئیں کیونکہ حیض آنے کی وجہ سے وہ بیت اللہ کا طواف نہ کر سکیں۔ تاہم طواف اور سعی کے علاوہ انہوں نے تمام مناسک ادا کئے۔ جب وہ حیض سے پاک ہوگئیں اور اپنے حج کے لیے بیت اللہ کا طواف کیا تو ان کے دل میں گرہ پڑگئی کہ اکثر صحابہ بشمول نبی ﷺ کی ازواج نے تو الگ سے عمرہ بھی کیا اور حج بھی، جب کہ ان کا عمرہ، حج کے اندر شامل ہوگیا۔ اس پر وہ رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگیں: ”آپ لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے واپس ہوجاؤں؟ آپ ﷺ نے ان کی دل جوئی کے لیے ان کے بھائی عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ انہیں مقام تنعیم لے کر جائیں (تاکہ وہ وہاں سے احرام باندھ لیں)۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد عمرہ کی ادائیگی کی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أنواع النسك

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الهدي والكفارات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَهَلّ : أصل الإهلال: رفع الصوت، والمراد به هنا: أحرم.
- هَدْيٌ : أي شيء يُهدى إلى الحرم، من إبل أو بقر أو غنم.
- أَهْلَلْتُ : أحرمت.
- مِنَى : موضع قرب مكة، ويقال: بينه وبين مكة المكرمة ثلاثة أميال، ينزله الحجاج أيام التشريق.
- يقطر : يقطر: ينزل منيا من جماع أهله.
- استَقبلت : عَلمتُ من قبل.
- من أمري : من شأني أو حالي.
- ما أَهْدَيْتُ : ما سقت الهدي.
- نَسَكْتُ : تعبَّدت. والمناسك: أفعال الحج.
- تَنْطَلِقُونَ : تذهبون راجعين إلى المدينة.

- طهرت : نظفت من الحيض.
- بحج وعمرة : أي حج مستقل، وعمرة مستقلة.
- التَّنْعِيم : موضع على أربعة أميال من مكة يسمى الآن: "مسجد عائشة."

فوائد الحديث:

١. مشروعية سوق الهدي.
٢. الأفضل لمن حج قارنا أن يسوق معه الهدي.
٣. لا يجب سوق الهَدْي في حج أو عمرة؛ لأن أكثر الصحابة لم يسقه، ولكن يجب على المتمتع والقارن هدي ولو بغير سوق.
٤. مشروعية رفع الصوت بالتَّلْبِيَةِ.
٥. مشروعية تعيين النسك في التَّلْبِيَةِ.
٦. جواز تعليق الإحرام بإحرام الغير.
٧. أن التمتع أفضل الأنساك؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم أمر به من لم يسق الهدي.
٨. مشروعية فسخ نية الحج إلى العمرة ؛ ليصير متمتعًا.
٩. يمنع فسخ نية الحج في حال سوق الهَدْي.
١٠. فقه علي رضي الله عنه، فإنه حين لم يعرف أيّ الأنساك أفضل، علَّقه بإحرام النبي صلى الله عليه وسلم.
١١. جواز المبالغة في الكلام، لاستيضاح الحقائق، وتبيين الأمور.
١٢. جواز تمني الأمور الفائتة إذا كانت من مصالح الدين، لأنه رغبة في الخير، وندم عليه.
١٣. أن التقصير من الشعر في الحج والعمرة عبادة ونسك من المناسك.
١٤. أن التقصير في العمرة للمتمتع أفضل ؛ ليتوفر الشعر للحلق في الحج.
١٥. رحمة النبي صلى الله عليه وسلم وشفقته بأمته.
١٦. جواز قول : "لو" إذا كان بلفظ الإخبار.
١٧. امتناع الطواف بالبيت على الحائض حتى تَطْهُرَ.
١٨. جواز فعل الحائض أعمال الحج غير الطواف.
١٩. أن المشروع كون السعي بين الصفا والمروة بعد الطواف بالبيت.
٢٠. أن المتمتع إذا لم يتمكن من إكمال العمرة قبل الحج وأدخل الحج عليها ، جاز له أن يعتمر بعد الحج.
٢١. أن المتمتعة إذا حاضت ولم تَطْهُرْ قبل الحج ، فإنها تدخله على العمرة وتصير قارنة.
٢٢. أن القارن يكفيه طواف واحد وسعي واحد لحجه وعمرته.
٢٣. وجوب الإحرام من الحل في حق من أراد العمرة وهو في الحرم.
٢٤. أن سوق الهدي مانع من التحلل حتى ينحر يوم العيد.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ صحيح البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت..

الرقم الموحد: (4550)

لَوْ أَنَّ رَجُلاً -أَوْ قَالَ: امْرَأً- اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنِكَ؛ فَحَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ: مَا كَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ	اگر کوئی آدمی یا پھر آپ ﷺ نے ("رجل" کے بجائے) "امرأ" کا لفظ بولا تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں جھانک کر دیکھے اور تم کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔
٨٢٤. الحديث: عن أبي هُريرة -رضي اللهُ عنه- مرفوعًا: «لو أن رجلا -أو قال: امْرَأً- اطَّلَعَ عليك بغير إِذْنِكَ؛ فَحَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عينه: ما كان عليك جُنَاحٌ».	**٨٢٤. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی آدمی یا پھر آپ ﷺ نے ("رجل" کے بجائے) "امرأ" کا لفظ بولا تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں جھانک کر دیکھے اور تم کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی مواخذہ نہیں"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه إذا اطلع إنسانٌ على أحدٍ بغير إذنه من وراء بابه، أو من فوق جداره، أو غير ذلك، ففقأ عينه بأن يرمي حصاة؛ فتصيب عينه، أو أن يطعن عينه بحديدة، فليس على هذا المتلِف إثمٌ ولا قصاصٌ؛ لأن الناظر هو المتعدي والجاني بفعله هذا.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کی اجازت کے بغیر اس کے دروازے کے پیچھے سے یا دیوار وغیرہ کے اوپر سے جھانکے اور وہ کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے یا پھر اس کی آنکھ میں کوئی آہنی چیز گھونپ دے تو اس آنکھ تلف کرنے والے کو نہ تو کوئی گناہ ہوگا اور نہ ہی اس پر اس کا قصاص آئے گا کیوں کہ زیادتی اور جرم کا ارتکاب اس جھانکنے والے شخص کی طرف سے ہوا ہے، جس نے ایسا کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > القصاص
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فَحَذَفْتَهُ : رَمَيْتَه.
- فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ : أفْسَدْتَها وأتلفتها.
- جُنَاحٌ : إثمٌ.

فوائد الحديث:

١. تحريم الاطِّلاع على أحوال الناس في منازِلهم، والنَّظر إليهم والاستماع إلى كَلامِهم.
٢. سُقُوطُ حُرْمَةِ مَنْ فَعَلَ ذَلِك، وإهْدَارُ العضو الذي يطَّلع بِهِ على أحْوَالِهِم.
٣. أَنَّ لصاحب البَيتِ أن يَفْقَأَ عينه وليس عليه إثمٌ ولا قَصاص.
٤. ظاهِرُ الحديثِ أَنَّ صَاحِبَ الدَّارِ لا يَحتاج إلى إنْذَارِه.
٥. أنَّه لا يَلْتَحِق بِالنَّظَرِ غيره كَالسَّمعِ؛ لأنَّه لا يُمْكِن دفْعُه كَالنَّظَر.
٦. يُشْتَرَطُ قَبْلَ إِهْدَارِ عَيْنِ النَّاظِرِ أَنْ يكون صاحِب الدَّار قد احْتَاط بِوجُود ساتِر.
٧. يَنْبَغِي لِلمُسْتأْذِنِ أَنْ يَقِفَ عَلَى جَانِبِ البابِ ولا يُقَابِل فتحة الباب.

المصادر والمراجع:

-1صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ ٣- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٤- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (2989)

لِلْعَبْدِ المَمْلُوكِ المُصْلِحِ أجْرَان

٨٢٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «للعبد المملوك المصلح أجران»، والذي نفس أبي هريرة بيده لولا الجهاد في سبيل الله والحج، وبِرُّ أمي، لأحببت أن أموت وأنا مملوك.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أي إذا أصلح العبد حاله مع سيده؛ بأن قام بما وجب عليه من طاعته فيما يأمره به بالمعروف وقام بحق الله تعالى من أداء الواجبات واجتناب المنهيات، فإن له الأجر مرتين يوم القيامة. الأول: أجر قيامه بحق سيده فيما وجب عليه. الثاني: أجر القيام بحق الله تعالى فيما افترضه الله عليه. و أبو هريرة -رضي الله عنه- بعد رواية الحديث: أقسم بالله أنه لولا الجهاد في سبيل الله والحج وبرُّ أمه، لتمنى أن يكون عبدا مملوكًا. إلا أن الذي يمنعه من ذلك: الجهاد في سبيل الله؛ لأن العبد ليس له الخروج للجهاد، إلا بإذن سيده وقد يمنعه لحاجته أو خوف هلاكه. ولولا الحج لتمنى أن يكون عبدا مملوكا؛ لأن العبد ليس له الخروج للحج إلا بإذن سيده، فقد يمنعه من الحج لحاجته إليه. ومما يمنعه من تمني العبودية، بِرُّ أمه وطاعتها؛ فإن طاعة السيد مقدمة على طاعة والدته وحقه أوكد من حقها؛ لأن كلَّ منافعه مملوكة لسيده، فله التصرف المطلق، وهذا مما قد يمنعه من القيام على أمه وبرها وطاعتها.

نیکوکار مملوک غلام کے لیے دوہرا اجر ہے۔

٨٢٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکوکار مملوک غلام کے لیے دوہرا اجر ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے، اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی ماں کی خدمت میرے سامنے نہ ہوتی تو مجھے یہ پسند ہوتا کہ میں غلامی کی حالت میں مروں۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جب غلام کا اپنے مالک کے ساتھ سلوک اچھا ہوتا ہے یعنی وہ اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کرتا ہے بایں طور کہ وہ جس اچھے کام کا حکم کرتا ہے اسے وہ بجا لاتا ہے اور فرائض کو ادا کرکے اور ممنوعہ اشیاء سے اجتناب کرتے ہوئے وہ اللہ کے حق کو بھی ادا کرتا ہے تو قیامت کے دن ایسے غلام کو دوہرا اجر ملے گا۔ اول: ایک وہ اجر جو اسے اپنے آقا کے حقوق کو ادا کرنے کی وجہ سے ملے گا۔ دوم: دوسرا وہ اجر جو اسے ان حقوق کے ادا کرنے کی وجہ سے ملے گا جو اللہ تعالی نے اس پر واجب کیے ہیں۔ حدیث روایت کرنے کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم اٹھائی کہ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور ان کی ماں کی خدمت کرنے کے مسائل نہ ہوتے تو ان کی تمنا تھی کہ ان کی وفات کسی کے مملوک غلام کی حیثیت سے ہوتی۔ تاہم اس بات میں جو چیزیں ان کے لیے رکاوٹ ہیں ان میں سے ایک جہاد فی سبیل اللہ ہے کیونکہ غلام جہاد کے لیے نہیں جا سکتا ماسوا اس کے کہ اس کا آقا اسے اجازت دے دے۔ بہر حال وہ اسے اپنی ضرورت کی وجہ سے یہ اس اندیشے کے تحت روک سکتا ہے کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائے۔ اگر حج نہ ہوتا تو ان کی خواہش ہوتی کہ وہ مملوک غلام کی حیثیت سے وفات پائیں کیونکہ غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر حج پر نہیں جا سکتا اور وہ اپنی ضرورت کی وجہ سے اسے حج پر جانے سے روک سکتا ہے۔ اسی طرح غلامی کی خواہش کرنے میں ایک اور چیز جو آڑے آتی تھی وہ ماں کی خدمت گزاری اور اس کی اطاعت تھی۔ آقا کی اطاعت ماں کی اطاعت سے مقدم اور زیادہ ضروری ہوتی ہے کیونکہ اس کے تمام منافع اس کے آقا کی ملکیت ہوتے ہیں اور اسے اس پر تصرف مطلق حاصل ہوتا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو ماں کی خدمت گزاری اور اس کی اطاعت کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > فضل الحج والعمرة

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- المصلح : إحسان العبادة والنصح للسيد، ونصيحة السيد تشمل أداء حقه من الخدمة وغيرها.

فوائد الحديث:

١. مزيد الفضل للعبد الموصوف بتلك الصفة، لما يدخل عليه من مشقة الرق.
٢. فضيلة الجهاد والحج وبر الوالدين، وخاصة الأم.
٣. العبد لا جهاد عليه ولا حج، وإن صح ذلك منه.
٤. الصلاح يشمل إحسان العبد والنصح لسيده.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (3792)

لا تَقَدَّمُوا رمضان بصوم يوم، أو يومين إلا رجلاً كان يصوم صومًا فَلْيَصُمْهُ

رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزے نہ رکھو۔ مگر جو شخص (پہلے سے) روزے رکھ رہا ہو وہ یہ روزہ رکھ لے

٨٢٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تَقَدَّمُوا رمضان بصوم يوم، أو يومين إلا رجلًا كان يصوم صومًا فَلْيَصُمْهُ».

٨٢٦. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزے نہ رکھو۔ مگر جو شخص (پہلے سے) روزے رکھ رہا ہو وہ یہ روزہ رکھ لے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن التقدم في صيام رمضان بصوم يوم أو يومين قبله متصلا به إلا أن يكون له عادة بصوم يوم معين كيوم الاثنين مثلا، فيصادف ذلك قبل رمضان بيوم أو يومين، فلا بأس بذلك حينئذ؛ لزوال المحذور؛ وهو إدخال ما ليس من العبادة فيها.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ یہ بتلا رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے روزے کے سلسلے میں اس سے متصل ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر کسی شخص کی کسی مخصوص دن کا روزہ رکھنے کی عادت ہو جیسے مثال کے طور پر پیر کے دن کا روزہ رکھنے کی عادت ہو اور یہ روزہ رمضان سے ایک دو دن پہلے پڑ جائے، تو اس وقت اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ قابل احتراز شے ختم ہوگئی اور وہ غیر عبادت کو عبادت میں داخل کرنا ہے۔ تنبیہ الأفہام (ج ٣/ ٤١٣) تیسیر العلام (ص ٣١٣)، وتأسیس الأحکام، ٣/ ٢١٠

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام يوم الشك

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا تَقَدَّمُوا : لا تسبقوا.
- رمضان : أي شهر رمضان ، وهو : ما بين شعبان وشوال. سمي بذلك ؛ لشدة الرمضاء فيه.
- بيوم أو يومين : أي : بصوم يوم ولا يومين ، وهو كذلك في صحيح مسلم.
- الصيام : الإمساك بنية عن المفطرات في نهار الصيام.
- كان يصوم : أي كان من عادته أن يصوم.
- صومًا : أي :صوما معينا : كصوم يوم الاثنين والخميس مثلا.
- فَلْيَصُمْهُ : أي : فليصم ذلك الصوم المعين ، وإن صادف ما قبل رمضان بيوم أو يومين.

فوائد الحديث:

١. النهي عن تقدم رمضان بصيام يوم أو يومين.
٢. جواز سبقه بثلاثة أيام فأكثر.
٣. الرُّخْصَة في ذلك لمن صادف قبل رمضان له عادة صيام، كيوم الخميس والاثنين.
٤. مراعاة الشارع للتقيد بالحدود الشرعية وعدم تعديلها.
٥. من حكمة ذلك -والله أعلم- تمييز فرائض العبادات من نوافلها، والاستعداد لرمضان بنشاط ورغبة، وليكون الصيام شعار ذلك الشهر الفاضل المميز به.

٦. جواز قول: رمضان بدون إضافة الشهر إليه.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ
تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4508)

لا تُلْحِفُوا في المسأَلة، فوالله لا يَسْأَلني أحدٌ منكم شيئًا، فَتُخْرِجَ له مسألته منِّي شيئًا وأنا له كارِهٌ، فيُبَارَك له فيما أَعْطَيتُه

مانگنے میں اصرار نہ کیا کرو، اللہ کی قسم تم میں سے کوئی بھی مجھ سے کوئی چیز مانگے، اور میں تمہارے مانگنے کی وجہ سے کوئی چیز دیدوں حالاں کہ میں اس دینے کو پسند نہ کروں، اس کو میرے عطا کردہ مال میں برکت نصیب نہیں ہوتی۔

٨٢٧. الحديث:

عن معاوية بن أبي سفيان -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تُلْحِفُوا في المسأَلة، فوالله لا يَسْأَلني أحدٌ منكم شيئًا، فَتُخْرِجَ له مسألته منِّي شيئًا وأنا له كارِهٌ، فيُبَارَك له فيما أَعْطَيتُه».

٨٢٧. حدیث :

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : مانگنے میں اصرار نہ کیا کرو، اللہ کی قسم تم میں سے کوئی بھی مجھ سے کوئی چیز مانگے، اور اُس کا مانگنا مجھ سے کوئی چیز نکال لے اور میں اسے ناپسند کروں، اس کو میرے عطا کردہ مال میں برکت نصیب نہیں ہوتی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر معاوية -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهيه عن الإلحاف في المسألة، أي لا تبالغوا وتلحوا، من ألحف في المسألة إذا ألح فيها، فإن هذا الإلحاح يزيل البركة من الشيء المعطى، ثم أقسم أنه لا يسأله أي بالإلحاف أحد منهم شيئا فتخرج مسألته شيئا وهو كاره لذلك الشيء، يعني لإعطائه أو لذلك الإخراج فيبارك، أي فلن يبارك له فيما أعطيته، أي على تقدير الإلحاف.

اجمالی معنی :

معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہوئے مانگنے میں اصرار کرنے کی ممانعت کو بتا رہے ہیں یعنی مانگنے میں مبالغہ اور اصرار نہ کیا کرو۔ اس لیے کہ مانگنے میں اصرار کرنا دی ہوئی چیز سے برکت ختم کر دیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ جب کوئی شخص اصرار کرکے آپ ﷺ سے کچھ مانگے، اس کے مانگنے کی وجہ سے وہ چیز آپ ﷺ سے نکل جاتی ہے، حالاں کہ آپ ﷺ اسے پسند نہیں کرتے، یعنی اُسے یہ چیز دینے یا اُسے نکالنے کو، تو اس میں برکت نہیں ہوتی، یعنی دریں صورت میری دی ہوئی چیز میں کبھی برکت نہیں ہوتی یعنی اصرار (وتنگ کرکے مانگنے پر۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > مصارف الزكاة
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: معاوية بن أبي سفيان -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تلحفوا : لا تُلِحُّوا.
- كاره : أي كاره لدفعه له.

فوائد الحديث:

١. النهي عن إحراج الآخرين بكثرة الإلحاح، وحملهم على العطاء بالإلحاح.
٢. ما يعطى عن غير رضا نفس كرها أو حياء فهو حرام.
٣. بيان كرم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأنه لا يرد سائلاً.
٤. ينبغي على الإمام أن يوصي رعيته وأن يسدي النصح لهم إذا وقعوا في محذور شرعي أو خشي عليهم ذلك.
٥. أن المال المكتسب من طريق حرام ممحوق البركة.

٦. جواز الحلف من غير استحلاف.

٧. تحريم السؤال لغير حاجة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ.

الرقم الموحد: (3580)

لا تتخذوا قبري عيدا، ولا بيوتكم قبورا، وصلوا علي، فإن تسليمكم يبلغني أين كنتم

میری قبر کو عید (میلے کی جگہ) نہ بنا لینا اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بنا لینا۔ مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیوں کہ تمھارا بھیجا گیا سلام مجھ تک پہنچتا ہے، تم جہاں بھی ہو۔

٨٢٨. الحديث:

عن علي بن الحسين: "أنه رأى رجلا يجيء إلى فُرْجَةٍ كانت عند قبر النبي -صلى الله عليه وسلم- فيدخل فيها فيدعو، فنهاه، وقال: ألا أحدثكم حديثا سمعته من أبي عن جدي عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال:« لا تتخذوا قبري عيدا، ولا بيوتكم قبورا، وصلوا علي، فإن تسليمكم يبلغني أين كنتم».

٨٢٨. حدیث:

علی بن حسین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا، جو نبی ﷺ کی قبر کے پاس موجود ایک شگاف میں سے اندر داخل ہوتا اور پھر دعا مانگا کرتا۔ انھوں نے اسے کہا: کیا میں تمھیں ایک ایسی حدیث نہ سناؤں، جو میں نے اپنے ابا سے اور انھوں نے میرے دادا سے سنی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری قبر کو میلے کی جگہ نہ بنا لینا اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بنا لینا۔ اور مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیوں کہ تمھارا بھیجا گیا سلام مجھ تک پہنچتا ہے، چاہے تم جہاں بھی ہو"۔

درجة الحديث: صحيح بطرقه وشواهده

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دیگر اسانید اور شواہد کی بنیاد پر صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

يخبرنا علي بن الحسين -رضي الله عنه- بأنه رأى رجلا يدعو الله سبحانه عند قبر النبي -صلى الله عليه وسلم-، وأنه نهاه عن ذلك مستدلا بحديث النبي -صلى الله عليه وسلم- الذي ورد فيه النهي عن اعتياد قبره للزيارة، والنهي عن تعطيل البيوت من عبادة الله وذكره، وتشبيهها بالمقابر مخبرا أن سلام المسلم سيبلغه -صلى الله عليه وسلم- في أي مكان كان فيه المسلّم.

اجمالی معنی:

علی بن الحسین (رضی اللہ عنہ) بتا رہے ہیں کہ انھوں نے ایک شخص کو نبی ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ انھوں نے اس حدیث نبوی ﷺ کی بنیاد پر اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا، جس میں آپ ﷺ کی قبر پر بار بار آنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں گھروں کو اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر سے تہی کرنے سے بھی منع فرمایا گیا اور ایسے گھروں کو قبروں سے تشبیہ دی گئی اور یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان کی طرف سے کیا گیا سلام آپ ﷺ تک پہنچتا ہے، چاہے وہ جس جگہ پر بھی ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل التوحيد

راوي الحديث: رواه ابن أبي شيبة.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- فرجة : أي: فتحة في الجدار.
- لا تتخذوا قبري عيدا : لا تزوروا قبري على وجه مخصوص واجتماع معهود في زمن مخصوص، عيدا: العيد هو ما يعتاد مجيئه وقصده من زمان أو مكان.

فوائد الحديث:

١. مشروعية إنكار المنكر وتعليم الجاهل.
٢. المنع من السفر لزيارة قبر الرسول -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-؛ حمايةً للتوحيد.
٣. أن الغرض الشرعي من زيارة قبر النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- هو السلام عليه فقط؛ وذلك يبلغه من القريب والبعيد.

٤. تحريم قصد قبر النبي -صلى الله عليه وسلم- لأجل الدعاء وكذا كل قبر.

٥. تحريم تعطيل البيوت من عبادة الله وذكره.

٦. تحريم الصلاة في المقابر.

٧. انتفاع الأموات بدعاء الأحياء.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد، للإمام محمد بن عبد الوهاب، ت: د. دغش العجمي، مكتبة أهل الأثر, الطبعة الخامسة, ١٤٣٥ه. الجديد في شرح كتاب التوحيد، لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد, مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه. الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه. مصنف ابن أبي شيبة، تحقيق: كمال يوسف الحوت، نشر: مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ه. تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد, الألباني, المكتب الإسلامي - الطبعة: الرابعة.

الرقم الموحد: (3346)

لا تحل لي، يحرم من الرضاع: ما يحرم من النسب، وهي ابنة أخي من الرضاعة

وہ میرے لیے حلال نہیں، رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

٨٢٩. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- «قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بنت حمزة: لا تحل لي، يحرم من الرضاع: ما يحرم من النسب، وهي ابنة أخي من الرضاعة».

٨٢٩. حدیث :

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ رضاعت کی وجہ سے بھی وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں اور وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

رَغِبَ علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- من النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يتزوج بنت عمهما حمزة. فأخبره -صلى الله عليه وسلم- أنها لا تحل له، لأنها بنت أخيه من الرضاعة. فإنه -صلى الله عليه وسلم- وعمه حمزة رضعا من ثويبة وهي مولاة لأبي لهب، فصار أخاه من الرضاعة، فيكون عم ابنته، ويحرم بسبب الرضاع، ما يحرم مثله من الولادة.

اجمالی معنی :

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ چاہا کہ آپ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرلیں جوان دونوں کے چچا تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ وہ ان کے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں۔ آپ ﷺ اور آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا جو ابو لہب کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ چنانچہ اس طرح سے آپ ﷺ حمزہ کے رضاعی بھائی اور ان کی بیٹی کے چچا ہوئے۔ اور (قاعدہ یہ ہے کہ) رضاعت کی وجہ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الرضاع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بنت حمزة : أمامة، وقيل غير ذلك
- يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب : هذه جملة مبينة لسبب عدم الحل.، أي المحرمات من النسب كالأم والأخت يحرم مثلهن من الرضاع كالأم من الرضاع وهو المرضعة، وبنتها وأمها.
- أخي : حمزة عم النبي -صلى الله عليه وسلم-، أرضعته وإياه ثويبة.
- الرضاعة : يقال الرِّضاعة والرَّضاعة.

فوائد الحديث:

١. ما يثبت في الرضاع من المحرمية، ومنها تحريم النكاح.
٢. أنه يثبت فيه مثل ما يثبت في النسب، فكل امرأة حرمت نسبا، حرمت من تماثلها رضاعا.
٣. هذا الحكم يدخل فيه المرتضع فقط دون أبيه وأمه وإخوته، فيكون كأنه أحد أفراد عائلة المرضعة، فالمرضعة أمه من الرضاع وزوجها أبو الرضيع وأولادهما إخوته، وهكذا.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري ،عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة-الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه- الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه.

الرقم الموحد: (5859)

لا تسبوا الأموات؛ فإنهم قد أفضوا إلى ما قدموا	مرنے والوں کو برا مت کہو؛ کیوں کہ جو اعمال انھوں نے آگے بھیجے، وہ ان تک پہنچ چکے ہیں۔
٨٣٠. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «لا تسبوا الأموات؛ فإنهم قد أفضوا إلى ما قدموا».	**٨٣٠. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مرنے والوں کو برا مت کہو؛ کیوں کہ جو اعمال انھوں نے آگے بھیجے، وہ ان تک پہنچ چکے ہیں"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث دليل على تحريم سب الأموات والوقوع في أعراضهم، وأن هذا من مساوئ الأخلاق، وحكمة النهي جاءت من قوله في بقية الحديث: "فإنهم قد أفضوا إلى ما قدموا" أي وصلوا إلى ما قدموه من أعمالهم صالحة أو طالحة، وهذا السب لا يبلغهم وإنما يؤذي الأحياء.	**اجمالی معنی:** حدیث میں مرجانے والوں کو برا بھلا کہنے اوران کی عزت پر انگلی اٹھانے کی حرمت اوراس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک بہت بری اخلاقی صفت ہے۔ ممانعت کی حکمت حدیث کے دوسرے حصے میں ہے کہ : "فإنهم قد أفضوا إلى ما قدموا" یعنی جو اچھے یا برے اعمال انھوں نے کیے، ان تک وہ پہنچ چکے ہیں۔ یہ گالم گلوج ان تک نہیں پہنچتی، بلکہ اس سے تو زندہ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > الموت وأحكامه

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أفضوا إلى ما قدموا : صاروا إلى ما قدموا من أعمالهم.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على تحريم سب الأموات، وعمومه يفيد أن سواء أكانوا مسلمين أم كفارا.
٢. يستثنى من النهي عن سب الأموات إذا كان في ذكر معايبهم فائدة.
٣. الحكمة من النهي عن سبهم جاءت في الحديث، وهي أنهم وصلوا إلى ما قدموا من خير أو شر فلا ينفع سبهم، وأيضا لما فيه من إيذاء أقاربه الأحياء.
٤. أنه لا ينبغي للإنسان أن يقول ما لا فائدة فيه.

المصادر والمراجع:

فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، ١٤٢٢.

الرقم الموحد: (5364)

لا تفعلوا، إذا صلى أحدكم في رحله ثم أدرك الإمام ولم يصل، فليصل معه فإنها له نافلة

ایسا نہ کیا کرو، جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو، پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے، تو اس کے ساتھ بھی مل کر پڑھے۔ یہ اس کے لیے نفل ہوگی۔

٨٣١. الحديث:

عن جابر بن يزيد بن الأسود، عن أبيه، أنه صلى مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو غلام شاب، فلمَّا صلَّى إذا رجلان لم يُصَلِّيا في ناحية المسجد، فدعا بهما فجيء بهما تَرْعُد فَرائِصُهما، فقال: «ما منعكما أن تُصَلِّيا معنا؟» قالا: قد صلَّينا في رِحالنا، فقال: «لا تفعلوا، إذا صلَّى أحدكم في رَحْله ثم أدرك الإمام ولم يُصَلِّ، فليُصلِّ معه فإنها له نافلة».

٨٣١. حدیث :

جابر بن یزید بن اسود اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھی جبکہ وہ نوجوان تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو دیکھا کہ دو آدمی مسجد کی ایک جانب میں موجود ہیں اور انہوں نے (جماعت کے ساتھ) نماز نہیں پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوایا۔ انہیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پٹھے کانپ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا : تمہیں کیا رکاوٹ تھی کہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ؟" انہوں نے کہا : ہم اپنی منزل میں نماز پڑھ آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسے نہ کیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تو اس کے ساتھ بھی مل کر پڑھے ، یہ اس کے لیے نفل ہوگی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يحكي يزيد بن الأسود أنه صلى مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو شاب، فلمَّا انتهى النبي -صلى الله عليه وسلم- من صلاته وجد رجلين لم يُصَلِّيا في جانب من جوانب المسجد، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه أن يحضروهما، فجاؤوا بهما وهما يرتعدان ويضطربان من الخوف، فقال لهما النبي -صلى الله عليه وسلم-: لماذا لم تُصَلِّيا معنا؟ قالا: قد صَلَّينا في منازلنا، فقال: لا تفعلا ذلك مرة ثانية، إذا صلَّى أحدكم في منزله، ثم أدرك الإمام وهو يصلي، فليُصلِّ معه؛ فإنها له زيادة في الأجر، وتكون الأولى فريضة، والثانية نافلة.

اجمالی معنیٰ :

یزید بن اسود بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس وقت وہ نوجوان تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے نماز سے فارغ ہوئے، تو دیکھا دو آدمی مسجد کے کونے میں موجود تھے۔ انھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو انھیں حاضر کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ ان کو لے آئے تو خوف سے وہ تھر تھر کانپ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ انھوں نے بتایا کہ ہم نے اپنی جائے قیام میں نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا : دوبارہ ایسا نہ کرنا؛ جب تم میں سے کوئی اپنی جائے قیام میں نماز پڑھ لے اور پھر امام کو نماز پڑھانے ہوئے پائے، تو اس کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ یہ اس کے لیے مزید اجر و ثواب کی باعث ہوگی۔ اس کی پہلی نماز فرض ہو جائے گی اور دوسری نفل۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد والدارمي.

التخريج: يزيد بن الأسود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تَرْعُد : تتحرك وتضطرب.
- فَرائِصُهما : جمع الفريصة، وهي اللحمة التي بين جنب الدابة وكتفها، وهي ترجف عند الخوف، أي تتحرك وتضطرب.
- رِحالنا : منازلنا.
- نافلة : زيادة في الثواب.

فوائد الحديث:

١. حسن خُلق النبي -صلى الله عليه وسلم- وحسن تعليمه؛ فإنه سأل بادئ الأمر عن سبب عدم دخولهما الجماعة.
٢. من صلى في منزله، ثم أتى المسجد فوجدهم يصلون، فليصل معهم؛ فإنها له زيادة في الأجر.
٣. وجوب صلاة الجماعة، فإذا صلى في البيت فصلاته صحيحة، ولكن يأثم بترك الجماعة.
٤. أن الفريضة هي الأولى سواء كانت في الجماعة أو صلاها لوحده، والمعادة النافلة.
٥. وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ويكون بالحكمة والموعظة الحسنة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م. معالم السنن (شرح سنن أبي داود)، أبو سليمان حمد بن محمد المعروف بالخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، حلب، الطبعة: الأولى ١٣٥١هـ ١٩٣٢م. سنن الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي التميمي، تحقيق: فواز أحمد زمرلي. خالد السبع العلمي، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى ١٣٥١هـ ١٩٣٢م.

الرقم الموحد: (11289)

لا تقام الحدود في المساجد، ولا يستقاد فيها

مساجد میں نہ تو حدود قائم کی جائیں اور نہ ہی قصاص لیا جائے۔

٨٣٢. الحديث:

عن حكيم بن حزام -رضي الله عنه- مرفوعًا: «لا تُقَامُ الحدود في المساجد، ولا يُسْتَقَادُ فيها».

٨٣٢. حدیث:

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مساجد میں نہ تو حدود قائم کی جائیں اور نہ ہی قصاص لیا جائے''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يحكي الصحابي الجليل حكيم بن حزام -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى أن تقام الحدود في المساجد، أي: سائر الحدود، سواء المتعلقة بالله -تعالى- أو بالآدمي؛ لأن في ذلك نوع هتك حرمته، ولاحتمال تلوثه بجرح أو حدث، ولأنه إنما بني المسجد للصلاة والذكر لا لإقامة الحدود. والحديث دليل على تحريم إقامة الحدود في المساجد وتحريم الاستقادة فيها أي القصاص؛ لأن النهي كما تقرر في الأصول حقيقة في التحريم، ولا صارف له ههنا عن معناه الحقيقي.

اجمالی معنیٰ:

جلیل القدر صحابی حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مسجد میں کسی قسم کی حدود کا نفاذ کیا جائے۔ یہ تعمیم بعد از تخصیص ہے۔ یعنی ایسی حدود جن کا تعلق اللہ سے ہو یا انسانوں سے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مسجد کی حرمت پامال ہوتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مسجد زخم یا نجاست سے ملوث ہو جائے اور اس لیے بھی کہ مساجد کو نماز اور ذکر کے لیے بنایا گیا ہے نہ کہ حدود کے نفاذ کے لیے۔ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مساجد میں حدود قائم کرنا اور ان میں قصاص لینا حرام ہے کیونکہ نہی حقیقت میں تحریم کے لیے ہے جیسا کہ اصولِ فقہ میں ثابت ہے۔ اور یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں پایا جاتا جو اس کے حقیقی معنیٰ مراد لینے سے روکنے والا ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: حكيم بن حِزَام -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لا تقام : من الإقامة؛ أي: لا تنفذ.
- أن يستقاد في المسجد : أي: لا يؤخذ القصاص فيها، من القَوَد، وهو قتل القاتل بدل القتيل، وسمي القَوَد قَوَداً؛ لأن الجاني يقاد إلى أولياء المقتول فيقتلونه به إن شاؤوا.
- الحدود : هي العقوبات التي حدَّها الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. النَّهي عن إقامة الحدود وتنفيذها في المساجد، سواء أكان قتلًا، أو قطعًا، أو جلدًا.
٢. الحكمة في هذا -والله أعلم- أن إقامة الحدود يحصل فيها لَغَطٌ، وارتفاع أصوات، كما أنَّ الحد قد يلوث المسجد بالدم، أو غيره مما يخرُج من يقام عليه الحد.
٣. تحريم إقامة الحدود في المسجد؛ لأنَّ النَّهي يقتضي التحريم.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام،

مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣ﻫ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨ﻫ، ١٤٣٢ﻫ.

الرقم الموحد: (10892)

لا تقوم الساعة حتى يتباهى الناس في المساجد

قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں (کو تعمیر کرنے) کے سلسلے میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگ جائیں گے۔

٨٣٣. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تقوم السَّاعة حتى يَتَبَاهَى النَّاس في المسَاجد».

٨٣٣. حدیث :

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”قیامت نہیں آئے گی، یہاں تک کہ لوگ مسجدوں (کو تعمیر کرنے) کے سلسلے میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگ جائیں گے“۔ (جب یہ صورت حال ہو جائے گی، تو قیامت آئے گی۔)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

التَّباهي بالمساجد هو التَّفاخر بِحسن بِنائها وزَخرفتها وتَزويقها وعُلُوِّها وارتفاعها وارتفاع سُقوفها، بأن يقول الرجل للآخر: مسجدي أحْسَن من مسجدك، وبنائي لمسجدي أحْسَن من بنائك وهكذا. وقد تكون المُباهاة بالفعل دون القول، كأن يُبالغ كل واحد في تزيين مسجده، ورفع بنائه، وغير ذلك؛ ليكون أبْهَى من الآخر، فالواجب ترك الغُلو فيها، والتزين؛ لأن المساجد لم تُبن لهذا وإنما بُنيت لإعمارها بالصلاة وبِذكر الله -تعالى- وطاعته، -قال تعالى-: (إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ). وأمر عمر -رضي الله عنه- ببناء المسجد وقال: "أَكِنَّ الناس من المطر، وإيَّاك أن تُحمِّر أو تُصَفِّر فَتَفْتِنَ الناس" ومعنى أكنَّ أي ابن لهم مسجدًا يحفظهم من المطر إذا نزل وهم يصلون ومن حر الشمس، أي يؤدي الغرض، وقال أنس: "يَتباهون بها ثم لا يَعمرونها إلا قليلًا" وقال ابن عباس: "لَتُزَخْرِفُنَّهَا كما زخرفت اليهود والنصارى"، وهذه الظاهرة وهي التَّباهي بالمساجد من علامات الساعة، التي لا تقوم إلاَّ على تغير أحوال الناس ونقص دِينهم وضَعف إيمانهم، وحينما تكون أعمالهم ليست لله -تعالى-، وإنما للرِّياء والسُّمْعَة والتَّفاخر.

اجمالی معنی :

اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يَتَبَاهَى : أي: يتفاخرون بالبناء المُزخرف ونحوه.

فوائد الحديث:

١. دلَّ الحديث على تحريم التَّباهي بالمساجد، وأنه عَمل غير مقبول؛ لأنَّه لم يُعمل لله، وقد قال تعالى في الحديث القُدسي: (من عمل عملًا أشرك معي فيه غيري، تركته وشِركَه). رواه مسلم، ولا يَظن المُرائي أنَّه يكتفي بحبوط عمله، لا له ولا عليه، بل هو مستحق للذَّم والعقاب.

٢. أنَّ نقص الإيمان, وضَعف الدِّين، والإقبال على زَهرة الحياة الدُّنيا من أمَارات الساعة وعلاماتها، وأنَّ على المرء الفَطِن الكَيِّس ألا تَغره هذه المظاهر، ولا تخدعه تلك الزِّينات، فإنَّما هي زائلة، ولا ينفع إلاَّ البَاقيات الصالحات.

٣. أنَّ المسلم قد يقوم بالعمل الذي صورته الصلاح، ويظن أنَّه قام بعمل خَيري، ولكنه لم يَحْتَطْ لنفسه، فيدخل عليه الشيطان من جانب آخر، فينخدع فيبطل أصل عمله، فعلى العامل لوجه الله أن يحتاط لدينه، ولذا قال تعالى في حق مثل هؤلاء: (قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا * الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا) [الكهف ١٠٣ ، ١٠٤].

٤. النَّهي عن زَخرفة المساجد بالألوان والأصْبَاغ والنُّقوش، والكتابات؛ لما فيها من إشغال المصلين عند النظر إليها، فالواجب إزالة كل ما يشغل المصلي في صلاته ؛ ولهذا قال -صلى الله عليه وسلم- لعائشة -رضي الله عنها- عندما سترت جانب بيتها بستر له نقوش : (أمِيطي عنا قِرَامك هذا، فإنه لا تزال تصاويره تَعْرِض في صلاتي) رواه البخاري.

٥. في الحديث علامة من علامات الساعة، فإذا حصل التَّباهي بين المسلمين، فإن هذا دليل على قُرب قيام الساعة.

٦. الإشارة إلى أن الأفضل ألا تكون المُباهات في المساجد، وجه ذلك: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- ذَكر هذا الحديث على سبيل الذَّم وضَعف الإيمان في النُّفوس.

٧. الرَّد على من أنْكَر بناء المساجد على وجْهٍ متواضع.

٨. إثبات قيام الساعة وإثبات المَعاد، وهو معلوم من الدِّين بالضرورة، ولله الحمد.

٩. مُعجزة ظاهرة لإخباره -صلى الله عليه وسلم- عما سَيقع بعده فإن تَزويق المساجد والتَّباهي بزخْرَفَتِها كَثر بين الناس في هذا الزَّمان.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧هـ_ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥هـ- ٢٠١٤ م. سنن النسائي، مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة الثانية، ١٤٠٦.

الرقم الموحد: (10897)

لا تلبسوا علينا سنة نبينا عدة أم الولد، إذا توفي عنها سيدها، أربعة أشهر وعشر	ہم پرہمارے نبی ﷺ کی سنت کو خلط ملط نہ کرو، ام ولد کی عدت جب اس کے مالک کی وفات ہو جائے تو چار ماہ دس دن ہے۔
٨٣٤. الحديث: عن عمرو بن العاص قال: "لا تُلَبِّسُوا علينا سُنَّةَ نبيِّنا عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ، إذا تُوُفِّيَ عنها سَيِّدُهَا أربعة أشهر وعشر".	**٨٣٤. حدیث :** عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : "ہم پر ہمارے نبی ﷺ کی سنت کو خلط ملط نہ کرو، ام ولد کی عدت، جب اس کے مالک کی وفات ہو جائے تو چار ماہ دس دن ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الأثر أنكر الصحابي الجليل عمرو بن العاص -رضي الله عنه- على من يتكلم في مسألة عدة أم الولد التي توفي سيدها من دون حجة وبرهان, وبين أن السنة في ذلك أن تمكث أربعة أشهر وعشرة أيام؛ كعدة الزوجة الحرة, سواء بسواء, والأثر وإن كان دل صراحة على هذا المعنى, ورجح كثير من أهل العلم أن عدة أم الولد التي توفي سيدها حيضة مثل بقية الإماء؛ لأدلة أخرى, وهو مذهب الجمهور.	**اجمالی معنیٰ :** اس اثر میں جلیل القدر صحابی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں پر نکیر فرمائی ہے جو بغیر دلیل و حجت کے اُس ام ولد کی عدت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جس کے مالک کی وفات ہو گئی ہو، آپ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس بارے میں سنت یہی ہے کہ وہ آزاد بیوی کی عدت کی طرح اسی کے برابر چار ماہ دس دن ٹھہرے گی، یہ اثر اگرچہ اپنے مفہوم میں صراحت سے دلالت کرتی ہے مگر اکثر علماء نے دوسرے دلائل کی بنا پر اس بات کو ترجیح دی ہے کہ متوفی عنہا ام ولد کی عدت بقیہ لونڈیوں کی طرح ایک حیض ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > العدة > أحكام العدة

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه ومالك وأحمد.

التخريج: عمرو بن العاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لا تُلَبِّسوا علينا : لا تخلطوا علينا، وتشبهوا عَلينا ما عرفناه من سنة نبيِّنا -صلى الله عليه وسلم-.
- عدة أم الولد : أي من الْمَوْلَى، وهي الأمة التي وطئها السيد فأتت بولد.

فوائد الحديث:

١. إذا مات سيد أم الولد، فحديث الباب يدل على أنَّها تعتد وتحد أربعة أشهر وعشرة أيام؛ كالزوجة الحرة.

٢. أنَّ أمَّ الولد من حيث الخدمة والاستمتاع كالأمَة، ومن حيث نقل الملك بها كالحُرَّة، فيجوز وطؤها، وخدمتها، وتأجيرها، ولا يجوز بيعها، ولا هبتها، ولا وقفها، ونحو ذلك ممَّا ينقل الملك، أو يسبب نقل الملك؛ كالرهن.

المصادر والمراجع:

-توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - صحيح أبي داود – الأم، للألباني. الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت. الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - حاشية السندي على سنن ابن ماجه، للسندي. الناشر: دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - سنن ابن ماجه. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - موطأ مالك برواية محمد بن الحسن

الشيباني. تعليق وتحقيق: عبد الوهاب عبد اللطيف. الناشر: المكتبة العلمية. الطبعة: الثانية، مَزِيَدة منقحَة - فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (58166)

اس گھر (کعبہ) کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے کسی کو مت روکو، رات اور دن کے جس حصہ میں بھی وہ کرنا چاہے کرنے دو۔	لا تمنعوا أحدا يطوف بهذا البيت، ويصلي أي ساعة شاء من ليل أو نهار
٨٣٥. حديث : جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) "اس گھر (کعبہ) کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے کسی کو مت روکو، رات اور دن کے جس حصہ میں بھی وہ کرنا چاہے کرنے دو"۔	**٨٣٥. الحديث:** عن جُبير بن مُطعم -رضي الله عنه- مرفوعًا: «لا تَمْنَعُوا أحدًا يطوف بهذا البيت، ويصلي أي سَاعة شاء من لَيل أو نَهار».
حدیث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنیٰ : اس حدیث میں حرم کے متولیوں سے خطاب ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں اس کے متولی بنی عبد مناف تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دن و رات کسی بھی وقت جو شخص یہاں طواف کرنا چاہے یا نماز پڑھنا چاہے تمہیں اسے روکنے کا حق نہیں۔ یہاں پر نماز سے مُراد طواف کے دو رکعت ہیں۔ وہ تمام اوقات کو شامل ہیں اس لیے کہ اس نماز کے لیے کوئی وقت ممنوع نہیں۔	**المعنى الإجمالي:** الخطاب في هذا الحديث لمن يتولى شؤون الحرم، وكانوا في العهد النبوي من بني عبد مناف، يقول: ليس لكم الحق في منع أحد من الناس من الطواف بالبيت، أو الصلاة فيه في أي وقت شاء من ليل أو نهار، والصلاة هنا ركعتي الطواف، وهو كذلك يَعُمُّ جميع الأوقات بما في ذلك أوقات النَّهي عن الصلاة.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والترمذي والنسائي وابن ماجه والدارمي.

التخريج: جُبير بن مُطعم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ويصلي : المراد بذلك صلاة الطواف، وهي ركعتان بعد الطواف.

فوائد الحديث:

١. تحريمُ منع المتعبِّدين في المسجد الحرام في أي ساعة من ساعات الليل والنَّهار، سواءٌ كان وقت نهي أو لا.

٢. لا يجوز لولاة الأمر أن يمنعوا الناس من حقوقهم، إلا إذا اقتضت المصلحة ذلك، فلهم ذلك.

٣. توجيه الخطاب لبني عبد مناف فيه فضيلةٌ ومَنْقَبة كبيرة لقريش وُلاَةِ هذا البيت، ولبَنِي عبد مَناف منهم خاصَّة، وفضيلة لمن جاء بعدهم ممَّن شرَّفه الله بخدمة هذا البيت المبارك، الَّذي قال الله فيه: (إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ) [آل عمران: ٩٦]، وقال: (أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا) [القصص: ٥٧].

٤. إقرارُ ولاية البيت في يد مَن ولاَّه الله -تعالى- أمْرَ المسلمين، في مكَّة المُكرمة وما حولها.

٥. جوازُ صلاة ركعتي الطواف في المسجدِ الحرام في أية ساعة من الليل والنَّهار.

٦. في الحديث دليل على صِحَّة قول من يرى أنّ الصلواتِ ذوات الأسباب تُصلَّ في أوقات النَّهي؛ لأنَّه خصَّص أحاديثَ النَّهي العامَّة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد

القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ، ٢٠٠٠م. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10607)

لا تؤذي امرأة زوجها في الدنيا إلا قالت زوجته من الحور العين لا تؤذيه قاتلك الله! فإنما هو عندك دخيل يوشك أن يفارقك إلينا

جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا دیتی ہے تو (جنت کی) حوروں میں سے اس مرد کی بیوی (حور) کہتی ہے: اللہ تجھے تباہ کرے! اس شخص کو تکلیف نہ دے، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔

٨٣٦. الحديث:

عن معاذ بن جبل -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تؤذي امرأةٌ زوجَها في الدنيا إلا قالت زوجته من الحُورِ العِينِ لا تُؤْذِيهِ قاتلك الله! فإنما هو عندك دَخِيلٌ يُوشِكُ أن يفارِقَكِ إلينا».

٨٣٦. حدیث:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو (جنت کی) حوروں میں سے اس مرد کی بیوی (حور) کہتی ہے: اللہ تجھے تباہ کرے! اس شخص کو تکلیف نہ دے، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عن قول الحور العين عن الزوجة التي تؤذي زوجها في الدنيا، فإنما هذا الزوج ضيف ونزيل في الدنيا يوشك أن يرحل منها إلى الآخرة، ويدخل الجنة فيكون من نصيب نساء الآخرة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے بیوی کو اس بات سے منع کیا کہ وہ دنیا میں اپنے شوہر کو تکلیف دے۔ یہ شوہر تو دنیا میں مہمان ہے اور عنقریب وہ آخرت کی طرف چل دے گا اور جنت میں داخل ہو جائے گا اور آخرت کی عورتوں (حوروں) کے حصے میں آ جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: معاذ بن جبل -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحور العين : نساء أهل الجنة.
- دخيل : ضيف ونزيل.

فوائد الحديث:

١. تحذير المرأة من إيذاء زوجها.
٢. أعد الله للمؤمنين في الجنة أزواجا مطهرة لا يتحملن أن يؤذى المؤمن ولو من زوجته في الدنيا.
٣. الجنة ونعيمها موجود الآن.
٤. الدنيا دار ابتلاء واختبار والآخرة دار جزاء وبقاء.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة -الأولى، ١٤٢٢ه- ٢٠٠٢م. - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر-الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. - سنن ابن ماجه : أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد

الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها/محمد ناصر الدين، الألباني مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض-الطبعة: الأولى، (مكتبة المعارف).

الرقم الموحد: (5822)

لا رضاع إلا في الحولين في الصغر

رضاعت (جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے) صرف وہی ہے جو بچپن میں دو سال کے اندر اندر ہو۔

٨٣٧. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: سمعت عمر يقول: «لا رَضَاعَ إلا في الحَوْلَيْنِ في الصِّغَرِ».

٨٣٧. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "رضاعت (جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے) صرف وہی ہے جو بچپن میں دو سال کے اندر اندر ہو"۔

درجة الحديث: لم أجد حكما للشيخ الألباني

حدیث کا درجہ: مجھے (اس کے بارے میں) شیخ البانی رحمہ اللہ کا کوئی حکم نہیں ملا۔

المعنى الإجمالي:

أثر عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- يدل على أن الرضاع الذي ينشر الحرمة، وَيحرُم منه ما يحرم من النسب -هو الرضاع في الحولين، وهو صغير- وهو موافقٌ للآية الكريمة: {وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ}.

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ اثر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حرمت کا سبب بننے والی رضاعت جس سے وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں صرف وہی رضاعت ہوتی ہے جو دو سال کے اندر اندر ہو جب کہ دودھ پینے والا ابھی چھوٹا ہو۔ یہ بات اس آیت کریمہ کے موافق ہے ''وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ'' (البقرۃ : ٢٣٣)۔ ترجمہ: ''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں۔ یہ اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت کو پورا کرنا چاہے''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الرضاع

راوي الحديث: رواه الدارقطني والبيهقي.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن الدارقطني.

معاني المفردات:

- رضاع : هي مَصُّ اللبن من الثدي، أو ما في حكم المَصّ، من شربه أو نحو ذلك، مما يوصله إلى الجوف، ويتغذى به المولود.
- الحولين : الحول : سنة كاملة.

فوائد الحديث:

١. أن الرضاع الذي ينشر الحرمة هو ما تغذَّى به الجسم، واستفاد منه، وهو ما كان في زمن الصغر، وهو وقت الرضاعة.
٢. أن الرَّضاع المعتبر ما كان الطفل بحاجة إليه.

المصادر والمراجع:

-سنن الدارقطني، تحقيق شعيب الارنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م - معجم اللغة العربية المعاصرة، لأحمد مختار. الناشر: عالم الكتب. الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م السنن الكبرى للبيهقي، المحقق: محمد عبد القادر عطا- دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (58178)

لا رضاع بعد فصال، ولا يتم بعد احتلام، ولا عتق إلا بعد ملك، ولا طلاق إلا بعد النكاح، ولا يمين في قطيعة، ولا تعرب بعد هجرة، ولا هجرة بعد الفتح

دودھ چھڑا دینے کے بعد رضاعت موثر نہیں رہتی، بلوغت کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی، صرف وہی آزادئ غلام معتبر ہے جو ملکیت کے بعد ہو اور طلاق صرف اُسی واقع ہوتی ہے جب نکاح ہو چکا ہو، اس قسم کا پورا کرنا جائز نہیں جس سے قطعِ رحمی ہوتی ہو، ہجرت کر لینے کے بعد پھر سے دیہات میں سکونت اختیار کرنا جائز نہیں، فتح (مکہ) کے بعد ہجرت (واجب) نہیں۔

٨٣٨. الحديث:

عن جابر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لا رَضاع بعد فِصال، ولا يُتم بعد احْتِلام، ولا عِتق إلا بعد مُلك، ولا طلاق إلا بعد النكاح، ولا يمين في قَطِيعَة، ولا تَعَرُّب بعد هِجْرَة، ولا هجرة بعد الفتح، ولا يمين لولد مع والد، ولا يمين لامرأة مع زوج، ولا يمين لعبد مع سيده، ولا نَذْر في معصية الله، ولو أن أعرابيا حَجّ عَشْر حِجَج ثم هاجر كانت عليه حَجَّةٌ إن استطاع إليه سبيلا، ولو أن صبيا حَجّ عَشْر حجج ثم احتلم كانت عليه حَجَّةٌ إن استطاع إليه سبيلا، ولو أن عبدا حَجّ عَشْر حجج ثم عُتِقَ كانت عليه حَجَّةٌ إن استطاع إليه سبيلا».

٨٣٨. حديث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دودھ چھڑا دینے کے بعد رضاعت موثر نہیں رہتی، بلوغت کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی، صرف وہی آزادی (غلام کی) معتبر ہے جو ملکیت کے بعد ہو اور طلاق صرف اُسی وقت واقع ہوتی ہے جب نکاح ہو چکا ہو، اس قسم کا پورا کرنا جائز نہیں جس سے قطعِ رحمی ہوتی ہو، ہجرت کر لینے کے بعد پھر سے دیہات میں سکونت اختیار کرنا جائز نہیں، فتح (مکہ) کے بعد ہجرت (واجب) نہیں، بیٹے کی باپ کے حق میں قسم معتبر نہیں، عورت کی شوہر کے حق میں قسم معتبر نہیں اور غلام کی اپنے آقا کے حق میں قسم معتبر نہیں ہے، اس نذر کو پورا کرنا جائز نہیں جس میں اللہ کی معصیت ہو، اگر کسی اعرابی نے دس حج کیے اور پھر اس نے ہجرت کی تو اس پر حج کرنا واجب ہے اگر اس میں اس کی استطاعت ہو، اگر کسی بچے نے دس حج کیے اور پھر وہ بالغ ہو گیا تو اس پر حج کرنا فرض ہے اگر وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو، اگر کسی غلام نے دس حج کیے ہوں اور پھر وہ آزاد ہو جائے تو اس پر ایک دفعہ حج کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث -مع ملاحظة ضعفه- جملة من الأحكام التي نبَّه عليها رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمته، حيث لا أثر لحكم الرضاع بعد أن ينفصل الولد عن أمه، وأنَّه يرتفع اسم اليتيم عن الشخص بعد بلوغه، ولا عبرة بعتق العبد إذا لم يملكه المعتق، ولا يقع طلاق بدون نكاح، ولا يجوز الوفاء بيمين فيها معصية كقطيعة الرحم، ولا سكنى لبادية بعد أن هجرها من أجل الله، ولا هجرة من مكة وما حولها إلى المدينة بعد فتح مكة. وفي الحديث عدم جواز قبول شهادة الأقارب بعضهم

اجمالی معنی:

اس حدیث میں (واضح رہے کہ ضعیف ہے) کچھ ایسے احکام کا ذکر ہے جن کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی توجہ مبذول کرائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ اپنی ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے تو اس کے بعد رضاعت کا حکم (حرمت) موثر نہیں رہتا اور آدمی کے بالغ ہو جانے کے بعد اس سے یتیم کے لفظ کا اطلاق ختم ہو جاتا ہے اور اگر آزاد کرنے والا غلام کا مالک نہ ہو تو اس طرح کی آزادی کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور نکاح کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی اور جس قسم کے پورا کرنے میں قطع رحمی ہوتی ہو اسے پورا کرنا جائز نہیں۔ جب کوئی شخص دیہات کو اللہ کی خاطر چھوڑ چکا ہو تو اس کے بعد اس میں سکونت اختیار کرنا درست نہیں اور یہ کہ فتح مکہ کے بعد مکہ اور اس کے گرد و نواح سے مدینہ کی طرف ہجرت واجب نہیں رہی۔ حدیث

لبعض، كشهادة الولد لوالده، والزوجة لزوجها، والعبد لسيده، وفيه دليلٌ على أنَّه لا يجوز الوفاءَ بنذرٍ فيه معصية. وفي الحديث بيان أنَّ حجة الإسلام لا تسقط عن الأعرابي بعد هجرته وإن حج عشر مرات قبل ذلك، ولا تسقط عن الصبي بعد بلوغه وإن حج عشر مرات قبل بلوغه، ولا عن العبد بعد عتقه وإن حج عشر مرات قبل عتقه.

میں قریبی رشتہ داروں کی ایک دوسرے کے لیے گواہی کے جائز نہ ہونے کا بیان ہے جیسے بیٹے کی اپنے والد کے حق میں، بیوی کی اپنے شوہر کے حق میں اور غلام کی اپنے آقا کے حق میں گواہی۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ کسی ایسی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں جس میں اللہ کی معصیت کا ارتکاب ہوتا ہو۔ حدیث میں وضاحت ہے کہ اعرابی کے ہجرت کر لینے کے بعد اسلام کی وجہ سے اس پر واجب ہونے والا حج ساقط نہیں ہوتا اگرچہ اس نے اس سے پہلے دس حج ہی کیوں نہ کر رکھے ہوں اور اسی طرح بچے کے بالغ ہو جانے کے بعد اس سے حج کا وجوب ساقط نہیں ہوتا اگرچہ اس نے بلوغت سے پہلے دس حج ہی کیوں نہ کیے ہوں اور نہ ہی غلام سے اس کے آزاد ہو جانے کے بعد حج ساقط ہوتا ہے اگرچہ اس نے آزادی سے پہلے دس حج کیے ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > أحكام ومسائل الطلاق

راوي الحديث: رواه أبو داود الطيالسي وعبد الرزاق الصنعاني.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: مسند أبي داود الطيالسي.

معاني المفردات:

- لا رضاع بعد فصال : لا يؤثر الرضاع بعد أَنْ يَفْصِل الولد عن أُمِّه أي يُفطم.
- ولا يتم بعد احتلام : يرتفع اسم اليتيم بالبلوغ، ويقتضي ذلك ارتفاع أحكامه.
- ولا عتق إلا بعد ملك : لا يصح أن يعتق رقيقًا لا يملكه؛ لأنَّ تصرفه لم يقع في محله.
- ولا طلاق إلا بعد نكاح : لا يصح الطلاق من رجل على امرأة أجنبية، ليست زوجة له.
- ولا يمين في قطيعة : لا يجوز الوفاء إن حلف على ما فيه قطع للرحم.
- تعرب : انتقل للإقامة في البادية بعد هِجْرَتِهِ.

فوائد الحديث:

١. التصرف لا يصح ولا ينفذ إلاَّ فيما يملكه الإنسان، أمَّا الشيء الذي ليس تحت تصرفه، فلا يجوز ولا يصح تصرفه فيه.
٢. أنه لا أثر للرضاع ولا حكم له بعد الفطام.
٣. أنَّه إذا بلغ اليَتِيم أو اليَتِيمَة زَمَن الْبُلُوغ الذي يَحْتَلِم غَالِب النَّاس فيه أو بعد احتلامهما زال عنهما اسم الْيَتِيم حَقِيقَة.
٤. أنَّه لا يصح لأحدٍ أن يُعتق رقيقًا لا يملكه؛ لأنَّ تصرفه لم يقع في محله.
٥. أنَّ الطلاق لا يصح من رجل على امرأة أجنبيةٍ ليست زوجة له.
٦. أنَّ اليمين لا تكون إلا في قربة وفي طاعة ولا تكون في معصية.
٧. أنَّ النَّذر لا يكون إلا في قربة وفي طاعة ولا يكون في معصية.
٨. أنه لا تقبل شهادة الأقارب بعضهم لبعض. كما لا تصح شهادة العبد لمن يملكه.
٩. أنَّ حجة الإسلام لها شروط إن توفرت أجزأ الحج، وإلا فلا، وإن قام بها قبل توفر الشروط عُدت له نافلة ولو كررها أكثر من مرة, ومن هذه الشروط: البلوغ والحرية.

المصادر والمراجع:

-توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). -

مسند أبي داود الطيالسي. المحقق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي. الناشر: دار هجر – مصر. الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٩ م - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفورى . الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. - الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد، للساعاتي. الناشر: دار إحياء التراث العربي. الطبعة: الثانية. - الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، للجوهري. الناشر: دار العلم للملايين – بيروت. الطبعة: الرابعة ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م - فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني. الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩. - معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود، للخطابي. الناشر: المطبعة العلمية – حلب. الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ - ١٩٣٢ م - شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. - عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم، للعظيم آبادي. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (58146)

لا صلاة بحضرة طعام، ولا وهو يدافعه الأخبثان

کھانے کی موجودگی میں نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس حالت میں نماز پڑھی جائے جب انسان کو پیشاب پاخانہ کی سخت حاجت ہو۔

٨٣٩. الحديث:

عن عائِشَة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «لا صلاة بِحَضرَة طَعَام، وَلا وهو يُدَافِعُه الأَخبَثَان».

٨٣٩. حديث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’کھانے کی موجودگی میں نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس حالت میں نماز پڑھی جائے جب انسان کو پیشاب پاخانہ کی سخت حاجت ہو‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يؤكِّد هذا الحديث رغبة الشارع في حضور قلب المكلَّف في الصلاة بين يدي ربِّه، ولا يكون ذلك إلا بقطع الشواغل؛ التي يسبب وجودها عدم الطمأنينة والخشوع؛ لهذا: فإن الشارع ينهي عن الصلاة بحضور الطعام الذي تتوق نفس المصلي إليه، ويتعلق قلبه به، وكذلك ينهى عن الصلاة مع مدافعة الأخبثين، -اللذين هما البول والغائط-؛ لانشغال خاطره بمدافعة الأذى.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کی تاکید ہے کہ شارع کی خواہش ہے کہ بندہ نماز میں اپنے رب کے سامنے پورے حضورِ قلب کے ساتھ کھڑا ہو۔ ایسا صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب توجہ ہٹانے والی ان تمام اشیاء سے ناطہ توڑ لیا جائے جن کی موجودگی اطمینان اور خشوع کے ختم ہونے کا سبب ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے کھانے کی موجودگی میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا جس کی طرف نمازی کا دل کھنچا جاتا ہے اور اسی میں اُس کا دل لگا رہتا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ اس وقت بھی نماز پڑھنے سے منع فرما رہے ہیں جب انسان کو پیشاب اور پاخانے کی سخت حاجت ہو رہی ہو کیونکہ اس پریشر کی وجہ سے اس کی توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أخطاء المصلين

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا صلاة : لا يصلِّ الإنسان.
- بِحَضْرَةِ : بحضور.
- ولا وهو : أي: الإنسان.
- يُدَافِعُهُ الأَخْبَثَانِ : البول والغائط، ومعنى مدافعتهما إيَّاه: أنه يدفعهما عن الخروج ويدفعانه عن الشغل بغيرهما ليخرجا.

فوائد الحديث:

١. كراهة الصلاة في حال مدافعة الأخبثين، ما لم يضق الوقت فتقدم الصلاة مطلقا، ولو صلى وهو كذلك فإن صلاته صحيحة لكنها ناقصة غير كاملة للحديث المذكور ولا إعادة عليه، وأما إذا دخل في الصلاة وهو غير مدافع للأخبثين وإنما حصلت المدافعة أثناء الصلاة فإن الصلاة صحيحة ولا كراهة إذا لم تمنع هذه المدافعة من إتمام الصلاة.
٢. حضور القلب والخضوع مطلوبان في الصلاة.
٣. ينبغي للمصلي إبعاد كل ما يشغله في صلاته.
٤. الحاجة إلى التبوُّل أو التغوُّط عذر في ترك الجمعة والجماعة، بشرط ألاَّ يجعل أوقات الصلوات مواعيد لهما.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3088)

لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی

٨٤٠. الحديث:

عن عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِت -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا صلاة لمن لم يَقْرَأْ بفاتحة الكتاب».

٨٤٠. حدیث :

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ''اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

سورة الفاتحة، هي أم القرآن وروحه، لأنها جمعت أنواع المحامد والصفات العلى لله تعالى، وإثبات الملك والقهر، والمعاد والجزاء، والعبادة والقصد، وهذه أنواع التوحيد والتكاليف. لذا فرضت قراءتها في كل ركعة، وتوقفت صحة الصلاة على قراءتها، ونُفِيَتْ حقيقة الصلاة الشرعية بدون قراءتها، ويؤكد نفي حقيقتها الشرعية ما أخرجه ابن خزيمة عن أبي هريرة مرفوعاً وهو "لاتجزئ صلاة لايقرأ فيها بأم القرآن". ويستثنى من ذلك المأموم إذا أدرك الإمام راكعا فيكبر للإحرام ثم يركع وتسقط عنه الفاتحة في هذه الركعة لحديث آخر، ولأنه لم يدرك محل القراءة وهو القيام .

اجمالی معنی :

سورۃ فاتحہ قرآن کی ماں (اصل) اوراس کی روح ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے جملہ اقسام اور صفاتِ عالیہ پر مشتمل ہے، اوراس میں بادشاہت، غلبہ، بعث بعد الموت (آخرت)، جزا وسزا اور عبادت و قصد کے اثبات کا بیان ہے اور یہی توحید اور تکالیفِ شرعیہ کی قسمیں ہیں۔ اسی لئے ہر رکعت میں اس کا پڑھنا فرض ہے اور نماز کی صحت اس کے پڑھنے پر موقوف ہے، اوراس کے نہ پڑھنے پر شرعی نماز کی حقیقت کی نفی کی گئی ہے اور شرعی نماز کی حقیقت کی نفی کی تاکید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کی تخریج ابن خزیمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے مرفوعاً کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں : "وہ نماز کافی نہیں جس میں ام القرآن یعنی سورۃ الفاتحہ کو نہ پڑھا جائے۔'' اوراس سے اس مقتدی کو مستثنیٰ قرار دیا جائے گا جس نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا ہو ایسی صورت میں مقتدی تکبیر تحریمہ کہے گا پھر رکوع میں چلا جائے گا، اوراس رکعت میں اس سے فاتحہ ساقط ہوجائے گا۔ اس کی دلیل ایک دوسری حدیث ہے، اوراس لئے بھی کہ اسے قراءت کی جگہ یعنی قیام نہیں ملا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أركان الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِت -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا صلاة : لا صلاة مجزئة وهو شامل لصلاة الفرض والنفل.
- لمن لم يَقْرَأْ : يشمل المنفرد والإمام والمأموم.
- بفاتحة الكتاب : هي سورة الحمد لله رب العالمين، سميت به لأن الكتاب افتتح بها.

فوائد الحديث:

١. وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة من الصلاة، وأنه لا يُجْزِىء غيرها مع القدرة عليها.
٢. بُطلان الصلاة بتركها من المتعمد والجاهل والناسي، لأنها ركن، والأركان لا تسقط مطلقاً.
٣. فضيلة الفاتحة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة الامارات - مكتبة التابعين- القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (5378)

لا صوم فوق صوم أخي داود -شَطْرَ الدَّهرِ-، صم يومًا وأفطر يومًا

میرے بھائی داؤد علیہ السلام کے روزے - آدھا سال کے روزے - سے زیادہ روزہ جائز نہیں۔ ایک دن کا روزہ رکھ اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کر۔

٨٤١. الحديث:

عن عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما- قال: «أُخبِر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أني أقول: والله لَأَصُومَنَّ النهار، وَلَأَقُومَنَّ الليل مَا عِشْتُ. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أنت الذي قلتَ ذلك؟ فقلتُ له: قد قُلتُه -بأبي أنت وأمي-. فقال: فإنك لا تستطيع ذلك، فصُم وأفطِر، وَقُمْ وَنَمْ ، الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وذلك مثل صيام الدَّهْرِ. قلت: فإني أُطِيقُ أفضل من ذلك. قال: فصم يوما وأَفطر يومين. قلت: أُطِيقُ أفضل من ذلك. قال: فصم يوما وأفطر يوما، فذلك مثل صيام داود، وهو أفضل الصيام. فقلت: إني أُطِيقُ أفضل من ذلك. قال: لا أفضل من ذلك»، وفي رواية: «لا صوم فوق صوم أخي داود -شَطْرَ الدَّهرِ-، صم يوما وأفطر يوما».

٨٤١. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک میری یہ بات پہنچائی گئی کہ "اللہ کی قسم! میں زندگی بھر دن میں روزے رکھوں گا اور ساری رات عبادت کروں گا" لہٰذا آپ ﷺ نے کہا: "تم ہی ہو وہ شخص، جس نے یہ بات کہی ہے؟" میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتے ہوئے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ہاں میں نے یہ کہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیکن تیرے اندر اس کی طاقت نہیں، اس لیے روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر۔ رات کو قیام بھی کر اور سو بھی جا اور مہینے میں تین دن کے روزے رکھا کر؛ کیونکہ نیکیوں کا بدلہ دس گنا ملتا ہے۔ اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا"۔ میں نے کہا کہ: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن کے لیے روزے چھوڑ دیا کر۔" میں نے پھر کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اچھا، ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ایسا ہی تھا اور روزے کا یہ سب سے افضل طریقہ ہے۔" میں نے اب بھی وہی کہا کہ میرے پاس اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے، لیکن اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔"، ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "آپ نے فرمایا: "داؤد علیہ السلام کے روزے - آدھے سال کے روزے رکھنا - سے زیادہ روزہ جائز نہیں۔ ایک دن کا روزہ رکھ اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کر۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أُخْبِرَ أن عبد الله بن عَمْرٍو -رض الله عنهما- أقسم على أن يصوم فلا يُفطر، ويقوم فلا ينام كلَّ عمره، فسأله: هل قال ذلك؟ فقال: نعم. فقال: إن هذا يشق عليك ولا تحتمله، وأرشده إلى الجمع بين الراحة والعبادة فيصوم ويفطر، ويقوم وينام، ويقتصر على صوم ثلاثة أيام من كل شهر؛ ليحصل له أجر صيام الدهر. فأخبره أنه يُطيق أكثر من ذلك، وما زال يطلب الزيادة من الصيام حتى

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کو یہ اطلاع پہنچائی گئی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ وہ ہمیشہ روزے سے رہیں گے؛ کبھی بے روزہ نہ رہیں گے اور ہمیشہ قیام اللیل ہی کریں گے؛ کبھی نہیں سوئیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم نے ہی یہ بات کہی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عمل تمہارے لیے باعث مشقت ہو جائے گا اور تم اس کو برداشت نہ کر سکو گے۔ آپ ﷺ نے انھیں آرام اور عبادت دونوں ہی کو اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی کہ روزہ بھی رکھیں اور نہ بھی رکھیں، قیام اللیل بھی کریں اور

انتهى إلى أفضل الصيام، وهو صيام داود عليه السلام، وذلك أن يصوم يوماً، ويفطر يوماً. فطلب المزيد لرغبته في الخير -رضي الله عنه- فقال -صلى الله عليه وسلم-: لا صوم أفضل من ذلك.

سوئیں بھی اور ہر ماہ تین روزے ہی رکھیں؛ تاکہ انھیں سال بھر روزہ رکھنے کا اجر وثواب حاصل ہوجائے۔ لیکن انھوں نے عرض کیا کہ وہ اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اور وہ آپ ﷺ سے مزید روزوں کی درخواست کرتے رہے، یہاں تک کہ روزہ رکھنے کے افضل ترین طریقے پر یہ بات موقوف ہوگئی۔ روزہ رکھنے کا افضل ترین طریقہ داؤد علیہ السلام کا تھا؛ کیوں کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن کا روزہ چھوڑ دیتے تھے۔ تاہم خیر و بھلائی کی شدید خواہش کی بنا پر صحابی رسول ﷺ نے مزید روزوں کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔"

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يحرم على الصائم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عَمْرٍو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لأصومن : هذا قسم، والمعنى: والله لأصومن.
- بأبي أنت وأمي : أي: أفديك بأبي وأمي.
- أمثالها : أشباهها.
- مثل صيام الدهر : في الثواب والأجر.
- أطيق : أستطيع.

فوائد الحديث:

١. فضيلة عبد الله بن عَمْرٍو -رضي الله عنهما- وحرصه على العبادة وقوته فيها.
٢. جواز الإخبارعن الأعمال الصالحة والأوراد ومحاسن الأعمال التي يقوم بها الشخص، ولا يخفى أن محل ذلك عند أمن الرياء.
٣. سماحة شريعة الإسلام، حيث يُكره فيها التعمُّق والتنطُّع، ويُطلب فيها السهولة واليسر؛ لأنه أنشط على العمل، وأدوم عليه.
٤. آخر حَد للصيام الفاضل، هو صيام يوم، وفطر يوم، وهو صيام داود -عليه السلام.-
٥. كراهة صيام الدهر، لأنه مخالف لقوله عليه الصلاة والسلام: "فصم وأفطر" ولحديث: "لا صام من صام الأبد."
٦. أحب الأعمال أدومها وإن قل.
٧. استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر.
٨. أن أفضل الصيام صيام داود -عليه السلام.-
٩. أن التطوع بصوم يوم وفطر يوم مشروع في الأمم السابقة.
١٠. ثواب الحسنة بعشر أمثالها.
١١. تقدير النبي صلى الله عليه وسلم العمل بقدرة صاحبه، إذ قَصرَ عبد الله أولاً على ثلاثة أيام من كل شهر، فلما طلب المزيد ، ورأى النبي صلى الله عليه وسلم فيه الرغبة والقدرة، قال: "فصم يوماَ وأفطر يومين". فلما أظهر الرغبة في طلب الزيادة، أرشده إلى أفضل الصيام فقال: "فصم يوماً وأفطر يوماً."
١٢. كمال شفقته ـ صلى الله عليه وسلم ـ ورحمته بأمته، حيث كان يرشد إلى الأسهل فالأسهل.
١٣. جواز قول الإنسان في النبي -صلى الله عليه وسلم-: بأبي هو وأمي.
١٤. ينبغي مراعاة الإنسان لحاله في المستقبل.
١٥. تقرير الإنسان بما نسب إليه للتثبت من صحته وإلزامه به

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ. خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ. صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4542)

لا صوم في يومين: الفطر والأضحى، ولا صلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس، ولا بعد العصر حتى تغرب، ولا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد: مسجد الحرام، ومسجد الأقصى، ومسجدي هذا

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں کوئی روزہ نہیں، صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز نہیں اور چوتھی بات یہ ہے کہ تین مساجد کے سوا اور کسی جگہ کے لیے شدِ رحال (سفر) نہ کیا جائے؛ مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری یہ مسجد۔ (مسجد نبوی)

٨٤٢. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- وكان غَزَا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ثِنْتَي عَشْرَة غَزْوَة، قال: سمعت أَرْبَعا من النبي -صلى الله عليه وسلم- فَأَعْجَبْنَنِي قال: لا تسافر المرأة مَسِيرَة يومين إلا ومعها زوجها أو ذو مَحْرَم، ولا صوم في يَوْمَيْن: الفِطْرِ وَالأَضْحَى، ولا صلاة بعد الصُّبح حتى تَطْلُعَ الشمس، ولا بعد العصر حتى تغرب، ولا تُشَدُّ الرِّحَالُ إلا إلى ثلاثة مساجد: مسجد الحرام، ومسجد الأَقْصَى، ومَسْجِدِي هذا.

٨٤٢. حدیث:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے چار باتیں سنی ہیں، جو مجھے بہت ہی زیادہ پسند آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت دو دن (یا اس سے زیادہ) کا سفر اس وقت تک نہ کرے، جب تک اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم نہ ہو، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں کوئی روزہ نہیں، صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز نہیں اور چوتھی بات یہ ہے کہ تین مساجد کے سوا اور کسی جگہ کے لیے شد رحال (سفر) نہ کیا جائے؛ مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری یہ مسجد۔ (مسجد نبوی)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر الراوي عن أبي سعيد -رضي الله عنه- أنَّ أبا سعيد الخدري -رضي الله عنه- غزا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ثِنْتَي عَشْرَة غَزْوَة. قال أبو سعيد: سمعت أَرْبَعا من النبي -صلى الله عليه وسلم- فَأَعْجَبْنَنِي، يعني: أنَّ أبا سعيد -رضي الله عنه- سمع من النبي -صلى الله عليه وسلم- حديثا فيه أربعة أحكام، فأَعْجَبَته -رضي الله عنه-: الحكم الأول: "قال: لا تسافر المرأة مَسِيرَة يومين إلا ومعها زوجها أو ذو مَحْرَم" أي: لا يجوز للمرأة أن تسافر بلا مَحْرَم، والمحرم هو: زوجها أو من تحرم عليه على التأبيد، كالأب والجدِّ والابن والأخ والعَم والخال، ومسيرة يومين تقدر بثمانين كيلو مترًا، وفي رواية: "لا يحل لامرأة تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذي محرم عليها"، وفي رواية "مسيرة يوم" وفي رواية "مسيرة ليلة" وفي رواية "لا تسافر امرأة مسيرة ثلاثة أيام إلا مع ذِي محرم" وفي رواية لأبي داود "بريدا"، قال النووي -رحمه

اجمالی معنی:

راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی تھی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "میں نے نبی کریم ﷺ سے چار باتیں سنی ہیں، جو مجھے بہت اچھی لگیں۔" یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث سنی، جس میں چار احکام بیان کیے گئے، جو ان کو بہت اچھے لگے تھے۔ پہلا حکم: "قال: لا تسافر المرأة مَسِيرة يومين إلا ومعها زوجها أو ذو مَحْرَم" (آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت دو دن (یا اس سے زیادہ) کا سفر اس وقت تک نہ کرے، جب تک اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم نہ ہو۔) یعنی کسی بھی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے سفر کرے۔ محرم سے مراد اس کا خاوند یا ایسے افراد ہیں، جن کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو۔ جیسے باپ، دادا، بیٹا، بھائی، چچا اور ماموں۔ دو دن کے سفر کی مقدار تقریباً اسی کلومیٹر کے برابر ہے۔ البتہ ایک اور روایت میں ہے: "لا يحل لامرأة تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذي محرم عليها" (کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ بغیر محرم کے ایک دن رات کا سفر کرے۔) ایک روایت میں ہے: "مسيرة يوم" (ایک دن کا سفر۔) ایک روایت میں ہے: "مسيرة ليلة":

الله-: (ليس المُراد من التَّحديد ظاهره، بل كل ما يُسمى سفرًا فالمرأة مَنْهية عنه إلا بالمَحرم، وإنما وقع التَّحديد عن أمر واقع فلا يُعمل بمفهومه). وهذا إذا لم يكن لسفرها ضرورة، فإن كان ضرورة جاز لها السَّفر، كما لو أسْلَمت في دار الكفر أو في دار الحرب وخَشِيَت على نفسها البَقاء بين الكفار، ففي هذه الحال يجوز لها السفر لوحدها. الحكم الثاني: "ولا صوم في يَوْمَيْنِ: الفِطْرِ وَالأَضْحَى". أي: لا يجوز صوم يوم عيدِ الفِطر أو الأضحى، سواء عن قضاء ما فَاته أو عن نَذر، فلو صامهما أو أحدهما لم يجزئه ويأثم بفعله إن كان متعمدا. وقد جاء في الحديث: (نهى عن صيام هذين اليومين، أما يوم الأضحى فتأكلون من لحم نسككم، وأما يوم الفطر ففطركم من صيامكم) فَعِلة المَنع يوم الأضحى: لأجل الذَّبح والأكل من الهَدي والأضاحي، وقد شُرع للناس أن يأكلوا من الهدي والأضاحي فلا يَنشغلوا بالصيام عن الذبح والأكل التي هي من شعائر الإسلام والظاهرة، وأما علة النهي في عيد الفطر: فهو على اسمه، ومن شأنه أن يكون الإنسان فيه مُفطرا، لا أن يكون صائما، وأيضًا فيه تَمييز، وفَصل بين شهر رمضان وشوال فَوجب إفطاره. الحكم الثالث: "ولا صلاة بعد الصُّبح". ظاهر الحديث: عدم جواز صلاة التطوع بعد طلوع الفجر، لكن هذا الظاهر غير مراد؛ لأن النصوص الأخرى دالة على استحباب ركعتي الفجر بعد طلوع الفجر، وهو أمر مجمع عليه، ولا تجوز الصلاة بعد صلاة الفجر. ويدل لهذا القَيد رواية أبي سعيد عند البخاري: "ولا صلاة بعد صلاتين بعد العصر حتى تَغرب الشمس، وبعد الصُّبح حتى تَطلع الشَّمس" وفي رواية لمسلم: "لا صلاة بعد صلاة الفجر". "ولا بعد العَصر حتى تَغرب" أي: حتى تغرب الشمس، فإذا صلى الإنسان صلاة العصر أمْسَك عن صلاة التطوع، أما قضاء الفوائت، فلا ينهى عنها بعد العَصر؛ لوجوب المسارعة في إبراء الذمة. الحكم الرابع : "ولا تُشَدُّ الرِّحَالُ إلا إلى ثلاثة مساجد: مسجد الحرام، ومسجد الأَقْصَى، ومَسْجِدِي هذا"

(ایک رات کا سفر۔) ایک روایت میں ہے : "لا تسافر امرأة مسيرة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم" (کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن کا سفر بغیر محرم کے کرے۔) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے : "بريدا" (ایک برید) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : تحدید سے مراد اس کا ظاہر نہیں ہے۔ بلکہ جسے بھی سفر سے موسوم کیا جائے، عورت اسے بغیر محرم کے نہیں کر سکتی۔ تحدید محض الگ الگ واقعات کے سلسلے میں وارد ہوئی ہے، اس لیے اس کے مفہوم پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ یہ حکم اس سفر کا ہے، جو بلا ضرورت ہو۔ اگر سفر کرنا ضروری ہو تو جائز ہوگا۔ مثلا کوئی عورت دار الکفر یا دار الحرب میں اسلام قبول کر لے اور اس کو وہاں کفار کے درمیان رہنے میں جان کا خطرہ محسوس ہو، تو ایسی صورت میں اس کے لیے تنہا سفر کرنا جائز ہوگا۔ دوسرا حکم : "دو دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں؛ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔" یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے؛ چاہے روزہ کسی فوت شدہ روزے کی قضا کا ہو یا نذر کا۔ اگر کوئی ان دو دنوں میں یا ان میں سے کسی ایک دن روزہ رکھ لے، تو روزہ درست نہیں ہوگا، بلکہ جان بوجھ کر ایسا کرنے کی صورت میں گنہ گار ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے : (نهى عن صيام هذين اليومين، أما يوم الأضحى فتأكلون من لحم نسككم، وأما يوم الفطر ففطركم من صيامكم) (ان دو دنوں کے روزے سے منع کیا گیا ہے؛ ایک عید الاضحیٰ کا کہ اس دن تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو اور ایک عید الفطر کا کہ اس دن تم اپنے روزے کا فطرانہ دیتے ہو۔) عید الاضحیٰ کے دن روزے سے اس لیے منع کیا گیا ہے؛ کیوں کہ اس دن قربانی کی جاتی ہے، اور قربانیوں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ لوگوں کے لیے مشروع کیا گیا ہے کہ وہ اس دن قربانی کا گوشت کھائیں اور روزہ رکھ کر قربانی کرنے اور گوشت کھانے سے خود کو محروم نہ کریں؛ کیوں کہ یہ قربانی شعائر اسلام میں سے ایک شعار ہے۔ جب کہ عید الفطر کے دن منع کرنے کا سبب خود اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس کے نام ہی سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ انسان اس دن افطار کی حالت میں ہو، روزے کی حالت میں نہیں۔ نیز عید کا دن رمضان اور شوال کے مہینوں کے درمیان امتیاز کرتا ہے، اس لیے اس دن روزے سے پرہیز ضروری ہے۔ تیسرا حکم : "ولا صلاة بعد الصُّبح"۔ (فجر کے بعد کوئی نماز نہیں۔) حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد نفلی نماز کی ادائیگی کی اجازت نہیں ہے، لیکن یہاں ظاہری معنی مراد نہیں۔ کیوں کہ دیگر نصوص فجر کے بعد فجر کی سنتیں ادا کرنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ البتہ نماز فجر کے بعد کوئی نماز جائز نہیں۔ اس قید کی دلیل ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بخاری میں موجود روایت ہے : "ولا صلاة بعد صلاتين؛ بعد العصر حتى تَغرب الشمس، وبعد الصُّبح حتى تَطلع الشَّمس" (دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں؛ عصر کے بعد، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد،

أي: لا يُنشئ الإنسان سفرًا إلى بقعة من بقاع الأرض بقصد التَّقرب إلى الله -عز وجل- فيها، أو من أجل مِيزتها وفضلها وشرفها إلا إلى هذه المساجد الثلاثة، فلا بأس من إنشاء السَّفر إليها، بنص الحديث.

یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔) مسلم کی ایک روایت میں ہے : "لا صلاة بعد صلاة الفجر"۔ (نماز فجر کے بعد کوئی نماز نہیں۔) "ولا بعد العَصر حتى تَغرب" (اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔) چنانچہ جب انسان عصر کی نماز پڑھ لے، تو نفل نماز سے رک جائے۔ ہاں! اگر کوئی فوت شدہ نماز ہو، تو اسے ادا کرنے میں کوئی ممانعت نہیں؛ کیوں کہ واجب کو ادا کرنے میں جلدی کرنا ضروری ہے۔ چوتھا حکم : "ولا تُشَدُّ الرِحَالُ إلا إلى ثلاثة مساجد : مسجد الحرام، ومسجد الأَقْصَى، ومَسْجِدِي هذا" (تین مساجد کے سوا اور کسی جگہ کے لیے شد رحال (سفر) نہ کیا جائے؛ مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری یہ مسجد۔) یعنی انسان اللہ کے قرب کے حصول کی نیت سے یا کسی خصوصیت یا فضل و شرف کی بنیاد پر، روئے زمین کے کسی بھی حصے کا سفر کرے، سوائے مذکورہ تین مساجد کے۔ ان کی طرف سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ نص حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام المسجد الحرام والمسجد النبوي وبيت المقدس
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء
السيرة والتاريخ > التاريخ > تاريخ مكة والمدينة والأقصى

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. عدم جواز سَفر المرأة بلا محرم.
٢. أن المرأة ليست محرما للمرأة في السَّفر؛ لقوله: "زوجها".
٣. أن المرأة ضَعيفة ومن السَّهل التَّسلُّط عليها.
٤. اعتناء الشريعة الإسلامية بالمرأة، وحمايتها وصَونها من كل ما يُعَرِّضها للضَّياع.
٥. تحريم صوم يوم عِيد الفطر والأضحى؛ لأن الأصل في النَّهي التحريم، فلو خالف وصامهما أثِم ولم يصح منه، لعدم انعقاده أصلا.
٦. عدم صحة صلاة التطوع المطلق بعد صلاة الفجر إلا ركعتي الفجر؛ لإيقاعها في وقت النهي؛ لقوله: (لا صلاة) فيُحمل الحديث هنا: على نفي الصحة، ويستثنى من النهي: راتبة الفجر؛ لما تقدم من دلالة السُّنة على ذلك.
٧. عدم صحة صلاة التطوع المطلق بعد صلاة العصر؛ لإيقاعها في وقت النهي؛ لقوله: (لا صلاة ..) فيُحمل الحديث هُنا: على نفي الصحة.
٨. فيه دليل أن وقت العصر يمتد إلى غروب الشمس، لكن جاء في حديث: عبد الله بن عمرو بن العاص: "ووقت العصر ما لم تَصَفَرَّ الشمس"، فَحَمل العلماء -رحمهم لله- حديث الباب وغيره إلى أن ما بعد الاصفرار وقت ضرورة، كما لو كان الإنسان نائما ولم يستيقظ إلى بعد الاصفرار، فيؤديها في ذلك الوقت ولا إثم عليه، أو تطهر الحائض أو يَبلغ الصَّبي أو يُسلم الكافر أو غير ذلك من الأعذار الضرورية، أما تأخيرها إلى ما بعد الاصفرار من غير عذر فلا يجوز.
٩. فيه جواز شَد الرِّحال إلى المساجد الثلاثة.
١٠. فضل المساجد الثلاثة ومَزِيَّتُها على غيرها لأسباب؛ منها: كونها مساجد الأنبياء، ولأن الأول: قِبْلة الناس وإليه حجهم، والثاني: كان قِبْلة الأمم السَّالفة، والثالث: أُسس على التَّقوى.
١١. عدم جواز السفر لزيارة القبور ولو كان قَبر النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لقوله: (لا تُشَدُّ الرِّحَال)، فيدخل في عمومه: قَبر النبي -صلى الله عليه وسلم- وقبور من دونه من باب أولى، وتجوز زيارته لمن كان في المدينة، أو أتى إليها لغرض مشروع أو جائز.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: ١٣٧٩هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. مجموع فتاوى ومقالات، عبد العزيز بن عبد الله بن باز، أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر. الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، ١٤٢٨هـ. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10603)

لا ضَرَرَ ولا ضِرَارَ	نہ (ابتداءً) کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا۔
٨٤٣. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله وعليه وسلم- قال: «لا ضَرَرَ ولا ضِرَارَ».	**٨٤٣. حدیث:** اَبو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہ (ابتداءً) کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث يمثل قاعدة الإسلام في الشرائع وقواعد الأخلاق والتعامل بين الخلق، وهي دفع الضرر عنهم بمختلف أنواعه ومظاهره، فالضرر محرم وإزالة الضرر واجب، والضرر لا يزال بالضرر، والمضار محرمة.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث اسلامی احکام، اخلاقی قواعد اور لوگوں سے باہمی تعامل کا ایک ضابطہ فراہم کرتی ہے جو یہ ہے کہ لوگوں سے ہر قسم کے نقصان کو دور رکھا جائے۔ نقصان دینا حرام ہے اور اس کا دور کرنا واجب ہے۔ نقصان کو نقصان دے کر نہیں زائل کیا جا سکتا۔ نقصان دہ اشیاء حرام ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > أصول الفقه > القواعد الفقهية والأصولية

راوي الحديث: رواه ابن ماجه من حديث أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- ومن حديث عبادة بن الصامت -رضي الله عنه-. ورواه أحمد من حديث عبادة بن الصامت -رضي الله عنه-. ورواه مالك من حديث عمرو بن يحي المازني مرسلا.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- لا ضرر : لا يضر الرجل أخاه فينقصه شيئا من حقه.
- ولا ضرار : لا يجازي من ضره بأكثر من المقابلة بالمثل، والانتصار بالحق.

فوائد الحديث:

١. الرسول أوتي جوامع الكلم وشواهد هذا كثيرة، وهو من خصائصه -عليه الصلاة والسلام.-
٢. الضرر يُزال.
٣. النهي عن المجازاة بأكثر من المثل.
٤. لم يأمر الله عباده بشيء يضرهم.
٥. ورود النفي بمعنى النهي.
٦. تحريم الضرار بالقول أو الفعل أو بالترك.
٧. دين الإسلام هو دين السلامة.
٨. هذا الحديث يعتبر قاعدة من قواعد الشريعة، وهي أن الشريعة لا تقر الضرر، وتنكر الإضرار.
٩. هل بين الضرر والضرار فرق أم لا؟ فمنهم من قال: هما بمعنى واحد على وجه التأكيد، والمشهور أن بينهما فرقا، ثم قيل: إن الضرر هو الاسم، والضرار الفعل، فالمعنى أن الضرر نفسه منتف في الشرع، وإدخال الضرر بغير حق كذلك. وقيل: الضرر: أن يدخل على غيره ضررا بما ينتفع هو به، والضرار: أن يدخل على غيره ضررا بلا منفعة له به، كمن منع ما لا يضره ويتضرر به الممنوع، ورجح هذا القول طائفة، منهم ابن عبد البر، وابن الصلاح. وقيل: الضرر: أن يضر بمن لا يضره، والضرار: أن يضر بمن قد أضر به على وجه غير جائز. وبكل حال فالنبي -صلى الله عليه وسلم- إنما نفى الضرر والضرار بغير حق.

المصادر والمراجع:
-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ - شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. - فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. - سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4711)

لا نذر لابن آدم فيما لا يملك، ولا عتق له فيما لا يملك، ولا طلاق له فيما لا يملك

ابن آدم کے لیے ایسی چیز میں نذر نہیں، جس کا وہ اختیار نہ رکھتا ہو، نہ اُسے ایسے شخص کو آزاد کرنے کا اختیار ہے، جس کا وہ مالک نہ ہو اور نہ اُسے ایسی عورت کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، جس کا وہ مالک نہ ہو

٨٤٤. الحديث:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا نَذْرَ لابن آدم فيما لا يملك، ولا عِتْقَ له فيما لا يملك، ولا طلاق له فيما لا يمْلِك».

٨٤٤. حدیث:

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "ابن آدم کے لیے ایسی چیز میں نذر نہیں، جس کا وہ اختیار نہ رکھتا ہو، نہ اُسے ایسے شخص کو آزاد کرنے کا اختیار ہے، جس کا وہ مالک نہ ہو اور نہ اُسے ایسی عورت کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، جس کا وہ مالک نہ ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- أنَّ التصرف لا يصح ولا ينفذ إلاَّ فيما يملكه الإنسان، أمَّا الشيء الذي ليس تحت تصرفه فلا يجوز ولا يصح تصرفه فيه؛ من ذلك النذر فلا يصح ولا ينعقد في شيء لا يملكه الناذر حين نذره، حتى ولو ملكه بعده فلا يلزمه الوفاء به، ولا كفارة عليه، وأيضًا العتق، فلا يصح أن يعتق رقيقًا لا يملكه؛ لأنَّ تصرفه لم يقع محله، وكذلك الطلاق لا يصح من رجل على امرأة أجنبية ليست زوجة له؛ فـ"إنَّما الطلاق لمن أخذ بالساق"، وقال -صلى الله عليه وسلم-: "لا طلاق فيما لا يملك".

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے بیان فرمایا کہ انسان جس کا مالک نہ ہو، اس کے لیے اس میں تصرف اور اس کی تنفیذ درست اور صحیح نہیں ہے۔ وہ چیز جو آدمی کے تصرف میں نہ ہو، اس کے لیے اس کا تصرف جائز اور صحیح نہیں ہے۔ یہی حال نذر کا بھی ہے۔ چنانچہ وہ نذر صحیح اور قابل نفاذ نہیں ہے، جسے مانتے وقت نذر ماننے والا اس کا اختیار نہ رکھے، حتیٰ کہ اگر وہ بعد میں اس کا مالک ہو بھی جائے، تب بھی اسے پورا کرنا ضروری نہیں ہوگا اور نہ اس پر کفارہ واجب ہوگا۔ یہی معاملہ غلام آزاد کرنے کا ہے کہ آدمی جس غلام کا مالک نہ ہو، وہ اسے آزاد کر نہیں سکتا؛ کیوں کہ اس کا تصرف بجا نہیں ہے۔ نیز یہی حال طلاق کا ہے کہ آدمی کے لیے کسی اجنبی عورت کو، جو اس کی بیوی نہ ہو، طلاق دینا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ "طلاق کا اختیار اسی کو ہے، جو پنڈلی تھامے" (یعنی شوہر) اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "(اس عورت کو) طلاق دینے کا حق نہیں ہے، جس کا وہ مالک نہ ہو۔"

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور > النذور
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > أحكام ومسائل الطلاق

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- النذر : إلزام مكلف مختار نفسَه لله -تعالى- بالقول شيئًا غير لازم عليه بأصل الشرع.
- العِتق : تحرير الرقبة وتخليصها من الرق، وتثبيت الحرية لها.
- الطَلاقُ : حَلُّ قيد النكاح أو بعضه.

فوائد الحديث:

١. أن النذر لا يصح ولا ينعقد في شيء لا يملكه الناذر حين نذره، حتى ولو ملكه بعده، فلا يلزمه الوفاء به، ولا كفارة عليه.

٢. أنه لا طلاق إلا بعد الملك بعقد النكاح على الزوجة، وأن الزوج إذا طلق المرأة قبل النكاح فلا طلاق له.
٣. أنه لا يصح أن يعتق رقيقًا لا يملكه؛ لأنَّ تصرفه لم يقع محله.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام, أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني, تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري, دار الفلق – الرياض, الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ - سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للشيخ البسام. دار الميمان. الطبعة الأولى : ١٤٢٦ه – ٢٠٠٥م. -الموسوعة الفقهية الكويتية, صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ.

الرقم الموحد: (58147)

لا هجرة بعد الفتح، ولكن جهاد ونية، وإذا اسْتُنْفِرْتُم فَانْفِرُوا

فتح مکہ کے بعد ہجرت (مکہ سے مدینہ کے لیے) باقی نہیں رہی۔ البتہ حسن نیت اور جہاد باقی ہے۔ اس لیے جب تمھیں جہاد کے لیے بلایا جائے، تو فوراً نکل کھڑے ہو۔

٨٤٥. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوم فتح مكة: «لا هجرة بعد الفتح، ولكن جهاد ونية. وإذا اسْتُنْفِرْتُم فَانْفِرُوا. وقال يوم فتح مكة: «إن هذا البَلد حَرَّمَهُ الله يوم خلق الله السموات والأرض، فهو حَرَامٌ بُحُرْمَةِ الله إِلَى يوم القيامة، وإنه لم يحل القتال فيه لِأَحَدٍ قَبْلِي، ولم يَحِلَّ لي إلا ساعة من نهار، حرام بِحرمة الله إلى يوم القيامة، لا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلاَ يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إلا من عَرَّفَهَا، ولاَ يُخْتَلَى خَلاَهُ». فقال العباس: يا رسول الله، إلا الإِذْخِرَ؛ فإنه لِقَيْنِهِمْ وبيوتهم؟ فقال: «إلا الإِذْخِرَ».

٨٤٥. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: "فتح مکہ کے بعد ہجرت (مکہ سے مدینہ کے لیے) باقی نہیں رہی۔ البتہ حسن نیت اور جہاد باقی ہے۔ اس لیے جب تمھیں جہاد کے لیے بلایا جائے، تو فوراً نکل کھڑے ہو۔" فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، اسی دن سے اس نے اس شہر کو حرمت والا بنایا ہے۔ چنانچہ اللہ کی دی گئی حرمت کی وجہ سے وہ قیامت کے دن تک کے لیے حرمت والا ہے۔ مجھ سے پہلے اس میں کسی کے لیے قتال کرنا حلال نہیں تھا۔ میرے لیے صرف دن کی ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا۔ اب یہ دوبارہ اللہ کی دی گئی۔ اللہ کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک کے لیے حرمت والا ہو گیا ہے۔ نہ تو اس (میں موجود کسی درخت) کا کانٹا اکھاڑا جائے گا، نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے گا اور نہ ہی اس میں گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے گا، سوائے اس شخص کے جو اعلان کرتے ہوئے (مالک تک پہنچانے کے ارادے سے) اسے اٹھائے اور نہ ہی اس کا گھاس کاٹا جائے گا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! سوائے اذخر گھاس کے۔ یہ لوگوں کی بھٹیوں اور ان کے گھروں کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ سوائے اذخر گھاس کے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-، أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قام خطيبًا يوم فتح مكة، فقال: لا هجرة أي من مكة ؛ لأنها صارت بلاد إسلام، ولكن بقي الجهاد في سبيل الله، وأمر من طلب منه الخروج إلى الجهاد أن يخرج طاعة لله وطاعة لرسوله وأولي الأمر، ثم ذكر حرمة مكة، وأن ذلك منذ خلق الله السموات والأرض وأنها لم تحل لأحد قبل النبي -صلى الله عليه وسلم- ولن تحل لأحد بعده وإنما أُحلت له ساعة من نهار، ثم عادت حرمتها ، ثم ذكر حرمة مكة وأن لا يُعضد شوك

اجمالی معنی:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لا هجرة۔ یعنی مکے سے مدینے کی طرف اب ہجرت فرض نہیں؛ کیوں کہ اب یہ اسلامی علاقہ بن چکا ہے۔ تاہم جہاد کی فرضیت ہنوز باقی ہے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جس سے جہاد پر جانے کے لیے کہا جائے، وہ اللہ، اس کے رسول اور حکمران کی اطاعت میں جہاد کے لیے نکل کھڑا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ کی حرمت بیان کی اور فرمایا کہ جب سے اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش کی ہے، تب سے یہ حرمت والا ہے اور یہ کہ نبی ﷺ سے پہلے یہ کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا۔ آپ ﷺ کے لیے صرف دن کے کچھ وقت کے لیے حلال ہوا تھا، بعدازاں اس کی

الحرم ولا يُنَفَّرُ صيده ولا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُه إلا لمن يريد تعريفها، ولا يؤخذ خلاه وهو العلف والحشيش واستثني من ذلك الإذخر لمصلحة أهل مكة، وذلك أن الحدادين يستعملونه في إيقاد النار لأعمالهم.

حرمت لوٹ آئی۔ آپ ﷺ نے مکے کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو حرم میں موجود کوئی کانٹا اکھاڑا جائے گا، نہ اس میں موجود شکار کے جانوروں کو بھگایا جائے گا اور نہ ہی اس میں کسی گری پڑی چیز کو اٹھانا کسی کے لئے جائز ہے؛ سوائے اس شخص کے جو لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے اسے اٹھائے (تاکہ اسے اس کے مالک تک پہنچا سکے) اور نہ ہی اس میں موجود چارہ اور سبز گھاس وغیرہ کاٹی جائے۔ تاہم اہل مکہ کی مصلحت کے پیش نظر آپ ﷺ نے اس حکم سے اذخر گھاس کو مستثنی کر دیا۔ کیوں کہ لوہار اپنے کام کی خاطر آگ جلانے کے لیے اس کا استعمال کرتے تھے۔ تیسیر العلام (ص ٣٨٤) تنبیہ الأفہام (ج ٣/ ٥١٥) تأسیس الأحکام ٣/٣٥١

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام المسجد الحرام والمسجد النبوي وبيت المقدس
الفقه وأصوله > فقه المعاملات > اللقطة واللقيط

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا هجرة بعد الفتح : أي بعد فتح مكة؛ لأنها صارت دار إسلام.
- اسْتُنْفِرْتُم فانْفِروا : "نفر" خرج بسرعة، أي: إذا طلب خروجكم للحرب بسرعة فاخرجوا كما طلب منكم وإنما يتعين بتعيين الإمام.
- لا يُعْضَدُ شوكه : العضد: القطع.
- لا يُنَفَّر صَيدُه : لا يُزعج من مكانه ويذعر.
- ولاَ يُخْتَلَى خَلاَهُ : لا يُحتش العلف الذي يكون فيه، والخلى هو: الحشيش الأخضر، والمعنى: لا يؤخذ حشيشها الأخضر الرطب.
- الإِذْخِرَ : نبت قضبانه دقيقة وله رائحة طيبة.
- لقَيْنهم : أي: قَين أهل مكة، وهم الحدادون، يشعلون به النار لإحماء الحديد.
- بيوتهم : بيوت أهل مكة يجعلونه على السقوف فوق الخشب وتحت الطين.
- لا يُلتَقط : لا يُؤخذ.
- لقَطَتُه : ما ضاع من صاحبه.
- عرَّفها : التعريف باللقطة البحث عن صاحبها.

فوائد الحديث:

١. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على تبليغ الأحكام في مناسبتها.
٢. انقطاع الهجرة من مكة إلى غيرها، لأنها بعد الفتح بلاد إسلامية، أما الهجرة من غيرها، فهي باقية، من كل بلد لا يُقيم الإنسان فيه دينه.
٣. الإشارة إلى أن مكة لن تعود بلد كفر تجب الهجرة منها.
٤. أن الجهاد باقٍ إلى قيام الساعة.
٥. الإشارة إلى أن الاهتمام بالنية في الجهاد وغيره من سبل الخير.
٦. وجوب الخروج إلى الجهاد إذا استنفره ولي الأمر.
٧. تحريم القتال في مكة، فلا يحل لأحد إلى يوم القيامة.
٨. عظمة مكة وحرمتها.
٩. أن تحريمها قديم منذ خلق الله السماوات والأرض وأن تحريمها باق إلى يوم القيامة.
١٠. جواز القتال فيها للنبي -صلى الله عليه وسلم- ساعة الفتح خاصة؛ لأنه استنقاذ لها من الشرك وأهله.

١١. أن ما جاز للضرورة فإنه يقدر بقدرها.
١٢. وقوع النسخ في الأحكام الشرعية حسبما تقتضيه حكمة الله -تعالى.-
١٣. تحريم قطع شجر الحرم وإن كان مؤذيا كالشوك.
١٤. تحريم تنفير صيده، وحبسه وقتله أشد حرمة بطريق الأولى.
١٥. تحريم التقاط لقطتها، إلا لمن أراد أن يعرفها على وجه الدوام.
١٦. أن لقطة الحرم لا تملك ولو طال زمن تعريفها.
١٧. تحريم حش حشيشها الأخضر إلا الإذخر.
١٨. جواز قطع الشجر والحشيش النابتين بفعل الآدمي ؛ لأنها ملكه.
١٩. فضيلة العباس بن عبد المطلب؛ بالتماسه الإذن في الإذخر مراعاة لحاجة الناس.
٢٠. مراجعة المفتي وولي الأمر فيما تقتضيه حاجة الناس.
٢١. اجتهاد النبي صلى الله عليه وسلم في بعض مسائل الشرع.
٢٢. صحة استثناء المتكلم من كلامه، وإن لم ينوه إلا بعد أن طلب منه.
٢٣. أن مكة فتحها النبي -صلى الله عليه وسلم- عَنْوَةً.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4494)

لا يَصُومَنَّ أحدكم يوم الجمعة، إلا أن يَصوم يومًا قبله أو بعده

تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر ایک دن پہلے یا اس کے ایک (دن) بعد روزہ رکھتا ہو۔

٨٤٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لا يَصُومَنَّ أحدكم يوم الجمعة، إلا أن يصومَ يومًا قبله أو بعده».

٨٤٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر ایک دن پہلے یا اس کے ایک (دن) بعد روزہ رکھتا ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن صوم يوم الجمعة، إلا أن يُقرن به صوم يومٍ قبله أو بعده، أو يكون ضمن صوم معتاد.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ نے صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اِلّا یہ کہ اس سے پہلے یا بعد میں اور روزہ ملایا جائے یا اُس کے معمول کے ضمن میں آ جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يومًا قبله : أي: مواليًا له، من غير فصل.
- يومًا بعده : أي: مواليًا له، من غير فصل.
- الصيام : الإمساك عن المفطرات من طلوع الفجر إلى غروب الشمس.

فوائد الحديث:

١. النهي عن صوم يوم الجمعة إلا أن يصوم يوما قبله أو يوما بعده.
٢. حكمة التشريع الإسلامي ، حيث فُرق بين صوم يومي العيدين ويوم الجمعة.

المصادر والمراجع:

تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (4449)

لا يَلِجُ النار رجل بَكى من خشية الله حتى يَعود اللَّبَنُ في الضَّرْع	جو شخص اللہ کے خوف سے رویا ہو وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے
٨٤٧. الحديث: عن أبي هريرة ـ رضي الله عنه ـ قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يَلِجُ النارَ رجُل بَكى من خشية الله حتى يَعود اللَّبَنُ في الضَّرْع، ولا يَجتمع غُبَارٌ في سبيل الله وَدُخَانُ جهنم».	**٨٤٧. حدیث :** ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جو شخص اللہ کے خوف سے رویا ہو وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ اور(کسی آدمی پر) اللہ کی راہ کا گرد وغبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہوسکتے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه لا يدخل النار من بكى من خشية الله؛ لأن الغالب من الخشية امتثال الطاعة واجتناب المعصية؛ حتى يعود اللبن في الضرع، وهذا من باب التعليق بالمحال. ولا يجتمع على عبد غبار في سبيل الله ودخان جهنم، فكأنهما ضدان لا يجتمعان كما أن الدنيا والآخرة نقيضان.	**اجمالی معنیٰ :** رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ عام طور پر خوف وڈر کی وجہ سے آدمی اطاعت وفرماں برداری کرتا ہے اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہے۔ "یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔" یہ تعلیق بالمحال کے طور پر ہے (یعنی جس طرح دوہے ہوئے دودھ کا تھنوں میں واپس جانا محال ہے۔ اسی طرح اس شخص کا دوزخ میں جانا محال ہے)۔ نیز کسی آدمی پر اللہ کی راہ کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہوسکتے۔ گویا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں جو یکجا نہیں ہوسکتے، جس طرح کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يلج : لا يدخل.
- الضرع : مدر اللبن من الشاة والبقر، وهو كالثدي للمرأة.
- خشية الله : هي الخوف المقرون بالعلم.

فوائد الحديث:

١. أن البكاء خشية من الله تعالى يبعث على الاستقامة، فيكون وقاية من عذاب النار.
٢. فضل الجهاد في سبيل الله.
٣. الخوف من الله من أسباب النجاة من النار.

المصادر والمراجع:

-كنوز رياض الصالحين، أ. د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار -دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى : ١٤٣٠ هـ- بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي-دار ابن الجوزي -الطبعة الأولى ١٤١٨ه - نزهة المتقين، د . مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت -الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ١٩٨٧م - رياض الصالحين د. ماهر بن ياسين الفحل دار ابن كثير للطباعة

والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - السنن الكبرى المؤلف: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي-حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط- الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت- الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - صحيح الجامع الصغير وزياداته : محمد ناصر الدين الألباني -دار المكتب الإسلامي-بيروت لبنان.

الرقم الموحد: (3778)

لا يَلبسُ القميص ولا العَمَائِمَ ولا السَّرَاوِيلاَتِ ولا البَرَانِسَ وَلاَ الخِفَافَ إلا أحَدٌ لاَ يجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أسفلَ من الكعبين

نہ قمیص پہنے نہ عمامہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سرپوش اوڑھے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انھیں (اس طرح) کاٹ دے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوجائیں۔

٨٤٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- «أن رجلًا قال يا رسول الله، ما يَلْبَسُ المُحْرِمُ مِنَ الثياب؟ قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لا يلبسُ القميص، ولا العَمَائِمَ ، وَلاَ السَّرَاوِيلاَتِ، ولا البَرَانِسَ، ولا الخِفَافَ، إلا أحدٌ لا يجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أسفلَ من الكعبين، وَلا يَلْبَسْ من الثياب شيئا مَسَّهُ زَعْفَران أَوْ وَرْسٌ»، وللبخاري: «ولا تَنْتَقِبُ المرأة، وَلا تلبس الْقُفَّازَيْنِ».

٨٤٨. حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو کیا پہننا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”نہ قمیص پہنے نہ عمامہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سرپوش اوڑھے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انھیں (اس طرح) کاٹ دے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوجائیں۔ اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنا ہو جو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو۔“ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ”اور عورت نہ تو نقاب پہنے گی نہ ہی داستانے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قد عرف الصحابة -رضي الله عنهم- أن للإحرام هيئة تخالف هيئة الإحلال، ولذا سأل رجلٌ النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الأشياء المباحة، التي يلبسها المحرم. ولمّا كان من اللائق أن يكون السؤال عن الأشياء التي يجتنبها، لأنها معدودة قليلة وقد أُعْطِي -صلى الله عليه وسلم- جوامع الكلم أجابه ببيان الأشياء التي يجتنبها المحرم ويبقى ما عداها على أصل الحل، وبهذا يحصل العلم الكثير. فأخذ -صلى الله عليه وسلم- يَعُدُّ عليه ما يحرم على الرجل المحرم من اللباس، منبها بكل نوع منها على ما شابهه من أفراده، فقال: لا يلبس القميص، وكل ما فُصِّل وَخِيطَ على قدر البدن، ولا العمائم، والبرانس، وكل ما يغطى به الرأس، ملاصقاً له، ولا السراويل، وكل ما غطي به -ولو عضواً- كالقفازين ونحوهما، مخيطاً أو مُحِيطاً، ولا الخفاف ونحوهما، مما يجعل بالرجلين ساترين للكعبين، من قطن أو صوف، أو جلد أو غير ذلك. فمن لم يجد وقت إحرامه نعلين، فَلْيَلْبَسْ الخفين ولْيَقْطَعْهُما من أسفل الكعبين،

اجمالی معنیٰ:

صحابہ کرام اس بات کو سمجھتے تھے کہ محرم کی حالت حلال (احرام سے خارج) شخص کے بالمقابل مختلف ہوتی ہے اسی لیے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا جو محرم کے لیے مباح ہیں اور وہ ان کو حالتِ احرام میں پہن سکتا ہے۔ اس کے لیے مناسب یہ تھا کہ وہ ان اشیاء کے بارے میں سوال کرتا جن سے بچنا ضروری ہے کیوں کہ وہ تھوڑی سی چند ایک ہیں۔ لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ جوامع الکلم سے نوازے گیے تھے اس لیے ایسا جواب دیا کہ ان اشیاء کو بیان کر دیا جن سے محرم کا بچنا ضروری ہے باقی کو ان کی اصلی حالت حلت پر برقرار رکھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ اور اس سے بہت زیادہ علم حاصل ہوتا ہے۔ پھر رسول ﷺ نے ان چیزوں کو شمار کرنا شروع کر دیا جو ایک محرم پر حالتِ احرام میں لباس کے اعتبار سے حرام ہیں۔ آپس میں انفرادی طور پر ایک دوسرے سے مشابہ تمام انواع کی تنبیہ فرما دی۔ چنانچہ فرمایا کہ محرم قمیص نہ پہنے اور ہر وہ چیز جس کو بدن کے مقدار کے حساب سے سلا کیا گیا ہو اور نہ ہی عمامہ پہنے، نہ برنس (وہ کپڑا جس کے ساتھ سر ڈھانپنے والا حصہ جڑا ہو) پہنے، اسی طرح ہر وہ چیز جو سر اور اس سے ملحقہ حصے کو ڈھانپ لے، اور نہ ہی شلوار پہنے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو ڈھانپنے والی ہو چاہیے ایک عضو ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے دستانے وغیرہ، چاہے سلے ہوں یا بغیر سلے ہوں۔ اور نہ ہی ایسے موزے وغیرہ پہنے جائیں جو آدمی کے ٹخنوں کو ڈھانپتے ہوں چاہے وہ روئی کے ہوں یا اون کے یا چمڑے کے ہوں یا کسی اور چیز سے بنے

ليكونا على هيئة النعلين. ثم زاد -صلى الله عليه وسلم- فوائد لم تكن في السؤال، وإنما المقام يقتضيها، فَبيَّن ما يحرم على المحرم مطلقاً من ذكر وأنثى، فقال: ولا يلبس شيئاً من الثياب، أو غيرها مَخِيطاً أو غير مخيط، إذا كان مُطَيَّباً بالزعفران أو الورس، منبهاً بذلك على اجتناب أنواع الطيب. ثم بيَّن ما يجب على المرأة، من تحريم تغطية وجهها وإدخال كفيها فيما يسترهما، فقال: "ولا تنتقب المرأة، ولا تلبس القفازين".

ہوئے ہوں۔ اگر احرام کے وقت کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے لیکن ان کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ دے تاکہ وہ جوتے کی شکل اختیار کر جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مزید فائدے مند چیزیں بیان کیں جو کہ سوال میں موجود نہیں تھیں لیکن مقام ان (کے بیان) کا متقاضی تھا۔ آپ ﷺ نے مزید ان چیزوں کی وضاحت کی جو محرم پر حرام ہیں چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ فرمایا: کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے چاہے وہ سلا ہو یا بغیر سلا ہو جب اس کو زعفران یا ورس وغیرہ سے خوشبودار کیا گیا ہو۔ یہ ہر قسم کی خوشبو سے بچنے کی تنبیہ کی جا رہی ہے۔ پھر عورت کے لیے کیا چیز ضروری ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے لیے حرام ہے کہ وہ اپنے چہرے کو کسی چیز سے ڈھانپے اور اپنے ہاتھ کسی ایسی چیز میں داخل کرے جس سے اس کے ہاتھ چھپ جائیں۔ فرمایا: "ولا تنتقب المرأة، ولا تلبس القفازين". کہ عورت نہ تو نقاب پہنے گی اور نہ ہی دستانے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > محظورات الإحرام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- القميص : الثوب ذو الأكمام.
- السَّرَاوِيلات : جمع سَرَاوِيل، وهو ما يلبس على النصف السفلي وله رجلان.
- البَرَانِس : جمع بُرْنس، وهو الثوب الشامل للبدن والرأس.
- الخِفَاف : جمع "خُفٍّ"، وهو ما غطى الكعبين من الجلد.
- الزَّعْفَرَان : نبات بصلي مُعَمِّرٌ من الفصيلة السَّوْسَنِيَّةِ يُصبغُ به الثياب.
- الوَرْس : نبتٌ أصفر، يصبغ به الثياب، وله رائحة طيِّبة.
- لا تَنْتَقِب : الانتقاب: هو أن تُخَمِّر المرأة وجهها- أي تغطيه بالخمار- وتجعل لعينيها خرقين تنظر منهما.
- الكَعْبَين : العظمان الناتئان عند مفصل الساق.
- القُفَازَين : تثنية قُفَّاز، وهو: شيء يعمل لليدين ذو أصابع، من خِرَقٍ، أو جلود، أو غيرها.

فوائد الحديث:

١. أن السؤال ينبغي أن يكون متوجهاً إلى المقصود علمه.
٢. جواز الجهر بالسؤال في المسجد للمصلحة.
٣. ينبغي للمسئول، إذا رأى السؤال غير ملائم أن يعدله ويقيمه إلى المعنى المطلوب، ويضرب صفحاً عن السؤال.
٤. أن الأشياء التي يجتنبها المحرم من الملابس قليلة معدودة، وأما الأشياء المباحة فهي كثيرة، ولهذا المعنى صرف النبي -صلى الله عليه وسلم- سؤال السائل عن ما يلبسه المحرم إلى بيان ما لا يلبسه.
٥. بلاغة النبي -صلى الله عليه وسلم- وحسن جوابه.
٦. منع المحرم من لبس القميص والعمائم والسَّرَاوِيلاَتِ، والبَرَانِس، والخِفَافَ ويبقى ما عداها على أصل الحل.
٧. نبَّه عليه الصلاة والسلام بالقميص والسراويل على كلِّ مَخِيط، وبالعمائم، والبَرَانِسَ على كلِّ ما يغطِّي الرأس، وبالخِفَاف على كلِّ ما يستر الرجل.
٨. تحريم هذه الأشياء الملبوسة خاصة بالرجُل، وأمَّا المرأة، فيباح لها لُبس المخيط وتغطية الرأس.
٩. أن الممنوع لبس هذه الأنواع على هيئتها، فلو استعملها بغير لُبس مثل أن يرتدي بالقميص فلا بأس به.

١٠. منع المحرم من لبس الثياب المطيبة بالزَعْفَرَان، أو وَرْس، ويقاس عليهما بقية أنواع الطيب.

١١. تحريم تغطية المرأة وجهها، لأن إحرامها فيه. وتحريم لبس القُفَازَين، على الذكر والأنثى.

١٢. جواز لبس الخُفَين لعادم النَعلين، إذا قطعهما أسفل من الكعبين.

١٣. حكمة التشريع الإسلامي بتخصيص لباس واحد.

١٤. يسر الشريعة الإسلامية.

١٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على العلم.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4544)

لا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إلاَّ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله

حدود اللہ کے علاوہ کسی سزا میں دس سے زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں۔

٨٤٩. الحديث:

عن أبي بردة هانئ بن نيار البلوي -رضي الله عنه-: أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لا يُجْلَدُ فوق عشَرة أَسْواط إلا في حَدٍّ مِن حُدود الله».

٨٤٩. حدیث :

ابو بردۃ ھانی بن نیار بلوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا : "حدود اللہ کے علاوہ کسی سزا میں دس سے زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يراد بحدود الله -تعالى- أوامره ونواهيه، فهذه لها عقوبات رادعة عنها، إما مقدرة، كالزنا والقذف أو غيره مقدرة، كالإفطار في نهار رمضان، ومنع الزكاة، وغير ذلك من قبل المحرمات، أو ترك الواجبات. وهناك تأديبات وتعزيرات للنساء والصبيان، لغير معصية الله، إنما تفعل لتقويمهم وتهذيبهم، فهذه لا يزاد فيها على عشرة أسواط، ما داموا لم يتركوا واجبًا من واجبات دينهم، أو يفعلوا محرمًا عليهم من ربهم.

اجمالی معنی :

اللہ تعالیٰ کے حدود سے مراد اس کے اوامر اور نواہی ہیں۔ ان کے لیے کچھ عبرتناک سزائیں مقرر ہیں۔ یہ یا تو معین سزائیں ہیں، جیسے زناکاری اور بہتان تراشی۔ یا غیر معین، جیسے ماہ رمضان میں دن کے وقت کھانا، زکاۃ ادا کرنے سے انکار کر دینا اور دیگر حرام کردہ امور کا ارتکاب کرنا یا واجبات کو ترک کر دینا۔ اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے ہٹ کر بھی خواتین اور بچوں کے لیے کچھ تادیبی اور تعزیری سزائیں ہیں، جو ان کے اصلاح احوال اور انھیں تہذیب کے دائرے میں رکھنے کی غرض سے دی جاتی ہیں۔ خیال رہے کہ یہ تعزیری سزائیں دس کوڑوں سے زائد نہیں ہو سکتیں، الا یہ کہ وہ اپنے کسی دینی واجب کو چھوڑ دیں یا اپنے پروردگار کی جانب سے حرام کردہ کسی امر کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > أحكام التعزير

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو بردة هانئ بن نِيار البلَوِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فوق عشرة أسواط : أكثر من عشر جلدات.
- حد من حدود الله : يراد بها: محارم الله؛ لكونها زواجر من الله -تعالى- ونواهٍ منه -تعالى-، فالمراد بالنهي عن الزيادة مثل ضرب التأديب.

فوائد الحديث:

١. أن حدود الله -تعالى- التي أمر بها أو نهى عنها لها عقوبات تردع عنها، إما مقدرة من الشارع، أو راجعة في تقديرها إلى المصلحة التي يراها الحاكم.
٢. أن تأديب الصبيان والنساء والخدم ونحوهم، يكون خفيفا بقدر التوجيه والتخويف، فلا يزاد فيه على عشرة أسواط، والأولى تهذيبهم بدون الضرب، بل بالتوجيه، والتعليم، والإرشاد، والتشويق، فهو أدعى للقبول واللطف في التعليم. والأحوال في هذا المقام تختلف كثيرا، فينبغي فعل الأصلح.
٣. ظاهرُ هذا الحديث تحريمُ الزيادة على عشرة أسْواطٍ.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، بدون طبعة، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام،

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. -تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. -عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ -توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (2987)

لا يُصَلِّ أحدكم في الثَّوْبِ الواحد، ليس على عاتقه منه شيء

تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے دونوں کندھوں پر کچھ بھی کپڑا نہ ہو

٨٥٠. الحديث:

عن أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه مرفوعًا: «لا يُصَلِّ أحدكم في الثَّوْبِ الواحد، ليس على عاتقيه منه شيء».

٨٥٠. حديث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے دونوں کندھوں پر کچھ بھی کپڑا نہ ہو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المطلوب من المُصلِّ أن يكون على أحسن هيئة، فقد قال تعالى: {يا بني آدم خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كل مَسجدٍ}. ولأن مقابلة الملوك ولقاء الأشراف والسادة؛ يتطلب من الإنسان أن يكون على أكمل الأحوال وأحسن الهيئات، فكيف بمقابلة ملك الملوك وسيد السادات؟ ولذا فإن النبي صلى الله عليه وسلم حثَّ المُصلِّ أن لا يصلِّ وعاتقاه مكشوفان مع وجود ما يسترهما أو أحدهما، ونهى عن الصلاة في هذه الحال، وهو واقف بين يدي الله يناجيه.

اجمالی معنی:

نمازی سے مطلوب یہ ہے کہ وہ بہترین ہیئت اختیار کرے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {یا بنی آدم خُذُوا زِینَتَکُم عِندَ کل مَسجِدٍ} ترجمہ: ''اے آدم کی اولاد مسجدوں میں آتے ہوئے زینت اختیار کرو۔'' اور اس لیے کہ بادشاہوں، معززین اور سرداروں سے ملنے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان بہترین حالت اور ہیئت کو اختیار کرے۔ ذرا سوچیے کہ پھر جو بادشاہوں کا بادشاہ اور سرداروں کا سردار ہے اس سے کیسے ملنا چاہیے؟ اسی وجہ سے نبی ﷺ نے نمازی کو اس بات کی تلقین فرمائی کہ وہ اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے ننگے ہوں حالانکہ اس کے پاس ایسا کپڑا بھی ہو جس سے وہ ان دونوں کو یا ان میں سے ایک کو چھپا سکتا ہو۔ آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اس حال میں نماز ادا کرے اور اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس سے مناجات کرے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا يُصَلِّ : لا نافية، والنفي هنا بمعنى النهي.
- عاتقيه : تثنية عاتق، وهو ما بين المِنْكب وأصل العنق.

فوائد الحديث:

١. جواز الصلاة في الثوب الواحد إذا ستر ما يجب ستره.
٢. جواز الصلاة في ثوبين، أحدهما يستر أعلى الجسم، والاخر يستر أسفله.
٣. النهي عن الصلاة بدون ستر العاتق، قال شيخ الإسلام ابن تيمية: ستر العاتق لحق الصلاة؛ فيجوز له كشف مِنْكَبيْه خارج الصلاة، وحينئذ فقد يستر المصلي في الصلاة ما يجوز إبداؤه في غير الصلاة.
٤. استحباب كون المُصلِّ على هيئة حسنة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (7201)

لا يبولن أحدكم في الماء الدائم الذي لا يجري، ثم يغتسل منه

تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہتا ہوا نہ ہو پیشاب نہ کرے۔ پھر اسی میں غسل کرنے لگے۔

٨٥١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: "لا يَبُولَنَّ أحَدُكم في الماء الدَّائِمِ الذي لا يجْرِي, ثمَّ يَغتَسِلِ مِنه". وفي رواية: "لا يغتسل أحدكُم في الماء الدَّائم وهو جُنُب".

٨٥١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہتا ہوا نہ ہو پیشاب نہ کرے۔ پھر اسی میں غسل کرنے لگے‘‘۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ’’تم میں سے کوئی بھی حالتِ جنابت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن البول في الماء الراكد الذي لا يجري؛ لأن ذلك يقتضي تلوثه بالنجاسة والأمراض التي قد يحملها البول فتضر كل من استعمل الماء، وربما يستعمله البائل نفسه فيغتسل منه، فكيف يبول بما سيكون طهورًا له فيما بعد. كما نهى عن اغتسال الجنب في الماء الراكد؛ لأن ذلك يلوث الماء بأوساخ وأقذار الجنابة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے ایسے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا جو ٹھہرا ہوا ہو اور جاری نہ ہو۔ کیونکہ اس کی وجہ سے یہ نجاست سے آلودہ ہو جاتا ہے۔ وہ امراض جو پیشاب کے بسبب در آ سکتے ہیں ہر اس شخص کو نقصان دے سکتے ہیں جو پانی کو استعمال کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود پیشاب کرنے والا ہی اس پانی کو استعمال کرے اور اس سے غسل کرے۔ چنانچہ اس کے لیے کیسے روا ہے کہ وہ ایسی شے میں پیشاب کرے جو بعد میں اس کے لیے حصولِ طہارت کا ذریعہ ہوگی۔ اسی طرح نبی ﷺ نے جنبی شخص کو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ایسا کرنا پانی کو جنابت کی گندگی سے آلودہ کر دیتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > أحكام المياه
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الذي لا يجرى : تفسير للدائم، وهو المستقر في مكانه.
- وهو جُنُب : ذو جنابة، وهو من وجب عليه الغسل من جماع أو إنزال مني.

فوائد الحديث:

١. النَّهْي عن البول في الماء الذي لا يجرى وتحريمه، وأولى بالتحريم التغوط سواء أكان قليلا أم كثيرا، دون المياه المستبحرة فإن ماءها لا يتنجس بمجرد الملاقاة.
٢. النهي عن الاغتسال في الماء الدائم بالانغماس فيه، لاسيما الجنب ولو لم يبُلْ فيه كما في رواية مسلم، والمشروع أن يتناول منه تناولا.
٣. جواز ذلك في الماء الجاري، والأحسن اجتنابه.
٤. النهي عن كل شيء من شأنه الأذى والاعتداء، وهذا دليل كمال الشريعة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3047)

لا يجوز اللعب في ثلاث: الطلاق والنكاح والعتاق, فمن قالهن فقد وجبن	تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ساتھ کھلواڑ کرنا جائز نہیں : نکاح، طلاق اور غلام آزاد کرنا، لہذا جس نے انہیں اپنی زبان سے کہہ دیا تو یہ واقع ہوجاتی ہیں۔
٨٥٢. الحديث: عن عبادة بن الصامت أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يجوز اللَّعِبُ في ثلاث: الطلاق والنكاح والعِتَاقُ , فمن قالهن فقد وَجَبْنَ".	**٨٥٢. حدیث :** عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ " تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ساتھ کھلواڑ کرنا جائز نہیں : نکاح، طلاق اور غلام آزاد کرنا، لہذا جس نے انہیں اپنی زبان سے کہہ دیا تو یہ واقع ہوجاتی ہیں۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ :** ضعیف
المعنى الإجمالي: يبين الحديث أنَّه لا يجوز التلاعب في هذه الألفاظ الثلاثة: الطلاق، والنكاح، والعتق، فمن تكلم بهنَّ، فإنه يؤاخذ بهنَّ، ويلزمه مدلولُهُنَّ، سواء كان جاداً أو لاعباً أو مازحاً، فلا يُنظر إلى قصده، بل يُحكم عليه بلفظه، وقد اتفق أكثر العلماء على أن هذه الأحكام جدها وهزلها سواء.	**اجمالی معنی :** اس حدیث میں اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ ان تین الفاظ : طلاق، نکاح اور غلام آزاد کرنے کے تئیں باہم کھلواڑ کرنا جائز نہیں، لہذا جس کسی نے اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کردیے تو ان پر اس سے مواخذہ کیا جائے گا اور اس پر ان الفاظ سے اخذ کیے جانے والے معانی کا اطلاق ہوگا، چاہے سنجیدگی کے ساتھ یا کھلواڑ یا دل لگی کے طور پر یہ ادائیگی ہو اور اس کی نیت وارادہ کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ اس کے لفظ کے مطابق اس پر حکم کا اطلاق ہوگا اور اکثر اہلِ علم کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ ان احکام میں سنجیدگی اور انہیں ازراہِ مذاق کرنا (دونوں ایک ہی حکم ہونے میں) برابر ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > أحكامه وشروط النكاح
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > حكم الطلاق

راوي الحديث: أخرجه ابن أبي أسامة في مسنده (مسند الحارث).

التخريج: عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- العِتَاقُ : من العتق وهو تحرير الرقبة، وتخليصها من الرق.
- وَجَبْنَ : لزمن، وثبتن، ونفذ حكمهن.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث ينبِّه الإنسان بأن لا يلعب بمثل هذه الأحكام؛ كما يفعله بعض الناس في مجالسهم العامة والخاصة، بل يكون الإنسان حذرًا؛ لئلا يقع فيما يورطه من الأمور.
٢. الحديث مخصِّصٌ؛ لعموم حديث: "إنَّما الأعمال بالنِّيَّات"، فالعقود لا تنعقد عن هزل إلا هذه الثلاثة.
٣. حسن تعليم الرسول -صلى الله عليه وسلم- حيث يذكر أشياء أحياناً للتقسيم والحصر.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م -

بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، لابن أبي أسامة. الناشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبوية - المدينة المنورة. الطبعة: الأولى، ١٤١٣ - ١٩٩٢ -
منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨.

لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث: الثَّيِّبُ الزاني، والنفسُ بالنفس، والتاركُ لدينه المفارقُ للجماعة

مسلمان کا خون بہانا صرف تین وجہ سے جائز ہوتا ہے: یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو، قتل کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے اور وہ جو اپنے دین کو ترک کر کے (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے۔

٨٥٣. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم-: «لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث: الثَّيِّبُ الزاني، والنفسُ بالنفس، والتاركُ لدينه المفارقُ للجماعة».

٨٥٣. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا خون بہانا صرف تین وجہ سے جائز ہوتا ہے: یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو، قتل کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے اور وہ جو اپنے دین کو ترک کر کے (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دم المسلم حرام لا يحل إلا بإحدى الخصال الثلاث المذكورة في الحديث، من تزوج ووطئ في نكاح صحيح ثم زنى بعد ذلك، و من قتل مسلما عمدا بغير حق، والتارك للإسلام المفارق لجماعة المسلمين، وما في معناها، فلا يجوز إراقة دم المسلم بغير هذه الثلاث، وما يرجع إليها ويجري مجراها مما لم يُذكر في الحديث نصا، ومن ذلك: قتل اللوطي ومن أتى ذات محرم، فمرده إلى الخصلة الأولى، كما يرجع قتل الساحر ونحوه إلى الخصلة الثالثة، وهكذا.

اجمالی معنی:

مسلمان کا خون بہانا حرام ہے۔ مسلمان کا خون بہانا صرف ان تین صورتوں میں سے کسی صورت میں جائز ہوتا ہے جو حدیث میں مذکور ہیں۔ جو شخص شادی شدہ ہو اور صحیح نکاح کے ہوتے ہوئے اس نے ہمبستری بھی کیا ہو وہ اگر اس کے بعد زنا کرتا ہے تو اسے (بذریعہ رجم) قتل کیا جائے گا۔ جس نے ناحق کسی مسلمان کو قتل کیا اور جس نے اسلام کو چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اسی طرح کی کسی اور صورت میں (اس شخص کو قتل کیا جائے گا۔) ان تین صورتوں اور ان کے جیسے حکم کی حامل دیگر صورتوں کے علاوہ جن کا صراحت کے ساتھ حدیث میں ذکر نہیں ہے کسی بھی صورت میں مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں ہے جیسے لوطی کو قتل کرنا یا اس شخص کو قتل کرنا جو کسی محرم کے ساتھ زنا کرے۔ ایسے شخص کو پہلی صورت کے حکم میں رکھا جائے گا اور اسی طرح جادوگر وغیرہ کو قتل کرنا تیسری صورت کے حکم میں آئے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > أحكام الحدود

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- لا يحل دم امرئ : لا تجوز إراقة دمه، والمراد النهي عن قتله ولو لم يرق دمه.
- امرئ : المرء: الإنسان.
- إلا بإحدى ثلاث : أي: ثلاث خصال يجب على الإمام القتل بها لما فيه من المصلحة العامة، وهي حفظ النفوس والأنساب والدين.
- الثيب الزاني : من تزوج ووطئ في نكاح صحيح ثم زنى بعد ذلك.
- والنفس بالنفس : من قتل عمدا بغير حق.
- والتارك لدينه : التارك للإسلام بالارتداد.

• المفارق للجماعة : جماعة المسلمين.

فوائد الحديث:

١. دم المسلم لا يباح إلا بإحدى ثلاثة أنواع: ترك دين الإسلام، وقتل النفس بالشروط المتقدمة، وانتهاك حرمة الفرج المحرم بالزنى بعد الوطء في نكاح صحيح.

٢. احترام دماء المسلمين، لقوله: "لا يَحِلُّ دَمُ امرِئٍ مُسلِمٍ"، وهذا أمر مجمع عليه دلَّ عليه الكتاب والسنة والإجماع.

٣. غير المسلم يحلّ دمه ما لم يكن معَاهَدًا، أومستأمنًا، أو ذميًّا، فإن كان كذلك فدمه معصوم.

٤. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث يرد كلامه أحيانًا بالتقسيم، لأن التقسيم يحصر المسائل ويجمعها وهو أسرع حفظًا وأبطأ نسيانًا.

٥. فضل المسلم على الكافر.

٦. تحريم العدوان على بدن المسلم بجرح أو ضرب بغير حق.

٧. جواز وصف الشخص بما كان عليه أولا، وانتقل عنه لاستثناء المرتد من المسلمين، اعتبارا لما كان عليه قبل مفارقة دينه.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ - شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. - الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. - تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (4714)

لا يخرج الرجلان يضربان الغائط كاشفين عن عورتهما يتحدثان؛ فإن الله عز وجل يمقت على ذلك

دو شخص اس طرح پاخانے کے لیے نہ نکلیں کہ اپنی شرم گاہیں کھولے پاخانہ کر رہے ہوں اور باتیں بھی کر رہے ہوں، بلاشبہ اللہ عزوجل اس بات پر ناراض ہوتا ہے۔

٨٥٤. الحديث:

عن أبي سعيد -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لا يخرج الرَّجُلان يَضْرِبَان الغَائِط كاشِفَين عن عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَان؛ فإن الله عَز وجلَّ يَمْقُتُ على ذلك».

٨٥٤. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "دو شخص اس طرح پاخانے کے لیے نہ نکلیں کہ اپنی شرم گاہیں کھولے پاخانہ کر رہے ہوں اور باتیں بھی کر رہے ہوں۔ بلاشبہ اللہ عزوجل اس بات پر ناراض ہوتا ہے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث : " لا يخرج الرَّجُلان يَضْرِبَان الغَائِط " أي: لا يذهب الرجلان لقضاء حاجتهما. قوله: "الرَّجُلان" هذا الحكم لا يختص بالرَّجلين، بل يشمل جماعة الرجال والنساء، بل في حقِّهنَّ أشدُّ وأعظم، وأما تخصيصه بالرجلين، فهذا اللفظ خرج مَخرج الغالب، وما كان كذلك فلا مفهوم له، فعلى هذا يكون الحكم عامًا في حق كُل من قعد على حاجته كاشفا عورته لصاحبه. " كاشِفَين عن عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَان" يعني: يَقْعُدان على حاجتهما كاشفين عورتهما ينظر كل واحد منهما لعورة صاحبه، ويكلم كُل واحد منهما صَاحبه من غير ضرورة، وفي رواية ابن ماجه: "لا يَتَنَاجى اثنان على غَائِطِهما يَنظر كل واحد منهما إلى عورة صاحبه"، وفي رواية ابن حِبان: "لا يَقعد الرَّجلان على الغِائط يَتَحَدَّثَان..". "فإن الله -عَز وجلَّ- يَمْقُتُ على ذلك" يعني: أن الله -تعالى- يَبغَض فعلهما أشَد البُغض. "على ذلك": إشارة إلى مجموع الأمرين: قعودهما على حاجتهما كاشفين لعورتهما، والتَّحدث فيما بينهما اثناء قضاء الحَاجة، والواجب على المسلم عند الخروج لحَاجَته مع زميله أن يحفظ كل منهما عورته عن الآخر، ولا يُكلم أحدهما صاحبه إلا إذا كان التَّحدث لأمر لا بُدَّ منه: كأن يكون أصَابه شيء فاستغاث بصاحبه، أو أراد

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : "لایخرج الرّجُلان یَضرِبَان الغَائِط" یعنی دو آدمی قضائے حاجت کے لیے نہ نکلیں۔ آپ کا فرمان : "الرّجُلان" (دو آدمی) یہ حکم دو مردوں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ سارے مردوں اور عورتوں کو شامل ہے۔ عورتوں کے معاملے میں تو وعید مزید سخت اور سنگین ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں دو آدمیوں کا ذکر اکثر وقوع کی بنیاد پر ہوا ہے۔ اس لیے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس حکم میں ہر وہ شخص شامل ہوگا، جو دوسرے کے سامنے شرم گاہ کھول کر بیٹھے۔ "کاشِفَین عن عَورَتِہِمَا یَتَحَدَّثَان" یعنی وہ اس حالت میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوں کہ دونوں کی شرم گاہیں کھلی ہوئی ہوں، دونوں ایک دوسرے کی شرم گاہ دیکھ رہے ہوں اور ضرورت ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوں۔ ایک دوسرے کھلا ہوا ہو اور ایک دوسرے کی پردے والی چیزیں دیکھ رہے ہوں اور بلا ضرورت ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوں۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے : "لا یَتَنَاجی اثنان علی غائِطِہما یَنظر کل واحد منہما إلی عورۃ صاحبہ" کہ دو آدمی قضائے حاجت کے وقت آپس میں باتیں نہ کریں اور نہ ہی ایک دوسرے کی شرم گاہ دیکھیں۔ ابن حبان کی روایت کے مطابق : "لا یَقعد الرّجلان علی الغائط یَتَحَدَّثَان"۔ دو آدمی اس حالت میں قضائے حاجت نہ کریں کہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوں۔ "فإن اللہ-عَز وجلّ- یَمقُتُ علی ذلک" بے شک اللہ عزوجل اس سے ناراض ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالی ان کے کام کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ "علی ذلک" اس دونوں کاموں کی طرف اشارہ ہے : قضائے حاجت کے لیے اپنی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھول کر بیٹھنا اور قضائے حاجت کے وقت باتیں کرنا۔ مسلمان پر واجب ہے کہ جب کسی کے ساتھ قضائے حاجت کے لیے نکلے، تو ایک دوسرے سے اپنے ستر

تَنبيه صاحبه لضرر قد يَلحق به، فهذا لا بأس به، بل قد يكون واجبا.

کی حفاظت کرے اور آپس میں کوئی بات نہ کرے، الا یہ کہ بات کرنا انتہائی ضروری ہو، مثلاً کوئی پریشانی لاحق ہونے کی وجہ سے مددمانگنی پڑے یا کسی کو ضرر سے بچانے کے لیے تنبیہ کرنے پڑے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ بسا اوقات واجب ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي في الكبرى وابن ماجه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يَضْرِبَان : يَذهَبان أو يأتيان.
- الغَائِط : هو المكان المُنْخَفض من الأرض، موضع قضاء الحَاجة، ثمَّ أُطلق الغَائط على الخارج المُسْتَقْذَر من الإنسان، كراهةً لتسميته باسمه الخاصّ.
- يَمْقُت : المَقْتُ: أشدُّ الغضب.

فوائد الحديث:

١. وجوبُ ستَر العورة عن أعْيُن الناس، ولا يَحِل كَشفها لغير ضرورة.
٢. تحريم النَّظر إلى العَورات حال قضاء الحاجة، وغير ذلك؛ لأن هذه وسيلة للفاحشة، ولأنه يتنافى مع المُروءة، والأخلاق.
٣. يحرم التَّحدُّث أثناء قضاء الحاجة مع الغير؛ لما فيه من الدَّناءة، وقِلَّة الحَيَاء، وضَياع المُرُوءة؛ فقد روى البخاري عن ابن عمر أنَّ رجلاً مرَّ على النَّبي -صلى الله عليه وسلم- وهو على حاجته، فسلَّم عليه، فلم يَرُدَّ عليه.
٤. تحريمُ كشف العورة والتحدث عند قضاء الحاجة مأخوذٌ من أنَّ الله يمقُتُ على ذلك، فالمقتُ أشدُّ من البُغض، والله تعالى لا يَبْغَض إلاَّ على الأعمال السيئة، والتحريمُ هو الظَّاهر من الحديث.
٥. إثباتُ صفة البُغْض لله -تعالى- إثباتًا حقيقيًّا يَلِيق بجلاله بدون تَشْبِيه بصفة المخلوقين، ولا تحريف بتفسير البُغْض بالعِقَاب.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية،صيدا، بيروت. السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. معجم اللغة العربية المعاصرة، أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى ١٤٢٩هـ، ٢٠٠٨م. تاج العروس من جواهر القاموس، محمّد أبو الفيض الملقّب بمرتضى الزَّبيدي، نشر: دار الهداية. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري ، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته، محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤١٥هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10049)

لا يزال الناس بخير ما عَجَّلُوا الفطر

لوگ تب تک بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔

٨٥٥. الحديث:

عن سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يزال الناس بخير ما عَجَّلُوا الفطر».

٨٥٥. حدیث:

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تب تک بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن الناس لا يزالون بخير، ما عجلوا الفطر؛ لأنهم -بذلك يحافظون على السنة. فإذا خالفوا وأخروا الفطر، فهو دليل على زوال الخير عنهم ؛ لأنهم تركوا تمسكهم بالسنة التي ترك النبي -صلى الله عليه وسلم- عليها أمته وأمرهم بالمحافظة عليها .

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اس حدیث میں بتا رہے ہیں کہ لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک کہ وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے کیونکہ اپنے اس عمل کے ساتھ وہ سنت کی پاسداری کر رہے ہوں گے۔ جب وہ سنت کی مخالفت کرتے ہوئے دیر سے افطار کرنا شروع کر دیں گے تو یہ ان سے بھلائی کے دور ہونے کی دلیل ہوگی کیونکہ ایسا کر کے وہ اس سنت کو ترک کر دینے کے مرتکب ہوں گے جس پر نبی ﷺ اپنی امت کو چھوڑ کر گئے تھے اور جس کے اپنانے کا آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > سنن الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا يزال الناس بخير : أي: في خير، الخيرية هنا متعلقة بتعجيل الفطر. أي: ما داموا متصفين بتعجيل الفطر.
- ما عَجَّلُوا الفطر : أي: بادروا بالإفطار عند تحقق غروب الشمس.

فوائد الحديث:

١. استحباب تعجيل الفطر إذا تحقق غروب الشمس برؤية، أو خبر ثقة.
٢. أن تعجيل الفطر دليل على بقاء الخير عند من عجله، وزوال الخير عمن أجله.
٣. الخير المشار إليه في الحديث هو اتباع السنة، مع أنه من محبوبات النفوس.
٤. أن الخير كل الخير في التقيد بالأوامر الشرعية.
٥. مخالفة لأهل الكتاب، فإنهم يؤخرون الإفطار.
٦. تأخير الإفطار عمل به الشيعة، الذين هم إحدى الفرق الضالة، وليس لهم قدوة في ذلك إلا اليهود، الذين لا يفطرون إلا عند ظهور النجم.
٧. تيسير الله على عباده؛ لأن تعجيل الإفطار من التيسير عليهم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف:

فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ صحيح البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4438)

لا يسأل الرجل: فيم ضرب امرأته؟

آدمی سے نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کس وجہ سے مارا؟

٨٥٦. الحديث:

عن عمر بن الخطَّاب -رضي الله عنه- مرفوعًا: «لا يُسأَل الرَّجُلُ: فيمَ ضَرَبَ امْرَأَته؟».

٨٥٦. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی سے نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کس وجہ سے مارا؟"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

الحديث متعلق بقوله تعالى: "واللاتي تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا إن الله كان عليا كبيرا" (النساء: من الآية٣٤)، فالضرب آخر المراتب، فقد يَضرب الرجل زوجته على أمر يستحيا من ذكره، فَإِذا عُلِم تقوى الرجل لله، وضرب امرأته؛ فإنَّه لا يُسأل. أما من كان سَيِّئَ العِشرَة؛ فهذا يُسأل: فيم ضرب امرأته؟؛ لأنه ليس عنده من تقوى الله تعالى ما يردعه عن ظُلمها وضَربها، حيث لا تستحق أن تُضرب. وهو حديث ضعيف كما سبق.

اجمالی معنی:

اس حدیث کا تعلق اللہ تعالی کے اس فرمان سے ہے: "وَاللاَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا (النساء: ٣٤)"۔ ترجمہ: اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو، انھیں نصیحت کرو اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انھیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابع داری کریں، تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔ چنانچہ مارنا آخری درجہ ہے۔ بعض اوقات آدمی اپنی بیوی کو کسی ایسی بات کی وجہ سے مارتا ہے، جسے بیان کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ ایسے یا اگر کسی کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ اللہ کا خوف رکھتا ہے اور وہ اپنی بیوی کو مارے، تو اس سے (اس پٹائی کے متعلق) باز پرس نہیں ہوگی۔ البتہ جو بدسلوک ہو، اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا؟ کیوں کہ اس کے اندر اللہ کا وہ تقوی نہیں پایا جاتا، جو اسے اپنی بیوی پر ظلم کرنے اور اسے ناحق مارنے سے باز رکھے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يُسأَل الرَّجُلُ : أي: بسبب ضرب امرأته.

فوائد الحديث:

١. لا يسأل الرجل: فيم ضرب امرأته؟؛ لأنَّه قد يكون لأسباب يستحيًا من ذكرها، أو مما يجب كتمه، ويترك ذلك إلى الزوج، وإلى مراقبته لله تعالى؛ ذلك لأنَّه مأمور بتأديب زوجته.

٢. ينبغي المحافظة على الأسرار التي تكون بين الزوجين.

المصادر والمراجع:

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٥هـ.

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ.

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ.

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان،

بيروت، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3453)

لا يصلي أحدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقيه شيء	تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کپڑے کا کچھ بھی حصہ اس کے کندھوں پر نہ ہو۔
٨٥٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «لا يصلِّي أحَدُكُم في الثَّوب الواحد ليس على عَاتِقَيْه شيء».	**٨٥٧. حديث:** ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا : "تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کپڑے کا کچھ بھی حصہ اس کے کندھوں پر نہ ہو۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: المطلوب من المصلي أن يكون على أحسن هيئة؛ فقد قال -تعالى-: {يا بني آدم خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كل مَسجِدٍ} . ولذا فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- حثَّ المصلي، أن لا يصلي وعاتقاه مكشوفان مع وجود ما يسترهما أو أحدهما به، ونهى عن الصلاة في هذه الحال وهو واقف بين يدي الله يناجيه. وستر العاتقين كليهما لهذا الحديث واجب مع القدرة، ورواية: (عاتقه) جنس المراد به العاتقين.	**اجمالی معنیٰ:** نمازی سے مطلوب ہے کہ وہ اچھی سے اچھی ہیئت اختیار کرے ۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے : {يا بني آدم خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كل مَسجِدٍ} . ترجمہ : اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ نے نمازی کو ترغیب دی کہ وہ اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے کھلے ہوں، حالاں کہ اس کے پاس اتنا کپڑا ہو، جس سے وہ ان دونوں کو یا ان میں سے ایک کو چھپا سکتا ہو۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ نمازی اس حال میں اللہ کے سامنے نماز پڑھنے اور اس سے مناجات کے لئے کھڑا ہو۔ اس حدیث کی رو سے اگر قدرت ہو تو دونوں کندھوں کو چھپانا واجب ہے ۔ ایک روایت میں "عاتقہ" یعنی ایک کندھے کا ذکر ہے، جو کہ جنس ہے اور اس سے مراد دونوں کندھے ہی ہیں ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- عَاتِقَيْه : العَاتق: ما بين المِنْكب والعنق، وهو موضعُ الرداء.

فوائد الحديث:

١. جَوَاز الصلاةِ في الثوب الواحد إذا جعل على عاتقه منه شيء، وأجمعوا على أنَّ الصَّلاة في الثَّوبين أفضل.

٢. وجوب سَتر العَاتقين أو أحدهما في الصلاة، إذا أمْكنه ذلك.

٣. الحديث دليل على وجوب ستر العورة في الصلاة.

٤. قلة ما في أيدي الصحابة -رضي الله عنهم- من المال، حتى إن بعضهم لا يملك ثَوبين كما في الحديث الآخر: (أَوَلِكُلِّكُم ثَوبان).

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح

بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10639)

لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقا رضي منها آخر. أو قال: غيره

کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے متنفر نہ ہو۔ اگر اسے اس کی کوئی خصلت بری لگتی ہے تو اس کی کوئی عادت اسے پسند بھی ہوگی۔ یا پھر آپ ﷺ نے "آخر" کے بجائے "غیرہ" (دوسری عادت) فرمایا۔

٨٥٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لاَ يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَة إنْ كَرِه مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخر»، أو قال: «غَيرُه».

٨٥٨. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ’کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے متنفر نہ ہو۔ اگر اسے اس کی کوئی خصلت بری لگتی ہے تو اس کی کوئی عادت اسے پسند بھی ہوگی‘۔ یا پھر آپ ﷺ نے "آخر" کے بجائے "غیرہ" (دوسری عادت) فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يفرك مؤمن مؤمنة، إن كره منها خلقا رضي منها خلقا آخر" معناه: لا يبغضها لأخلاقها، إن كره منها خلقا رضي منه خلقا آخر.
الفرك: يعني البغضاء والعداوة، يعني لا يعادي المؤمن المؤمنة كزوجته مثلا، لا يعاديها ويبغضها إذا رأى منها ما يكرهه من الأخلاق، وذلك لأن الإنسان يجب عليه القيام بالعدل، وأن يراعي المعامل له بما تقتضيه حاله، والعدل أن يوازن بين السيئات والحسنات، وينظر أيهما أكثر وأيهما أعظم وقعا، فيغلب ما كان أكثر وما كان أشد تأثيرا؛ هذا هو العدل.

اجمالی معنی :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "لا یفرک مؤمن مؤمنۃ، إن کرہ منہا خلقا رضی منہا خلقا آخر"۔ اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کی کسی عادت کی وجہ سے اس سے نفرت نہ کرے۔ اگر اسے اس کی کوئی اخلاقی صفت (عادت) ناپسند ہے تو ضرور کوئی اور صفت پسند بھی ہو گی۔ "الفرک" کا معنی ہے : نفرت اور دشمنی۔ یعنی کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت مثلاً اپنی بیوی میں اگر کوئی ایسی عادت دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ اس سے عداوت اور نفرت نہ رکھے، کیونکہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عدل سے کام لے اور جس شخص سے اس کا سامنا ہے اس کی حالت کی رعایت کرے۔ اور عدل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ برائیوں اور اچھائیوں کا موازنہ کرے اور دیکھے کہ برائیوں اور اچھائیوں میں سے کون سی زیادہ ہیں اور کن کا اثر بڑھ کر ہے، اور پھر ان میں سے جو زیادہ ہوں اور جن کا اثر بڑھ کر ہو ان کو فوقیت دے، یہی عدل ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يَفْرَك : يُبغِض.
- مُؤْمِنٌ : الإيمان هو: إقرار القلب المستلزم للقول والعمل، فهو اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان، وعمل القلب والجوارح.
- خُلُقًا : صفةً من الصفات.

فوائد الحديث:

١. النهي عن بغض الرجل لزوجته وكراهيته لها؛ لأنه إن وجد فيها خلقا يكرهه وجد فيها خلقا مرضيا.

٢. دعوة المؤمن إلى تحكيم عقله في أي خلاف ينشأ مع زوجته، وعدم اللجوء إلى تحكيم العاطفة والانفعالات المؤقتة.
٣. أن شأن المؤمن أن لا يبغض المؤمنة بغضاً كلياً يحمله على فراقها، بل الذي ينبغي له أن يغفر سيئتها لحسنتها ويتغاضى عما يكره بما يحب.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. فتح رب البرية بتلخيص الحموية لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. مجموع فتاوى العلامة عبد العزيز بن باز رحمه الله، أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3071)

لا يقبل الله صلاة أحدكم إذا أحدث حتى يتوضأ	اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضوکی ضرورت ہو، یہاں تک کہ وہ وضو کرلے۔
٨٥٩. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: "لاَ يَقْبَل الله صلاَة أَحَدِكُم إِذا أَحْدَث حَتَّى يَتوضَّأ".	**٨٥٩. حديث:** ابوہریرہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا، جسے وضوکی ضرورت ہو، یہاں تک کہ وہ وضوکرلے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الشارع الحكيم أرشد من أراد الصلاة، أن لا يدخل فيها إلا على حال حسنة وهيئة جميلة، لأنها الصلة الوثيقة بين الرب وعبده، وهي الطريق إلى مناجاته، لذا أمره بالوضوء والطهارة فيها، وأخبره أن الصلاة مردودة غير مقبولة بغير طهارة.	**اجمالی معنی:** شارع حکیم علیہ الصلاۃ السلام نے راہ نمائی فرمائی کہ جو شخص نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو، وہ اچھی حالت اور خوب صورت ہیئت میں نماز کا آغاز کرے؛ کیونکہ نماز رب اور اس کے بندے کے مابین ایک مضبوط تعلق کا نام اور اللہ سے مناجات کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے نماز پڑھنے والے کو نماز کے لیے وضو اور حصولِ طہارت کا حکم دیا اور آگاہ کیا کہ بغیر طہارت کے نماز رد کردی جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا يقبَل الله : بصيغة النفي، وهو أبلغ من النهي؛ لأنه يتضمن النهي، وزيادة نفي حقيقة الشيء.
- الصلاة : هي في الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال مخصوصة، مبتدأه بالتكبير مختتمة بالتسليم.
- أحدث : أي حصل منه الحَدَث، وهو الخارج من أحد السبيلين أو غيره من نواقض الوضوء.
- يتوضَّأ : يتطهر بالوضوء وهو غسل الوجه، ثم اليدين إلى المرفقين، ثم مسح الرأس والأذنين، ثم غسل الرجلين إلى الكعبين.

فوائد الحديث:

١. تعظيم شأن الصلاة، حيث أن الله لا يقبلها إلا مع طهارة.
٢. صلاة المحدث لا تقبل حتى يتطهر من الحدثين الأكبر والأصغر.
٣. الحدث ناقض للوضوء ومبطل للصلاة، إن كان فيها.
٤. المراد بعدم القبول هنا: عدم صحة الصلاة وعدم إجزائها.
٥. يفيد الحديث أن الصلاة منها مقبول، ومنها مردود، فما كان على وفق الشرع فهو مقبول، وما لم يكن على وفق الشرع فهو مردود، وهكذا سائر العبادات؛ لقول النبي صلى الله عليه وسلم: " من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد."
٦. صلاة المحدث حرام حتى يتوضأ؛ لأن الله لا يقبلها، والتقرب إلى الله بما لا يقبله محاداة له، ونوع من الاستهزاء.
٧. الإنسان إذا توضأ لصلاة، ثم دخل عليه وقت صلاة أخرى، وهو على طهارته لم يجب عليه الوضوء مرة ثانية.
٨. الصلاة فرضها ونفلها حتى صلاة الجنازة لا تقبل إذا صلاها المحدث ولو كان ناسيًا حتى يتوضأ، وكذلك الجنب إذا صلى قبل أن يغتسل، وعلى الناسي الإعادة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـتنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـعمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـصحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3534)

لا يقضين، كانت المرأة من نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- تقعد في النفاس أربعين ليلة لا يأمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- بقضاء صلاة النفاس

وہ قضا نہیں کریں گی۔ نبی ﷺ کی (رشتہ دار) خواتین میں سے کوئی عورت چالیس دن تک نفاس میں رہتی اور آپ ﷺ اسے مدتِ نفاس کی نمازوں کو قضا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے

٨٦٠. الحديث:

عَنْ كَثِيرِ بن زِيَاد، قال: حدثتني الأَزْدِيَّة يعني مُسَّة قالت: حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ المؤْمِنِين، إِنَّ سَمُرَةَ بن جندب يَأْمُرُ النِّسَاءَ يَقْضِينَ صَلَاةَ الْمَحِيضِ فَقَالَتْ: «لَا يَقْضِينَ كَانَتِ المَرْأَةُ من نِسَاءِ النبي -صلى الله عليه وسلم- تَقْعُدُ فِي النِّفَاسِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً لَا يَأْمُرُهَا النبي -صلى الله عليه وسلم- بِقَضَاءِ صَلَاةِ النِّفَاسِ» وفي رواية: و«كنا نطلي على وُجُوهنا بِالوَرْسِ -تعني- من الكَلَف».

٨٦٠. حدیث:

کثیر بن زیاد سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: مجھ سے مسّہ ازدیہ نے بیان کیا: میں حج کوگئی تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوئی۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ عورتوں کو حیض کی نمازیں قضا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ''وہ قضا نہیں کریں گی۔ نبی ﷺ کی (رشتہ دار) خواتین میں سے کوئی عورت چالیس دن تک نفاس میں رہتی اور آپ ﷺ اسے مدتِ نفاس کی نمازوں کو قضا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ: ''ہم جھائیوں کو دور کرنے کے لیے اپنے چہروں پر وَرس (ایک قسم کا پودا جو رنگائی کے کام میں لایا جاتا ہے) ملا کرتی تھیں۔''

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

استدركت أمنا أم سلمة -رضي الله عنها- على فتوى الصحابي الجليل سمرة بن جندب -رضي الله عنه-، وهذا لما ألزم النساء بقضاء الصلاة المتروكة زمن الحيض، فقالت -رضي الله عنها-: (لا يقضين) أي: الصلاة.،كما علَّلت -رضي الله عنها- هذه الفتوى منها بقولها: (كانت المرأة من نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- تقعد في النفاس أربعين ليلة لا يأمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- بقضاء صلاة النفاس) والمراد بنسائه غير أزواجه -صلى الله عليه وسلم- من بنات وقريبات، وأن النساء أعم من الزوجات لدخول البنات وسائر القرابات تحت ذلك. وهاهنا إشكال، وهذا في قولها: (تقعد في النفاس ...إلخ) ذلك أن مُسَّة سألت أم سلمة -رضي الله عنها- عن حكم الصلاة في حالة الحيض وأخبرت عن سمرة أنه يأمر بها وأجابت أم سلمة عن صلاة النفساء. والجواب عنه من وجهين: الأول: أن المراد بالمحيض ها هنا هو النفاس بقرينة الجواب. والثاني: أن أم سلمة أجابت

اجمالی معنی:

ہماری ماں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عظیم القدر صحابی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے فتوے کی اصلاح فرمائی جب انہوں نے عورتوں پر لازم قرار دیا کہ وہ مدتِ حیض میں چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضا کریں۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''وہ قضا نہیں کریں گی۔'' یعنی نماز کی قضا نہیں کریں گی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس فتوے کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''نبی ﷺ کی رشتہ دار خواتین میں سے کوئی عورت چالیس دن تک نفاس میں رہتی اور آپ ﷺ اسے مدتِ نفاس کی نمازوں کو قضا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔'' یہاں ''نساء النبی'' سے مراد آپ ﷺ کی بیویوں کے علاوہ آپ ﷺ کی بیٹیاں اور قریبی رشتہ دار خواتین ہیں۔ ''النساء'' کا لفظ بیویوں سے عام ہے کیونکہ اس کے تحت بیٹیاں اور باقی رشتہ دار خواتین آتی ہیں۔ یہاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قول: ''نفاس میں رہتی...الخ'' کی وجہ سے ایک اشکال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ مسہ ازدیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ حیض میں نماز پڑھنے کے حکم کے بارے میں پوچھا تھا اور انہیں بتلایا تھا کہ سمرۃ رضی اللہ عنہ ان کی قضا کا حکم دیتے ہیں، جب کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نفاس والی عورتوں کی نماز کے بارے میں جواب دیا۔ اس کا جواب دو طرح سے دیا جاسکتا ہے: اول: جواب کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حیض کے لفظ سے نفاس مراد ہے۔ دوم: ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حالتِ نفاس کی نماز کے بارے

عن الصلاة حال النفاس الذي هو أقل مدةً من الحيض، فإن الحيض قد يتكرر في السنة اثنا عشر مرة والنفاس لا يكون مثل ذلك، بل هو أقل منه جدًّا، فقالت إن الشارع قد عفا عن الصلاة في حال النفاس الذي لا يتكرر، فكيف لا يعفو عنها في حال الحيض الذي يتكرر، والله أعلم. قولها: (وكنا نطلي على وجوهنا) أي نلطخ والطلي الادّهان. قولها: (الورس) الورس نبات أصفر تتخذ منه الغمرة للوجه. (تعني من الكَلَف) لون بين السواد والحمرة وهي حمرة كدرة تعلو الوجه وشيء يعلو الوجه.

میں جواب دیا جو مدت میں حیض سے کم ہوتا ہے۔ کیوں کہ حیض دورانِ سال بارہ دفعہ آتا ہے، جب کہ نفاس اس طرح نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کی بنسبت بہت ہی کم ہوتا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب شارع نے حالتِ نفاس میں نماز کو معاف کر دیا جو بار بار نہیں آتا تو حالت حیض کی نمازوں کو کیسے معاف نہیں کرے گا جو بار بار آتا ہے؟!۔ واللہ اعلم۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول: ''وكنا نطلي على وجوهنا'' یعنی ہم ملتی تھیں۔ ''الطلی'' کا معنی تیل ملنا آتا ہے۔ ''الورس'' ایک زرد رنگ کا پودا ہے جس سے چہرے پہ ملنے کی کریم بنائی جاتی ہے۔ (تعني من الكَلَف) الكلف سے مراد وہ رنگ ہے جو سیاہی اور سرخی کے درمیان ہوتا ہے یعنی سرخی مائل مٹیالی رنگت یا کوئی اور چیز جو چہرے پر ظاہر ہو جاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والدارمي وأحمد.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- النفاس : ولادة المرأة، وسميت الولادة نفاساً: من التنفس، وهو التشقق والانصداع، والنفس هو الدم.
- تقعد : تمكث بعد ولادتها من غير صلاة ولا صيام أربعين يوماً.
- الوَرْس : الورس بوزن الفلس نبت أصفر يكون باليمن.
- الكلف : بِفَتْحِ الْكَافِ وَاللَّامِ لَوْنٌ بَيْنَ السَّوَادِ وَالْحُمْرَةِ وَهِيَ حُمْرَةٌ كُدْرَةٍ تَعْلُو الْوَجْهَ.

فوائد الحديث:

١. النفاس دم ترخيه الرحم مع الولادة.
٢. النفساء أحكامها هي أحكام الحائض، فيما يجب ويحرم ويكره ويباح.
٣. تجلس النفساء أربعين يوماً تكف نفسها عما يفعله الطاهرات، فتترك الصلاة ونحوها.
٤. الحديث دليل على أن أكثر مدة النفاس أربعون يوماً.
٥. لا يثبت حكم النفاس إلا إذا وضعت ما تبين فيه خلق إنسان، وأقل مدة يتبين فيها خلق الإنسان واحد وثمانون يوماً من ابتداء الحمل، وغالبها تسعون يوماً؛ لأن الخلق أربعون يوماً نطفة؛ وأربعون يوماً علقة؛ وأربعون مضغة.

المصادر والمراجع:

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني، إشراف: زهير الشاويش، ط٢، المكتب الإسلامي - بيروت، ١٤٠٥هـ. توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، ط١، ١٤٢٧هـ. منحة العلّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤٢٧هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. فتاوى اللجنة الدائمة، المجموعة الأولى: اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (10008)

لا يقطع الصلاة شيء وادرءوا ما استطعتم فإنما هو شيطان

نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جہاں تک ہو سکے (آگے سے گزرنے والے کو) ہٹاؤ، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

٨٦١. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يَقْطَع الصلاة شيء وادْرَءُوا مَا اسْتَطَعْتُم فإنَّما هو شَيطَان».

٨٦١. حديث:

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جہاں تک ہو سکے (آگے سے گزرنے والے کو) ہٹاؤ، کیونکہ وہ شیطان ہے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

حكى أبو سعيد عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "لا يقطع الصلاة شيء"، أي: لا يبطلها شيء مر بين يدي المصلي. "وادرءوا" أي: ادفعوا المار "ما استطعتم"،"فإنما هو" أي: المار "شيطان" وهذا من التشبيه البليغ. قيل حديث القطع، بمرور المرأة وغيرها منسوخ بهذا الحديث، ولكنه حديث ضعيف، ولكن يقويه عمل الصحابة وجمهور العلماء.

اجمالی معنیٰ:

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی" یعنی: یعنی نماز کو کوئی شے جو نمازی کے سامنے سے گزرتی ہے باطل نہیں کرتی۔ "اور ہٹاؤ" یعنی گزرنے والے کو سامنے سے گزرنے والے کو روکو۔ "جہاں تک ہو سکے" (اس ضمن میں) یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ حدیث جس میں عورت وغیرہ کا سامنے سے گزرنے پر نماز منقطع ہو جاتی ہے، اس حدیث سے منسوخ ہو گئی ہے۔ "کیونکہ وہ" یعنی گزرنے والا شیطان ہے اور یہ تشبیہ بلیغ میں سے ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ادرؤوا ما استطعتم : المعنى: ادفعوا المار أمام قبلتكم، وليكن ذلك بأسهل ما يغلب على الظن دفعه به.
- الصلاة : التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.
- الشيطان : يطلق على: كل عاتٍ متمرد من الجن أو الإنس، وسُمِّي بذلك إما لبعده عن الحق، أو للاحتراق في أصل خلقته.

فوائد الحديث:

١. أنَّ الصلاة لا يقطعها أيُّ مار أمام المُصلِّي، ولو لم يكن للمُصَلِّي سترة.

٢. أمر الشارع بدرء المار أمام المصلي بقدر استطاعته.

٣. الجمع بين هذا الحديث وحديث أبي ذر -رضي الله عنه-، الذي فيه أنَّ الصلاة يقطعها: المرأة والحمار والكلب الأسود: أن الثاني محمول على نقص الصلاة، بشغل القلب الجمع، فمرور هذه الثلاثة المذكورة وإن كان ينقص الصلاة لكنه لا يبطلها.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. توضيح الأحكام من بلوغ المرام لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (10873)

لا يَحْكُمْ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

کوئی شخص دو لوگوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے

٨٦٢. الحديث:

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة قال: «كتب أبي -أو كتبتُ له- إلى ابنه عبيد الله بن أبي بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ بِسِجِسْتَانَ: أَنْ لا تَحْكُمْ بَيْنَ اثْنَيْنِ وأنت غضبان، فإني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: لا يحكم أحد بين اثنين وهو غضبان». وَفِي رِوَايَةٍ: «لا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بين اثْنَيْنِ وهو غَضْبَانُ».

٨٦٢. حدیث:

عبدالرحمن بن ابی بکرہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے لکھا یا میں نے ان کے لیے ان کے فرزند عبیداللہ بن ابی بکرہ کے نام لکھا، جب کہ وہ سجستان کے قاضی تھے: تم دو لوگوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ’’کوئی شخص دو لوگوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے‘‘۔ اور ایک روایت میں ہے: ’’کوئی ثالث دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرے، جب وہ غصہ میں ہو‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نَهى الشارع الحكيم أنْ يحكم الحاكِمِ بَيْنَ النَّاسِ وَهُو غَضْبَان؛ ذلك لأَنَّ الغَضَبَ يُؤَثر على التوازُن الشخصي للإنسان فلذلك لا يُؤْمَن أَنْ يَظْلِمَ أَوْ يُخطِئ الصَّواب في حالِ غَضَبِهِ؛ فَيَكون ذَلِكَ ظُلْماً على المحْكُومِ عَلَيْهِ وحَسْرَةً عَلى الحاكِمِ وإثماً عليه.

اجمالی معنی:

شارع حکیم نے حاکم کو لوگوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے روکا ہے؛ کیوں کہ غصہ آدمی کی شخصیت اور توازن پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسے میں اس بات کا خدشہ رہتا ہے کہ وہ غصہ کی حالت میں ظلم کربیٹھے یا صحیح کو غلط قرار دے ڈالے۔ اس طرح یہ محکوم پر ظلم ہوگا اور حاکم خسارہ وگناہ اٹھائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > القضاء > آداب القاضي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو بكرة نُفَيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بِسِجِسْتَانَ: مَدِينَةٌ إلى جِهَةِ الهِنْدِ.

فوائد الحديث:

١. يَحْرُمُ عَلَى القَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بَيْنَ الخَصْمَينِ وهُو غَضْبَانٌ.

٢. عِلَّةُ النَّهْيِ أَنْ الْغَضَبَ يُشَوِّشُ عَلَى الْقَاضِي فَيَمْنَعه مِنْ سَدَادِ النَظَرِ في الدَّعْوَى، واسْتِقَامَةِ الحَالِ.

٣. أَلْحَقَ الْعُلَمَاءُ -لهذا المعنى- كُلَّ مَا يَمْنَعُ القَاضِي مِنْ حُسْنِ النَّظَرِ في الْقَضِيَةِ ويُشَوشُ فِكْرَهُ مِنْ جُوع مُقلِقٍ، أو شبع مُفرِط، أو همٍّ مُزْعِج، أو بَرْدٍ، أَوْ حَرٍّ شَدِيدَين، أو نحو ذلك مما يُشْغِلُ الخَاطِر.

٤. أن الكتابة بالحديث كالسماع من الشيخ في وجوب العمل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، بدون طبعة، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر بدمشق، الطبعة الأولى، ١٣٨١هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء

السلف، ١٤١٤هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (2988)

لأَنْ يَلَجَّ أحدُكم في يَمِينِه في أهْلِهِ آثَم له عند الله -تعالى- من أن يُعْطِي كَفَّارَتَهُ التي فرض الله عليه

(بسا اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ کر) اس کا وہ کفارہ ادا کر دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔

٨٦٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لأَنْ يَلَجَّ أحدُكم في يَمِينِهِ في أهْلِهِ آثَم له عند الله تعالى من أن يُعْطِي كَفَّارَتَهُ التي فرض الله عليه».

٨٦٣. حديث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بسا اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملے میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ کر) اس کا وہ کفارہ ادا کر دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث إذا حلف المسلم يمينًا تتعلق بأهله ويتضررون بعدم حنثه ولا يكون في رجوعه عن يمينه معصية لله -عز وجل-، ثم هو يتمادى ويُصرُّ على إمضاء يمينه في أهله أكثر إثماً وأعظم جرماً له من الرجوع والكفارة، لأنه يتعين عليه أن يُكَفِّر عن يمينه التي فرضَها الله عليه ولا يتمادَى ولا يُصر على يمينه، ما دام أن رجوعه عن يمينه ليس فيه معصية لله -تعالى-، بل إن تماديه وإصراره على يمينه معصية وإثم عظيم؛ لما في ذلك من الإضرار بالأهل، وقد جعل الله له في الأمر سَعَة، وفي الصحيحين: (إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها، فأت الذي هو خير، وكفر عن يمينك).

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے اہل خانہ سے متعلق قسم اٹھا لے، حالانکہ اس کے پورا کرنے میں ان کا نقصان ہو اور اس سے رجوع کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بھی نہ ہو، پھر وہ اس قسم کو پورا کرنے پر اصرار کرے۔ "آثَم له عند الله تعالى" یعنی وہ زیادہ گناہ گار ہوتا ہے اور اس کا جرم اس کے کفارے سے بڑا ہوتا ہے۔ "أن يُعْطِي كَفَّارَتَهُ التي فرض الله عليه" یعنی اس کے لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے فرض کردہ کفارہ ادا کرے اور قسم پورا کرنے پر اصرار نہ کرے۔ بشرطیکہ قسم سے رجوع کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم نہ آتی ہو۔ بلکہ اس کا قسم پورا کرنے پر اصرار کرنا بڑا گناہ ہے، کیونکہ اس میں اس کے گھر والوں کا نقصان ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے معاملات میں گنجائش رکھی ہے۔ صحیحین میں یہ روایت ہے: "إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها، فأت الذي هو خير، وكفر عن يمينك"۔ (اور اگر تم کسی بات پر قسم کھا لو اور پھر اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو وہ کرو جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔) شرح مسلم للنووي (١١/ ١٢٣)، فتح الباري (١١/ ٥١٩)، مرقاة المفاتيح(٦/ ٢٢٣٩)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور > الأيمان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَلَجَّ : يتمادى فيها، ولا يكفر.
- آثم : أكثر إثمًا.

• أن يعطي كفارته التي افترض الله عليه : أن يحنث بيمينه ثم يدفع الكفارة التي فرضها الله -تعالى- على حنث بيمينه.

فوائد الحديث:

١. طلب الحِنْث باليمين، وعدم تنفيذ المُقْسَم عليه إذا كان ذلك أفضل من تنفيذه.
٢. الإصرار على اليمين رغم ما في غيرها من فضل عليها نوع من التَّمَادي وزيادة في الإثم.
٣. الحث على الاقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٤. الحث على إبعاد الضرر عن الأهل، ورعايتهم بمنهج الله لا بالأهواء المضطربة.
٥. الرجوع عن الخطأ خُير من التَّمادي فيه.
٦. جواز الحلف من غير استحلاف.
٧. الحث على معاملة الأهل بالحسنى والاستيصاء بهم خيرا.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (8963)

لأَن يأخذ أحدكم أُحبُلَهُ ثم يأتي الجبل، فيأتي بِحُزْمَة من حطب على ظهره فيبيعها، فَيَكُفَّ الله بها وجهه، خيرٌ له من أن يسأل الناس، أَعْطَوه أو مَنَعُوه

تم میں سے کوئی شخص اپنی رسیاں لے کر پہاڑ پر چڑھ جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا ایک گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور انھیں بیچ دے اور اس سے اللہ اسے مانگنے سے بچالے، تو یہ اس کے حق میں اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، چاہے وہ اسے دیں یا نہ دیں۔

٨٦٤. الحديث:

عن الزبير بن العَوَّام -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لأَن يأخذ أحدكم أُحبُلَهُ ثم يأتي الجبل، فيأتي بِحُزْمَة من حطب على ظهره فيبيعها، فَيَكُفَّ الله بها وجهه، خيرٌ له من أن يسأل الناس، أَعْطَوه أو مَنَعُوه».

٨٦٤. حدیث:

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اپنی رسیاں لے کر پہاڑ پر چڑھ جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا ایک گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور انھیں بیچ دے اور اس سے اللہ اسے مانگنے سے بچالے، تو یہ اس کے حق میں اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ لوگ چاہیں تو دیں یا نہ دیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن اكتساب المرء من عمل يده خير له من أن يسأل الناس أموالهم: أعطوه أو مَنَعُوه، فالذي يأخذ حَبَلَه ويخرج إلى المراعي والمزارع، والغابات، فيجمع الحطب ويحمله على ظهره ويبيعه؛ فيحفظ بذلك على نفسه كرامتها وعزتها؛ ويقي وجهه ذلة المسألة، خيرٌ له من أن يسأل الناس أعطوه أو مَنَعُوه؛ فسؤال الناس مذلة، والمؤمن عزيز غير ذليل.

اجمالی معنی:

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: الزبير بن العَوَّام -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أحبله : جمع حبل، وهو: ما تُشَدُّ به الأشياء.
- فيكف : يغنيه بثمنها عن سؤال الناس
- منعوه : ردوه ولم يعطوه.

فوائد الحديث:

١. الحَضُّ على التعفف عن المسألة والتنزه عنها.
٢. الحث على العمل لتحصيل الرزق، ولو امتهن المُكَلَّفُ حِرَفَة بسيطة وحقيرة في نظر الناس.
٣. إجهاد النفس في تحصيل الرزق الحلال.
٤. لا تحل المسألة مع القُدْرة على العمل وكسب الرزق.
٥. الأخذ بالأسباب والشروع في العمل لا ينافي التوكل على الله.

٦. بيان لما يدخل على السائل من ذل السؤال وهو ذل الرد إذا لم يعط.

٧. لا ينبغي احتقار العمل والاستحياء منه ولو كان يسيرًا صغيرًا لا قيمة له في نظر الناس.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ هـ الأدب النبوي، تأليف: محمد عبد العزيز الشاذلي، الناشر: دار المعرفة، الطبعة الرابعة، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3785)

لأعطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله، يفتح الله على يديه

کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول بھی اُسے عزیز رکھتے ہیں۔

٨٦٥. الحديث:

عن سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنه- مرفوعاً: "لأعطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله، يفتح الله على يديه، فبات الناس يدوكون ليلتهم أيهم يعطاها فلما أصبحوا غدوا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كلهم يرجو أن يعطاها: فقال: أين علي بن أبي طالب؟ فقيل: هو يشتكي عينيه، فأرسلوا إليه فأتي به، فبصق في عينيه، ودعا له فبرأ كأن لم يكن به وجع، فأعطاه الراية فقال: انفذ على رسلك حتى تنزل بساحتهم، ثم ادعهم إلى الإسلام وأخبرهم بما يجب عليهم من حق الله -تعالى- فيه، فوالله لأن يهدي الله بك رجلا واحدا خير لك من حمر النعم".

٨٦٥. حدیث:

سہل بن سعد - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا: کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول بھی اسے عزیز رکھتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ وہ رات سب کی اس فکر میں گزر گئی کہ دیکھیں، نبی کریم ﷺ علَم کسے عطا فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس امید کے ساتھ کہ علَم انہیں کو ملے لیکن نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں بتلا ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ۔ جب وہ لائے گئے تو آپ ﷺ نے اپنا تھوک ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس دعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہو گئیں جیسے پہلے کوئی بیماری ہی نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں علَم دیتے ہوئے فرمایا کہ یوں ہی چلتے رہو، ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بشّر الصحابة بانتصار المسلمين على اليهود من الغد على يد رجل له فضيلةٌ عظيمة وموالاة لله ولرسوله فاستشرف الصحابة لذلك، كلٌّ يود أن يكون هو ذلك الرجل من حرصهم على الخير، فلما ذهبوا على الموعد طلب النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- علياً وصادف أنه لم يحضر لِما أصابه من مرض عينيه، ثم حضر فتفل النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فيهما من ريقه المبارك فزال ما يحس به من الألم زوالاً كاملاً وسلَّمه قيادة الجيش، وأمره بالمضي على وجهه برفق حتى يقرب من حصن العدو فيطلب منهم الدخول في الإسلام، فإن أجابوا أخبرهم

اجمالی معنی:

آپ ﷺ نے صحابہ کو کل کے دن یہودیوں کے خلاف ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی جنہیں بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور اس کی اللہ اور کے رسول کے ساتھ دوستی بھی ہے۔ صحابہ کرام اس شخص کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ ہر ایک اپنی خیر و بھلائی کی تڑپ کی وجہ سے یہ خواہش رکھتا تھا کہ یہ شخص میں ہوں۔ جب مقررہ وقت آیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے علی - رضی اللہ عنہ - کو بلایا، اتفاق سے وہ آنکھوں کی بیماری کی وجہ سے حاضر نہ ہوئے تھے، پھر جب حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، تو جو درد وہ محسوس کر رہے تھے وہ بالکل ختم ہو گیا اور آپ نے ان کو لشکر کی کمان سونپی اور آہستہ آہستہ چلنے کو کہا یہاں تک کہ جب وہ دشمن کے قلعہ کے قریب ہو جائیں، تو ان سے اسلام قبول کرنے کا مطالبہ کرو، اگر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو انہیں ایک

بما يجب على المسلم من فرائض، ثم بين -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لعلي فضل الدعوة إلى الله وأن الداعية إذا حصل على يديه هداية رجل واحد فذلك خير له من أنفس الأموال الدنيوية، فكيف إذا حصل على يديه هداية أكثر من ذلك.

مسلمان پر لازم فرائض بتلا دو، پھر آپ ﷺ نے علی - رضی اللہ عنہ - سے اللہ کی طرف دعوت دینے کی فضیلت بیان کی کہ اگر ایک شخص بھی داعی کے ذریعہ راہِ ہدایت پر آگیا تو یہ ان کے لیے دنیا کے قیمتی مال و متاع سے بہتر ہے، اس (اجر اور فضیلت کا کیا کہنا) جب داعی کے ذریعہ ایک سے زائد افراد راہِ ہدایت پر آجائیں!

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- الراية : علم الجيش الذي يرجعون إليه عند الكر والفر.
- يفتح الله على يديه : إخبارٌ على وجه البشارة بحصول الفتح.
- يشتكي عينيه : أي تؤلمانه من الرمد، وهو مرض يصيب العين.
- فبَرَأ : بفتح الباء على وزن ضَرَبَ، ويجوز كسرها على وزن علِم، أي عوفي عافية كاملة.
- أعطاه الراية : دفعها إليه.
- انفُذْ : أي امض لوجهك.
- على رِسْلِك : على رِفْقِك من غير عجَلة.
- بساحتهم : بفناء أرضهم وما قرُب من حصونهم.
- إلى الإسلام : هو الاستسلام لله بالتوحيد والانقياد له بالطاعة والخلوص من الشرك وأهله.
- وأخبرهم... إلخ : أي أنهم إن أجابوك إلى الإسلام الذي هو التوحيد، فأخبرهم بما يجب عليهم بعد ذلك من حق الله في الإسلام من الصلاة والزكاة والصيام والحج وغير ذلك.
- يدوكون : يخوضون ويتحدثون.
- حُمر النَّعم : أي الإبل الحمر، وهي أنفس أموال العرب.
- يوم خيبر : غزوة خيبر.

فوائد الحديث:

١. فضيلةٌ ظاهرة لعلي بن أبي طالب -رضي الله عنه-، وشهادةٌ من الرسول -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- له بموالاته لله ولرسوله وإيمانه ظاهراً وباطناً.
٢. إثبات أن الله يحب أولياءه محبة تليق بجلاله كسائر صفاته المقدسة الكريمة.
٣. حرص الصحابة على الخير وتسابقهم إلى الأعمال الصالحة رضي الله عنهم.
٤. مشروعية الأدب عند القتال وترك الطيش والأصوات المزعجة التي لا حاجة إليها.
٥. أمر الإمام عماله بالرفق واللين من غير ضعف ولا انتقاص عزيمة.
٦. وجوب الدعوة إلى الإسلام لا سيما قبل قتال الكفار.
٧. أن من امتنع من قبول الدعوة من الكفار وجب قتاله.
٨. أن الدعوة تكون بالتدريج فيطلب من الكافر أولاً الدخول في الإسلام بالنطق بالشهادتين، ثم يُؤمر بفرائض الإسلام بعد ذلك.
٩. فضل الدعوة إلى الإسلام وما فيها من الخير للمدعو والداعي، فالمدعو قد يهتدي والداعي يُثاب ثواباً عظيماً، والله أعلم.
١٠. الإيمان بالقضاء والقدر، لحصول الراية لمن لم يسْع إليها ومنْعها ممن سعى إليها.
١١. أنه لا يكفي التسمي بالإسلام بل لا بد من معرفة واجباته والقيام بها.
١٢. جواز الحلف بدون استحلاف لمصلحة

المصادر والمراجع:

-1 فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ- ١٩٥٧م. ٢- القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم، ١٤٢٤ه. ٣- الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ٤- الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٥- التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ ٦- صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) . الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. ٧- صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3409)

لقد أطاف بآل بيت محمد نساء كثير يشكون أزواجهن، ليس أولئك بخيارِكم

محمد ﷺ کی بیویوں (ازواج مطہرات) کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آئی ہیں۔ یہ لوگ تم میں سے بہتر لوگ نہیں ہیں۔

٨٦٦. الحديث:

عن إياس بن عبد الله بن أبي ذباب -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تضربوا إِمَاءَ الله» فجاء عمر -رضي الله عنه- إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: ذَئِرْنَ النساءُ على أزواجهن، فَرَخَّصَ في ضربهن، فَأَطَافَ بآل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نساءٌ كثيرٌ يَشْكُونَ أزواجهن، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لقد أَطَافَ بآل بيت محمد نساءٌ كثيرٌ يَشْكُونَ أزواجهن، ليس أولئك بِخِيَارِكُمْ».

٨٦٦. حدیث:

ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب - رضی اللہ عنہ - روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی باندیوں (یعنی اپنی بیویوں) کو نہ مارو۔ پھر اس حکم کے کچھ دنوں بعد عمر- رضی اللہ عنہ - رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہوگئیں ہیں۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو مارنے کی اجازت عطا فرمادی۔ اس کے بعد بہت سی عورتیں رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایت کیں کہ وہ ان کو مارتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کی بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آئی ہیں۔ ایسے لوگ تم میں سے بہتر لوگ نہیں ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ضرب الزوجات، فجاء عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- وقال للنبي -صلى الله عليه وسلم-: اجترأ النساء على أزواجهن ونشزن، فرخص النبي -صلى الله عليه وسلم- بضربهن ضربًا غير مبرح إذا وجد السبب لذلك كالنشوز ونحوه، فاجتمع نساء عند زوجات النبي -صلى الله عليه وسلم- في اليوم التالي يشكون من ضرب أزواجهن لهن ضربًا مبرحًا، ومن سوء استعمال هذه الرخصة، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: هؤلاء الرجال الذين يضربون نساءهم ضربًا مبرحًا ليسوا بخياركم. ومن أسباب ذلك أن الله -عز وجل- جعل الضرب آخر مراحل علاج النشوز فقال: (واللاتي تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن) وهذه الثلاثة على الترتيب وليست للجمع في وقت واحد، فيبدأ بالنصح والوعظ والتذكير فإن أفاد فالحمد لله، وإلم ينفع يهجرها في المرقد، فإلم يفد يضربها ضرب تأديب لا ضرب انتقام.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے بیویوں کو مارنے سے منع فرمایا۔ اس پر عمر بن خطاب -رضی اللہ عنہ- نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہوگئی ہیں اور نافرمانی کرنے لگی ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے انہیں ہلکا سا مارنے کی رخصت دے دی بشرطیکہ کوئی وجہ پائی جائے جیسے نافرمانی وغیرہ۔ اگلے دن عورتیں نبی ﷺ کی بیویوں کے پاس آگئیں اور انہوں نے اپنے شوہروں کی شکایت کی کہ وہ سختی کے ساتھ مارتے ہیں اور رخصت کو غلط انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مرد جو اپنی عورتوں کو تیز مارتے ہیں وہ تم میں سے بہتر لوگ نہیں ہیں۔ اس کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مارنے کو نافرمانی کے علاج کے مراحل میں سے آخری مرحلہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ''۔ (سورۃ النساء: ٣٤) ترجمہ: اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو۔ ان تینوں طریقوں کا ذکر ترتیب بیان کرنے کے لیے ہے نہ کہ اس لیے کہ سب کو ایک ہی وقت میں بروئے کار لایا جائے۔ چنانچہ مرد پہلے سمجھائے بجھائے اور نصیحت کرے اگر اس سے کچھ فائدہ ہو تو الحمد للہ اور اگر یہ سود مند نہ ہو تو پھر اسے اس کے بستر میں تنہا چھوڑ

دے (اُس کے ساتھ نہ سوئے)، اگر یہ بات بھی کارگر نہ ہو تو پھر اس کی تادیب کے لیے اسے (دھیرے سے) مارے نہ کہ انتقام لینے کے لیے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والدارمي.

التخريج: إياس بن عبد الله بن أبي ذباب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إماء الله : النساء.
- ذَئِرنَ : اجترأن، والمراد الجرأة على أزواجهن.
- فأطاف : أحاط.
- بآل محمد : أزواجه.

فوائد الحديث:

١. جواز مراجعة العالم في فتواه؛ لمعرفة عواقبها ومآلها.
٢. جواز الشكوى للأمير أو العالم إذا لحق ضرر بالشاكي.
٣. الضرب وسيلة لتأديب المرأة الناشز وهو مباح في الجملة.
٤. الرجل راع في بيته، فيجب أن يربيهم ويهذبهم بالحكمة والموعظة الحسنة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، المحقق: شعَيب الأرنؤوط، محَمَّد كامِل قره بللي، الناشر: دار الرسالة العالمية، ١٤٣٠هـ. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ، ١٩٩٧م. صحيح أبي داود، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري ، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (5821)

لقد تابت توبةً لو قُسِمَتْ بين سبعين من أهل المدينة لَوَسِعَتْهُم، وهل وَجَدَتْ أفضل من أن جَادَتْ بنفسها لله - عز وجل؟!

اس نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر باشندوں میں بھی تقسیم کر دی جائے تو ان کے لیے کافی ہو جائے۔ کیا تم اس سے زیادہ بھی کوئی افضل بات پاتے ہو کہ اس نے اللہ عزو جل کے لیے اپنی جان ہی قربان کر دی۔؟!

٨٦٧. الحديث:

عن أبي نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه- أن امرأة من جهينة أتت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وهي حُبْلَى من الزنى، فقالت: يا رسول الله، أصبتُ حدًّا فَأَقِمْهُ عليَّ، فدعا نبيُّ الله -صلى الله عليه وسلم- وَلِيَّهَا، فقال: «أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فإذا وَضَعَتْ فَأْتِنِي» ففعل، فأمر بها نبي الله -صلى الله عليه وسلم- فَشُدَّتْ عليها ثيابها، ثم أمر بها فَرُجِمَتْ، ثم صلى عليها. فقال له عمر: تُصَلِّي عليها يا رسول الله وقد زنت؟ قال: «لقد تابت توبةً لو قُسِمَتْ بين سبعين من أهل المدينة لَوَسِعَتْهُم، وهل وَجَدَتْ أفضل من أن جَادَتْ بنفسها لله -عز وجل-؟!».

٨٦٧. حدیث:

ابو نجید عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو کہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی۔ وہ کہنے لگی: یا رسول اللہ! میں نے ایک ایسا گناہ کیا جس پر میں حد کی سزا کی مستحق ہوتی ہوں چنانچہ اسے میرے اوپر لاگو کیجیے۔ آپ ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب یہ بچہ جن چکے تو میرے پاس لانا''۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کے کپڑے اس پر باندھ دیے گئے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر باشندوں میں بھی تقسیم کر دی جائے تو ان کے لیے کافی ہو جائے۔ کیا تم اس سے زیادہ بھی کوئی افضل بات پاتے ہو کہ اس نے اللہ عزو جل کے لیے اپنی جان ہی قربان کر دی؟!''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاءت امرأة من جهينة إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهي حاملٌ قد زنت رضي الله عنها، فأخبرته أنها قد أصابت شيئا يوجب عليها الحد؛ ليقيمه عليها، فدعا النبي صلى الله عليه وسلم وليها، وأمره أن يحسن إليها، فإذا وضعت فليأت بها إليه، فلما وضعت أتى بها وليها إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فلفت ثيابها وربطت لئلا تنكشف، ثم أمر بها فرجمت بالحجارة حتى ماتت، ثم صلى عليها النبي صلى الله عليه وسلم ودعا لها دعاء الميت، فقال له عمر رضي الله عنه: تصلي عليها يا رسول الله وقد زنت؟ فأخبره النبي صلى الله عليه وسلم أنها قد تابت توبة واسعة لو قسمت على سبعين من المذنبين لوسعتهم ونفعتهم، فإنها جاءت سلمت نفسها من أجل التقرب إلى الله

اجمالی معنی:

جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی جو حاملہ تھی۔ اس نے زنا کیا تھا۔ اس نے نبی ﷺ کو بتایا کہ اس نے ایک ایسی چیز کا ارتکاب کیا ہے جس سے اس پر حد کی سزا واجب ہوتی ہے۔ (اس کے بتانے کا مقصد یہ تھا) کہ آپ ﷺ اس پر یہ حد نافذ کریں۔ نبی ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور اسے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ جب وہ بچہ جن دے تو اسے لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ جب اس نے بچہ جن دیا تو اس کا ولی اسے لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اس کے کپڑے لپیٹ کر باندھ دیے گئے تا کہ وہ ننگی نہ ہو اور پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔ پھر نبی ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لیے وہ دعا مانگی جو مرنے والے کے لیے مانگی جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تھا؟۔ نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ اس نے تو اتنی بڑی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ستر گناہ گاروں میں بھی تقسیم کر دیا جائے

عز وجل والخلوص من إثم الزنى؛ فهل هناك أعظم من هذا؟.	تو ان کے لیے کافی ہوجائے۔ اس نے تو اللہ کی رضا کے لیے اور زنا کے گناہ سے خلاصی پانے کے لیے اپنی جان ہی دے دی۔ کیا اس سے بھی کوئی بڑا کام ہو سکتا ہے۔؟

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الزنا

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- امرأة من جهينة : هي خولة بنت خويلد، وعند مسلم: (من غامد) وهي بطن من جهينة، كما ذكر النووي.
- أصبت حدا : أي: فعلت ما يعاقب عليه بحد، والحد العقوبة المقدرة شرعًا لحق الله -تعالى.-
- فشدت : أي: جمعت أطرافها لتستتر.
- توبة : التوبة: الاعتراف والندم والإقلاع والعزم على ألا يعاود الإنسان ما اقترفه.
- سبعين : أي من العصاة.
- لوسعتهم : لكفتهم في رفع آثامهم.
- أفضل : أعظم.
- جادت بنفسها : بذلتها لمرضاة الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. من خلق المؤمن التألم والندم إذا فرط منه الذنب، وحرصه على تطهير نفسه من لوثة الإثم ولو كان في ذلك هلاك نفسه، ليلقى الله عز وجل وهو عنه راض.

٢. العقوبة الدنيوية تكفر ذنب المعصية إذا اقترن ذلك بالندم والتوبة.

٣. لا يقام حد الزنى على الحامل حتى تضع حملها، فإن كان حدها الجلد فحتى تطهر من نفاسها، وإن كان الرجم فحتى يستغني الولد عنها ولو بلبن غيرها.

٤. أنه يصلى على المرجوم؛ لأنه مسلم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت –لبنان-الطبعة الرابعة عشرة١٤٠٧-. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين –سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى ١٤١٨. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. -المعجم الوسيط-المؤلف: مجمع اللغة العربية بالقاهرة (إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار) -دار الدعوة.

الرقم الموحد: (3380)

لقد كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي الفجر، فيشهد معه نساء من المؤمنات، متلفعات بمروطهن ثم يرجعن إلى بيوتهن ما يعرفهن أحد، من الغلس

رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھتے تھے تو مومن عورتیں بڑی بڑی چادروں میں لپٹیں آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتیں۔ پھر (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی انھیں پہچان نہ پاتا۔

٨٦٨. الحديث:

عن عَائِشَة -رضي الله عنها- قالت: (لقد كان رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّ الفَجر، فَيَشهَدُ معه نِسَاء مِن المُؤمِنَات، مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثم يَرجِعْن إلى بُيُوتِهِنَّ مَا يُعْرِفُهُنَّ أحدٌ من الغَلَس).

٨٦٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھتے تو مومن عورتیں بڑی بڑی چادروں میں لپٹیں آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتیں۔ پھر (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی انھیں پہچان نہ پاتا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تذكر عائشة -رضي الله عنها- أن نساء الصحابة كُنَّ يلتحفن بأكسيتهن ويشهدن صلاة الفجر مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، ويرجعن بعد الصلاة إلى بيوتهن، وقد اختلط الضياء بالظلام، إلا أن الناظر إليهن لا يعرفهن، لوجود بقية الظلام المانعة من ذلك، وفي ذلك مبادرة بصلاة الفجر في أول الوقت.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ کرام کی خواتین چادریں اوڑھ کر نبی ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر میں شریک ہوتیں اور نماز کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں۔ اگرچہ تاریکی میں کچھ اجالے کی آمیزش ہو چکی ہوتی تاہم باقی ماندہ اندھیرے کی بدولت دیکھنے والا انھیں پہچان نہ پاتا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مُتَلَفِّعَاتٍ : متلففات، أي: غطين أبدانهن ورؤوسهن.
- بِمُرُوطِهِنَّ : كساء مخطط بألوان.
- الغَلَس : اختلاط ضياء الصبح بظلمة الليل.
- فَيَشْهَدُ : فيحضر الصلاة.
- ما يَعْرِفُهُنَّ : ما يميزهن أحد أنساء أم رجال؟ أو ما يعرف أعيانهن، هل هذه فلانة أو فلانة لبقاء الظلام؟
- الفجر : أي: صلاة الفجر.

فوائد الحديث:

١. جواز إتيان النساء إلى المساجد لشهود الصلاة مع الرجال، مع أمن الفتنة، ومع تحفظهن من إشهار أنفسهن بالزينة.
٢. المرأة إذا خرجت تلففت بعباءتها؛ لأنه أستر لها.
٣. مبادرة النساء بالرجوع إلى بيوتهن في الغلس.

٤. استحباب المبادرة إلى صلاة الصبح في أول وقتها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ.
عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3539)

لكَ ما نويتَ يا يزيدُ، ولك ما أخذتَ يا معن

اے یزید! تجھے وہ (اجر و ثواب) ملے گا جس کی تو نے نیت کی اور اے معن! وہ تیرا ہے جو تو نے لے لیا۔

٨٦٩. الحديث:

عن معن بن يزيد بن الأخنس -رضي الله عنهم- قال: كان أبي يزيدُ أَخْرجَ دَنَانِيرَ يتصدقُ بها، فوضعها عند رجلٍ في المسجدِ، فجِئْتُ فأخذتُها فأَتَيْتُهُ بها، فقال: واللهِ، ما إيَّاكَ أردتُ، فخَاصَمْتُهُ إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فقال: «لكَ ما نويتَ يا يزيدُ، ولك ما أخذتَ يا معنُ».

٨٦٩. حدیث:

معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد یزید نے چند دینار صدقہ کے لیے نکالے اور انہیں مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیا۔ میں آیا تو میں نے ان کو لے لیا اور انہیں لے کر اپنے والد کے پاس آیا۔ میرے والد نے کہا کہ اللہ کی قسم! میرا تجھ کو دینے کا ارادہ نہ تھا۔ چنانچہ میں یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اے یزید! تجھے وہ (اجر و ثواب) ملے گا جس کی تو نے نیت کی اور اے معن! وہ تیرا ہے جو تو نے لے لیا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخرج يزيد بن الأخنس دراهم عند رجل في المسجد؛ ليتصدق بها على الفقراء، فجاء ابنه معن فأخذها، فقال له: ما أردتُ أن أتصدق بهذه الدراهم عليك، فذهبا ليتحاكما إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "لك يا يزيد ما نويتَ لأنك أوصلت الصدقة إلى فقير من فقراء المسلمين فوجب لك الأجر على نيتك، ولك يا معن ما أخذت" لأنك أخذته بوجه صحيح وقد كان ابنه من المستحقين لهذه الصدقة.

اجمالی معنی:

یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ نے کچھ درہم نکال کر مسجد میں موجود ایک شخص کے پاس رکھ دیے تاکہ وہ اسے فقرا کو بطور صدقہ دے دے۔ اتنے میں ان کا بیٹا آیا اور اس نے وہ درہم لے لیے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میرا ارادہ یہ نہیں تھا کہ یہ درہم بطور صدقہ تجھے دوں۔ اس پر وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے یزید! تجھے وہ مل جائے گا جس کی تو نے نیت کی کیونکہ تو نے صدقہ مسلمانوں کے فقرا میں سے ایک فقیر شخص تک پہنچا دیا ہے چنانچہ تمہاری نیت کے مطابق تمہارے لیے اجر واجب ہو چکا ہے اور اے معن! تو نے جو کچھ لیا ہے وہ تیرا ہے۔ کیونکہ تو نے صحیح طریقے سے اسے حاصل کیا ہے۔ یزید بن اخنس کے بیٹے اس صدقے کے مستحقین میں سے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: معن بن يزيد بن الأخنس -رضي الله عنهم-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فأخذتها : من الرجل المأذون له في التصدق بها بإذنه لا بطريق الاعتداء.
- فأتيته : أتيت أبي بالدنانير المذكورة.
- فخاصمته : فتحاكمت وإياه.
- لك ما نويت : أي: لك ثوابه؛ لأنك نويت الصدقة على محتاج، وابنك محتاج وإن لم تقصده.
- ولك ما أخذت : لك مِلك ما أخذت؛ لأنك قبضته بطريق صحيح شرعي.

فوائد الحديث:

١. جواز دفع صدقة التطوع للأبناء.

٢. جواز التوكيل في توزيع الصدقة.

٣. جواز التحدث بنعم الله تعالى.

٤. جواز التحاكم بين الأب والابن وأن ذلك لا يُعد عقوقا.

٥. للمتصدق أجر ما نواه سواء صادف المستحق أم لا.

٦. لا يحق للأب الرجوع في الصدقة على ولده بخلاف الهبة.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير- دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (4719)

لك بها يوم القيامة سبعمائة ناقة كلها مخطومة	اس کے بدلے میں تیرے لیے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہیں اور سب نکیل ڈلی ہوئی ہوں گی۔
٨٧٠. الحديث: عن أبي مسعود -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بناقة مَخْطُومَةٍ، فقال: هذه في سبيل الله، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لك بها يوم القيامة سبعمائة ناقة كلها مخطومة».	**٨٧٠. حدیث:** عبداللہ بن مسعود- رضی اللہ عنہ- روایت سے ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نکیل ڈلی ہوئی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا " یہ اللہ کی راہ میں (وقف) ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا" اس کے بدلے میں تیرے لیے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہیں اور سب نکیل ڈلی ہوئی ہوں گی۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث الحض على الإنفاق في سبيل الله، وخاصة في الأمور التي يُستعان فيها على القتال من فرس أو ناقة أو غير ذلك، والله يُضاعف على ذلك الأجر فالحسنة بسبعمائة ضعف.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے پر ابھارا جا رہا ہے خاص طور پر ایسے امور میں جن سے جہاد میں مدد لی جاتی ہے جیسے گھوڑا اور اونٹنی وغیرہ، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر اجر بھی بڑھا چڑھا کر دیتا ہے، ایک نیکی کا اجر سات سو گنا تک۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بناقة مخطومة : مجعولة في رأسها الخطام، وهو الزمام الذي تُشد به الناقة.
- هذه في سبيل الله : أي مجعولة فيه
- لك بها : أي بدلها

فوائد الحديث:

١. النفقة في سبيل الله يضاعفها الله سبع مئة ضعف.
٢. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على البذل في سبيل الله.
٣. الجزاء من جنس العمل.
٤. من أساليب الدعوة الترغيب.
٥. الترغيب في التبرع بما يستعان به على القتال من فرس أو ناقة أو غير ذلك، والله يضاعف على ذلك الأجر.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين، بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5036)

لكل سهو سجدتان بعدما يسلم	(نماز میں) ہر سہو (بھول چوک) پر سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں۔
٨٧١. الحديث: عن ثوبان -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لكل سهو سجدتان بعدما يُسَلِّمُ».	**٨٧١. حدیث:** ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "(نماز میں) ہر سہو (بھول چوک) پر سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں"۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: المراد بذلك: أن أي سهو يقع في الصلاة بزيادة، أو نقص، أو شك؛ فإنه يوجب سجود السهو، والحديث من أدلة من يرى أن سجود السهو بعد السلام؛ والجمع بين الأدلة في هذا الباب يقتضي أن السجود الذي بعد السلام في حالتين: إذا سلم عن نقص، وإذا شك وبنى على غالب ظنه، وما عاداهما يكون قبل السلام.	**اجمالی معنی:** اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی سہو نماز میں ہو جائے زیادتی، کمی یا شک کی صورت میں تو اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، یہ حدیث ان لوگوں کے دلائل میں سے ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد ہے۔ اس مسئلہ میں تمام دلیلوں کے درمیان جمع کی صورت یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو دو صورتوں میں ہے: پہلی صورت جب اس نے سلام پھیرا دیا جب کہ اس نماز میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ دوسری صورت جب اسے شک ہوا اور غالب گمان کا خیال کرتے ہوئے مکمل کیا ان دو صورتوں کے علاوہ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر
راوي الحديث: رواه أبو داود.
التخريج: ثوبان مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

فوائد الحديث:

١. أنَّ كلَّ سهو يقع في الصلاة، فله سجدتا سهو.
٢. الحديث من أدلة من يرى أنَّ سجود السهو بعد السلام؛ وهم الحنفية.

المصادر والمراجع:

مسند أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني ، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. صحيح أبي داود للألباني، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، ١٤٢٣ ه. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (11236)

لم أر النبي -صلى الله عليه وسلم- يستلم من البيت إلا الركنين اليمانيين

میں نے نبی ﷺ کو بیت اللہ میں سے صرف دونوں یمانی رُکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا۔

٨٧٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «لَمْ أَرَ النبِيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم يَستَلِمُ- منَ البيتِ إلا الرُّكنَينِ اليَمَانِيَينِ».

٨٧٢. حدیث:

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو بیت اللہ میں سے صرف دونوں یمانی رُکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لم يكن النبي -صلى الله عليه وسلم- يستلم من الأركان الأربعة للكعبة إلا الركن الأسود والركن اليماني، فللبيت أربعة أركان، فللركن الشرقي منها فضيلتان: ١. كونه على قواعد إبراهيم. ٢. وكون الحجر الأسود فيه. والركن اليماني له فضيلة واحدة، وهو كونه على قواعد إبراهيم. وليس للشامي والعراقي شيء من هذا، فإن تأسيسهما خارج عن أساس إبراهيم حيث أخرج الحجر من الكعبة من جهتهما؛ ولهذا فإنه يشرع استلام الحجر الأسود وتقبيله، ويشرع استلام الركن اليماني بلا تقبيل، ولا يشرع في حق الركنين الباقيين استلام ولا تقبيل، والشرع مبناه على الاتباع، لا على الإحداث والابتداع، ولله في شرعه حكم وأسرار.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ کعبہ کے چاروں ارکان (کونوں) میں سے صرف رکنِ اسود (وہ کونا جس میں حجرِ اسود نصب ہے) اور رکنِ یمانی کا استلام کرتے۔ بیت اللہ کے چار ارکان (کونے) ہیں۔ ان میں سے مشرقی رکن کے دو فضائل ہیں: ١۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی قائم کی گئی بنیادوں پر ہے۔ ٢۔ اس میں حجرِ اسود ہے۔ جب کہ رکنِ یمانی کی صرف ایک ہی فضیلت ہے اور وہ ہے اس کا ابراہیم علیہ السلام کی رکھی گئی بنیادوں پر ہونا۔ رکنِ شامی اور رکنِ عراقی کو ان فضائل میں سے کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں ہے کیوں کہ یہ دونوں ابراہیم علیہ السلام کی رکھی گئی بنیاد سے اندر واقع ہیں بایں طور کہ ان کی طرف سے کعبہ میں سے پتھر نکال دیا گیا تھا۔ اس لیے حجرِ اسود کا استلام اور بوسہ دونوں مشروع ہے جب کہ رکن یمانی کا بغیر بوسے کے استلام مشروع ہے۔ باقی دونوں ارکان کے لیے نہ تو استلام مشروع ہے اور نہ ہی بوسہ۔ شریعت کا مدار اتباع پر ہے نہ کہ نئی خودساختہ اور من گھڑت باتوں پر۔ اللہ کی شریعت میں اس کی بے پناہ حکمتیں اور اسرار پوشیدہ ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لَمْ أَرَ: لم أبصر.
- يستلم: يمسح بيده.
- البيت: الكعبة.
- الرُكنَين: الجانبين والطرفين.
- اليَمَانِيَين: نسبة إلى اليمن تغليبًا، لأنهما من جهة اليمن، كالأبوين للأب والأم، والمراد بهما: الركن اليماني، والركن الشرقي، الذي فيه الحجر الأسود.

فوائد الحديث:

١. استحباب استلام الركنين اليمانيين.

٢. عدم مشروعية استلام غير الركنين اليمانيين من أركان الكعبة ولا غيرها من المقدسات.

٣. السنة كما تكون في الأفعال تكون كذلك في المتروكات، فإذا وُجِد سبب الفعل في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- فلم يفعل؛ دل هذا على أن السنة تركه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، دار الميمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (3026)

لم تحل الغنائم لأحد قبلنا، ثم أحل الله لنا الغنائم لما رأى ضعفنا وعجزنا فأحلها لنا

ہم سے پہلے مال غنیمت کسی کے لیے حلال نہ تھا۔ پھر اللہ تعالی نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھتے ہوئے اسے ہمارے لیے جائز کر دیا۔

٨٧٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «غَزَا نَبِيٌّ مِن الأَنبِيَاء -صلوات الله وسلامه عليهم- فقال لقومه: لاَ يَتبَعَنِّي رجُل مَلَك بُضْعَ امرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبنِي بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلاَ أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا لم يَرفَع سُقُوفَهَا، ولاَ أَحَدٌ اشتَرَى غَنَمًا أو خَلِفَات وهو يَنتظِرُ أَولاَدَها، فَغَزَا فَدَنَا مِنَ القَريَةِ صَلاةَ العَصر أو قَرِيباً مِن ذلك، فَقَال للشَّمسِ: إِنَّك مَأمُورَة وأَنَا مَأمُور، اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَينَا، فَحُبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ الله عليه، فَجَمَع الغَنَائِم فَجَاءَت -يعني النار- لِتَأكُلَهَا فَلَم تَطعَمها، فقال: إنَّ فِيكُم غُلُولاً، فَلْيُبَايِعنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَة رجل، فَلَزِقَت يد رجل بِيَدِهِ فقال: فِيكُم الغُلُول فلتبايعني قبيلتك، فلزقت يد رجلين أو ثلاثة بيده، فقال: فيكم الغلول، فَجَاؤوا بِرَأس مثل رأس بَقَرَةٍ من الذَّهَب، فَوَضَعَهَا فجاءت النَّارُ فَأَكَلَتهَا، فَلَم تَحِلَّ الغَنَائِم لأَحَدٍ قَبلَنَا، ثُمَّ أَحَلَّ الله لَنَا الغَنَائِم لَمَّا رَأَى ضَعفَنَا وَعَجزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا».

٨٧٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انبیا علیہم الصلوۃ والسلام میں سے ایک نبی نے جنگ کا ارادہ کیا، تو اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ وہ جہاد میں نہ آئے، جس کا کسی عورت سے نکاح ہوا ہو اور ابھی تک اس سے شب باشی نہ کی، ہو جب کہ وہ اس کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ شخص (بھی نہ آئے) جس نے گھر تعمیر کیا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ رکھی ہو۔ وہ شخص (بھی نہ آئے) جس نے بھیڑ بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو۔ پھر انھوں نے جہاد کیا اور عصر کے وقت یا اس کے قریب قریب بستی کے پاس پہنچے۔ اور سورج سے کہنے لگے کہ: "تو بھی اللہ کا تابع فرمان ہے اور میں بھی اس کا تابع فرمان ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لیے اسے اپنی جگہ پر روک دے"۔ چنانچہ سورج رک گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انھوں نے اموال غنیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لیے آئی؛ لیکن جلا نہ سکی۔ یہ دیکھ کر نبی نے کہا کہ تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں چوری کی ہے۔ اس لیے ہر قبیلے کا ایک آدمی آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ (جب بیعت ہوئی تو) ایک قبیلے کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر چپک گیا۔ انھوں نے کہا کہ چوری تمھارے قبیلے والوں نے کی ہے۔ اب تمھارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔ چنانچہ اس قبیلے کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے پر چپک گیا تو انھوں نے فرمایا کہ چوری تمھی لوگوں نے کی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے اور اسے مال غنیمت میں رکھ دیا، تو آگ نے آ کر اسے جلا دیا۔ ہم سے پہلے مال غنیمت کسی کے لیے حلال نہ تھا۔ پھر اللہ تعالی نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھتے ہوئے اسے ہمارے لیے جائز کر دیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عن نبي من الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام- أنه غزا قومًا أُمِر بجهادهم، لكنه -عليه الصلاة والسلام- مَنَع كل إنسان عَقَد على امرأة ولم يَدخُل بها، وكل إنسان بنى بيتا ولم يرفع سقفه، وكل إنسان اشترى غنما أو خَلِفَات وهو ينتظر أولادها، وذلك لأَنَّ هؤلاء

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام میں سے ایک نبی کے بارے میں بتایا کہ انھوں نے ایک قوم کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا، جن سے جہاد کا انھیں حکم دیا گیا تھا۔ لیکن آپ علیہ السلام نے ہر اس شخص کو جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو، لیکن ابھی تک اس سے ہم بستری نہ کی ہو اور ہر اس شخص کو جس نے گھر تیار کیا ہو، لیکن ابھی تک اس کی چھت نہ رکھی ہو اور ہر اس آدمی کو جس نے کچھ بھیڑ بکریاں اور حاملہ

يكونون مشغولين بما أهمهم، فالرجل المتزوج مشغول بزوجته التي لم يدخل بها، فهو في شوق إليها، وكذلك الرجل الذي رفع بيتا ولم يُسَقِّفه، هو أيضا مشتغل بهذا البيت الذي يريد أن يسكنه هو وأهله، وكذلك صاحب الخلفات والغنم مشغول بها ينتظر أولادها. والجهاد ينبغي أن يكون الإنسان فيه مُتَفَرِّغًا، ليس له همٌّ إلا الجهاد، ثم إن هذا النبي غزا، فنَزَل بالقوم بعد صلاة العصر، وقد أَقْبَل اللَّيل، وخاف إن أظلَم اللّيلُ أن لا يكون هناك انتصار، فجعل يخاطب الشمس يقول: أنت مأمورة وأنا مأمور، لكن أمر الشمس أمر كوني وأما أمره فأمر شرعي. فهو مأمور بالجهاد والشمس مأمورة أن تسير حيث أمرها الله عز وجل، قال الله: "والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم" (يس: ٣٨) منذ خلقها الله عز وجل وهي سائرة حيث أمرت لا تتقدم ولا تتأخر ولا تنزل ولا ترتفع. قال: "اللَّهُمَّ فاحبسها عنا" فحبس الله الشمس ولم تغب في وقتها، حتى غزا هذا النبي وغنم غنائم كثيرة، ولما غنم الغنائم وكانت الغنائم في الأمم السابقة لا تحل للغزاة، بل حل الغنائم من خصائص هذه الأمة ولله الحمد، أما الأمم السابقة فكانوا يجمعون الغنائم فتنزل عليها نار من السماء فتحرقها إذا كان الله قد تقبلها، فجُمِعَت الغنائم فلم تنزل النار ولم تأكلها، فقال هذا النبي: فيكم الغلول. ثم أمر من كل قبيلة أن يتقدَّم واحد يبايعه على أنَّه لا غُلُول، فلمَّا بايعوه على أنَّه لا غلول لَزِقَت يد أحد منهم بيدِ النبي -عليه الصلاة والسلام-، فلمَّا لَزِقَت قال: فيكم الغلول -أي: هذه القبيلة- ثم أمر بأن يبايعه كل واحد على حدة من هذه القبيلة، فلزقت يد رجلين أو ثلاثة منهم، فقال: فيكم الغلول: فجاؤوا به، فإذا هُم قد أخفوا مثل رأس الثور من الذهب، فلمَّا جيء به ووضع مع الغنائم أكلتها النار.

اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے بچے جننے کا منتظر ہو، ان سب کو (جہاد میں شرکت سے) روک دیا۔ کیونکہ ان کے دل ان چیزوں میں لگے ہوتے ہیں، جو ان کے لیے باعث دل چسپی ہیں۔ شادی شدہ آدمی کی توجہ اپنی بیوی پر ہوتی ہے، جس سے اس نے ابھی تک مباشرت نہ کی ہو۔ وہ اس کے لیے مشتاق رہتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جس نے گھر کی دیواریں تو اٹھالی ہوتی ہیں، لیکن اس کی چھت نہیں ڈالی ہو، اس کا ذہن بھی اپنے گھر پر لگا ہوتا ہے، جس میں وہ اور اس کے اہل خانہ رہائش پذیر ہونا چاہتے ہیں۔ اسی طرح حاملہ اونٹنیوں اور بھیڑ بکریوں کے مالک کا دل بھی ان میں لگا ہوتا ہے اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہوتا ہے۔ جہاد کے لیے تو انسان کو بالکل فارغ ہونا چاہیے، بایں طور کہ جہاد کے سوا اسے کوئی اور فکر نہ ہو۔ پھر اس نبی نے جنگ کی اور اس قوم پر نماز عصر کے بعد حملہ کیا۔ رات قریب آرہی تھی، چنانچہ انھیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر رات کی تاریکی چھا گئی، تو فتح حاصل نہ ہوسکے گی۔ اس لیے انھوں نے سورج سے مخاطب ہوکر فرمایا: "تو بھی حکم کا پابند ہے اور میں بھی حکم کا پابند ہوں"۔ تاہم سورج کا حکم تکوینی حکم تھا اور اللہ کی طرف سے اس نبی کو جو حکم تھا وہ تشریعی تھا۔ نبی کو جہاد کرنے کا حکم تھا اور سورج مامور تھا کہ جہاں اللہ نے حکم دیا، اس طرف رواں دواں رہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: الشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ" (یس: ۳۸) ترجمہ: اور سورج کے لیے جو مقررہ راہ ہے، وہ اسی پر چلتا رہتا ہے۔۔ یہ غالب باعلم اللہ تعالی کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔ جب سے اللہ نے اسے پیدا کیا ہے، یہ جہاں کا حکم ہے، وہاں چلا جا رہا ہے، بایں طور کہ نہ تو آگے پیچھے ہوتا ہے اور نہ ہی اوپر نیچے۔ اس نبی نے دعا کی: "اے اللہ! ہمارے لیے اسے اپنی جگہ روک دے"۔ چنانچہ اللہ تعالی نے سورج کو روک دیا اور وہ اپنے وقت پر غروب نہ ہوا، یہاں تک کہ اس نبی نے جنگ کرلی اور بہت سارا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ سابقہ امتوں میں جنگ میں شریک ہونے والوں کے لیے اموال غنیمت حلال نہیں تھے، بلکہ اموال غنیمت کا حلال ہونا صرف اور صرف اس امت کی خصوصیت ہے۔ و للہ الحمد۔ جب کہ سابقہ امتوں کے لوگ مال غنیمت کو اکٹھا کرتے اور اگر اللہ کہ ہاں یہ مقبول ہوتا، تو ایک آگ نازل ہوکر اسے جلا ڈالتی۔ اس نبی کو جب مال غنیمت حاصل ہوا اور وہ جمع کیا گیا، تو آگ نے نازل ہوکر اسے نہ جلایا۔ اس پر یہ نبی کہنے لگے: "تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں چوری کی ہے"۔ پھر انھوں نے حکم دیا کہ ہر قبیلے میں سے ایک آدمی آگے آکر اس بات پر ان سے بیعت کرے کہ انھوں نے چوری نہیں کی ہے۔ جب انھوں سے اس بات پر بیعت کرنا شروع کیا کہ انھوں نے چوری نہیں ہے تو اس دوران ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ نبی علیہ الصلوۃ و السلام کے ہاتھ میں چپک گیا۔ ہاتھ چپکنے پر انھوں نے فرمایا: "چوری تم میں ہے"۔ یعنی اس قبیلہ والوں نے چوری کی ہے۔ پھر آپ علیہ السلام

نے حکم دیا کہ اس قبیلے میں سے ہر کوئی الگ الگ بیعت کرے۔ اس پر ان میں سے دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے۔ اس نبی نے فرمایا: "چوری تمھارے اندر ہے"۔ چنانچہ وہ لوگ چوری شدہ مال لے کر آئے۔ انھوں نے سونے سے بنی بیل کے سر کی مانند ایک شے چھپا رکھی تھی۔ جب اسے لا کر مال غنیمت میں رکھ دیا گیا تو آگ نے اسے جلا دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد
السيرة والتاريخ > التاريخ > قصص وأحوال الأمم السابقة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نَبِي : وهو يوشع بن نون.
- بُضْعَ : يطلق على عقد النكاح، والجماع، والفرج.
- وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا : لم يدخل بها، وسبب التسمية بالبناء: أن الرجل كان إذا تزوج امرأة بنى عليها قبة ليدخل بها.
- خَلِفَات : جمع خَلِفَة: وهي الناقة الحامل.
- غُلُولاً : الغلول: الخِيَانة في المَغْنَم والسرقة من الغنيمة قبل القسمة.
- من القرية : وهي أريحاء.
- لَم تَطعَمهَا : للمبالغة، والمعنى: لم تذق طعمها.

فوائد الحديث:

١. الجهاد مشروع في الأمم السابقة، كما هو مشروع في هذه الأمة.

٢. نهي النبي قومه عن اتباعه على أحد هذه الأحوال؛ لأن أصحابها يكونون متعلقي النفوس بهذه الأسباب، فتضعف عزائمهم وتفتر رغباتهم في الجهاد والشهادة.

٣. مقصود النبي من توجيهاته تفرغ أصحابه من العوائق والأشغال ليقبلوا على الجهاد بنية صادقة وعزم حازم.

٤. كفاية المجاهدين أمور الدنيا ليتفرغوا للجهاد بصدق.

٥. تنوُّع الأمر إلى نوعين: أمر تكويني قدري وآخر تكليفي شرعي، فأمر الجمادات أمر تسخير وتكوين، أي قول النبي للشمس: احتبسي وانتظري، أي بتقدير الله، فهو مثل الدعاء لله بحصول هذا الشيء، وأمر العقلاء أمر تكليف، مثل قوله تعالى: (كتب عليكم القتال) (أطيعوا الله).

٦. ثبوت المعجزات للأنبياء عليهم الصلاة والسلام.

٧. كان للغلول أثر في قبول الغنائم في الأمم السالفة من رَدِّها، فمتى وُجِد الغُلُول لم يقبلها الله سبحانه، ومتى لم يوجد قبُلِت، وأباح الله لهذ الأمة الغنائم بدون شرط.

٨. شهوات الدنيا تدعو النفس إلى محبة البقاء فيها.

٩. الأمور المهمة لا ينبغي أن تُفَوَّض سياستها إلا لحازم فارغ البال، ولذلك كان مقصود النبي تفرغهم من العوائق والأشغال ليقبلوا على الجهاد بنية صادقة وعزم حازم.

١٠. سَتَر الله هذه الأمة ورحمها بخلاف الأمم السابقة، فقد كان من يفعل غلولا أو معصية يفضحه الله، فلله الحمد والمنة على الإسلام والسنة.

١١. ينبغي للإنسان إذا أراد طاعة أن يفرغ قلبه وبدنه لها، حتى يأتيها وهو مشتاق إليها، وحتى يؤديها على مهل وطمأنينة وانشراح صدر.

١٢. الدلالة على عظمة الله عز وجل، وأنه هو مدبر الكون، وأنه تعالى يجري الأمور على غير طبائعها، إما لتأييد الرسول، أو لدفع شر عنه، وإما لمصلحة في الإسلام.

١٣. الحديث رد على أهل الطبيعة الذين يقولون: إن الأفلاك لا تتغير؟. !

١٤. الأنبياء لا يعلمون الغيب إلا ما أطلعهم الله عليه.

١٥. الدلالة على قدرة الله من جهة أن هذه النار لا يدرى كيف أوقدت، بل تنزل من السماء، لا هي من أشجار الأرض، ولا من حطب الأرض، بل من السماء يأمرها الله فتنزل فتأكل هذه الغنيمة التي جمعت.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3288)

لم يكن النبي -صلى الله عليه وسلم- على شيء من النوافل أشد تعاهدًا منه على ركعتي الفجر

نبی ﷺ جس قدر اہتمام فجر کی دو سنتوں کا کرتے تھے اتنا کسی اور نفلی نماز کا نہیں کرتے تھے۔

٨٧٤. الحديث:

عن عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما- قالت: «لم يَكُن النبي -صلى الله عليه وسلم- على شيء من النّوَافل أشد تَعاهُدَاً منْهُ على رَكْعَتَيِ الفَجْرِ». وفي رواية: «رَكْعَتا الفَجْرِ خيرٌ منَ الدُّنيا وما فيها».

٨٧٤. حدیث:

عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں : نبی ﷺ جس قدر اہتمام فجر کی دو سنتوں کا کرتے تھے اتنا کسی اور نفلی نماز کا نہیں کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ "فجر کی دو رکعتیں دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان لما لركعتي الفجر من الأهمية والتأكيد، فقد ذكرت عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أكدهما وعظم شأنهما بفعله، حيث كان شديد المواظبة عليهما، وبقوله، حيث أخبر أنهما خير من الدنيا وما فيها.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں فجر کی دو رکعت سنتوں کی اہمیت اور ان کے بارے میں وارد ہونے والی تاکید کا بیان ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان پر بہت زور دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے بھی ان کی اہمیت کو اجاگر کیا بایں طور کہ آپ ﷺ ان کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے اور قولی طور پر اس کی اہمیت پر یہ فرما کر زور دیا کہ یہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > فضل صلاة التطوع
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > السنن الرواتب

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. والرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- على شيءٍ من النَّوافِلِ : نوافل الصلاة، والنفل في اللغة: الزيادة، وفي الشرع: ما سوى الفرائض من الطاعات، والمراد هنا: السنن الرواتب التابعة للفرائض.
- أَشَدَّ تَعَاهُدًا : أقوى محافظة.
- على رَكْعَتَيِ الفَجر : راتبتها التي تصلى قبلها؛ لأن الفريضة ليست من النوافل.
- وما فِيها : ما في الدنيا من المال والأهل والبنين وغيرها من زينة الدنيا وزهرتها.

فوائد الحديث:

١. كون النبي -صلى الله عليه وسلم- يتعاهدهما أكثر من غيرهما.
٢. الاستحباب المؤكد في ركعتي الفجر، فلا ينبغي إهمالهما.
٣. عظم فضلهما، حيث جُعلا خيرًا من الدنيا وما فيها.
٤. أنَّ إهمال من أهملهما -على سهولتهما وعظم أجرهما وحث الشارع عليهما- يدل على ضعف دينه، وحرمانه من الخير العظيم.
٥. راتبة الفجر تصلى في الحضر والسفر، بخلاف راتبة الظهر والمغرب والعشاء فلا تصلى إلا في الحضر.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3440)

لما حضرت أحدًا دعاني أبي من الليل فقال: ما أراني إلا مقتولا في أول من يقتل من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم-

جب غزوۂ احد کے موقع پر رات کو میرے والد نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا: مجھے لگتا ہے کہ اصحاب محمد میں سے سب سے پہلا شہید میں ہی ہوں گا اور میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے عزیز تو ہے۔ (دیکھو) مجھ پر کچھ قرض ہے، اسے کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کو خیر کی تلقین کرنا۔

٨٧٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-، قال: لما حضرتْ أُحُدٌ دعاني أبي من الليل، فقال: ما أراني إلا مقتولا في أول من يُقتل من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم-، وإني لا أترك بعدي أعزَّ عليَّ منك غيرَ نَفْسِ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وإن عليَّ دَيْنًا فاقْضِ، واسْتَوْصِ بأَخَوَاتِكَ خيرًا، فأصبحنا، فكان أولَ قَتيل، ودَفَنْتُ معه آخرَ في قبره، ثم لم تَطِبْ نفسي أن أتركه مع آخر؛ فاستخرجتُه بعد ستة أشهر، فإذا هو كيوم وضعتُه غيرَ أُذنِهِ، فجعلته في قبر على حِدَةٍ.

٨٧٥. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ غزوہ احد کے موقع پر رات کے وقت میرے باپ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ اصحاب محمد میں سے سب سے پہلا شہید میں ہی ہوں گا اور میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے عزیز تو ہے۔ اگر مجھ پر کوئی قرض ہوا تو اس کو ادا کرنا، اپنے بہنوں کو خیر کی تلقین کرنا۔ جب اگلی صبح ہوئی تو سب سے پہلے شہید وہی تھے۔ میں نے ان کو کسی اور کے ساتھ دفن کر دیا لیکن پھر مجھے اچھا نہ لگا کہ میں انہیں کسی اور کے ساتھ قبر میں چھوڑے رکھوں تو میں نے چھ مہینے بعد ان کو اس قبر سے نکالا تو وہ ایک کان کے علاوہ ویسے ہی تھے جیسے ان کو پہلے دن قبر میں رکھا گیا تھا اور پھر ان کو علیحدہ قبر میں دفن کر دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أيقظ عبد الله بن حرام ابنه جابرًا في ليلة من الليالي، وقال له: إني لأظن أني أول قتيل مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وذلك قبيل غزوة أحد، ثم أوصاه وقال: إني لن أترك من بعدي أحدًا أعز منك بعد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأوصاه بأن يقضي دينًا كان عليه وأوصاه بأخواته، ثم كانت الغزوة فقاتل -رضي الله عنه- وقُتل، وكان القتلى في ذلك اليوم سبعين رجلًا، فكان يشق على المسلمين أن يحفروا لكل رجل قبرًا، فجعلوا يدفنون الاثنين والثلاثة في قبر واحد، فدفن مع عبد الله بن حرام رجل آخر، ولكنَّ جابرًا -رضي الله عنه- لم تطب نفسه حتى فرق بين أبيه وبين من دفن معه، فحفره بعد ستة أشهر من دفنه، فوجده كأنه دفن اليوم، لم يتغير إلا شيء في أذنه يسير، ثم أفرده في قبر.

اجمالی معنی:

ایک رات عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے جابر رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ان سے کہا: مجھے لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے میں پہلا شخص ہوں گا، جسے قتل کیا جائے گا۔ یہ غزوۂ احد سے ذرا پہلے کی بات ہے۔ پھر ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میں جن لوگوں کو چھوڑ کر جاؤں گا، ان میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے عزیز شخص تم ہو۔ ان کو وصیت کی کہ ان کی طرف سے قرض ادا کر دے اور بہنوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ پھر جنگ ہوئی، انھوں نے قتال کیا اور شہید ہو گئے۔ غزوۂ احد کے دن ستر مسلمان شہید ہوئے تھے اور ہر ایک کے لیے الگ الگ قبر کھودنا آسان نہ تھا، اس لیے مسلمان ایک ایک قبر میں دو دو اور تین تین افراد کو دفنانے لگے۔ عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ایک آدمی کو دفن کیا گیا، لیکن جابر رضی اللہ عنہ کو دلی طور پر یہ اچھا نہ لگا اور اپنے والد اور ان کے ساتھ مدفون شخص کو الگ الگ کر دیا؛ انھوں نے تدفین کے چھ مہینے بعد قبر کھودی، تو ان کو ویسے ہی پایا، جیسے انھیں دفن کیا گیا تھا۔ ان کے جسم پر کان کے کچھ حصہ کے علاوہ کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی اور پھر انھیں الگ قبر میں دفنا دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما أراني : ما أظنني.
- فاقض : أي: رد الدين إلى أصحابه.
- لم تطب نفسي : أي: لم تجد الراحة والاطمئنان.
- فاستخرجته : أخرجته من القبر.
- على حدة : أي: دفنته في قبر منفردا وحده.
- حضرت أحد : حضرت غزوة أحد التي كانت في السنة الثالثة من الهجرة بجوار جبل أحد.

فوائد الحديث:

١. كرامة أخرى له، بتوقع حصول الموت له في سبيل الله في بداية المعركة.
٢. إرشاد الأبناء إلى بر الآباء خصوصا بعد موتهم، والاستعانة على ذلك بإخبارهم بمكانتهم في القلب.
٣. بيان عظم حب الصحابة الكرام للنبي -صلى الله عليه وسلم- وتفضيلهم له على النفس والمال والأولاد.
٤. بيان أهمية قضاء الدين خاصة لو توقع من عليه الدين الموت.
٥. جواز جعل أحد الورثة وصيا على باقي الورثة إذا كان الحال يقتضي ذلك.
٦. جواز إخراج الميت من قبره إذا اقتضت المصلحة لذلك.
٧. كرامة للصحابي الجليل عبد الله والد جابر بعدم تحلل جثته بعد وفاته بمدة طويلة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3462)

لو كُنْتُمَا من أهل البلد، لأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَان أَصْوَاتَكُما في مسجد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

اگر تم اس علاقے کے ہوتے، تو میں تمھیں سختی کے ساتھ مارتا؛ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو!

٨٧٦. الحديث:

وعن السائب بن يزيد الصحابي -رضي الله عنهما- قال: كنت في المسجد فَحَصَبَنِي رَجُل، فنظرت فإذا عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- فقال: اذهب فَأْتِنِي بِهذَين، فَجِئْتُهُ بهما، فقال: من أين أنتما؟ فقالا: من أهل الطائف، فقال: لو كُنْتُمَا من أهل البلد، لأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَان أَصْوَاتَكُما في مسجد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

٨٧٦. حدیث:

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے جب نظر اٹھا کر دیکھا، تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے کہا کہ جا کر ان دونوں آدمیوں کو لے آو۔ میں گیا اور انھیں لے کر آ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کہاں سے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم طائف سے ہیں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم اس علاقے کے ہوتے، تو میں تمھیں سختی کے ساتھ مارتا؛ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو!

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر السائب بن يزيد -رضي الله عنهما- عن واقعة حصلت في حضرته وهي أن رجلين كانا يرفعان أصواتهما في مسجد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في عهد عمر -رضي الله عنه- فسمع عمر أصواتهما فحصب السائب بن يزيد، وذلك لأجل أن يأتي بالرجلين إليه. قال السائب: فأتيته بهما، فسألهما من أين أنتما؟ فقالا: من أهل الطائف. قال: لو كُنْتُمَا من أهل البلد، أي من أهل المدينة لأَوْجَعْتُكُمَا بالعقوبة والضرب، تَرْفَعَان أَصْوَاتَكُما في مسجد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ ولما لم يكونا من أهل المدينة عذرهما بجهلهما؛ لأن الغالب خفاء أحكام الشرع على من كان حاله مثل حالهما.

اجمالی معنی:

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ایک واقعہ بیان کر رہے ہیں، جو ان کی موجودگی میں پیش آیا۔ ہوا یوں کہ دو آدمی مسجد نبوی ﷺ میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان کی آوازیں سنیں، تو سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو کنکری ماری؛ تاکہ وہ ان دونوں کو ان کے پاس لے آئیں۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا، تو انھوں نے ان سے پوچھا کہ تمھارا تعلق کس علاقے سے ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ طائف سے۔ اس پر انھوں نے کہا: اگر تم اس علاقے کے ہوتے، تو میں تمھیں سختی کے ساتھ مارتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو! یعنی اگر تم مدینے کے رہنے والے ہوتے، تو میں تمھیں مسجد نبوی ﷺ میں آوازیں بلند کرنے کی وجہ سے سزا دیتا؛ لیکن چوں کہ وہ مدینے کے باشندوں میں سے نہیں تھے، اس لیے ان کی عدم واقفیت کی بنا پر عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں معذور جانا؛ کیوں کہ عموما ایسے لوگوں سے احکام شریعت مخفی ہی ہوا کرتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: السَّائب بن يزيد -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَصَبَنِي : رماني بالحَصْبَاء، وهي: صِغَار الحصى.

فوائد الحديث:

١. كراهة رفع الصوت في المسجد ولو كان في ذِكْر أو قراءة القرآن، ويحرم ذلك إن أحدث تَشْوِيَشًا، وتَشْتَد الكراهة والحُرْمَة إن كان في خُصُومة وما شابهها.

٢. إباحة الكلام في المسجد في غير معصية.

٣. يستحب لمن أراد أن يُنَبِّه أحدًا إلى شيء في المسجد أن يُشير إليه حتى لا يرفع صوته.

٤. الحث على الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر في المسجد وغيره؛ لأنه من أعظم مقاصد الإسلام، ومنه أَمْرٌ ونهي من خالف آداب المساجد.

٥. جواز العقوبة البدنية بالضرب وغيره لمن خالف شرع الله -عز وجل.-

٦. بيوت الله -تعالى- جُعلت للطاعة والعبادة فيجب رعايتها بذلك، قال -تعالى-: (في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو والآصال رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والأبصار * ليجزيهم الله أحسن ما عملوا ويزيدهم من فضله والله يرزق من يشاء بغير حساب). [النور ٣٦ ، ٣٧].

٧. الرفق بالجاهل وتعليمه آداب المساجد.

٨. أن الإنسان يُعْذَر بجهله، ولذلك عذرهم عمر -رضي الله عنه- لبعدهم عن العلم وأهله.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ.

الرقم الموحد: (8952)

لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها

اگر میں کسی کو (اللہ کے سوا) کسی اور کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

٨٧٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها».

٨٧٧. حدیث :

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اگر میں کسی کو (اللہ کے سوا) کسی اور کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه لو كان آمراً أحداً أن يسجد لأحدٍ لأمر الزوجة أن تسجد لزوجها، وذلك تعظيماً لحقه عليها ولكن السجود لغير الله محرم لا يجوز مطلقاً.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کسی کو کسی اور کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتے تو بیوی کو حکم دیتے کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیوں کہ بیوی پر اس کا جو حق ہے اس کی وجہ سے وہ تعظیم کا مستحق ہے۔ لیکن غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنا حرام ہے اور بالکل بھی جائز نہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- السجود : كمال الانقياد بالهوي للأرض كما يفعل المصلي.

فوائد الحديث:

١. السجود عبادة لا تنبغي إلا لله وحده.
٢. بيان عظم حق الزوج على الزوجة فهو بعد حق الله عليها
٣. من سجد لغير الله فقد أشرك.

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي)، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر - الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، ط٢ عام ١٤٠٥ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، ط١ عام ١٤٢٢.

الرقم الموحد: (5826)

لو يُعْطَى الناسُ بدَعْوَاهُم لادَّعى رجالٌ أموالَ قومٍ ودِمَاءَهُم، لكنَّ البينةَ على المدَّعِي واليَمِينَ على من أَنْكَرَ	اگر لوگوں کے دعوؤں کی بنیاد پر ان کے حق میں فیصلہ دے دیا جائے تو پھر تو لوگ (جھوٹے) دعوے کر کے دوسرے لوگوں کے مال و جان کے درپے ہو جائیں۔ لیکن (ایسا نہیں ہے بلکہ اصول یہ ہے کہ) گواہی پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور انکار کرنے والے پر قسم کھانا ہے۔
٨٧٨. الحديث:	**٨٧٨. حدیث:**
عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لو يُعْطَى الناسُ بدَعْوَاهُم لادَّعى رجالٌ أموالَ قومٍ ودِمَاءَهُم، لكنَّ البينةَ على المدَّعِي واليَمِينَ على من أَنْكَرَ».	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کے دعوؤں کی بنیاد پر ان کے حق میں فیصلہ دے دیا جائے تو پھر تو لوگ (جھوٹے) دعوے کر کے دوسرے لوگوں کے مال و جان کے درپے ہو جائیں۔ لیکن (ایسا نہیں ہے بلکہ اصول یہ ہے کہ) گواہی پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور انکار کرنے والے پر قسم کھانا ہے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي:	**اجمالی معنیٰ:**
الحديث أصل في عدم قبول الدعوى المجردة عن الأدلة والقرائن، وتحليف المنكِر؛ تحقيقا للعدل، وإقامة للحق، وصونا للنفس والمال، فكل من ادعى دعوى خالية عن برهان فهي مردودة وسواء كانت في الحقوق والمعاملات أو في مسائل الإيمان والعلم.	حدیث ایسے دعویٰ کو قبول نہ کرنے کا ایک اصول فراہم کرتی ہے جو دلائل اور قرائن سے خالی ہو اور یہ کہ اس صورت میں انکار کرنے والے سے قسم اٹھوائی جائے گی تا کہ انصاف اور حق کا تقاضا پورا ہو اور جان و مال کا تحفظ ہو سکے۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو گواہی سے خالی دعویٰ کرے اس کا یہ دعویٰ رد کر دیا جائے گا چاہے اس کا تعلق حقوق و معاملات کے ساتھ ہو یا پھر وہ ایمان و علم کے مسائل سے متعلق ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > القضاء > الدعاوى والبيِّنات

راوي الحديث: أخرجه بهذا اللفظ البيهقي في السنن الكبرى. وأخرج البخاري ومسلم بعضه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- بدعواهم : بمجرد إخبارهم عن لزوم حق لهم على آخرين عند حاكم.
- رجال : خُصوا بالذِّكر لأن ذلك من شأنهم غالبا.
- أموال قوم ودماءهم : فلا يتمكن المدعى عليه من صون دمه وماله.
- البينة : اسم لكل ما يبين الحق ويظهره.
- المدَّعِي : هو من يذكر أمرا خفيا يخالف الظاهر.
- واليمين على من أنكر : لأن الأصل براءة ذمته، مما طلب منه وهو متمسك به.

فوائد الحديث:

١. لا يحكم لأحد بمجرد دعواه.

٢. لا يجوز الحكم إلا بما رتبه الشرع، وإن غلب على الظن صدق المدعِي.

٣. اليمين على المدعَى عليه مطلقا.

٤. الدعوى تكون في الدماء والأموال، غالباً، وذكر المال والدم على سبيل المثال، وإلا قد يدعي حقوقاً أخرى.

٥. الشريعة جاءت لحماية أموال الناس ودمائهم عن التلاعب.
٦. غلبة الظلم والكذب على كثير من الناس.
٧. لا فرق في ذلك بين الرجل العدل وغيره إذا ادعى شيئا على آخر فلا ينظر إلى قوله إلا ببينة.
٨. القاضي لا يحكم بعلمه وإنما يرجع إلى البينات.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ. - شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. - فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام - المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. - الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. - السنن الكبرى للبيهقي، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، نشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة الثالثة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. - مشكاة المصابيح، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4722)

لو يعلم المار بين يدي الْمُصَلِّي ماذا عليه من الإثم، لكان أن يَقِفَ أربعين خيرا له من أن يَمُرَّ بين يديه

اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کا چالیس سال تک کھڑا رہ کر انتظار کرنا اس سے بہتر ہو گا کہ وہ اس کے سامنے سے گزرے۔

٨٧٩. الحديث:

عن أبي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الأنصاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لو يعلم المار بين يدي الْمُصَلِّي ماذا عليه لكان أن يَقِفَ أربعين خيرا له من أن يَمُرَّ بين يديه». قال أَبُو النَّضْرِ: لا أدري: قال أربعين يوما أو شهرا أو سنة.

٨٧٩. حدیث:

ابو جہیم بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کا چالیس سال تک کھڑا رہنا اس سے بہتر ہو کہ وہ اس کے سامنے سے گزرے۔'' ابو نضر راوی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ آیا انہوں نے چالیس دن کہا، یا چالیس ماہ کہا یا پھر چالیس سال کہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المصلي واقف بين يدي ربه يناجيه ويناديه، فإذا مرَّ بين يديه في هذه الحال مارٌّ قطع هذه المناجاة وشوّش عليه عبادته، لذا عَظُم ذنب من تسبب في الإخلال بصلاة المصلي بمروره. فأخبر الشارع: أنه لو علم ما الذي ترتب على مروره، من الإثم والذنب، لفضل أن يقف مكانه الآماد الطويلة على أن يمر بين يدي المصلي، مما يوجب الحذر من ذلك، والابتعاد منه.

اجمالی معنی:

نماز پڑھنے والا اپنے رب کے حضور کھڑا ہو کر اس سے مناجات کر رہا ہوتا ہے اور اسے پکار رہا ہوتا ہے۔ جب اس حالت میں کوئی گزرنے والا اس کے آگے سے گزرتا ہے تو وہ مناجات میں انقطاع پیدا کرتا ہے اور نمازی کی عبادت میں خلل ڈالتا ہے۔ اس لیے جو شخص اپنے گزرنے کی وجہ سے نمازی کی نماز میں خلل انداز ہوتا ہے اس کا گناہ بہت بڑا ہے۔ شارع نے بتایا کہ اگر اسے علم ہو جائے کہ اس کے گزرنے پر اُسے کتنا گناہ ملتا ہے تو وہ نمازی کے آگے سے گزرنے کے بجائے لمبی مدت تک اپنی جگہ پر کھڑا رہنے کو ترجیح دے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل سے بچنا چاہیے اور اس سے دور رہنا چاہیے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لو يعلم : هذا شرط وجوابه قوله لكان أن يقف.
- المار : العابر من اليمين إلى الشمال أو العكس.
- بين يدي الْمُصَلِّي : أمامه من قدميه إلى منتهى سجوده.
- أن يَقِفَ : أي يبقى واقفا منتظرا فراغ المصلي.
- قال أبو النضر : هو سالم بن أمية راوي الحديث.

فوائد الحديث:

١. تحريم المرور بين يدي المصلي، إذا لم يكن له سُتْرة، أو المرور بينه وبينها إذا كان له سُتْرة.
٢. وجوب الابتعاد عن المرور بين يديه، لهذا الوعيد الشديد.

٣. أن الأولى للمصلي أن لا يصلي في طرق الناس، وفي الأمكنة التي لابُدَّ لهم من المرور بها، لئلا يُعَرِّض صلاته للنقص، ويُعَرض المارَّة للإثم.
٤. شك الراوي في الأربعين: لا يراد بها حصر المدة، لأن طريقة العرب ذكر العدد لبيان أن القصد التكثير وأن الأمر مهم.
٥. تعظيم حرمة المصلي والحيلولة بينه وبين قبلته.
٦. يؤخذ منه أن الإثم المترتب على المعصية في الآخرة وإن قل فهو أعظم من أي مشقة في الدنيا مهما كانت شديدة وفظيعة.
٧. جواز استعمال كلمة لو في غير التحسُّر والاعتراض على القدر.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3097)

ليبلغ شاهدكم غائبكم، لا تصلوا بعد الفجر إلا سجدتين

تم میں سے جو موجود ہیں، وہ ان لوگوں کو بتا دیں، جو موجود نہیں ہیں کہ فجر کے طلوع ہونے کے بعد دو رکعت (سنت) کے علاوہ کوئی اور (نفل) نماز نہ پڑھو۔

٨٨٠. الحديث:

عن يسار مَولى ابن عمر قال: رَآني ابن عمر وأنا أصلِّي، بعد طلوع الفَجر، فقال: يا يَسار، إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خرج علينا ونحن نُصلِّي هذه الصلاة، فقال: «لِيُبَلِّغْ شِاهِدُكُم غَائِبَكم، لا تُصلُّوا بعد الفجر إلا سَجْدَتَيْن».

٨٨٠. حدیث:

یسار جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طلوع فجر کے بعد (نفل) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو کہا: اے یسار! ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے، تو ہم ایسی ہی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو موجود ہیں، وہ ان لوگوں کو بتا دیں، جو موجود نہیں ہیں کہ فجر کے طلوع ہونے کے بعد دو رکعت (سنت) کے علاوہ کوئی اور (نفل) نماز نہ پڑھو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رأى عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- يسارا، وهو مولاه، أي: كان عبدًا له فأعتقه، رآه يصلي نافلة بعد طلوع الفجر وقبل الصلاة، ولعله زاد على ركعتين، فقال: "يا يَسار، إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خَرج علينا ونحن نُصلِّي هذه الصلاة"، يعني: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- رآهم يتطوعون بالصلاة بعد طلوع الفجر وقبل الصلاة زيادة على سنة الفجر، "فقال: " لِيُبَلِّغْ شِاهدكم غَائِبَكم" أي: قال النبي -صلى الله عليه وسلم- لِيُبَلِّغْ الحاضر بالمجلس الغائب عنه بهذا الكلام، "لا تُصلُّوا بعد الفجر" أي: بعد طلوع الفجر، يؤيده رواية أحمد: (لا صلاة بعد طلوع الفجر إلا ركعتي الفجر) أي لا نافلة بعد طلوع الفجر إلا راتبته وهي ركعتان. وقوله: "إلا سَجْدَتَيْن" أي: ركعتين كاملتين، وهذا من إطلاقه الجزء وإرادة الكل؛ كما فسَّرتها الرواية السابقة. وهذا هو الموافق لهديه -صلى الله عليه وسلم- فإنه كان لا يصلي بعد طلوع الفجر إلا ركعتين خفيفتين. وعليه: فإذا طلع الفجر فلا يجوز للمسلم أن يتطوع بالصلاة غير ركعتي الفجر، كما هو هديه -صلى الله عليه وسلم- وخير الهدي هدي محمد -صلى الله عليه وسلم-. فإذا تقرر عدم جواز التطوع بالصلاة بعد طلوع الفجر

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مولی یعنی اپنے آزاد کردہ غلام یسار کو دیکھا کہ وہ طلوع فجر کے بعد فجر کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھ رہے ہیں۔ شاید انھوں نے دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھی۔ اس پر انھوں نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے یسار! ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جب کہ ہم یہی (نفل) نماز پڑھ رہے تھے۔" یعنی نبی ﷺ نے انھیں طلوع فجر (صادق) کے بعد نماز فجر سے پہلے سنت فجر سے زائد نفل نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: "لِيُبَلِّغْ شاہدکم غائبکم"۔ یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو مجلس میں موجود ہیں، وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ: "لا تُصلُّوا بعد الفجر" یعنی طلوع فجر کے بعد (نفل) نماز نہ پڑھو۔ اس کی تایید مسند احمد کی ایک اور حدیث سے ہوتی ہے، جس میں ہے کہ: "طلوع فجر کے بعد فجر کی دو رکعت کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہے۔" یعنی طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "إلا سَجْدَتَيْن"۔ یہاں دو سجدوں سے مراد دو مکمل رکعتیں ہیں اور یہ جزبول کر کل مراد لینے کے قبیل سے ہے، جیسا کہ اس کی وضاحت سابق الذکر روایت میں کی گئی ہے۔ یہی آپ ﷺ کی سنت کے موافق بھی ہے۔ آپ ﷺ طلوع فجر کے بعد دو ہلکی سی رکعتیں پڑھنے کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ جب فجر طلوع ہو جائے تو مسلمان کے لیے نماز فجر کی دو رکعت (سنت) کے علاوہ جائز نہیں کہ کوئی اور نفل نماز پڑھے، جیسا کہ نبی ﷺ کا طریقہ تھا اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہی ہے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ طلوع فجر کے بعد سوائے سنتوں کے کوئی

نفل نماز نہیں ہے، تو یہ وقت ان اوقات میں شمار کیا جائے گا، جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔	إلا السُّنة الراتبة، فيعتبر هذا الوقت من الأوقات المَنْهي عن الصلاة فيها.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- شِاهِدُكُم : الحَاضِر بالمجْلِس.
- سَجْدَتَيْن : أي: ركعتين كامِلَتين.

فوائد الحديث:

١. حرص ابن عمر -رضي الله عنهما- على تبليغ شَرْع الله -تعالى-؛ امْتِثَالا لأمره -صلى الله عليه وسلم- حيث قال: (لِيُبَلِّغْ شِاهدكم غَائِبَكم).
٢. وجوب إبلاغ العِلم لمن يجهله وإن كان إبلاغاً لغير واجب.
٣. جواز صلاة التطوع في المسجد؛ لقول ابن عمر -رضي الله عنهما-: (خرج علينا ونحن نُصلِّي هذه الصلاة) والأفضل إيقاعها في البيت.
٤. أن النَّهي عن التطوع مَنُوط بطلوع الفجر لا بصلاة الفجر.
٥. تحريم التَّنَفل بالصلاة بعد طلوع الفجر إلا ركعتي الفجر؛ لأن المُراد من النَّفي النَّهْي.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ ٢٠١٤ م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. التيسير بشرح الجامع الصغير، زين الدين محمد عبد الرؤوف المناوي، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. التنوير شرح الجامع الصغير، محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى ١٤٣٢هـ ٢٠١١ م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣ م. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10612)

ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فينمي خيرا، أو يقول خيرا

٨٨١. الحديث:

عن أم كلثوم بنت عقبة بن أبي مُعَيط -رضي الله عنها- قالت: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «ليس الكذاب الذي يُصلح بين الناس فَيَنْمِي خيرًا، أو يقول خيرًا» وفي رواية مسلم زيادة، قالت: ولم أسمعه يُرَخِّصُ في شيء مما يقوله الناس إلا في ثلاث، تعني: الحرب، والإصلاح بين الناس، وحديث الرجل امرأته، وحديث المرأة زوجها.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الأصل أن الكذب محرَّم؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: (إياكم والكذب، فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وما يزال الرجل يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابًا) رواه مسلم . لكن استثني من الكذب ثلاثة أمور: الكذب للإصلاح بين ذات البين. الكذب في الحرب. حديث الرجل مع امرأته. فهذه الثلاثة الأمور جاءت السنة بجواز الكذب فيها؛ لما فيها من مصلحة من غير أن يترتب على ذلك مفاسد. فالأول: الكذب لأجل الإصلاح بين شخصين أو قبيلتين متنازعتين فينقل كلام الخير، ويروي لأحدهما أن صاحبه أثنى عليه ومدحه، وذكره بالأوصاف الجميلة، ولم يكن سمعه منه ولكن قصده أن يقارب بينهما، ويزيل ما فيهما من نفور ووحشة، فهذا جائز ولا بأس به ما دام قصده الإصلاح وإزالة ما في النفوس من العداوة والبغضاء والكراهية. الثاني: الكذب في الحرب هو: أن يظهر من نفسه قوة ويتحدث بما يشحذ به بصيرة أصحابه ويكيد به عدوه، أو يقول في جيش المسلمين كثرة وجاءهم مدد كثير، أو يقول: انظر إلى

وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے مابین صلح کرائے اور اس سلسلے میں اچھی بات ان تک پہنچائے یا اچھی بات کہے۔

٨٨١. حدیث:

ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے مابین صلح کرائے اور اس سلسلے میں اچھی بات ان تک پہنچائے یا اچھی بات کہے۔ مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ "میں نے آپ ﷺ سے ایسی کوئی بات نہیں سنی جس سے ثابت ہو کہ آپ ﷺ نے ان میں سے کسی بات کی اجازت دی ہے جس کو لوگ (جھوٹ) کہتے ہیں ما سوا تین باتوں کے یعنی حالتِ جنگ میں، لوگوں میں صلح صفائی کے لیے اور میاں بیوی کی آپس کی بات چیت کے دوران۔ (یعنی ان صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔)

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اصول تو یہی ہے کہ جھوٹ حرام ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کے درپہ رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم۔ تاہم جھوٹ سے تین امور مستثنیٰ ہیں: وہ جھوٹ جس کا مقصد لوگوں کے مابین صلح کرانا ہو۔ جنگ میں جھوٹ بولنا۔ آدمی کی اپنی بیوی سے بات چیت میں جھوٹ۔ یہ تین امور ہیں جن میں از روئے حدیث جھوٹ بولنا جائز ہے کیونکہ ان میں فائدہ ہے اور ان سے کوئی برائی جنم نہیں لیتی۔ اول: جھگڑنے والے دو افراد یا دو قبیلوں کے مابین اصلاح کے لیے جھوٹ بولنا بایں طور کہ وہ اچھی بات دوسرے تک پہنچائے اور ان میں سے ہر ایک سے کہے کہ دوسرا اس کی تعریف کر رہا تھا اور اس کا اچھے انداز میں ذکر کر رہا تھا حالانکہ اس نے ایسی کوئی بھی بات نہ سنی ہو تاہم اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لائے اور ان کے مابین موجود نفرت و وحشت کو دور کرے۔ ایسا کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس کا مقصد اصلاح پیدا کرنا اور دلوں میں موجود دشمنی، رنجش اور نفرت کا ازالہ ہو۔ دوم: دورانِ جنگ جھوٹ بولنا۔ وہ اس طرح کہ وہ ایسے ظاہر کرے کہ اس میں بہت طاقت ہے اور ایسی گفتگو کرے جس سے اس کے ساتھیوں کی بصیرت تیز ہو اور اس کے دشمن کو دھوکا لگے۔ یا پھر یہ کہے کہ مسلمانوں کا لشکر بہت زیادہ ہے اور انہیں بہت کمک مل گئی ہے۔ یا کہے کہ اپنے پیچھے دیکھو، فلاں

خلفك، فإن فلانا قد أتاك من ورائك ليضربك... فهذا أيضا جائز؛ لما فيه من المصلحة العظيمة للإسلام والمسلمين. الثالث: كذب الرجل على امرأته والعكس، مثل أن يقول لها: إنك من أحب الناس إلي، وإني أرغب في مثلك، وما أشبه ذلك من الكلمات التي توجب الألفة والمحبة بينهما وهي تقول له مثل ذلك، فهذا أيضا جائز لما فيه من المصالح. والكذب بين الزوجين مقيد بما يديم الألفة والمحبة بينهما ودوام العشرة، لا أنه يجوز في كل الأمور. قال النووي رحمه الله: "وأما كذبه لزوجته وكذبها له فالمراد به في إظهار الود والوعد بما لا يلزم ونحو ذلك، فأما المخادعة في منع ما عليه أو عليها أو أخذ ما ليس له أو لها فهو حرام بإجماع المسلمين"، وقال الحافظ ابن حجر رحمه الله: "واتفقوا على أن المراد بالكذب في حق المرأة والرجل إنما هو فيما لا يسقط حقًا عليه أو عليها أو أخذ ما ليس له أو لها".

تمہارے پیچھے تمہیں مارنے کے لیے آ رہا ہے ۔ ۔ ۔ یہ سب جائز ہے کیونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا بہت فائدہ ہے۔ سوم: آدمی کا اپنی بیوی سے جھوٹ بولنا یا بیوی کا اپنے شوہر سے جھوٹ بولنا۔ مثلاً وہ اس سے کہے تم مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اور مجھے تمہاری جیسی عورت اچھی لگتی ہے یا اسی طرح کے اور الفاظ کہے جن سے ان دونوں کے مابین الفت و محبت جنم لے۔ اسی طرح بیوی کا بھی اپنی شوہر سے اس طرح کی باتیں کہنا جائز ہے کیونکہ اس میں بہت فوائد مضمر ہیں۔ تاہم میاں بیوی کے مابین جھوٹ کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ ایسا ہو جس سے الفت و محبت اور ان کی باہمی معاشرت کو دوام حاصل ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جہاں تک تعلق ہے شوہر کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے شوہر سے جھوٹ بولنا تو اس سے مراد وہ جھوٹ ہے جو اظہار محبت کے لیے بولا جائے یا کسی ایسی شے کا وعدہ کرتے ہوئے بولا جائے جس کا مہیا کرنا اس کے لیے لازمی نہ ہو وغیرہ۔ مرد یا عورت کا اپنے اوپر واجب ہونے والی ذمہ داریوں سے چھٹکارا پانے کے لیے یا پھر کسی ایسی شے کے ہتھیانے کے لیے ایک دوسرے کو دھوکا دینا جو ان کی نہیں ہے تو اس طرح کے جھوٹ کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ بیوی یا شوہر کے ساتھ جھوٹ بولنے سے مراد وہ جھوٹ ہے جس سے مقصد شوہر یا بیوی پر آنے والی کسی ذمہ داری کا اسقاط نہ ہو یا اس سے مقصد کوئی ایسی شے لینا نہ ہو جو اس شوہر یا بیوی کی نہ ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء > العلاقة بين الرجل والمرأة
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم كلثوم بنت عقبة بن أبي مُعَيط -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ينمي : يبلغ.
- يُرخِّص : يُجوِّز.
- حديث الرجل امرأته : الكلام الذي يديم المحبة بينهما كأن يقول: لا أحبَّ إليَّ منك ، وتقول له ذلك.

فوائد الحديث:

١. الكذب حرام من حيث الأصل، وإنما أبيح على سبيل الترخيص في هذه الأمور الثلاثة، لعظم المصلحة المترتبة على ذلك.
٢. جواز الكذب لأجل الإصلاح بين المسلمين المتخاصمين.
٣. جواز الكذب في حال الحرب ومخادعة العدو.
٤. جواز إخبار الرجل زوجته بخلاف ما في قلبه تجاهها، وكذا العكس.
٥. جواز التورية والمعاريض في الحديث.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين أ. د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار دار كنوز اشبيليا ـ الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين الشيخ: سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي نزهة المتقين د. مصطفى سعيد الخن ـ د. مصطفى البغا ـ محي الدين مستو ـ علي

الشرجي ـ محمد أمين لطفي. مؤسسة الرسالة ، بيروت الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ١٩٧٧ م الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ١٩٨٧م
شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي - بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، المؤلف: حمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية، عام النشر: ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م. فتح الباري شرح صحيح البخاري، المؤلف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب، عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود، حمد بن سليمان الخطابي، الناشر: المطبعة العلمية - حلب، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ - ١٩٣٢ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3853)

ليس الواصل بِالمُكَافِئِ، ولكنَّ الواصل الذي إذا قَطعت رحِمه وصَلَها

٨٨٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ليس الواصل بالمُكَافِئِ ، ولكنَّ الواصل الذي إذا قَطعت رحِمه وصَلَها».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى قوله -صلى الله عليه وسلم-: "ليس الواصل بالمكافىء" أي ليس الإنسان الكامل في صلة الرحم والإحسان إلى الأقارب هو الشخص الذي يقابل الإحسان بالإحسان، بل الواصل حقيقة الكامل في صلة الرحم هو الذي إذا قطعت رحمه وصلها، حتى لو أساؤوا إليه، ثم قابل الإساءة بالإحسان إليهم، فهذا هو الواصل حقا، فعلى الإنسان أن يصبر ويحتسب على أذية أقاربه وجيرانه وأصحابه وغيرهم، فلا يزال له من الله ظهير عليهم، وهو الرابح، وهم الخاسرون. وصلة الرحم تكون بالمال، والعون على الحاجة، ورفع الضرر، وطلاقة الوجه والدعاء لهم، والمعنى الجامع إيصال ما أمكن من الخير، ودفع ما أمكن من الشر بحسب الطاقة، وقد أكد الإسلام كثيرا على صلة الرحم، إلا أنه لا يعد من القطيعة من ترك صلة الرحم من باب الهجر الوقائي أو الردعي؛ كمن رأى المصلحة في ترك الصلة رجاء أن يعود رحمه إلى جادة الصواب، وترك المخالفات الدينية، أو خاف على نفسه وأهله أنه متى وصل رحمه وهم على تلك المخالفات الشرعية، لربما انتقلت العدوى إليه وإلى من تحت يده.

"رشتہ ناتا جوڑنے والا وہ نہیں جو بدلے میں ناتا جوڑے، بلکہ ناتا جوڑنے والا وہ ہے کہ جب ناتا توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے"۔

٨٨٢. حديث :

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رشتہ ناتا جوڑنے والا وہ نہیں، جو بدلے میں ناتا جوڑے، بلکہ ناتا جوڑنے والا وہ ہے کہ جب ناتا توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "لیس الواصل بالمکافیء" کا مطلب یہ ہے کہ صلہ رحمی اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے میں وہ شخص کامل نہیں، جو احسان کے مقابلے میں احسان کرتا ہے، بلکہ صلہ رحمی کرنے میں کامل درحقیقت وہ شخص ہے، جو قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کرے۔ یہاں تک کہ اگر لوگ اس کے ساتھ بُرائی کریں، اور وہ برائی کے بدلے میں ان کے ساتھ بھلائی کرے، تو یہ حقیقی صلہ رحمی کرنے والا ہوگا۔ لہٰذا انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں وغیرہ کی تکلیف پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے۔ ایسے انسان کے لیے دوسروں کے خلاف اللہ کی طرف سے ہمیشہ ایک مددگار ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ فائدے میں رہتا ہے اور اس کے معاندین خسارے میں ہوتے ہیں۔ صلہ رحمی مال کے ذریعے بھی ہوتی ہے، ضروریات میں مدد سے بھی ہوتی ہے، نقصان کو دور کرنے، خندہ پیشانی سے ملنے اور ان کے لیے دعاے خیر سے ہوتی ہے۔ اس کا جامع معنیٰ یہ ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو، اپنی استطاعت کے مطابق بھلائی پہنچانا اور تکلیف دور کرنا۔ اسلام نے صلہ رحمی کی بڑی تاکید کی ہے۔ تاہم مفاسد سے بچاؤ اور زجر و توبیخ کے طور پر قطع تعلق، قطع رحمی میں شمار نہیں ہوتا۔ جیسے کسی کو یہ امید ہو کہ ترک صلہ رحمی کے توسط سے اس کا رشتے دار صحیح راستے پر آ سکتا ہے اور خلافِ شریعت کاموں سے بچ سکتا ہے۔ یا اسے اپنے یا اپنے اہلِ خانہ کے بارے میں یہ خوف ہو کہ جب وہ صلہ رحمی کرے گا، جب کہ اس کے رشتے دینی بے راہ روی کے شکار ہیں، تو ان کی یہ بیماری اس کی اور اس کے زیر دستوں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > المجتمع المسلم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الواصل : كامل الصلة لأقاربه.
- المكافئ : الذي يكافئهم على صلتهم له.
- رحمه : قرابته.
- وصلها : برها وأحسن إليها.

فوائد الحديث:

١. الحث على صلة الأرحام.
٢. وجوب إخلاص الأعمال لله ، ولو لم يأت منها خير عاجل في الدنيا ، فهي خير دائم في الآخرة.
٣. الإساءة للمسلم لا تجعله يقطع الخير عن المسيء.
٤. صلة الرحم المعتبرة شرعا أن تصل من قطعك، وتعفو عمن ظلمك، وتعطي من حرمك ، وليست صلة المقابلة والمجازاة.
٥. في الحديث بيان : أن الصلة إذا كانت نظير مكافأة من الطرف الآخر لا تكون صلة كاملة، لأنها من باب تبادل المنافع، وهذا مما يستوي فيه الأقارب والأباعد.
٦. يستحب في معاملة الأقارب مقابلة الإساءة بالإحسان.

المصادر والمراجع:

منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، المؤلف: حمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية، عام النشر: ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م. بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ ١٩٧٧ م، الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى، ١٤٢٢هـ. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م.

الرقم الموحد: (3854)

ليس على المُسلِم في عبدِهِ وَلاَ فَرَسِهِ صَدَقَة

٨٨٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «ليس على المُسلِم في عبدِهِ وَلاَ فَرَسِهِ صَدَقَة». وفي لفظ: «إلا زكاة الفِطر في الرقيق».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

مبنى الزكاة على المساواة والعدل، لذا أوجبها الله تعالى في أموال الأغنياء النامية والمعدة للنماء، كالخارج من الأرض، وعروض التجارة. أما الأموال التي لا تنمو -وهي باقية لِلقُنية والاستعمال- فهذه ليس فيها زكاة على أصحابها؛ لاختصاص المسلم بها لنفسه. وذلك كمركبه، من فرس، وبعير، وسيارة، وكذلك عبده المعد للخدمة، وفرشه وأوانيه المعدة للاستعمال. لكن يستثنى من ذلك زكاة الفطر للعبد، فإنها تجب وإن لم يُعدَّ للتجارة، لأنها متعلقة بالبدن لا بالمال.

مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوۃ نہیں ہے

٨٨٣. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوۃ (فرض) نہیں ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ : ''مگر غلام میں زکوۃ فطر واجب ہے۔''

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

زکوۃ کی بنیاد مساوات اور عدل پر قائم ہے اسی لیے اللہ تعالی نے مالداروں کے ان اموال میں زکوۃ کو واجب کیا جو بڑھنے والے ہوں اور جو بڑھوتری اور اضافے کے لیے تیار کیے گئے ہوں جیسے زمینی پیداوار اور سامان تجارت۔ البتہ وہ اموال جو بڑھتے نہیں ہیں۔ یعنی وہ اپنے لیے مخصوص اور ذاتی استعمال کے لئے ہوتے ہیں۔ ان میں صاحب مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مسلمان کی خود اپنی ذات کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ جیسے اس کی سواری مثلا گھوڑا، اونٹ اور گاڑی، اور اسی طرح خدمت کے لئے رکھا گیا غلام، اس کے استعمال میں آنے والے بستر اور برتن۔ لیکن اس سے غلام کا صدقہ فطر مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ واجب ہے اگرچہ غلام تجارت کے لئے نہیں ہے، کیوں کہ صدقۂ فطر کا تعلق بدن سے ہوتا ہے نہ کہ مال سے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > أحكام ومسائل الزكاة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > زكاة الفطر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- المُسلِم : هو المنقاد لله تعالى ظاهرا وباطنا.
- عبده : المملوك من الرقيق الذي اختصه لنفسه.
- صدقة : الزكاة الواجبة.
- زكاة الفطر : هي الصدقة التي تدفع عند الفطر من رمضان، صاعا من طعام.
- الرقيق : المملوك.

فوائد الحديث:

١. عدم وجوب الزكاة فيما اختصه المسلم لنفسه من رقيق وخيل.
٢. وجوب الزكاة في الخيل والرقيق المعدِّ للتجارة.
٣. أن كل ما أعد للاستعمال والاقتناء، لا تجب فيه الزكاة.
٤. وجوب زكاة الفطر عن العبيد.

٥. حكمة التشريع الإسلامي وسهولته.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى:١٣٨١هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (4519)

ليس فيما دُون خمس أَوَاقٍ صدقة، ولا فيما دون خمس ذَوْدٍ صدقة، ولا فيما دُونَ خمسة أَوْسُقٍ صدقة	پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں اور نہ ہی پانچ وسَق (غلہ) سے کم میں زکوۃ ہے۔

٨٨٤. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ليس فيما دون خمس أَوَاقٍ صدقة، ولا فيما دون خمس ذَوْدٍ صدقة، ولا فيما دُونَ خمسة أَوْسُقٍ صدقة».

٨٨٤. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں اور نہ ہی پانچ وسَق (غلہ) سے کم میں زکوۃ ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الزكاة، مواساة بين الأغنياء والفقراء، ولذا فإنها لا تؤخذ ممن ماله قليل لا يُعدَّ به غنيا. فالشارع بين أدنى حد لمن تجب عليه، وأما من يملك دون الحد الأدنى، فإنه فقير لا يؤخذ منه شيء. فصاحب الفضة، لا تجب عليه حتى يكون عنده خمس أَوَاقٍ، وكل أوقية أربعون درهما، فيكون نصابه منها مائتي درهم ، تعادل: خَمْسَمائَةٍ وتسعين جرامًا. وصاحب الإبل لا تجب عليه الزكاة، حتى يكون عنده خمسٌ فصاعدا، وما دون ذلك ليس فيها زكاة. وصاحب الحبوب والثمار، لا تجب عليه، حتى يكون ما عنده خمسة أَوسُقٍ، و"الوَسْقُ" ستون صاعا، فيكون نصابه ثَلاثُمِائَةِ صاعٍ.

اجمالی معنی :

زکوۃ امیروں اور غریبوں کے مابین مواساۃ کا ایک ذریعہ ہے اس لیے یہ اس شخص سے وصول نہیں کیا جاتا جس کا مال کم ہو اور اس کی وجہ سے وہ امیر شمار نہ ہوتا ہو۔ نبی ﷺ نے مال کی اس کم ترین حد کو بیان کر دیا جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ جس شخص کے پاس اس کم ترین حد سے بھی کم مال ہو تو وہ فقیر گردانا جائے گا اور اس سے زکوۃ وصول نہیں کی جائے گی۔ جس شخص کے پاس چاندی ہو اس پر زکوۃ تب تک واجب نہیں ہوتی جب تک کہ اس کی مقدار پانچ اوقیہ نہ ہو جائے۔ ہر اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں چنانچہ اس طرح سے چاندی سے زکوۃ کا نصاب دو سو درہم ہوگا جو کہ پانچ سو نوے (۵۹۰) گرام کے برابر بنتے ہیں۔ جس شخص کے پاس اونٹ ہوں اس پر تب تک زکوۃ واجب نہیں ہوتی جب تک کہ وہ پانچ یا پانچ سے زیادہ نہ ہوں۔ ان سے کم پر زکوۃ نہیں ہوگی۔ جس شخص کی ملکیت میں اناج اور پھل ہوں اس پر تب تک زکوۃ واجب نہیں ہوتی جب تک کہ ان کی مقدار پانچ وسق نہ ہو جائے۔ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔ اس طرح سے اس کا نصاب تین سو صاع ہو گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > زكاة النقدين
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > زكاة بهيمة الأنعام
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > زكاة الخارج من الأرض

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- دُونَ : أقل، وقد بينتها رواية مسلم "ليس في حَبٍّ ولا تمر صدقة حتى تبلغ خمسة أوسق".
- أَوَاقٍ : جمع أوقية، وهي: أربعون درهما. فعلى هذا يكون نصابُ الفضة مائتي درهم.وهي تعادل بالريالات السعودية الفضية: (٥٦ ريالاً سعودياً).وأما بالجِرَامات فتعادل: خَمْسِمِائَةٍ وخمس وتسعين جراماً.

• ذَوْدٍ : الذود، ليس له مفرد من لفظه، ويطلق على الثلاث من الإبل إلى العشر.

• أَوْسُقٍ : جمع وَسْقٍ، وأصله في اللغة: الحمل من الحب والثمر. وقدره ستون صاعًا بالصاع النبوي. فالخمسة الأوسق: ثَلَاثُمِائَةِ صاعٍ بالصاع النبوي، والصاع النبوي: أربعة أمداد، والمُد: مِلْء كَفَّي الرجُل المتوسط، ويقدر بـ٩٠٠ كلغ.

فوائد الحديث:

١. وجوب الزكاة في الفضة، والإبل، والحبوب والثمار، إذا بلغت نصابًا.

٢. فيه مقدار نصاب الأشياء الثلاثة.

٣. سقوط الزكاة فيما دون تلك المقادير من هذه الأعيان.

٤. أن النقصان اليسير في الوزن يمنع وجوب الزكاة.

٥. حكمة التشريع بإسقاط الزكاة عما دون النصاب؛ حيث لا يحتمل أن تؤخذ منه.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥هـ. خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4547)

ليصل أحدكم نشاطه فإذا فتر فليرقد

تم میں ہر شخص کو چاہیے جب تک دل لگے نماز پڑھے، تھک جائے تو سوجائے۔

٨٨٥. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: دخل النبي -صلى الله عليه وسلم- المسجد فإذا حبل ممدود بين الساريتين، فقال: «ما هذا الحبل؟» قالوا: هذا حبل لزينب، فإذا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ به. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- : «حُلُّوهُ، لِيُصَلِّ أحدكم نشاطه فإذا فَتَرَ فليرقد».

٨٨٥. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ کی نظر ایک رسّی پر پڑی جو دو ستونوں کے درمیان تنی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ رسّی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اِسے زینب رضی اللہ عنہا نے باندھ رکھا ہے۔ جب وہ (نماز میں کھڑی کھڑی) تھک جاتی ہیں تو اس کا سہارا لے لیتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اسے کھول ڈالو، تم میں ہر شخص کو چاہیے کہ جب تک دل لگے نماز پڑھے، تھک جائے تو سوجائے‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دخل النبي -صلى الله عليه وسلم- المسجد فوجد أمامه حبلا معلقا بين عمودين من أعمدة المسجد، فتفاجأ وسأل عن سبب تعليقه، فقال له الصحابة -رضي الله عنهم-: إنه حبل لزينب، تصلي النافلة وتطيل، فإذا شعرت بتعب صلت وتمسكت بالحبل، فأمر بإزالة الحبل وحث على الاقتصاد في العبادة والنهي عن التعمق فيها ليكون الإقبال عليها بنشاط.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کو مسجد کے ستونوں میں سے دو ستونوں کے مابین ایک رسّی تنی ہوئی دکھائی دی۔ آپ ﷺ نے اسے لٹکانے کا سبب دریافت کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے جو خوب دیر تک نوافل ادا کرتی ہیں اور جب تکان محسوس کرتی ہیں تو رسی کو تھام لیتی ہیں اور تب بھی نماز پڑھتی رہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے رسی کو ہٹانے کا حکم دیا اور عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کی ترغیب دی اور اس میں بہت ہی زیادہ مستغرق ہوجانے سے منع فرمایا تاکہ عبادت پوری بشاشت کے ساتھ ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ساريتين : مفردها سارية: الأسطوانة, وهي الدعامة التي يعتمد عليها السقف.
- فترت : كسلت عن القيام في الصلاة.
- نشاطه : مدة ارتياحه وفراغه.

فوائد الحديث:

١. الإسلام دين التيسير ورفع الحرج والمشقة.
٢. التنفل جائز في المسجد للرجال والنساء.
٣. إزالة المنكر باليد لمن يتمكن من ذلك.
٤. يكره أن يعتمد المصلي في أثناء صلاته على شيء.
٥. الحث على الاقتصاد في العبادة والإقبال عليها بنشاط.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. تطريز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ - ٢٠٠٢ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5828)

مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ الله عَلَيْهِ، فَكُلُوهُ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ، أَمَّا السِّنُّ: فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفرُ: فَمُدَى الْحَبَشَةِ

جو چیز خون بہا دے اور ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو، تو اس کا گوشت کھاؤ۔ البتہ وہ چیز (جس سے ذبح کیا گیا ہو) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیے۔ میں تمھیں اس کی وجہ بھی بیان کر دیتا ہوں؛ دانت تو اس لیے نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن اس لیے نہیں کہ وہ حبشیوں کی چھری ہے۔

٨٨٦. الحديث:

عن رَافِعِ بْن خَدِيج -رضي الله عنه- قال: «كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله-صلى الله عليه وسلم- بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ فَأَصَابُوا إِبِلاً وَغَنَماً، وَكَانَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ، فَعَجِلُوا وَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنْ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَأَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ، فَحَبَسَهُ الله، فَقَالَ: إنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا، قُلْتُ: يَا رَسُولُ الله، إنَّا لاقو الْعَدُوِّ غَداً، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدىً، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ الله عَلَيْهِ، فَكُلُوهُ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفْرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ، أَمَّا السِّنُّ: فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفْرُ: فَمُدَى الْحَبَشَةِ».

٨٨٦. حدیث:

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مقام ذوالحلیفہ میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ لوگ بھوکے تھے۔ ادھر غنیمت میں ہمیں اونٹ اور بکریاں ملی تھیں۔ نبی کریم ﷺ لشکر کے پچھلے حصے میں تھے۔ لوگوں نے (بھوک کے مارے) جلد بازی سے کام لیا، جانور ذبح کیے اور ہانڈیاں چڑھا دیں۔ بعد میں نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان ہانڈیوں کو الٹ دیا گیا۔ پھر آپ (ﷺ) نے غنیمت کی تقسیم شروع کی، دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ اتفاق سے مال غنیمت کا ایک اونٹ بھاگ نکلا۔ لوگ اسے پکڑنے کے لیے دوڑے، لیکن اونٹ نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک صحابی (خود رافع رضی اللہ عنہ) نے اسے تیر مارا۔ اللہ کے حکم سے اونٹ جہاں تھا، وہیں رہ گیا۔ اس پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان (پالتو) جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح بعض دفعہ وحشت ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر ان میں سے کوئی قابو میں نہ آئے، تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو"۔ میں (رافع رضی اللہ عنہ) نے خدمت نبوی میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کل ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہو سکتی ہے۔ ادھر ہمارے پاس چھری بھی نہیں ہے، تو کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چیز خون بہا دے اور ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو، تو اس کا گوشت کھاؤ۔ البتہ وہ چیز (جس سے ذبح کیا گیا ہو) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیے۔ میں تمھیں اس کی وجہ بھی بیان کر دیتا ہوں؛ دانت تو اس لیے نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن اس لیے نہیں کہ وہ حبشیوں کی چھری ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر رافع بن خديج -رضي الله عنهما- أنهم كانوا في غزوة من الغزوات مع النبي -صلى الله عليه وسلم- بمكان يقال له: ذو الحليفة، وأنهم أصابوا نعماً كثيرة، فذبحوا من تلك النعم قبل قسمته ولم ينتظروا القسمة، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- متأخراً فأتى إليهم وقد نصبوا القدور، فعمد إلى القدور

اجمالی معنی:

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوے میں ایک جگہ پر تھے، جیسے ذوالحلیفہ کہا جاتا ہے۔ ان کے پاس بہت سارے جانور تھے۔ انھوں نے ان کی تقسیم کا انتظار کیے بغیر، تقسیم سے پہلے ہی ان کو ذبح کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ پیچھے تھے، جب پہنچے تو لوگوں نے ہانڈیاں چڑھا دی تھیں۔ آپ ہانڈیوں کے پاس جا کر انھیں انڈیل دیا اور مٹی ڈال دی۔ نیز فرمایا: لوٹ مار کا مال

فكفأها ورملها، أي: حشاها بالتراب، وقال: إن النهبة ليست بأحل من الميتة، ثم قسم فعدل البعير بعشر من الغنم، وحينئذ ذبح كل منهم مما أصاب، أي: من نصيبه الخاص به، ففر بعير منها ولم يقدروا عليه؛ لقلة الخيل، ورماه رجل بسهم فحبسه الله، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: إن لهذه البهائم أوابد كأوابد الوحش، فما ند عليكم منها فاصنعوا به هكذا. ثم سألوا النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الذبح بأي وسيلة، فأخبرهم أن كل ما يسيل الدم، واقترن مع الذبح التسمية، فهو مما يجوز الأكل به، ولكن الظفر سواء كان متصلًا بيد الإنسان أو منفصلًا من إنسان أو غيره فلا يجوز؛ لأنها سكاكين الكفار، وكذلك السن لا تجوز التذكية به؛ لأنه عظم.

مردار سے زیادہ حلال نہیں ہے! پھر آپ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں مقرر کیں۔ پھر لوگوں نے اپنے اپنے حصے کے جانور ذبح کیے۔ ان جانوروں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا اور گھوڑوں کی قلت کی وجہ سے وہ اسے قابو میں نہ کر سکے۔ ایک آدمی نے اسے تیر مارا اور اللہ کے حکم سے وہ وہیں رک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان (پالتو) جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح بعض دفعہ وحشت ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی جانور قابو میں نہ آئے، تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ ذبح کس طریقے سے کیا جائے؟ تو ان کو بتایا کہ ہر وہ چیز جس سے خون بہنا شروع ہو جائے اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو، اس کا کھانا جائز ہے۔ جب کہ ناخن چاہے وہ انسانی ہاتھ کے ساتھ ہو یا الگ، اس سے ذبح کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ کافروں کی چھری ہے اور دانت سے ذبح کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > التذكية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: رافع بن خَديج الأنصاري الأوسي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الحُليفة : تصغير حلفة، وهي نبت معروف، سميت المنطقة به؛ لأنها من منابته.
- تِهَامة : وهي ما تصوب من جبال الحجاز إلى البحر.
- نَدَّ : بمعنى: هرب على وجهه شارداً.
- فأعياهم : أعجزهم.
- أوابد : الغريبة المتوحشة، والمراد: أن لها توحشا ونفوراً.
- مُدَى الحبشة : وهي: السكين.
- أنهر الدم : بمعنى فتح الدم وأساله.

فوائد الحديث:

١. إن من عادة النبي -صلى الله عليه وسلم- الجميلة أن يكون في آخر الجيش؛ رفقا بالضعيف والمنقطع، فكذا ينبغي للقواد والأمراء، وهكذا ينبغي ملاحظة الضعفاء العاجزين في كل الأحوال، في إمامة الصلاة وغيرها.

٢. تأديب الإمام لرعيته وجنده، فقد أدبهم النبي -صلى الله عليه وسلم- على هذه العجلة والتصرف، قبل أخذ إذنه، فكان جزاؤهم حرمانهم مما أرادوا.

٣. الحديث دليل على القاعدة الفقهية: من تعجل شيئا قبل أوانه عوقب بحرمانه.

٤. العدل لاسيما في موطن جهاد الأعداء والكفار؛ لأنه من أسباب النصر والظفر بالأعداء.

٥. أن من هرب ولم يمكن إدراكه من الإبل، أو البقر، أو الغنم، أو من الحيوانات المستأنسة، فليقتل برميه، فإن مات فالرمي ذكاته؛ لأنه صار حكمه حكم الوحش النافر.

٦. وجوب التسمية، وتسقط سهواً وجهلًا.

٧. جواز التذكية بكل ما أنهر الدم وأساله، من حديد، أو حجر، أو قصب، أو غيرها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (2984)

مَا أحَدٌ يَدْخُل الجنَّة يُحِبُّ أن يَرجع إلى الدنيا وله ما على الأرض من شيء إلا الشَّهيد، يَتَمَنَّى أن يَرجع إلى الدنيا، فيُقْتَل عَشْر مَرَّاتٍ؛ لما يَرَى من الكَرَامة

کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے، خواہ اسے دنیا میں موجود ہر شے مل جائے، سوائے شہید کے۔ اس کی یہ تمنا ہوگی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو کیونکہ وہ شہادت پہ ملنے والی عزت کو دیکھ رہا ہوگا۔

٨٨٧. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَا أحَدٌ يَدْخُل الجنَّة يُحِبُّ أن يَرجع إلى الدنيا وله ما على الأرض من شيء إلا الشَّهيد، يَتَمَنَّى أن يَرجع إلى الدنيا، فيُقْتَل عَشْر مَرَّاتٍ؛ لما يَرَى من الكَرَامة». وفي رواية: «لما يَرَى من فَضْل الشَّهادة».

٨٨٧. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے، خواہ اسے دنیا میں موجود ہر شے مل جائے، سوائے شہید کے، اس کی یہ تمنا ہوگی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو کیونکہ وہ شہادت پہ ملنے والی عزت کو دیکھ رہا ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھ رہا ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ليس هناك أحد يتمنى ويرغب أن يفارق الجنة بعد دخولها، ويعود إلى الدنيا مرة أخرى، ولو أعطي الأرض كلها بما فيها من كنوز ونفائس، وما عليها من قصور عالية وحدائق غناء، ثم استثنى من ذلك الشهيد، فإنه يحب العودة إلى الدنيا عشر مرات لكي يجاهد كل مرة في سبيل الله ويستشهد فيفوز بالشهادة عشر مرات بدل مرة واحدة، وذلك لما يرى من الكرامة التي يلاقيها الشهداء.

اجمالی معنی:

کوئی بھی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ خواہش نہیں رکھے گا کہ وہ اس سے علیحدہ ہو اور دوبارہ دنیا میں لوٹ جائے اگرچہ اسے دنیا کے تمام خزانے اور قیمتی اشیاء بھی دے دی جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسے اس میں موجود عالی شان محلات اور گھنے سرسبز باغات بھی دے دیے جائیں۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے اس سے شہید کو مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ دنیا میں دس بار واپس آنے کو پسند کرے گا تا کہ وہ ہر دفعہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائے اور اسے ایک دفعہ کے بجائے دس دفعہ شہادت ملے کیونکہ اس نے شہدا کو ملنے والی عزت و مقام کو دیکھ لیا ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه البخاري ومسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكرامة : الكرم والجود

فوائد الحديث:

١. فضل الشهادة والترغيب في الجهاد.
٢. فيه حقارة الدنيا.
٣. ولازم الحديث أن الجنة موجودة الآن.

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح صحيح البخاري، لابن بطال، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، ط٢، مكتبة الرشد - السعودية، الرياض، ١٤٢٣هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ط٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، ط، ١٤١٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3864)

مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ الله، إلاَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَكَلْمُهُ يَدْمَى: اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ

جو شخص بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے زخمی ہوا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہو گا جس کا رنگ تو خون جیسا ہو گا لیکن خوشبو مشک کی سی ہو گی۔

٨٨٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: «ما من مَكْلُومٍ يُكْلَمُ في سبيل الله، إلا جاء يومَ القيامة، وكَلْمُهُ يَدْمَى: اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، والرِّيحُ رِيحُ المِسْكِ».

٨٨٨. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے زخمی ہوا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہو گا جس کا رنگ تو خون جیسا ہو گا لیکن خوشبو مشک کی سی ہو گی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُبَيِّنُ النبي -صلى الله عليه وسلم- فضل الجهاد في سبيل الله -تعالى- وما ينال صاحبه، من حسن المثوبة، بأن الذي يجرح في سبيل الله فيُقْتَلُ أو يبرأ، يأتي يوم القيامة على رؤوس الخلائق بِوِسَام الجهاد والبلاء فيه، إذ يجيء بجرحه طَرِيًّا، فيه لون الدم، وتفوح منه رائحة المسك.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت اور اس بہترین ثواب کو بیان فرما رہے ہیں جو جہاد کرنے والے کو ملے گا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہوا زخمی ہو جائے اور پھر یا تو اس کی موت واقع ہو جائے یا وہ صحت یاب ہو جائے (تو ہر دو صورتوں میں) وہ روز قیامت تمام لوگوں کے سامنے جرأت و بہادری کے ساتھ جہاد کرنے کا تمغہ سجائے آئے گا۔ اس کا زخم بالکل تازہ ہو گا جس کا رنگ تو خون کا ہو گا لیکن اس سے خوشبو مشک کی پھوٹ رہی ہو گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مَكْلُوم : مجروح، والكَلْم: الجرح.
- يدمى : يسيل منه الدم.

فوائد الحديث:

١. فضل الجهاد، وقد كثرت فضائله، وتعدد ثوابه، لما فيه من عز الإسلام.
٢. فضل الشهادة في سبيل الله، وكيف يجازى صاحبها.
٣. هذا الفضل والفخر، الذي يتميز به المجروح يوم القيامة.
٤. فضل الجراحة في سبيل الله، فهي أثر من طاعته ومجاهدة أعدائه.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ ٣- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة،

الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. ٤- الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ.

الرقم الموحد: (2991)

مَا يَجِدُ الشَّهيد من مَسِّ القتل إلا كما يَجِدُ أَحَدُكُمْ من مَسِّ القَرْصَةِ

شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

٨٨٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَا يَجِدُ الشَّهيد من مَسِّ القتل إلا كما يَجِدُ أَحَدُكُمْ من مَسِّ القَرْصَةِ».

٨٨٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الإنسان إذا استشهد في سبيل الله، فإن ما يُصيبه من مَسِّ القتل وفي رواية الدارمي: "من ألم القتل" لا يشعر به إلا كما يشعر أحدنا من قرصة النملة، وفي رواية الدارمي: "من ألم القرصة". والمعنى: أن الشهيد لا يُكابد شدة الموت وسكراته، كما هو حال غيره من الناس، بل إن أشد ما يجده ويعانيه عند موته هو ما نجده من قَرْصة النملة فيما تحدثه من ألمٍ في سرعة زواله، فلا يشعر به، وهذا من فضل الله -تعالى- على الشهيد، فإنه لمَّا قدَّم روحه في سبيل الله -تعالى- رخيصة، هَوَّن الله عليه ألم القتل.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: انسان جب اللہ کے راستے میں شہید ہوتا ہے تو اسے قتل ہونے کی جو تکلیف ہوتی ہے اور سنن دارمی کی ایک روایت میں ہے کہ: "اسے جو قتل کا درد ہوتا ہے"، اس کا اسے بس اتنا سا احساس ہوتا ہے جیسے ہم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے کا ہوتا ہے۔ سنن دارمی کے الفاظ ہیں: "جتنا چیونٹی کے کاٹنے کا درد ہوتا ہے۔" یعنی شہید کو دوسرے لوگوں کی طرح موت کی سختی اور سکرات کی تکلیف نہیں سہنی پڑتی بلکہ موت کے وقت اسے جو زیادہ سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے وہ اتنی ہوتی جتنی ہمیں چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے جو فوراً ہی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ یہ شہید پر اللہ کا فضل ہے۔ شہید جب اللہ کے راستے میں اپنی جان کو ارزاں کر دیتا ہے تو اللہ بھی اس کے بدلے میں قتل کی تکلیف کو اس کے لیے معمولی بنا دیتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه والنسائي والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَسّ القتل : ألَمَه.
- القَرْصَة : عَضَّة النَّملة، وأصل القَرْص: القَبْضُ بالإبهام والسَّبَابة على جزء من الجسم قبضا مؤلماً.

فوائد الحديث:

١. عِناية الله بالشهيد حيث يُخَفف عنه آلامه فتزول سريعا،ولا يعقبها علة ولا سَقَم.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية. - سنن ابن ماجه، ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - السنن الصغرى، للنسائي، أحمد بن شعيب، النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ – ١٩٨٦م. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. - سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى

البابي الحلبي – مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. -مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ- ٢٠٠٠م. - صحيح الجامع الصغير وزياداته، الألباني، دار المكتب الإسلامي، بيروت، لبنان. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ، محمد بن إسماعيل الصنعاني، محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٢هـ- ٢٠١١م. - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين، تأليف مصطفى سعيد الخن - مصطفى البغا - محي الدين مستو-علي الشربجي- محمد أمين لطفي- مؤسسة الرسالة، بيروت –لبنان، الطبعة الرابعة عشرة.

الرقم الموحد: (3914)

مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ على بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّات

پانچ نمازوں کی مثال اس لبالب جاری نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر ہو، وہ اس سے روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔

٨٩٠. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ على بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ». وعن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «أَرَأَيْتُمْ لو أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ منه كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ. شَيْءٌ؟» قالوا: لا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قال: «فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الخَطَايَا».

٨٩٠. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال اس لبالب جاری نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر ہو، وہ اس سے روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔ ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ روزانہ اس سے پانچ دفعہ نہائے، تو کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں، اس کے جسم پر کچھ بھی میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی مثال پانچوں وقت کی نمازوں کی ہے کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

شبه -صلى الله عليه وسلم- الدَّنَس المعنوي بالدنس الحسي، فكما أن الاغتسال كل يوم خمس مرات يذهب الوسخ، فكذلك الصلوات الخمس تذهب الذنوب.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے معنوی میل کچیل کو حسی میل کچیل کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ جس طرح روزانہ پانچ دفعہ نہانے سے میل کچیل کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اسی طرح پنجگانہ نمازیں بھی گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: حديث جابر -رضي الله عنه-: رواه مسلم. حديث أبي هريرة -رضي الله عنه-: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مثل : المثل: الشبه والنظير.
- غمر : الغمر: الكثير.
- درنه : الدرن: الوسخ.
- يمحو : يزيل.
- الخطايا : الذنوب.

فوائد الحديث:

١. الصلاة تذهب الدنس المعنوي وهو الذنوب الصغائر، كما يذهب الماء الدنس الحسي عن الأبدان.
٢. فضل أداء الصلوات الخمس والمحافظة عليها.

٣. بيان هدي النبي -صلى الله عليه وسلم- في أسلوب الترغيب والتوجيه بالمحاورة، وضرب الأمثلة لتقريب المعاني وترغيب المتعلم بالطاعة والعبادة.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4968)

مَثَلُ المجاهد في سَبِيل الله كمَثل الصَّائم القَائم القَانت بآيات الله لا يَفْتُر من صيام، ولا صلاة، حتى يَرْجِع المجاهد في سبيل الله

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے وہ روزے دار شب بیدار جو انتہائی خشوع کے ساتھ اللہ کی آیات کو پڑھتا ہے اور روزہ و نماز میں کبھی بھی کمزوری نہیں دکھاتا یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ بن کر واپس لوٹ آئے۔

٨٩١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قيل: يا رسول الله، ما يعدل الجهاد في سبيل الله؟ قال: «لا تستطيعونه» فأعادوا عليه مرتين أو ثلاثًا كل ذلك يقول: «لا تستطيعونه»! ثم قال: «مثل المجاهد في سبيل الله كمثل الصائم القائم القانت بآيات الله لا يَفْتُرُ من صيام، ولا صلاة، حتى يرجع المجاهد في سبيل الله». وفي رواية البخاري: أن رجلا قال: يا رسول الله، دلني على عمل يعْدِلُ الجهاد؟ قال: «لا أجده» ثم قال: «هل تستطيع إذا خرج المجاهد أن تدخل مسجدك فتقوم ولا تفتر، وتصوم ولا تفطر»؟ فقال: «ومن يستطيع ذلك»

٨٩١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! کون سا عمل ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کے مساوی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے نہیں کر سکتے''۔ لوگوں نے دو یا تین بار آپ ﷺ سے پھر یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ ''تم اسے نہیں کر سکتے''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے وہ روزہ دار شب بیدار جو انتہائی خشوع کے ساتھ اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور روزہ و نماز میں کبھی بھی کمزوری نہیں دکھاتا یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ بن کر واپس لوٹ آئے''۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض گزارش کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نزدیک تو کوئی ایسا عمل نہیں ہے''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لیے نکلے تو تم اپنی جائے نماز پر چلے جاؤ اور پھر تم مسلسل بلا وقفہ نماز پڑھو اور مسلسل روزہ رکھو۔؟'' اس نے جواب دیا: ایسا کرنے کی کس میں استطاعت ہے! (یعنی ایسا کرنے کی کسی میں استطاعت نہیں)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذه الحديث بروايتيه سأل الصحابة النبي -صلى الله عليه وسلم- عن عمل من أعمال البر والطاعات يَعْدِلُ الجهاد في سبيل الله -تعالى- في الأجر والثواب، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "لا تَسْتَطِيعُونَهُ" يعني أن العمل الذي يَعْدِلُ الجهاد لا طاقة لكم به. فأعَادوا عليه مرَّتين أو ثلاثا كل ذلك يقول: "لا تَسْتَطِيعُونَهُ". ثم بَيَّن لهم ذلك العمل الذي لا يستطيعونه، وهو ملازمة الصيام والقيام وتلاوة القرآن من غير فُتور ولا انقطاع، ولا شك أن هذا ليس في مقدرو البشر، ولهذا قال لهم -عليه الصلاة

اجمالی معنی:

اس حدیث کی دونوں روایت میں ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی ﷺ سے ان نیکی اور بھلائی کے کاموں کے بارے میں دریافت کیا جو اجر و ثواب کے لحاظ سے جہاد فی سبیل اللہ کے مساوی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم وہ نہیں کر سکتے۔ یعنی وہ عمل جو جہاد کے مساوی ہے تم میں اس کے کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس پر صحابہ نے آپ ﷺ سے دو یا تین بار یہی سوال کیا اور آپ یہی فرماتے رہے کہ تم وہ نہیں کر سکتے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے سامنے اس عمل کی وضاحت فرمائی جسے وہ نہیں کر سکتے تھے اور وہ یہ تھا کہ بغیر کسی وقفے اور انقطاع کے پابندی کے ساتھ مسلسل روزہ رکھنا، نماز پڑھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عمل انسان کی وسعت سے باہر ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے

والسلام- ابتداءً: "لا تَسْتَطِيعُونَهُ"، وفي رواية البخاري: أن رجلا من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يَدُلَّه على عمل يَعْدِل الجهاد في منزلته وقدره، وعِظَم أجره ومثوبته، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: "لا أَجِدُه" أي: لا أجد عملًا يماثل الجهاد أو يساويه، وفي الصحيحين: "لغَدْوَة في سبيل الله أو رَوْحَة، خير من الدنيا وما فيها". ثم قال: "هل تستطيع إذا خَرج المُجاهد أن تدخل مَسْجِدَكَ فتقوم ولا تَفْتُرَ، وتَصُوم ولا تُفْطِر؟" والمعنى: هل تستطيع من حين يخرج المجاهد من بيته للجهاد في سبيل الله -تعالى-، أن تدخل مسجدك وتعتكف فيه للعبادة على وجه الدوام، فتقوم في الصلاة دون انقطاع، وتواصل الصوم دون إفطار، إذا كان هذا ممكنا، فإن هذا وحده هو الذي يَعْدل الجهاد، عند ذلك قال الرجل: "ومن يستطيع ذلك؟" أي: ومن يستطيع مواصلة الصلاة من غير انقطاع والصيام من غير إفطار؟ لا شك أن ذلك أمر فوق مقدور البشر.

آغاز ہی میں ان سے فرمایا کہ تم وہ نہیں کر سکتے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اسے کوئی ایسا عمل بتائیں جو قدر و منزلت اور اپنے اجر و ثواب کے اعتبار سے جہاد فی سبیل اللہ کے مساوی ہو۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ میرے نزیک تو ایسا کوئی نہیں ہے۔ یعنی میرے علم میں تو کوئی ایسا عمل نہیں جو جہاد کی طرح کا ہو یا اس کا ہم پلہ ہو۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے ایک صبح یا ایک شام کے لیے نکلنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لیے نکلے تو تم اپنی جائے نماز پر چلے جاؤ اور پھر ہمیشہ عبادت میں لگے رہو۔ بغیر کسی انقطاع کے نماز پڑھو اور مسلسل روزہ رکھو۔ اگر ایسا کرنا ممکن ہو تو صرف یہی ایک عمل ہے جو جہاد کے مساوی ہو سکتا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ اس کی کون استطاعت رکھتا ہے!۔ یعنی کون ہے جو بغیر انقطاع کے مسلسل نماز پڑھ سکتا ہے اور بنا افطار (بریک) کیے روزہ رکھ سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام انسانی قدرت سے بالاتر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه، والرواية الثانية للبخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما يَعْدلُ الجهاد : ما يُساوي القتال لإعلاء كلمة الله في الثواب.
- القَانت : الخاشع.
- القَائم : الذي يقوم الليل مصليا.
- لا يَفْتُر : لا يَضعف.

فوائد الحديث:

١. تعظيم أمر الجهاد؛ لأنه عدل جميع ما ذُكر من فضائل الأعمال.
٢. فضائل الأعمال لا تدرك بالقياس، وإنما هي إحسان وفضل من الله تعالى لمن شاء.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - منار القاري شرح مختصر

صحيح البخاري تأليف حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية ١٤١٠ هـ- ١٩٩٠ م. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (3917)

مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا في سَبِيل الله، إيمانًا بالله، وتَصْدِيقًا بِوَعْدِه، فإن شِبَعَهُ وريَّه ورَوْثَهُ وبَوْلَه في مِيْزَانه يوم القيامة

جس نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا پالا، تو یقیناً اس (گھوڑے) کا چارہ، اس کا پانی، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس کے پلڑے میں ہوں گے۔

٨٩٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا في سَبِيل الله، إيمانًا بالله، وتَصْدِيقًا بِوَعْدِه، فإن شِبَعَهُ وريَّه ورَوْثَهُ وبَوْلَه في مِيْزَانه يوم القيامة».

٨٩٢. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کو سچا مانتے ہوئے اللہ کے راستے میں گھوڑا پالتا ہے، اس کا کھانا، اس کا پینا، اس کی لید اور پیشاب قیامت کے دن اس کے پلڑے میں ہوں گے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن مَن أوقف فرسًا للجهاد في سبيل الله تعال وابتغاء مرضاته لكي يُحَارب عليه الغزاة، ابتغاء وجه الله تعالى، وتصديقا بوعده الذي وعَدَ به، حيث قال: (وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف إليكم) فإن الله يُثِيْبُه عن كل ما يأكله أو يشربه أو يخرجه من بول أو روث، حتى يَضعه له في كِفَّة حسناته يوم القيامة. وفي حديث أبي هريرة رضي الله عنه الطويل: "الخَيل ثلاثة: هي لرَجُلٍ وِزْرٌ، وهي لرَجُل سِتْر، وهي لِرَجُلٍ أجْرٌ. . ثم قال: وأما التي هي له أَجْرٌ، فرَجُل ربَطَها في سبيل الله لأهل الإسلام في مَرْج، أو رَوْضَةٍ فما أكلت من ذلك المَرْج أو الرَّوْضَةِ من شيء إلا كُتِبَ له عَدَدَ ما أكَلَتْ حسنات وكتب له عَدَدَ أرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حسنات، ولا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفا أو شَرَفَيْنِ إلا كَتَب الله له عَدَدَ آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حسنات، ولا مَرَّ بها صَاحِبُها على نَهْر، فشَرِبَت منه، ولا يُرِيد أن يَسْقِيهَا إلا كَتَب الله له عَدَدَ ما شَرِبَت حسنات" متفق عليه.

اجمالی معنی:

حدیث کا معنی: جس نے اللہ کے راستے میں اور اس کی رضا کے حصول کے لیے جہاد کی خاطر گھوڑا وقف کیا، تاکہ اس پر سوار ہو کر مجاہدین جہاد کر سکیں؛ اگر اس کا یہ کام سچ مچ اللہ کی رضا کے حصول اور اس کی طرف سے کیے گئے وعدے کی تصدیق کے طور پر ہے، مثلا قرآنِ کریم میں اس کا ارشاد کہ: "وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ" (ترجمہ: تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے، وہ تمھیں پورا پورا دیا جائے گا)، تو اللہ تعالیٰ اس گھوڑے کے کھانے، پینے اور بول و براز تک کا اجر اسے عنایت کرے گا کہ ان تمام چیزوں کو قیامت کے دن اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے: "گھوڑے کی تین اقسام ہیں؛ ایک مالک پر وبال ہے، دوسرا مالک کے لیے پردہ ہے، تیسرا مالک کے لیے ثواب کا ذریعہ ہے... پھر فرمایا باعث ثواب وہ گھوڑا ہے، جسے آدمی نے اللہ کے راستے میں، اہلِ اسلام کے لیے سبزہ زار یا باغ میں وقف کر رکھا ہو۔ تو یہ گھوڑا باغ یا سبزہ زار سے جو کچھ کھائے گا، اس کے کھانے کے بقدر اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی لید اور پیشاب کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھ جائے، تو اس کے قدموں کے نشانات اور لید کے برابر نیکیاں اللہ لکھ دیتا ہے، جب اس کا مالک اسے کسی نہر سے لے کر گزرتا ہے اور پانی پلانے کا ارادہ نہ ہونے کے باوجود وہ پانی پی لیتا ہے، تو اللہ اس کے لیے پیے گئے پانی کے قطروں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ متفق علیہ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد
الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الوقف

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- احْتَبَسَ فَرَسا : وقَّفَه على الغُزاة يستعينون به في الجهاد.
- بِوَعْدِه : أي بالثواب المترتب على ذلك.
- شِبَعَهُ : قَدْر ما يَشبع به.
- ريَّه : شُربه وشَبَعه.
- ورَوْثَهُ وبَوْلَه : يريد ثواب ذلك لا الأرواث بعينها، والرَّوث: رجيع ذات الحَافِر، أي ما خرج من دبرها.

فوائد الحديث:

١. الترغيب في إعداد الخيل في سبيل الله، وأن ما ينفقه الإنسان عليها يكون حسنات له، وما يخرج منها يؤجر عليه.

٢. الحَض على الجهاد في سبيل الله تعالى لإعلاء كلمة الله.

٣. المال المكتسب باتخاذ الخيل من خير وجوه الأموال، وأطيبها؛ لأن البركة في نواصيها.

٤. تفضيل الخيل على غيرها من الدَّواب.

٥. جواز وقف الخيل للجهاد في سبيل الله.

٦. المرء يؤجر بنيته الخالصة لله تعالى، والمصدقة بوعده كما يؤجر العامل.

٧. الحث على اقتناء كل ما يُساعد على الجهاد والعناية بكل ما فيه قوة الأمة وهيبتها.

٨. بشرى ببقاء الإسلام وأهله إلى يوم القيامة؛ لأن من لازم استمرار الجهاد بقاء المجاهدين وهم المسلمون

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ط١، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ط٤، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ط١، ١٤٢٢ه. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف ، ط ١٤١٠ هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4181)

مَنْ اقْتَنَى كَلْباً -إلاَّ كَلْبَ صَيْدٍ، أَوْ مَاشِيَةٍ- فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ	جس نے کوئی ایسا کتّا رکھا جو نہ تو شکار کی غرض سے ہو اور نہ ہی مال مویشی کی حفاظت کے لیے تو اس کہ وجہ سے اس کے اجر سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

٨٩٣. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «مَن اقْتَنَى كَلْبًا -إلا كلبَ صَيْدٍ، أو مَاشِيَةٍ- فإنه يَنْقُصُ من أَجْرِهِ كل يوم قِيرَاطَانِ». قال سالم: وكان أبو هريرة يقول: «أو كلبَ حَرْثٍ»، وكان صَاحِبَ حَرْثٍ.

٨٩٣. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا کتّا رکھا جو نہ تو شکار کی غرض سے ہو اور نہ ہی مال مویشی کی حفاظت کے لیے تو اس کہ وجہ سے اس کے اجر سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے"۔ سالم کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: "یا کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتّا"۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کھیتی باڑی والے آدمی تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الكلب من البهائم الخسيسة القذرة؛ ولهذا نهى الشرع الشريف الطاهر عن اقتنائه؛ لما فيه من المضار والمفاسد، من ابتعاد الملائكة الكرام البررة عن البيت الذي هو فيه، ولما فيه من الإخافة والترويع والنجاسة والضرر، ولما في اقتنائه من السفه. ومن اقتناه نقص من أجره كل يوم شيء عظيم، قُرِّب معناه بالقيراطين والله أعلم قدر ذلك؛ لأن هذا عصى الله باقتنائه وإصراره على ذلك. فإذا دعت الحاجة إليه جاز اقتناؤه في أحد ثلاثة أشياء: الأولى: حراسة الغنم التي يخشى عليها من الذئب والسارقين. الثانية: حراسة الحرث. الثالثة: إذا قصد به الصيد. فلهذه المنافع يسوغ اقتناؤه وتزول اللائمة عن صاحبه.

اجمالی معنی:

کتے کا شمار گھٹیا اور گندے چوپایوں میں ہوتا ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے انھیں رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ایسا کرنے میں بہت سے نقصانات اور خرابیاں ہیں۔ مثلاً جس گھر میں کتا ہو اس سے ملائکہ کرام دور رہتے ہیں، اسی طرح اس سے دوسرے لوگ خوف اور ڈر کھاتے ہیں اور یہ نجاست اور ضرر رسانی کا سبب ہوتا ہے اور اسے رکھنا کم عقلی کی علامت ہے۔ جو شخص کتا پالتا ہے اس کی وجہ سے روزانہ اس کے اجر کا ایک بہت بڑا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ سمجھانے کے لیے دو قیراط کہہ دیا گیا ہے، جس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔ کیونکہ یہ شخص کتا رکھ کر اور ایسا کرنے پر مصر ہو کر اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔ تاہم اگر ضرورت ہو تو تین مقاصد میں سے کسی ایک کے لیے اسے رکھا جا سکتا ہے: اول: بھیڑیے اور چوروں کے اندیشے کے پیش نظر مویشیوں کی حفاظت کے لیے۔ دوم: کھیتی کی حفاظت کے لیے۔ سوم: جب اس کے رکھنے کا مقصد شکار کرنا ہو۔ ان منافع کے لیے کتا رکھنا مباح ہے اور ان کی بنا پر وہ شخص ملامت کا مستحق نہیں ہوتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > الصيد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- من اقتنى كلبًا : الاقتناء: هو الاتخاذ والاكتساب.
- إلا كلب صيد أو ماشية : كلب صيد: المقصود به الكلب المعلم الذي يصطاد به، أو ماشية: بأن يكون صاحبه صاحب غنم، ويريد باقتنائه أن يحمي غنمه.
- كلب الحرث : هو الذي يقصد به حماية الحرث أي الزرع من الحيوانات التي تأكله.

فوائد الحديث:

١. تحريم اقتناء الكلب، ونقص أجر صاحبه كل يوم قيراطين، وهما قدر عظيم، عند الله -تعالى- علمه ومبلغه.

٢. منع اقتناء الكلب؛ لما فيه من المفاسد والمضار الكثيرة من بُعْدِ الملائكة عن المكان الذي هو فيه؛ ولما فيه من الإخافة والترويع فقد ثبت عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الملائكة لا تدخل بيتا فيه كلب؛ ولما فيه من النجاسة الغليظة التي لا يزيلها إلا تكرير الغسل وغسله بالتراب.

٣. يباح اقتناؤه لمصلحة؛ وذلك بأن يكون لحراسة غنم، أو حرث، أو لأجل صيد، فهذه منافع، تسوغ اقتناءه بغير الشراء؛ لأنه محرم بيعه.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. ٣- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. ٤- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (2994)

مَنْ أَعْتَقَ شِرْكاً لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ؛ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ

جو شخص کسی غلام میں اپنے حصہ کو آزاد کر دے، تو کسی عادل شخص سے غلام کی قیمت لگوائی جائے گی اور اس کے بقیہ شرکا کے حصے کی قیمت بھی اسے ادا کرنی ہوگی، بشرطے کہ اس کے پاس غلام کی قیمت کے بقدر مال ہو۔ اس طرح پورا غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا...

٨٩٤. الحديث:

عن عَبْدُ الله بن عمر-رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَن أَعْتَقَ شِرْكًا له في عَبْدٍ, فكان له مالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ العَبْدِ: قُوِّمَ عليه قِيمَةَ عَدْلٍ, فأعطى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ, وعَتَقَ عليه العَبْدُ, وإلا فقد عَتَقَ منه ما عَتَقَ».

٨٩٤. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو کسی عادل شخص سے غلام کی قیمت لگوائی جائے گی اور اس کے بقیہ شرکا کے حصے کی قیمت بھی اسے ادا کرنی ہوگی، بشرطے کہ اس کے پاس اس قدر مال ہو جتنی غلام کی قیمت ہے اور اس طرح پورا غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا؛ لیکن اگر اس کے پاس مال نہ ہو، تو ایسی صورت میں بس اسی قدر غلام آزاد ہوگا، جتنا اس نے آزاد کیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من كان له شراكة، ولو قليلة، في عبد، أو أمة، ثم أعتق جزءا منه، عتق نصيبه بنفس الإعتاق، فإن كان المعتق موسرا -بحيث يستطيع دفع قيمة نصيب شريكه- عتق العبد كله، نصيب المعتق ونصيب شريكه، وينظر قيمة نصيب شريكه التي تساويها في السوق وأعطى شريكه القيمة. وإن لم يكن موسرا -بحيث لا يملك قيمة نصيب صاحبه- فلا إضرار على صاحبه، فيعتق نصيبه فقط، ويبقى نصيب شريكه رقيقا كما كان.

اجمالی معنی:

جو شخص کا کسی غلام یا لونڈی میں حصہ ہو، خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، پھر وہ اپنے حصے کے بقدر آزاد کر دے، تو اس کے آزاد کرنے کی وجہ سے اس کے حصے کی آزادی عمل میں آ جائے گی۔ اب اگر آزاد کرنے والا اپنے شراکت داروں کی قیمت ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے، تو وہ غلام کو اپنے اور شریک کے حصے سے مکمل آزادی دلائے گا اور اپنے شریک کے حصے کی قیمت مارکیٹ کی قیمت کے مطابق دے گا۔ اور اگر وہ شریک کے حصے کی قیمت ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے، تو غلام کی آزادی پر کوئی نقص واقع نہیں ہوگا۔ وہ صرف اس کے حصے کے بقدر آزاد ہوگا اور اس کے شریک کے حصے کے بقدر غلام کی غلامی برقرار رہے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > العتق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- شِرْكا له : أي جزءا ونصيبا.
- عَدْل : أي من غير زيادة في قيمته، ولا نقصان.
- حصصهم : نصيبهم.
- يبلغ ثمن العبد : ثمن بقية العبد.

فوائد الحديث:

١. جواز الاشتراك في العبد والأمة في الملك.

٢. من أعتق نصيبه عتق عليه، وعتق عليه أيضاً نصيب شريكه إن كان موسرا، وقُومت عليه حصة شريكه بما يساوى، ودفع له القيمة.

٣. إن لم يكن الشريك المعتق موسرا، فلا يعتق نصيب شريكه.

٤. أنه إن ملك بعض قيمه نصيب شريكه، عتق عَليه بقدر ما عنده من القيمة.

٥. تشوُّفُ الشارع إلى عتق الرقاب، إذ جعل للعتق هذه السراية والنفوذ.

٦. يكون الولاء كله للمعتق، وليس للشريك ولاء، والولاء نسبة بين العبد ومن يعتقه، فينتسب إليه ويرث السيد العبد بالتعصيب إلم يكن له معصب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2992)

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ الله -عَزَّ وَجَلَّ- وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ

جو شخص کوئی ایسی جھوٹی قسم کھائے، جس کے ذریعے کسی مسلمان کے مال پر ناحق قبضہ کرلے، تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بہت زیادہ غضب ناک ہوگا۔

٨٩٥. الحديث:

عن الأشعث بنِ قيسٍ قال: كان بيني وبين رجُلٍ خُصومةٌ في بئرٍ، فاخْتصمْنا إلى رسولِ الله -صلى الله عليه وسلم- فقال رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- :"شاهِداك، أو يمينهُ"، قلتُ: إذًا يحلِف ولا يُبالي! فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "مَن حَلَف على يمينِ صَبْرٍ، يَقْتَطِعُ بها مالَ امرىءٍ مُسلِمٍ، هو فيها فاجِرٌ، لَقِيَ الله وهو عليه غضبانُ".

٨٩٥. حدیث:

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اور ایک شخص کے درمیان ایک کنویں کو لے کر جھگڑا تھا، چنانچہ ہم دونوں اس مقدمے کے فیصلے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تم دو گواہ لاؤ، ورنہ اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا“۔ میں نے عرض کیا: وہ تو قسم کھالے گا اور کچھ پروا نہ کرے گا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص جھوٹی قسم اس لیے کھائے کہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کے مال کو ہتھیا لے اور اس کی نیت بری ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غضبناک ہوگا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث تضَمَّن قصة الأَشْعَث بن قَيْس حين تشاجَرَ مع خَصْم لَهُ بِسبب بِئْرٍ فتحَاكَمَا إلى رسولِ الله -صلى الله عليه وسلم- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-:" شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ"، فظَن الأشعَث بنُ قَيْسٍ أنّ خَصْمَهُ يَحْلِف ولا يهمُّه ما الإثمُ في ذلك فأَخْبَرَ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- بذلك فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ......الحديث وفي هذا الحديث وعيد شديد لمن اقتطع مال امرئ بغير حق، وإنما اقتطعه وأخذه بخصومته الفاجرة، ويمينه الكاذبة الآثمة، فهذا يلقى الله وهو عليه غضبان، ومن غضب الله عليه فهو هالك.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کے قصہ بیان ہوا ہے کہ جب ان کا اور ان ایک شخص سے ایک کنویں کو لے کر جھگڑا پیدا ہوگیا، تو وہ اس جھگڑے کے تصفیے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”یا تم دو گواہ لاؤ، ورنہ اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا!“ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا گمان تھا کہ ان کا مخالف قسم کھالے گا اور اسے اس کے گناہ کی چنداں پروا نہ ہوگی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس امکان کا اظہار بھی کردیا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص جھوٹی قسم اس لیے کھائے کہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کے مال کو ہتھیا لے...“۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سخت قسم کی وعید ہے، جو کسی شخص کا مال ناحق ہڑپ لیتے ہیں، وہ اپنے گناہ آمیز جھگڑے اور جھوٹی قسم کے ذریعے اس پر قبضہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جب اللہ تعالیٰ سے ملیں گے، تو وہ ان پر سخت غضب ناک ہوگا اور جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگیا، اس کی ہلاکت میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور
الفقه وأصوله > القضاء > الدعاوى والبيِّنات
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: الأَشْعَثُ بن قَيْس -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يَمِينِ صَبْرٍ : حبَسَ نفسَه على فعلها.
- يقْتَطِعُ : يأخذ.
- هو فيها فَاجِرٌ : هو فيها كَاذِبٌ.
- ولا يُبَالِي : لا يهَمُّه ما الإِثْم في ذلك.

فوائد الحديث:

١. أن البينة على المدعي واليمين على من أنكر، هي القاعدة الشرعية في الخصومات.

٢. ثبوت الحق بالشاهدين، فإن لم توجد البينة عند المدعِي، فعلى المدعى عليه باليمين.

٣. تحريم اليمين (الغموس) وهي الكاذبة التي يقتطع بها الحالف حق غيره، وهي من الكبائر، التي تعرض صاحبها لغضب الله-تعالى- وعقابه.

٤. أن حكم الحاكم يرفع الخلاف الظاهر فقط، أما الباطن، فلا يزال باقياً فعلى هذا لا يحل المحكوم به، ما لم يكن مباحا للمحكوم له.

٥. أنَّ يمين الفاجر تُسقِطُ عنه الدَّعوى وأن فجوره في دينه لا يوجب الحجر عليه ولا إبطال إقراره، ولولا ذلك لم يكن لليمين معنى.

٦. البداءة بسماع الحاكم من المدعي، ثم من المدعى عليه: هل يقر أو ينكر؟ ثم طلب البينة من المدعي إن أنكر المدعى عليه، ثم توجيه اليمين على المدعى عليه إن لم يجد بينة.

٧. موعظة الحاكم للخصوم، خصوصاً عند إرادة الحلف.

٨. تغليظ حقوق المسلمين، في قليل الحق وكثيره.

٩. أن اليمين الغموس ونقض العهد، لا كفارة فيهما؛ لأنهما أعظم وأخطر من أن تحلهما الكفارة، فلا بد من التوبة النصوح والتخلص من حقوق العباد.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ -تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ -تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. -عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ -فتاوى اللجنة الدائمة - اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش، الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع – الرياض.

الرقم الموحد: (2980)

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانَ

جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کے مال پر ناحق قبضہ کر لے، وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بہت زیادہ غضب ناک ہوگا۔

٨٩٦. الحديث:

عن عبد الله بن مسعودٍ -رضي الله عنه- مرفوعًا: (من حلف على يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بها مال امرئ مسلم، هو فيها فاجر، لقي الله وهو عليه غضبان)، ونزلت: (إن الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمنا قليلا) إلى آخر الآية".

٨٩٦. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کے مال پر ناحق قبضہ کرلے، وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بہت زیادہ غضب ناک ہوگا"۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران کی یہ) آیت نازل فرمائی (إن الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمنا قليلا الخ) "کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ دنیا کی تھوڑی دولت خریدتے ہیں" (الخ)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث وعيد شديد لمن أخذ مال امْرِئ بغير حق، وإنما أخذه بخصومته الفاجرة، ويمينه الكاذبة الآثمة. فهذا يلْقَى الله وهو عليه غضبان، ومن غضب الله عليه فهو هالك، ثم تلا النبي -صلى الله عليه وسلم- هذه الآية الكريمة، مصداقا لهذا الوعيد الأكيد الشديد من القرآن الكريم.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس شخص کے لیے سخت وعید ہے، جو کسی مسلمان کا مال ناحق ضبط ہتھیا لے۔ اس کے لیے وہ ناجائز جھگڑے اور جھوٹی وگناہ آمیز قسم کا سہارا لے۔ ایسا شخص جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو اس پر اللہ ناراض ہوگا۔ اور جس پر اللہ کا غصہ اترا، وہ تباہ ہوگیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سخت وعید کی قرآن کریم سے تصدیق کے لیے یہ آیت کریمہ تلاوت کی (إن الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمنا قليلا الخ)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حلف : الحلف: تأكيد الشيء بذكر معظم بصيغة مخصوصة، بأحد حروف القسم، وهي: الباء، والواو، والتاء.
- يمين صَبْرٍ : حلف حبس نفسه على فعله.
- يقتطع : يأخذ.
- هو فيها فاجر : هو فيها كاذب؛ لِيُخْرِجَ الناسي والجاهل؛ فإنَّ الإثم والجزاء لا يستحقهما إلا العامد.

فوائد الحديث:

١. تحريم أخذ أموال الناس بالدعاوى الفاجرة والأيْمان الكاذبة، وهو من كبائر الذنوب؛ لأنّ ما ترتّب عليه غضب الله -جل وعلا- كبيرة من الكبائر.
٢. التقييد (بالمسلم) من باب التعبير بالغالب، وإلا فمثله الذِمِيُّ والْمُعَاهَدُ.
٣. إثبات صفة الغضب لله -تعالى- على وجه يليق بجلاله -تعالى-: {ليس كمثله شيء وهو السميع البصير}.
٤. شرط العقاب على مرتكب هذه اليمين، ما لم يتُبْ ويَتَحَلَّل من الإثم بإعادة الحقوق لأهلها، فإنْ تاب؛ فالتوبة تَجُبُّ ما قبلها، وهو إجماع العلماء.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ - تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيي النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (2996)

مَنْ حَلَفَ على يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غير الإِسْلام كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فهو كما قال

جس نے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی، وہ ویسے ہی ہوگیا جیسے اس نے کہا"

٨٩٧. الحديث:

عن ثابِت بْن الضَّحَاكِ -رضي الله عنه- أنه بايع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تحت الشجرة، وأن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «من حلف على يمين بملة غير الإسلام، كاذبا مُتَعَمِّدًا فهو كما قال، ومن قتل نفسه بشيء عُذِّبَ به يوم القيامة، وليس على رجل نَذْرٌ فيما لا يملك» وَفِي رِوَايَة: «ولَعْنُ المؤمنِ كَقَتْلِهِ». وفي رواية: «من ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بها لم يَزِدْهُ اللهُ -عزَّ وجل- إلا قِلَّةً».

٨٩٧. حدیث:

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہونے کی جھوٹی قسم قصداً کھائے، وہ ویسا ہی ہو جائے گا، جیسا کہ اس نے کہا ہے۔ جو شخص خود کو دھار دار چیز سے ذبح کر لے، اسے جہنم میں اسی ہتھیار سے عذاب ہوتا رہے گا اور آدمی پر اس چیز کی نذر نہیں، جس کا وہ مالک نہ ہو"۔ اور ایک روایت میں ہے: "مسلمان پر لعنت بھیجنا، اس کا خون کرنے کے برابر ہے"۔ ایک دوسری روایت میں ہے: "جس نے (مال میں) اضافے کے لیے جھوٹا دعویٰ کیا، اللہ تعالیٰ اس (کے مال) کی قلت ہی میں اضافہ کرے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

روى ثابت بن الضحاك الأنصاري -أحد المبايعين تحت الشجرة بيعة الرضوان يوم الحديبية- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال ما معناه: من حلف على يمين بغير شريعة الإسلام، كأن يقول: هو يهودي أو نصرانيّ، أو هو مجوسي، أو هو كافر أو بريء من الله ورسوله إن كان كذا وكذا، متعمدًا كاذبًا في يمينه، فهو كما نسب نفسه إليه من إحدى الملل الكافرة. ومن قتل نفسه بشيء، كسيف، أو سكين، أو رصاص، أو غير ذلك من آلات القتل، عُذب به يوم القيامة. ومن نذر شيئاً لم يملكه كأن ينذر عتق عبد فلان، أو التصدق بشيء من مال فلان، فإن نذره لاغ لم ينعقد؛ لأنه لم يقع موقعه، ولم يحل محله. ومن لعن مؤمنا، فكأنما قتله، لاشتراك اللاعن والقاتل بانتهاك حرم الله -تعالى-، واكتساب الإثم، واستحقاق العذاب. ومن تكبر وتكثر بالدعاوى الكاذبة التي ليست فيه، من مال أو علم أو نسب أو شرف أو منصب أو غيرها، مريدا بذلك التطاول، لم يزده الله إلا ذلَّةً وحقارة؛ لأنه أراد رفع نفسه بما ليس فيه، فجزاؤه من جنس مقصده.

اجمالی معنیٰ:

ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ، جوان صحابۂ کرام میں سے ہیں، جنھوں نے صلح حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کے موقع پر درخت کے نیچے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین و مذہب کی قسم کھاتے ہوئے یوں کہے: اگر اس نے اس طرح اور ایسے کیا تو وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہوجائے گا یا کافر ہوجائے گا یا اللہ اور اس کے رسول سے بری و بیزار ہوجائے گا، جب کہ وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹی قسم کھا رہا ہے، تو وہ انھی کافر ملتوں میں شمار کیا جائے گا، جن کی جانب اس نے خود کو منسوب کیا۔ جس نے تلوار یا چاقو یا پستول کی گولی جیسے دیگر کسی قتل کے اوزار سے خود کو قتل کرلیا، اس کو اسی اوزار سے قیامت تک عذاب دیا جائے گا۔ جو شخص کوئی ایسی نذر مانے، جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے، جیسے کوئی یہ نذر مانے کہ وہ فلاں غلام کو آزاد کردے گا یا فلاں کے مال میں سے اتنا صدقہ و خیرات کرے گا، تو اس کی نذر بے کار و کالعدم ہوگی؛ کیوں کہ وہ نذر، صحیح موقع و محل میں وقوع پذیر ہی نہیں ہوئی۔ جو شخص کسی مومن پر لعنت کرے، تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا؛ کیوں کہ لعنت کرنے والا اور قاتل دونوں، اللہ تعالیٰ کی قابل حرمت مخلوق کی پامالی کے مرتکب ہونے میں برابر کے شریک ہیں، اسی بنا پر دونوں کے حق میں ایک ہی طرح کا گناہ لکھا جائے گا اور دونوں ایک ہی طرح کے عذاب کے مستحق قرار پائیں گے۔ جو شخص اپنی بڑائی کے اظہار میں اور مال، علم، حسب و نسب، فضل و شرف، منصب و جاہ اور دیگر امور کی

کثرت کے بارے میں ایسے جھوٹے دعوے کرے، جو حقیقت سے پرے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر چیز میں ذلت وخواری اور پستی کو زیادہ کردے گا؛ کیوں کہ اس شخص نے اپنی شخصیت کو ایسے امور کے ذریعے اونچا و بلند کرنا چاہا، جن کا اس میں وجود ہی نہیں۔ لہٰذا اس کو اسی قبیل سے تعلق رکھنے والی سزا دی جائے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: ثابِتُ بْنُ الضَّحَاكِ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بملة غير الإسلام : كأن يقول: إن فعلت كذا فأنا يهودي أو نصراني أو بريء من الإسلام.
- كقتله : في إزالة الحياة؛ فإن اللعنة دعاء بإزالة الحياة الباقية، كما أن القتل إزالة للحياة الفانية.

فوائد الحديث:

١. تغليظ التحريم على من حلف بشريعة غير الإسلام.

٢. تحريم قتل الإنسان نفسه، فإن إثمه كإثم القاتل لغيره، ويعذَّب بما قتل به نفسه، فإن الجزاء من جنس العمل.

٣. أن لعن الإنسان كقتله في المشاركة في الإثم، وإن لم يستويا في قدره.

٤. تحريم ادعاء الإنسان ما ليس فيه، من علم، أو نسب، أو شجاعة، أو غير ذلك، خصوصًا لمن غَر بها الناس، أو يدعي معرفته لعمل، ليتولى وظيفته، فكل هذا حرام، ومن فعله رياء وتكبرا، لم يزده الله تعالى إلا ذِلة، فالجزاء من جنس العمل.

٥. أن النذر لا ينعقد فيما لا يملكه الناذر، فإن النذر طاعة وقربة، ولا يتقرب فيما لا يتصرف فيه.

٦. ظاهر قوله في الحديث: (فهو كما قال) أن الحالف بغير ملة الإسلام يخرج من الإسلام، وهذا من الكفر الأصغر، وأن قوله (لعن المؤمن كقتله) أن إثم اللاعن والقاتل سواء. والواجب في هذه النصوص: أنه لابد في وقوع الوعيد من وجود أسبابه وانتفاء موانعه.

المصادر والمراجع:

-1صحيح البخاري، دار طوق النجاة ط ١٤٢٢هـ ٢- صحيح مسلم، ط دار إحياء التراث العربي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. ٣- الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري.ط دار الفكر، بدمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ ٤- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، تحقيق: محمد صبحي بن حسن حلاق، نشر: الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م. ٥- تأسيس الأحكام للنجمي، ط دار المنهاج، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (2995)

مَنْ رَضِيَ بالله رَبًّاً، وبالإسلام دِيْنًا، وبمحمد رسولا، وجَبَتْ له الجنة

جواللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی

٨٩٨. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ رَضِيَ بالله رَبًّا، وبالإسلام دِيْنًا، وبمحمد رسولًا، وجَبَتْ له الجنة»، فَعَجِبَ لها أبو سعيد، فقال: أَعِدْهَا عَلَيَّ يا رسول الله، فَأَعَادَهَا عليه، ثم قال: «وأُخْرَى يَرْفَعُ الله بها العَبْد مائة دَرَجَة في الجنة، ما بين كل دَرَجَتَيْنِ كما بين السماء والأرض» قال: وما هي يا رسول الله؟ قال: «الجهاد في سَبِيل الله، الجهاد في سَبِيل الله».

٨٩٨. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔'' اس پر ابو سعید نے متعجب ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس بات کو دوبارہ کہیئے۔ آپ ﷺ نے اسے ان کے سامنے دوبارہ بیان کیا۔ پھر فرمایا: ''ایک اور (عمل) ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالی بندے کے جنت میں سو درجات بلند کرتا ہے۔ دو درجوں کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے مابین فاصلہ ہے۔'' انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن مَنْ آمن بالله ربًّا وبالإسلام دِينا وبمحمد -صلى الله عليه وسلم- رسولاً وجبت له الجنة. وفي رواية عند أحمد: "يا أبا سعيد ثلاثة من قالهن: دخل الجنة" قلت: ما هن يا رسول الله؟ قال: "من رضي بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد رسولا". فلما سمع أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه- هذه المقولة من النبي -صلى الله عليه وسلم- تَعَجَّب لها وطلب من النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يعيدها عليه مرة أخرى، فأعَادها عليه، -عليه الصلاة والسلام-، ثم قال له: "وأُخْرَى" أي من أعمال البِرِّ والطاعات " يَرْفَعُ الله بها العَبْد مائة دَرَجَة في الجنة، ما بَيْن كل دَرَجَتَيْنِ كما بَيْن السماء والأرض". فالنبي -صلى الله عليه وسلم- أخبره أن هناك عملاً يرفع الله به صاحبه في الجنة مائة درجة، ولم يخبره بذلك ابتداء؛ ليتشوق لها أبوسعيد -رضي الله عنه- لأجل أن يسأل عنها، فإذا علمها بعد الإبهام كانت أوقع في نفسه، فقال: وما هي يا رسول الله؟ قال -صلى الله عليه وسلم-: " الجهاد في سَبِيل الله، الجهاد في سَبِيل

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جو شخص اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان لے آیا، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ: "اے ابو سعید! تین باتیں ایسی ہیں جو ان کا قائل ہوگیا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ تین باتیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا"۔ جب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی تو انہیں اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ وہ ان پر اس بات کا اعادہ کریں۔ آپ ﷺ نے اس بات کا اعادہ کیا، پھر ان سے فرمایا: "ایک اور ہے۔" یعنی نیکی و فرماں برداری کے کاموں میں سے ایک اور ہے۔ "جس کی وجہ سے اللہ تعالی بندے کے جنت میں سو درجات بلند کرتا ہے۔ دو درجوں کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے مابین فاصلہ ہے۔'' نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ ایک عمل ایسا ہے جس کے کرنے والے کے اللہ تعالی جنت میں سو درجات بلند کرتا ہے۔ شروع میں آپ ﷺ نے انہیں اس عمل کے بارے میں نہیں بتایا۔ تاکہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کو اس کے جاننے کا اشتیاق ہو اور وہ خود اسے پوچھیں۔ جب ابہام کے بعد انہیں اس کا پتہ چلے گا تو یہ ان کے لئے زیادہ پر اثر ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! وہ عمل

الله". فالمجاهد مع كونه من أهل الجنة، إلا أن منزلته أرفع من غيره ممن آمن بالله ربًّا وبالإسلام دِينا وبمحمد -صلى الله عليه وسلم- رسولا ولم يجاهد في سبيل الله تعالى، وهذا من فضل الله -تعالى- وكرمه للمجاهدين في سبيله، فلما جادوا بأنفسهم في سبيل الله -تعالى- أكرمهم الله تعالى وأنزلهم في الجنة أفضل المنازل وأعلى الدرجات، والجزاء من جنس العمل.

کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' مجاہد اگرچہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے، تاہم اس کا مقام ان دیگر لوگوں سے بلند تر ہوتا ہے جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان لائے لیکن انہوں نے اللہ تعالی کے راستے میں جہاد نہیں کیا۔ یہ اللہ کی طرف سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لئے فضیلت واکرام ہے۔ چونکہ انہوں نے اللہ کے راستے میں اپنی جانیں قربان کر دیں، اس لئے اللہ تعالی انہیں جنت میں سب سے افضل اور بلند ترین درجات سے سرفراز فرمایا۔ اور بدلہ ویسے ہی ملتا ہے جیسا عمل ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وجبت : ثبتت.

فوائد الحديث:

١. أن دخول الجنة بالإيمان والتفاضل فيها بالأعمال.
٢. تعظيم أمر الجهاد في سبيل الله تعالى.
٣. رفعة منزلة المجاهد في الجنة.
٤. في الجنة درجات لا تحصى، ومنازل لا تُعَد، وللمجاهدين مائة درجة منها.
٥. محبة أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لمعرفة الخير، وأبوابه وأسبابه.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ه - ١٩٩٧م. النهاية في غريب الحديث والأثر، مجد الدين ابن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي، المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م.

الرقم الموحد: (4193)

مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حتى يصلَّ عليها فله قِيرَاطٌ، ومن شَهِدَها حتى تدفن فله قِيرَاطان، قيل: وما القِيرَاطَانِ؟ قال: مثل الجبلين العظيمين

جو جنازہ میں موجود ہو اور نماز جنازہ ادا کرے تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور نماز جنازہ میں حاضری کے ساتھ تدفین کے وقت بھی موجود ہو تو اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: دو بہت بڑے پہاڑوں کے برابر (اجر)۔

٨٩٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ شهدَ الْجَنَازَةَ حتى يصلَّ عليها فله قِيرَاطٌ، ومن شهدها حتى تُدفن فله قِيرَاطان، قيل: وما القِيرَاطَانِ؟ قال: مثل الجبلين العظيمين». ولمسلم: «أصغرهما مثل أُحُدٍ».

٨٩٩. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جنازہ میں موجود ہو اور نماز جنازہ ادا کرے تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور نماز جنازہ میں حاضری کے ساتھ تدفین کے وقت بھی موجود رہے تو اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: دو بہت بڑے پہاڑوں کے برابر (اجر)۔''، مسلم کی روایت میں ہے کہ: ''ان میں سے سب سے چھوٹا احد پہاڑ کی طرح ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الله -تبارك وتعالى- لطيف بعباده، ويريد أن يهيئ لهم أسباب الغفران، ولذا ورد الحضّ على الصلاة على الجنازة وشهودها، لأن ذلك شفاعة تكون سبباً للرحمة. فجعل لمن صلَّى عليها قيراطا من الثواب، ولمن شهدها حتى تدفن قيراطاً آخر، وهذا مقدار من الثواب عظيم ومعلوم قدره عند الله تعالى. فلما خَفِي على الصحابة- رَضي الله عنهم- مقداره، قرَّبه النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى أفهامهم، بأن كل قيراط مثل الجبل العظيم، لما فيه من القيام بحق أخيه المسلم والدعاء له والتذكير بالمآل وجبر قلوب أهل البيت وغيرها من المصالح.

اجمالی معنیٰ:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ ان کی بخشش کے لیے اسباب مہیا کرے۔ اسی لیے نمازہ جنازہ میں حاضری اور ادائیگی پر رغبت دلائی ہے کیوں کہ یہ سفارش ہے اور یہ رحمت کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے جو شخص نمازہ جنازہ پڑھتا ہے اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جو تدفین میں بھی شریک ہوتا ہے اس کے لیے ایک مزید قیراط کا ثواب ہے۔ ثواب کی یہ مقدار بہت بڑی ہے اور اس کی مقدار کا اصل علم اللہ تعالیٰ کے ہی پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مقدار کو صحابہ سے مخفی رکھا لیکن ان کو سمجھانے کی غرض سے بتایا کہ ایک قیراط ایک بہت بڑے پہاڑ کی طرح ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کے اندر اپنے مسلمان بھائی کے حق کی ادائیگی، اس کے لیے دعاء کرنا، اسے انجام کار کے بارے میں یاد دہانی کرانا، اور میت کے گھر والوں کے دلوں کو تسلی دینا اور اس کے علاوہ دیگر مصالح پائے جاتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > حمل الميت ودفنه

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري وصحيح مسلم.

معاني المفردات:

- مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ : من حضر الْجَنَازَةَ وهي الميت.
- قِيرَاطٌ : مقدار عظيم من الأجر مثل الجبل.

- حتى تُدفن : يُفرغ من دفنها.
- أحد : جبل في شمالي المدينة وقعت عنده الغزوة المشهورة.

فوائد الحديث:

١. الفضل العظيم في الصلاة على الجنازة وتشييعها حتى تدفن.
٢. أنه يحصل للمصلي والمشيع حتى تدفن ثواب لا يعلم قدره إلا الله تعالى.
٣. أن في الصلاة على الميت وتشييع جنازته إحساناً إلى الميت وإلى المصلي والمشيع.
٤. فضل الله تعالى على الميت، حيث حض على تكثير الشفعاء له بأجر من عنده.
٥. أن مقدار الثواب على قدر الأعمال التي يقوم بها العبد، فقد جعل للمصلي قيراطاً، وللمصلي والمشيِّع، قيراطين.
٦. كرامة المسلم على الله تعالى- حيث أثاب من اتبع جنازته أو حضر دفنه.
٧. أن هذا الفضل يحصل لمن اتبع الجنازة إيمانًا واحتسابًا.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ- ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحي النجمي- دار المنهاج- القاهرة- مصر -الطبعة الأولى. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، (ط٢).

الرقم الموحد: (5397)

مَنْ صَلَّى صلاةَ الصُّبْح فهو في ذِمَّةِ اللهِ فلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ	جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں آگیا چنانچہ یہ موقع نہ آنے پائے کہ اللہ کی ذمہ داری میں کسی طور خلل انداز ہونے کی وجہ سے وہ تمہارے درپے ہو جائے۔
٩٠٠. الحديث: عن جندب بن عبد الله -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ صَلَّى صلاةَ الصُّبْح فهو في ذِمَّةِ اللهِ فلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ على وَجْهِهِ في نَارِ جَهَنَّمَ».	**٩٠٠. حدیث:** جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں آگیا۔ لہذا یہ موقع نہ آنے پائے کہ اللہ کی ذمہ داری میں کسی طور خلل انداز ہونے کی وجہ سے وہ تمہارے درپے ہو جائے۔ اگر اللہ اپنی ذمہ داری میں خلل انداز ہونے پر کسی کے درپے ہو جائے تو اسے وہ بالآخر جا ہی لیتا ہے اور اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیتا ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من صلى صلاة الصبح فقد دخل في عهد الله فكأنه معاهد لله عزّ وجلّ أن لا يصيبه أحد بسوء، فلا تحل أذيته من أحد؛ لأن أذيته تعتبر في الحقيقة اعتداء على الله ونقضًا لأمانه الذي وهبه لهذا المصلي، ومن نقض عهد الله واعتدى عليه فقد عرض نفسه لمحاربة الله، والله ينتقم لمن أوذي وهو في جواره وأمانه.	**اجمالی معنی:** جس نے صبح کی نماز پڑھ لی وہ اللہ کی ضمان میں آگیا گویا کہ اس کا اللہ سے اس بات کا معاہدہ ہے کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ چنانچہ اسے تکلیف دینا کسی کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اسے تکلیف دینا حقیقت میں اللہ پر زیادتی سمجھا جائے گا اور ایسا کرنا اس امان کے منافی متصور ہوگا جو اللہ نے اس نمازی کو دے رکھی ہے اور جو اللہ کا عہد توڑتا ہے اور اللہ کے ساتھ زیادتی کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ کے ساتھ جنگ کے لیے پیش کر دیتا ہے اور اللہ اس شخص کے لیے انتقام لیتا ہے جو اس کی پناہ اور امان میں ہو اور اسے تکلیف پہنچائی جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جندب بن عبد الله بن سفيان البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من صلى صلاة الصبح : أي صلاها جماعة في وقتها.
- في ذمة الله : في عهده وأمانته.
- يكبه : يلقيه.

فوائد الحديث:

١. بيان أهمية صلاة الفجر وفضيلتها.
٢. التحذير الشديد من التعرض بسوء لمن صلى الصبح.
٣. الحفاظ على حدود الله وحرماته سبب في حفظ الله للعبد وعونه.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح

رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5435)

مَنْ صام يومًا في سَبِيل الله جَعل الله بينه وبَيْن النّار خَنْدَقًا كما بين السماء والأرض

جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے بقدر خندق بنا دیتا ہے۔

٩٠١. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ صام يومًا في سَبِيل الله جَعل الله بينه وبَيْن النّار خَنْدَقًا كما بين السماء والأرض».

٩٠١. حدیث:

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے بقدر خندق بنا دیتا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من صام يومًا في سبيل الله، يُريد بذلك ثواب الله -تعالى- "جَعل الله بينه وبَيْن النَّار خَنْدَقًا" أي حجابًا شديدًا ومانعًا بعيدًا بمسافة مَدِيدَة، قَدْرُها: "كما بَيْنَ السماء والأرض" أي مسافة خمسمائة سنة، كما في حديث العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه-، قال: "كنا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: " أتدرون كم بين السماء والأرض"؟ قلنا: الله أعلم ورسوله، قال: "بينهما مسيرة خمسمائة سنة".

اجمالی معنیٰ:

جس نے اللہ کی راہ میں حصولِ ثواب کی نیت کے ساتھ ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے مابین خندق بنا دیتا ہے۔ یعنی سخت قسم کا پردہ کر دیتے ہیں اور بہت لمبی آڑ بنا دیتا ہے۔ جس کی مقدار اتنی ہے جتنا آسمان و زمین کے مابین فاصلہ ہے یعنی پانچ سو سال کی مسافت جیسا کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے سوال کیا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے مابین کتنی مسافت ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کے مابین پانچ سو سال کی مسافت ہے''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > فضل الصيام

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خَنْدَقا : هو بمثابة الحفرة المستديرة حول أسوار المدينة والمعنى كان بينه وبين النار حاجز

فوائد الحديث:

١. فضل الصوم في سبيل الله تعالى.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة الخامسة، ١٤٢١هـ.

الرقم الموحد: (4197)

مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ، ثم تَرَكَه، فليس مِنَّا، أو فقد عَصَى	جسے نشانہ بازی سکھائی گئی اور بعدازاں اس نے اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں، یا اس نے نافرمانی کی۔
٩٠٢. الحديث: عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ، ثم تَرَكَه، فليس مِنَّا، أو فقد عَصَى».	**٩٠٢. حدیث:** عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جسے نشانہ بازی سکھائی گئی اور بعدازاں اس نے اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں، یا اس نے نافرمانی کی''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: أن من تَعَلَّم الرَّمي بالسهام ومثله الرمي بآلات الجهاد الحديثة، ثم تركه وأهمله، "فليس منّا"، أي ليس من أهل هديْنَا وسُنتنا. "أو قد عصى" وهذا شك من الراوي، هل قال -صلى الله عليه وسلم-: "فليس منّا أو فقد عصى".	**اجمالی معنی:** حدیث کا مفہوم: جس نے تیراندازی یا پھر جدید آلات جنگ کے ذریعے سے نشانہ بازی سیکھی اور پھر اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس سلسلے میں لاپرواہی برتی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی وہ ہمارے طرزِ عمل اور ہمارے طریقے پر قائم نہیں ہے۔ ''یا اس نے نافرمانی کی''۔ راوی کو اس میں شک ہے کہ آپ ﷺ نے "وہ ہم میں سے نہیں ہے" کہا تھا یا پھر "اس نے نافرمانی کی" کہا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فليس منا : ليس من أهل هديْنَا وسُنتنا.

فوائد الحديث:

١. التشديد العظيم على من تَعلَّم الرَّمي ثم تركه بغير عذر.
٢. فنون القتال وأساليب الحرب واستعمال الأسلحة لا تتقن إلا بالتعلم.
٣. العلوم العسكرية واجبة على الأمة الإسلامية.
٤. لا يحل للمسلم أن يترك ما تعلمه من العلوم العسكرية التي يُذب بها عن ثغور المسلمين، ومن فعل ذلك فقد لحقه الإثم.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم بشرح النووي، تحقيق خليل شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثامنة، ١٤٢٢هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي. دار الكتاب العربي. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٢. التيسير بشرح الجامع الصغير، للمناوي، دار النشر: مكتبة الإمام الشافعي -الرياض- الطبعة الثالثة، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4199)

مَنْ غَدَا إلى المسجدِ أو رَاحَ، أَعَدَّ اللهُ له في الجنةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أو رَاحَ	جو شخص صبح کے وقت یا شام کے وقت مسجد جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ضیافت تیار کرتا ہے جب بھی وہ صبح یا شام کے وقت مسجد جاتا ہے۔
٩٠٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ غَدَا إلى المسجدِ أو رَاحَ، أَعَدَّ اللهُ له في الجنةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أو رَاحَ».	**٩٠٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص صبح کے وقت یا شام کے وقت مسجد جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ضیافت تیار کرتا ہے جب بھی وہ صبح یا شام کے وقت (مسجد) جاتا ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من ذهب إلى المسجد أول النهار أو بعد زوال الشمس، سواء للصلاة، أو لطلب العلم، أو لغير ذلك من مصادر الخير هيأ الله له جزاءَ عمله نُزلا في الجنة كلما ذهب إلى المسجد.	**اجمالی معنی:** جو دن کی ابتدا میں یا پھر سورج ڈھل جانے کے بعد مسجد میں جاتا ہے چاہے یہ جانا نماز کے لیے ہو یا حصول علم کے لیے ہو یا پھر نیکی کے کسی اور کام کے لیے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کے بدلے میں جب بھی وہ مسجد میں جاتا ہے اس کے لیے جنت میں ضیافت تیار کرتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- غدا : يعني ذهب غدوة، أي ذهب أول النهار، وذلك مثل أن يذهب إلى المسجد لصلاة الفجر.
- راح : الرواح يطلق على ما بعد الزوال، مثل الذهاب إلى صلاة الظهر أو العصر.
- أعَدَّ : هيأ.
- نُزلا : النزل: ما يقدم للضيف من طعام ونحوه على وجه الإكرام.

فوائد الحديث:

١. فضل الذهاب إلى المسجد، والحث على المحافظة على صلاة الجماعة فيه.
٢. أعمال العباد كلها محصية عند الله.
٣. فيه بيان فضل الله عز وجل على العبد.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5436)

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ الله هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ الله

جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے لڑتا ہے صرف اسی کا لڑنا اللہ کے راستے میں ہے۔

٩٠٤. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: «سُئِلَ رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم- عَنْ الرَّجُلِ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، أَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ الله؟ فَقَالَ رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ الله هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ الله».

٩٠٤. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بہادری کی نمائش کے لیے جنگ کرتا ہے، ایک شخص مجرد حمیت کی بنا پر لڑتا ہے اور ایک شخص محض دکھاوے کے لیے لڑتا ہے، ان میں سے کون اللہ کی راہ میں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے لڑتا ہے صرف اسی کا لڑنا اللہ کے راستے میں ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الرجل يقاتل أعداء الدين، ولكن الحامل له على القتال هو إظهار الشجاعة والإقدام أمام الناس. وعن الرجل يقاتل حمية لقومه، أو لوطنه. ويقاتل الثالث رياءً أمام أنظار الناس أنه من المجاهدين في سبيل الله المستحقين للثناء والتعظيم. فمن المقاتل في سبيل الله من هؤلاء الثلاثة؟ فأجاب صلى الله عليه وسلم- بأوجز عبارة وأجمع معنى، وهي: أن من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، فهو الذي في سبيل الله، وما عدا هذا، فليس في سبيل الله، لأنه قاتل لغرض آخر. والأعمال مترتبة على النيات، في صلاحها وفسادها، وهذا عام في جميع الأعمال فالأثر فيها للنية، صلاحاً وفسادا، وأدلة هذا المعنى كثيرة.

اجمالی معنی:

ایک شخص نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ ایک ایسا آدمی ہے جو دشمنانِ دین سے لڑتا ہے تاہم لوگوں کے سامنے بہادری اور دلیری کا اظہار کرنا اسے لڑنے پر ابھارتا ہے، اسی طرح ایک ایسا شخص ہے جو اپنی قوم اور وطن کی حمیت میں لڑتا ہے اور تیسرا شخص لوگوں کو یہ دکھانے کے لیے لڑتا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ان لوگوں میں سے ہے جو تعریف و تعظیم کے مستحق ہوتے ہیں، ان تینوں میں سے کون سا شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے؟ آپ ﷺ نے مختصر لیکن جامع ترین الفاظ میں جواب دیا کہ صرف وہی جہاد فی سبیل اللہ کرنے والا ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے لڑتا ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا نہیں ہوگا کیونکہ اس کا لڑنا کسی اور مقصد کے لیے تھا۔ اعمال کے اچھے یا برے ہونے کا مدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ تمام اعمال میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ ان کے اچھے یا برے ہونے میں نیت کی تاثیر ہوتی ہے۔ اس معنی پر دلالت کرنے والی بہت سی دلیلیں موجود ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > آداب الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ويقاتل حمية : الحمية هي الأنفة، وتشمل الحمية لعصبية قبلية أو حمية لحزب أو مذهب كل هذا يدخل في الحمية.
- يقاتل رياءً : الرياء هو إظهار الخير لقصد الشهرة أو المدح ونحو ذلك.
- يقاتل شجاعة : الشجاعة ضد الجبن، وهي شدة القلب عند البأس.

فوائد الحديث:

١. الأصل في صلاح الأعمال وفسادها، النية.

٢. من قاتل الكفار لقصد الرياء، أو الحمية، أو لإظهار الشجاعة، أو لغير ذلك من مقاصد دنيوية، فليس في سبيل الله -تعالى.-

٣. أن الذي قتاله في سبيل الله، هو من قاتل لإعلاء كلمة الله -تعالى.-

٤. إذا انضم إلى قصد إعلاء كلمة الله قصد المغنم في المرتبة الثانية، فإنه لا يضر نيته، مادام قَصْد المغنم قد جاء ضمن النية الصالحة الأولى، وهذا جار في جميع أعمال القرب والعبادات.

٥. مدافعة الأعداء عن الأوطان والحرمات، من القتال في سبيل الله، ومن قتل فيه، فهو شهيد، كما قال -صلى الله عليه وسلم-: "من قُتِلَ دون ماله فهو شهيد.. الخ."

٦. الحديث دال على وجوب الإخلاص في الجهاد.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، لعبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، مكتبة الصحابة، الشارقة- الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام، للنجمي، ط دار المنهاج، ١٤٢٧هـ. الإعلام بفوائد عمدة الأحكام، لابن الملقن، المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح، دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (2969)

مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ

جو شخص (میدانِ جہاد میں) کسی کو قتل کرے اور اس پر گواہی موجود ہو تو اس سے چھینا ہوا (مال) بھی اسی (قتل کرنے والے) کے لیے ہے۔

٩٠٥. الحديث:

عن أبي قتادة الأنصاري -رضي الله عنه- قال: «خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- إِلَى حُنَيْنٍ -وَذَكَرَ قِصَّةً- فَقَالَ رَسُولُ الله-صلى الله عليه وسلم-: مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ» قَالَهَا ثَلاثاً.

٩٠٥. حدیث:

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین کے لیے نکلے (پھر سارا قصہ بیان کیا) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کو قتل کرے اور اس پر گواہی موجود ہو تو اس سے چھینا ہوا مال بھی اسی (قتل کرنے والے) کے لیے ہے۔'' آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال يوم حنين: من قتل قتيلاً له عليه شاهد أو دليل فله سلبه، أي: له ثياب المقتول وسلاحه، ودابته التي قاتل عليها، وأن أبا قتادة قتل رجلاً، وقال لمن حوله: إني قتلت رجلاً، فأقسم على من عرف ذلك أن يشهد لي قالها ثلاثاً.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر فرمایا کہ جو شخص کسی (کافر) کو قتل کرے گا اور اس بات پر اس کے پاس کوئی گواہ یا دلیل ہوگی تو جو کچھ اس سے چھینا ہوگا وہ اسی کا ہوگا۔ یعنی مقتول کے کپڑے، اسلحہ اور وہ سواری جس پر اسے قتل کیا تھا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک (کافر) شخص کو قتل کیا اور جو ان کے اردگرد موجود تھے ان سے کہا کہ: اس شخص کو میں نے قتل کیا ہے اور جس جس کو بھی پتہ ہے میں اسے قسم دیتا ہوں کہ وہ میرے لیے گواہی دے۔ یہ بات انھوں نے تین مرتبہ کہی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- سَلَبُهُ : هي ثياب المقتول وسلاحه، ودابته التي قاتل عليها.
- بينة : حجة مثل: وجود شاهد ولو واحدًا.

فوائد الحديث:

١. أن من قتل قتيلاً وأقام على قتله إياه بَينةً، فله سلبه الذي تقدم تعريفه.
٢. أن السلب للقاتل، سواء قاله قائد الجيش قبل القتال أو بعده.
٣. إعطاء القاتل سلب قتيله من باب التشجيع على قتال الأعداء.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ ٣- خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. ٤- الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ ٥- الإلمام بشرح عمدة

الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. ٦- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، دار الميمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. ٧- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (2998)

مَنْ قاتل في سَبِيل الله من رَجُل مُسْلم فُوَاقَ نَاقَة، وجَبَتْ له الجنة، ومن جُرح جُرْحًا في سَبِيل الله أو نُكِبَ نَكْبَةً فإنها تَجِيء يوم القيامة كَأَغزَرِ ما كانت: لونُها الزَّعْفَرَانُ، وريحُها كالمِسك

جو مسلمان آدمی اللہ کے راستہ میں اونٹنی کے تھنوں میں دودھ اترنے کے وقفے برابر بھی قتال کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس شخص کو اللہ کے راستہ میں کوئی زخم لگ جائے یا تکلیف پہنچ جائے تو وہ قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ رستا ہوا آئے گا لیکن اس دن اس کا رنگ زعفران جیسا اور مہک مشک جیسی ہوگی۔

٩٠٦. الحديث:

عن معاذ -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ قاتل في سَبِيل الله من رَجُل مُسْلم فُوَاقَ نَاقَة، وجَبَتْ له الجنة، ومن جُرح جُرْحًا في سَبِيل الله أو نُكِبَ نَكْبَةً فإنها تَجِيء يوم القيامة كَأَغزَرِ ما كانت: لونُها الزَّعْفَرَانُ، وريحُها كالمِسك».

٩٠٦. حدیث:

معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان آدمی اللہ کے راستہ میں اونٹنی کے تھنوں میں دودھ اترنے کے وقفے برابر بھی قتال کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس شخص کو اللہ کے راستہ میں کوئی زخم لگ جائے یا تکلیف پہنچ جائے تو وہ قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ رستا ہوا آئے گا لیکن اس دن اس کا رنگ زعفران جیسا اور مہک مشک جیسی ہوگی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ما من مسلم يقاتل في سبيل الله ولو بمقدار يسير، كمقدار ما بَيْن الحلْبَتَين، والمقصود بذلك أن تُحلب الناقة ثم تُترك لِيَرضع الفَصِيل، ثم يرجع إلى الضَرع فيحلبه مرة ثانية؛ إلا وجبت له الجنة، ومن أُصيب في سبيل الله تعالى، كما لو سقط من على فرسه فجُرح أو ضربة سيف أو غير ذلك ولو كانت إصابته يسيرة، جاء يوم القيامة وجرحه يتصبب منه الدم بَغزارة، إلا أن لونه لون الزَعْفَران وتفوح منه أطيب الروائح التي هي رائحة المسك.

اجمالی معنی:

جو کوئی مسلمان اللہ کے راستہ میں تھوڑی دیر کے لیے بھی جہاد کرے گا، مثلاً اتنی دیر جہاد کیا جتنا کسی اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اونٹنی کو دوہا جاتا ہے پھر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ بچے کو دودھ پلائے، پھر دودھ چھاتی میں لوٹ آئے اس کے بعد دوبارہ اسے دوہا جائے، تو اس پر جنت واجب ہو جائے گی۔ اور جس کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگ جائے، مثلاً وہ گھوڑے کے اوپر سے گر کر زخمی ہو جائے یا تلوار وغیرہ کی ضرب لگ جائے، اگرچہ زخم ہلکا ہی کیوں نہ ہو، تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے کثرت کے ساتھ خون نکلے گا، مگر اس کا رنگ زعفرانی ہوگا اور اس کی خوشبو سب سے بہتر خوشبو یعنی مشک کی خوشبو کی مانند ہوگی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والترمذي والنسائي وابن ماجه والدارمي.

التخريج: معاذ بن جبل -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فُوَاقَ نَاقَة : ما بَيْن الحلْبَتَيْنِ من ضَرْع النَّاقة.
- النَّكْبَة : الخَدش والجرح من أثر الحجارة ونحوها.
- كَأَغزَرِ : أي تَجيء أكثر مما كانت.
- الزَّعْفَرَان : نَبْتٌ أحمر اللون.
- المِسْك : نوع من الطيب يُتخذ من نوع من الغزلان.

- وجبت : ثبتت.

فوائد الحديث:

١. فضل الجهاد في سبيل الله تعالى.
٢. ما يَحل بالشهيد من حوادث وابتلاءات يَأجره الله تعالى عليها ولا يضيع عمله.
٣. الجهاد وأجره خاص بالأمة المسلمة دون غيرها.
٤. أن من قاتل لعصبية أو حمية، لم تَجب له الجنة.
٥. إذا قاتل الكافر مع المسلمين وقتل لم تجب له الجنة؛ لأن من شروط قبول العمل الإسلام، ولأن الحديث: مقيد بالرجل المسلم.
٦. أن المرأة إذا قاتلت في سبيل الله تعالى لإعلاء كلمة الله وجبت لها الجنة، وتقييد الحديث بالرجل خرج مخرج الغالب.
٧. أن المشاركة اليسيرة في الجهاد في سبيل الله تعالى لإعلاء كلمة الله جزاؤه الجنة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦هـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للمباركفوري، إدارة البحوث العلمية - بنارس الهند، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر,١٤٠٧هـ. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، نشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ- ٢٠٠٠م. صحيح الترغيب والترهيب – الألباني، مكتبة المعارف - الرياض. سنن النسائي. مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب. الطبعة الثانية، ١٤٠٦ - ١٩٨٦. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية.

الرقم الموحد: (4200)

مَنْ كان له ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ، فإذا أُهِلَّ هِلال ذِي الحِجَّة، فلا يَأْخُذَنَّ من شَعْرِهِ ولا من أظْفَارِه شيئًا حتى يُضَحِّي

جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو جسے وہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذو الحجہ کا چاند نکل آئے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے یہاں تک کہ کی قربانی کر لے۔

٩٠٧. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها-، قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ كان له ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ، فإذا أُهِلَّ هِلال ذِي الحِجَّة، فلا يَأْخُذَنَّ من شَعْرِهِ ولا من أظْفَارِه شيئا حتى يُضَحِّي».

٩٠٧. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو جسے وہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نکل آئے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے یہاں تک کہ کی قربانی کر لے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر أم سلمة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى من أراد أن يضحي أن يأخذ من شعره أو ظفره شيئا حتى يضحي. فإذا دخل العَشْر من ذي الحِجَّة وأنت تريد أن تضحي أضحية عن نفسك أو عن غيرك من مالك فلا تأخذ شيئًا من شعرك لا من الإبِط ولا من العَانة ولا من الشَّارب ولا من الرأس حتى تضحي، وكذلك لا تأخذن شيئًا من الظُفر -ظُفر القَدَم أو ظُفر اليد- حتى تضحي. وفي رواية مسلم الأخرى: "فلا يَمَسَّ من شعره وبَشَرِه شيئًا" أي جلده، لا يأخذ شيئا حتى يضحي وذلك احترام للأضحية ولأجل أن ينال غير المحرمين ما ناله المحرمون من احترام الشعور؛ لأن الإنسان إذا حج أو أعتمر، فإنه لا يحلق رأسه حتى يبلغ الهدي محله، فأراد الله -عز وجل- أن يجعل لعباده الذين لم يحجوا ويعتمروا نصيبًا من شعائر النسك.

اجمالی معنی:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرما رہی ہیں کہ نبی ﷺ نے قربانی کرنے کا ارادہ رکھنے والے شخص کو اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ قربانی کر لے۔ جب ذوالحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے اور آپ اپنی طرف سے یا کسی اور کی طرف سے اپنے مال سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو اس صورت میں اپنا کچھ بھی بال نہ کاٹیں، چاہے وہ بغل کے ہوں یا زیر ناف ہوں یا پھر مونچھوں اور سر کے بال ہوں یہاں تک کہ آپ قربانی کر لیں۔ اسی طرح آپ اپنے ناخن بھی نہ کاٹیں، چاہے وہ پاؤں کے ناخن ہوں یا ہاتھ کے یہاں تک کہ قربانی کر لیں۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: "وہ اپنے بالوں اور جلد کو بالکل بھی نہ چھوئے۔" یعنی کچھ بھی نہ کاٹے یہاں تک کہ قربانی کر لے۔ ایسا قربانی کے احترام میں ہے اور اس لیے بھی کہ جنہوں نے احرام نہیں باندھ رکھا ہے وہ بھی احرام باندھنے والوں کی طرح بالوں کے احترام میں کچھ نہ کچھ شریک ہو سکیں۔ کیوں کہ انسان جب حج یا عمرہ کرتا ہے تو وہ اس وقت تک اپنے بالوں کو نہیں مونڈتا جب تک کہ قربانی کا جانور اپنے مقام تک نہیں پہنچ جاتا۔ چنانچہ اللہ کی مشیت ہوئی کہ وہ اپنے ان بندوں کے لیے بھی مناسک حج کے شعائر کا ایک حصہ کر دے جنہوں نے حج اور عمرہ نہیں کیا ہے۔
شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (٦/٤٥٠)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الأضحية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الذِبْح: بكسر الذال: ما يذبح في الأضاحي من بهيمة الأنعام.

- لا يَأْخُذَنَّ : لا يَقُصَّنَّ.

فوائد الحديث:

١. نهي من أراد الأضحية ورأى هلال ذي الحجة أن يأخذ شيئا من أظفاره وشعره.

المصادر والمراجع:

.1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. ٢. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ ٣. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ ٤. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ ٥. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. ٦. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (8954)

مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا في أهله بخير، أصابه الله بقارعة قبل يوم القيامة

جس نے جہاد نہیں کیا یا کسی جہاد کرنے والے کے لیے سامان جہاد فراہم نہیں کیا یا کسی مجاہد کے اہل و عیال کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہ کی تو اللہ روز قیامت سے پہلے اسے کسی سخت مصیبت سے دوچار کرے گا۔

٩٠٨. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- مرفوعاً: « مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا في أهله بخير، أصابه الله بقارعة قبل يوم القيامة ».

٩٠٨. حدیث:

ابو امامہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "جس نے جہاد نہیں کیا یا کسی جہاد کرنے والے کے لیے سامان جہاد فراہم نہیں کیا یا کسی مجاہد کے اہل و عیال کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہ کی تو اللہ روز قیامت سے پہلے اسے کسی سخت مصیبت سے دوچار کرے گا۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الحث على الغزو، وبيان العقوبة الشديدة من الله -تعالى- في الدنيا قبل الآخرة على من ترك الجهاد في سبيل الله أو ترك إعانة المجاهدين بالمال أو بمساعدتهم في رعاية أهليهم والحفاظ عليهم من بعدهم، فمن ترك القيام بهذه الأمور أصابته المصائب العظام جراء تقصيره في نصرة دين الله -تعالى-.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں جہاد پر نکلنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس شخص کے لیے اللہ کی طرف سے آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سخت سزا کی وعید ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ دیتا ہے یا پھر مجاہدین کی مال کی صورت میں اعانت نہیں کرتا یا ان کے اہل و عیال کی خبر گیری اور ان کی حفاظت کر کے ان کی مدد نہیں کرتا۔ جو شخص ان تمام امور کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اللہ کے دین کی نصرت میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے سخت مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الغزو : الجهاد في سبيل الله.
- مَنْ لَمْ يَغْزُ : أي : بالخروج له.
- يُجَهِّزْ غَازِيًا : أي : يُهيء له أسباب سفره.
- يَخْلُفْ غَازِيًا في أهله بخير : يقوم بما كان يفعله من قضاء مصالحهم.
- بقارعة : بمصيبة أو داهية تقرعه.

فوائد الحديث:

١. التحذير من تعجيل العقوبة على ترك الجهاد.
٢. حث النبي –صلى الله عليه وسلم– على المشاركة في الغزو أو تجهيز الغزاة.
٣. المجتمع المسلم مجتمع التكافل والتعاون على البر والتقوى؛ لأنه كالبناء يشد بعضه بعضاً.
٤. وجوب حفظ الجبهة الداخلية للمجتمع المسلم، وحماية أعراض وأهل المجاهدين في سبيل الله.
٥. تحريم ترك الجهاد وتغليظ عقوبة ذلك.
٦. الأمة التي تتخلف عن الجهاد وتركن إلى أعدائها يصيبها الذل والهوان والخزي في الدنيا قبل الآخرة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ مصابيح التنوير على صحيح الجامع الصغير، تأليف الألباني، إعداد معتز أحمد.

الرقم الموحد: (6403)

مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللیلِ، أو عَنْ شَيْءٍ مِنه، فَقَرَأَهُ ما بَيْنَ صَلَاةِ الفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللیل

جو شخص اپنا پورا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ پڑھے بغیر سو جائے، پھر اسے صبح اٹھ کر فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے، تو اسے اسی طرح لکھا جائے گا، گویا اس نے رات ہی کو پڑھا ہے۔

٩٠٩. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- مرفوعًا: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ الليلِ، أو عَنْ شَيْءٍ مِنه، فَقَرَأَهُ ما بَيْنَ صَلَاةِ الفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ الليلِ».

٩٠٩. حدیث :

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''جو شخص اپنا پورا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ پڑھے بغیر سو جائے، پھر اسے صبح اٹھ کر فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے، تو اسے اسی طرح لکھا جائے گا، گویا اس نے رات ہی کو پڑھا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الحزب معناه الجزء من الشيء، ومنه أحزاب القرآن، فإذا كان للإنسان صلاة يصليها في الليل؛ ولكنه نام عنها، أو عن شيء منها فقضاها فيما بين صلاة الفجر وصلاة الظهر؛ فكأنما صلاه في ليلته، ولكن إذا كان يوتر في الليل؛ فإنه إذا قضاه في النهار لا يوتر، ولكنه يشفع الوتر، أي يزيده ركعة، فإذا كان من عادته أن يوتر بثلاث ركعات فليقض أربعة، وإذا كان من عادته أن يوتر بخمس فليقض ستاً، وإذا كان من عادته أن يوتر بسبع فليقض ثماني وهكذا. ودليل ذلك حديث عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا غلبه نوم أو وجع من الليل؛ صلى من النهار ثنتي عشرة ركعة. وينبه على أن القضاء إنما يكون بعد شروق الشمس وارتفاعها قدر رمح لئلا يصلي في وقت النهي.

اجمالی معنی :

حزب کے معنی ہیں کسی چیز کا حصہ۔ اسی سے 'احزاب القرآن' ہے۔ جب انسان رات کی نماز پڑھنے کا معمول رکھتا ہو؛ لیکن رات کی پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ پڑھنے سے پہلے سو جائے اور اسے فجر و ظہر کے درمیان پورا کر لے، تو گویا اس نے رات ہی میں پڑھا ہے۔ البتہ اگر رات میں وتر پڑھنے کا معمول رکھتا ہو، تو دن میں وتر نہیں پڑھے گا، بلکہ اسے جفت کی شکل میں ادا کرے گا۔ یعنی ایک رکعت مزید ملا لے گا۔ چنانچہ اس کی عادت تین رکعت پڑھنے کی ہے، تو چار پڑھے گا، پانچ پڑھنے کی ہے، تو چھ پڑھے گا اور اگر سات پڑھنے کی ہے، تو آٹھ پڑھے گا۔ اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے نبی ﷺ کا قیام اللیل رہ جاتا، تو دن میں بارہ رکعت پڑھتے تھے۔ یاد رہے کہ قضا سورج نکلنے اور اس کے ایک نیزے کے بقدر بلند ہونے کے بعد دے؛ تاکہ ممنوع وقت میں نماز ادا کرنے سے بچ جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حِزبه : ما يجعله الإنسان على نفسه من صلاة وقراءة وغيرها.
- كُتب له كأنما قرأه من الليل : أي: أُثبت أجره إثباتا مثل إثباته عند قراءته له من الليل.

فوائد الحديث:

١. المحافظة على الأوراد المشروعة، ومن فاته ورد بعذر فأسرع لأدائه في الوقت المذكور كان له ثوابه كاملا كما لو أدّاه في وقته.

٢. النوم يعذر صاحبه ولا يعد من المقصرين؛ لأن التفريط في اليقظة.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5443)

مُرُوا أولادَكم بالصلاةِ وهم أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، واضْرِبُوهُمْ عليها، وهم أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ في المَضَاجِعِ

جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو نماز میں غفلت پر انہیں مارو اور ان کے بستر بھی الگ الگ کردو۔

٩١٠. الحديث:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مُرُوا أولادَكم بالصلاةِ وهم أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، واضْرِبُوهُمْ عليها، وهم أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ في المَضَاجِعِ». وعن أبي ثرية سبرة بن معبد الجهني -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ لِسَبْعِ سِنِينَ، واضْرِبُوهُ عليها ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ». ولفظ أبي داود: «مُرُوا الصَّبِيَّ بالصلاةِ إذا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ».

٩١٠. حدیث:

عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو نماز میں غفلت پر انہیں مارو اور ان کے بستر بھی الگ الگ کر دو۔'' ابو ثریہ سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنا سکھاؤ اور جب وہ دس سال کا ہوجائے تو اسے اس (کے نہ پڑھنے) کی وجہ سے مارو۔'' ابو داود کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

علموا أولادكم ذكورا وإناثا الصلاة وأمروهم إذا أتموا سبع سنين، واضربوهم على أدائها إذا امتنعوا عند عشر سنين، وفرقوا بينهم في الفراش.

اجمالی معنی:

اپنی اولاد کو چاہے وہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں نماز سکھاؤ اور جب وہ پورے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور دس سال کے ہونے پر اگر وہ نہ پڑھیں تو اس پر انہیں مارو اور ان کے بستر الگ کردو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > وجوب الصلاة وحكم تاركها

راوي الحديث: حديث عبد الله -رضي الله عنه-: رواه أبو داود. حديث سبرة -رضي الله عنه-: رواه الترمذي وأبو داود.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-
سَبْرة بن معبد الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أولادكم : جمع ولد، ويطلق على الذكر والأنثى.
- المضاجع : جمع مضجع، وهو فراش النوم.

فوائد الحديث:

١. يجب على الأولياء من آباء وغيرهم أمر أولادهم بالصلاة، وتعليمهم أحكامها وأعمالها وشروطها وتعويدهم على القيام بها إذا بلغوا سبع سنين، وقبل ذلك مستحب، وإذا أتموا العشر سنين ولم يصلوا جاز تأديبهم على تركها ولو بالضرب.
٢. أول ما يعلم الطفل بعد التوحيد من الأمور العملية في الإسلام الصلاة.
٣. الضرب وسيلة تربوية، وبخاصة إذا ترتب عليه منفعة أو دفع مفسدة، وينبغي أن يكون ضرب تأديب غير مبرح، وأن يجتنب الوجه وألا يتجاوز ١٠ ضربات.
٤. أن صلاة الصبي بعد ما عقل صحيحة.

٥. على الآباء صيانة أولادهم مما قد يثير الفتنة في نفوسهم، وخاصة في دور المراهقة؛ حيث يتأكد على الأب أن يبين حرمة كشف العورة، وعليه أن يفصلهم عن بعض في المضاجع، وإذا توفر السكن فيخصص لكل ولد حجرة يستقل بها.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (5272)

ما اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ في سَبِيلِ الله فَتَمَسَّهُ النَّار

”جس بندے کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے، اسے (جہنم کی) آگ چھوئے؟ (یہ نا ممکن ہے)۔“

٩١١. الحديث:

عن أبي عَبْس عبد الرحمن بن جبر -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ في سَبِيلِ الله فَتَمَسَّهُ النَّار».

٩١١. حديث:

ابو عبس عبدالرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس بندے کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے، اسے (جہنم کی) آگ چھوئے؟ (یہ نا ممکن ہے)۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الذي يخرج في طريق ليقاتل في سبيل الله -تعالى- فاغْبَرَّت قَدَمَاه في طريقه كان ذلك سببا في وقايته من النار، وفي لفظ للبخاري:"مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاه في سبيل الله حَرَّمَهُ الله على النَّار".

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے راستے میں قتال کے لیے نکلے اور اس کے پاؤں غبار آلود ہو گئے، یہ اس کے حق میں جہنم سے چھٹکارے کا سبب ہے۔ بخاری کے الفاظ ہیں "مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاه في سبيل الله حَرَّمَهُ الله على النَّار". (جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا۔)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو عَبْس عبد الرحمن بن جبر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أغبرت : أصابها الغبار

فوائد الحديث:

١. البشارة للمجاهد بالنَّجَاة من النار.

٢. من عَلَقَ الغُبار في قدميه لم تَمَسه النار.

٣. فضيلة المشي على الأقدام في الطاعات وأنها من الأعمال الرابحة التي يستوجب العبد بها رفيع الدرجات.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. التنوير شرح الجامع الصغير، للصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، ط١، دار السلام، ١٤٣٢هـ. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، ط١، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، ١٣٥٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3868)

ما أمرت بتشييد المساجد

٩١٢. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما-، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما أُمِرْتُ بِتَشْيِيد المساجد»، قال ابن عباس: لَتُزَخْرِفُنَّها كما زَخْرَفَت اليهود والنصارى.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

المراد بتشييد المساجد هنا رفع البناء وتطويله، كما قال البغوي، والمبالغة في زخرفته، والزخرفة كما في كلام ابن عباس -رضي الله عنهما- من فعل اليهود والنصارى. وأما تشييد المسجد وإحكام بنائه بما يستحكم به الصنعة من غير تزيين وتزويق وزخرفة فليس بمكروه إذا لم يكن مباهاة ورياء وسمعة؛ لما في حديث عثمان بن عفان: "من بنى لله مسجداً بنى الله له مثله في الجنة". كان مسجد النبي -صلى الله عليه وسلم- باللَّبِن، وسقفه بالجريد، وعُمُده خشب النخيل، ولم يزد فيه أبو بكر -رضي الله عنه-، ولما نخرت خشبه وجريده زمن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-، أعاده على بنائه الأول، وزاد فيه، ولما كان في عهد عثمان -رضي الله عنه- زاد فيه زيادة كبيرة، وبنى جدرانه بالأحجار والجص، وجعل عُمُده من الحجارة، وسقفه الساج، فأدخل فيه ما يفيد القوة، ولا يقتضي الزخرفة، وكل ما صنعه كان من باب الإحكام والتجصيص من غير تزويق وزخرفة، وأما الحجارة المنقوشة فلم يكن نقشها بأمره بل حصلت له كذلك منقوشة، ولم يكن عند الذين أنكروا عليه من الصحابة دليل يوجب المنع إلا الحث على اتباع ما فعله -صلى الله عليه وسلم- وعمر في بناء المسجد من ترك الرفاهية، وهذا لا يقتضي منع التشييد بمعنى إتقان البناء ولا كراهته.

مجھے مسجدوں کو بلند بنانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

٩١٢. حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "مجھے مسجدوں کو بلند بنانے کا حکم نہیں دیا گیا"، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ تم مسجدوں کو اسی طرح آراستہ کرو گے جس طرح یہود و نصاری نے آراستہ کیا ہے ۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

یہاں مساجد کو آراستہ کرنے سے مراد انہیں بلند اور بڑا بنانا ہے جیسا کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا ہے اور مساجد کو آراستہ و پیراستہ کرنے میں مبالغہ سے کام لینا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہود و نصاری کا شیوہ رہا ہے ۔ رہا مسجد کو بلند بنانا اور اس کی عمارت کو مستحکم و مضبوط کرنا بغیر زیب و زینت اور سجاوٹ کے جس سے اس کی بناوٹ مضبوط رہے تو یہ مکروہ نہیں ہے، جب تک کہ اس میں شیخی، ریاکاری اور شہرت نہ ہو، جیسا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے : "جس کسی نے اللہ کے لیے کوئی مسجد تعمیر کی، تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں اسی کے مثل ایک گھر بنائے گا"۔ نبی ﷺ کی مسجد کچی اینٹ اور اس کی چھت کھجور کی شاخ اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کی تھے ۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا تھا، لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کی لکڑی اور کھجور کی شاخ بوسیدہ ہو گئی تو اسے پہلے کی طرح تعمیر کرادی اور اس میں تھوڑا اضافہ کر دیا، اور جب عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو اس میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا گیا، انہوں نے اس کی دیواروں کو پتھروں اور چونا سے پلاستر کرا دیا، اس کے ستون پتھروں سے اور چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوا دی، اور اس میں فائدہ مند چیزیں مضبوطی کے لیے ڈال دیں جس کا مقصد سجاوٹ نہیں، بلکہ مضبوطی کے لیے ایسا کیا تھا، اور چونے کا پلستر بغیر زیب و زینت کے تھا۔ اور رہا نقش و نگار والے پتھروں کا معاملہ تو اسے ان کے حکم سے نقش نہیں کیا گیا تھا بلکہ نقش و نگار والا پتھر ہی انہیں ملا تھا، اور جن صحابہ نے ان پر نکیر کی تھی ان کے پاس منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں تھی اِلاّ یہ کہ وہ انہیں نبی ﷺ اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح مسجد کی تعمیر بغیر سجاوٹ کے کرنے پر ابھارا تھا اور یہ مساجد کی مستحکم تعمیر کرنے کے سلسلہ میں ممانعت و کراہت کی متقاضی نہیں ہے ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

العقيدة > الولاء والبراء > التشبه المنهي عنه

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- بتشييد المساجد : تشييد البناء أيضًا بإعلائه وتطويله، ورفع سقوفه، وطلائه بالجِصّ أو النُورَة أو الرخام أو الدهان.
- لتُزَخْرِفُنَّها : اللام للقسم، والزخرفة: كل ما تحصل به الزينة سواء كان من ذهب أو غيره.

فوائد الحديث:

١. قول ابن عباس: لتزخرف كما زخرفت اليهود والنصارى معابدهم، هذا الإدراج عن ابن عباس مهم، له حكم الأخبار النبوية؛ فإنَّ فيه من أنباء الغيب، فلا يكون بالرأي، وقد وقع هذا الأمر.

٢. دلَّ ظاهر الحديث على تحريم الزخرفة والتزويق في المساجد؛ لأنَّه من عمل أهل الكتاب، والتشبُّه بهم محرَّم.

٣. زخرفة المساجد من البدع في الدين، علاوة على ما فيه من المحاذير الشرعية، كـ: الإسراف في النفقة، وإشغال القلوب عن الخشوع الذي هو روح ولبّ العبادة.

٤. لا يدخل في النهي عن تشييد المساجد العناية بتوسعتها وإحكام بنائها في كل أجزائها، وتجهيزها بكل ما هو من مستلزمات العصر على الوجه المشروع.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض.

الرقم الموحد: (10898)

ما بال الحائض تقضي الصوم، ولا تقضي الصلاة؟ فقالت: أحرورية أنت؟ فقلت: لست بحرورية، ولكني أسأل، فقالت: كان يصيبنا ذلك، فنؤمر بقضاء الصوم، ولا نؤمر بقضاء الصلاة

کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزوں کی قضا تو کرتی ہے، لیکن نماز کی قضا نہیں کرتی؟ وہ کہنے لگیں کہ کیا تو حروریہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں حروریہ نہیں ہوں، بلکہ صرف پوچھ رہی ہوں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں حیض آتا، تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

٩١٣. الحديث:

عن مُعاذة قالتْ: سألتُ عائشةَ -رضي الله عنها- فقلتُ: «مَا بَال الحَائِضِ تَقضِي الصَّوم، ولا تَقضِي الصَّلاة؟ فقالت: أَحَرُورِيةٌ أنت؟، فقلت: لَستُ بِحَرُورِيَّةٍ، ولَكنِّي أسأل، فقالت: كان يُصِيبُنَا ذلك، فَنُؤمَر بِقَضَاء الصَّوم، ولا نُؤْمَر بِقَضَاء الصَّلاَة».

٩١٣. حدیث:

معاذۃ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزوں کی قضا تو کرتی ہے، لیکن نماز کی قضا نہیں کرتی؟ وہ کہنے لگیں کہ کیا تو حروریہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں حروریہ نہیں ہوں بلکہ صرف پوچھ رہی ہوں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں حیض آتا، تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سألت معاذة عائشة -رضي الله عنها- عن السبب الذي من أجله جعل الشارع الحائضَ تقضي أيام حيضها التي أفطرتها، ولا تقضي صلواتها زمن الحيض، مع اشتراك العبادتين في الفرضية، بل إن الصلاة أعظم من الصيام، كان عدم التفريق بينهما في القضاء، هو مذهب الخوارج المبنى على الشدة والحرج، فقالت لها عائشة: أحرورية أنت تعتقدين مثل ما يعتقدون، وتُشَدِّدِين كما يُشَدِّدُون؟ فقالت: لست حرورية، ولكنى أسأل سؤال متعلم مسترشد، فقالت عائشة: كان الحيض يصيبنا زمن النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكنا نترك الصيام والصلاة زمنه، فيأمرنا -صلى الله عليه وسلم- بقضاء الصوم ولا يأمرنا بقضاء الصلاة، ولو كان القضاء واجبًا؛ لأمر به ولم يسكت عنه، فكأنها تقول: كفى بامتثال أوامر الشارع والوقوف عند حدوده حكمةً ورشدًا.

اجمالی معنیٰ:

معاذۃ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کس وجہ سے شارع علیہ السلام نے حائضہ عورت کے لیے ان روزوں کی قضا فرض کی، جنھیں وہ نہ رکھ سکے؛ تاہم حیض کے دوران چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضا اس پر واجب نہیں کی، حالاں کہ دونوں ہی عبادتیں فرض ہیں۔ بلکہ نماز، روزے سے زیادہ بڑی عبادت ہے۔ قضا کے اعتبار سے ان دونوں کے مابین فرق نہ کرنا خوارج کا مذہب تھا، جس میں بے جا سختی اور تنگی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو حروریہ ہے کہ تو بھی وہی عقیدہ رکھتی ہے، جو ان کا ہے اور تو بھی اسی طرح سختی چاہتی ہے، جیسے وہ کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں حروریہ نہیں ہوں، بلکہ میرا سوال علم اور راہ نمائی کے حصول کے لیے ہے۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ کے زمانے میں ہمیں حیض آتا تھا۔ ہم حیض کے دنوں میں روزے اور نماز چھوڑ دیتے تھے۔ نبی ﷺ ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیتے، لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔ اگر نماز کی قضا واجب ہوتی، تو آپ ﷺ اس پر سکوت نہ فرماتے۔ گویا کہ وہ یہ کہنا چاہ رہی تھیں کہ شارع علیہ السلام کے احکامات کو بجا لانے پر اکتفا کرنا چاہیے اور آپ کی وضع کردہ حدود پر رک جانا ہی حکمت و دانائی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > قضاء الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مَا بَال الحَائِضِ؟ : ما شأن الحائض؟.
- الحيض : الحيض في اللغة: السيلان. وفي الشرع: سيلان دم طبيعي يعتاد الأنثى في أوقات معلومة عند بلوغها، وقابليتها للحمل.
- تَقضِي الصَّوم : تصوم الأيام التي تركت صيامها أيام الحيض.
- أَحَرُورِيَةٌ أنت؟ : استفهام المقصود منه الإنكار.
- الحَرُورِيَة : نسبة إلى بلدة قرب الكوفة، اسمها " حروراء "، خرجت منها أول فرقة من الخوارج على علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-؛ فصار الخوارج يعرفون بالحرورية.
- يُصِيبُنَا ذلك : يصيبنا الحيض.
- نُؤمَر : يأمرنا النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- الصلاة : الصلاة في اللغة: الدعاء. وفي الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.
- الصَّوم : في اللغة: الإمساك عن الشيء. وفي الشرع: الإمساك عن الأكل والشرب وسائر المفطرات من طلوع الفجر الثاني إلى غروب الشمس؛ تعبدا لله -عز وجل.-

فوائد الحديث:

١. حرص السلف على البحث في العلم، وتلمس حكمة التشريع.
٢. الإنكار على كل من سأل سؤال تعنُّت ومجادلة.
٣. تبيين المعلم لمن طلبه للتعلم والاسترشاد.
٤. الإجابة بالنص أولى؛ لأن عائشة لم تتعرض للمعنى الذي سألت عنه السائلة؛ وذلك لأن الإجابة بالنص أقطع للمعارضة.
٥. الاكتفاء بذكر الدليل الشرعي عن ذكر الحكمة؛ لأن المؤمن يقتنع به حيث إن الشرع متضمن للحكمة بكل حال.
٦. الحائض تقضى الصيام ولا تقضي الصلاة؛ لأن الصلاة تتكرر كل يوم خمس مرات؛ فهي عبادة مستمرة ويحصل من إعادتها وقضائها مشقة أيضا.
٧. تقرير النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته على شيء من السنة.
٨. كون الحائض لا تقضي الصلاة لأجل المشقة، من الأدلة التي تقرر القاعدة الإسلامية العامة، وهي: (المشقة تجلب التيسير).
٩. أن ترك الأمر بالشيء مع وجود مقتضيه دليل على عدم وجوبه.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم-، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3449)

ما بال أقوام يرفعون أبصارهم إلى السماء في صلاتهم، فاشتد قوله في ذلك، حتى قال: لينتهن عن ذلك، أو لتخطفن أبصارهم.

لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے یہ بات بڑی سخت لہجے میں کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔

٩١٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «ما بَال أقْوَام يَرفعون أبْصَارَهم إلى السَّماء في صَلاتهم»، فاشْتَدَّ قوله في ذلك، حتى قال: «لَيَنْتَهُنَّ عن ذلك، أو لَتُخْطَفَنَّ أبْصَارُهم».

٩١٤. حديث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں؟" آپ ﷺ نے یہ بات بڑی سخت لہجے میں کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يفيد هذا الحديث إلى ما ينبغي أن يكون عليه المصلِّي في صلاته من لزوم السكينة والخشوع، ومن علامات خشوع القلب سكون الجوارح؛ ولذلك حذَّر النبي -صلى الله عليه وسلم- أمَّته من العَبث في الصلاة ورفع البَصر فيها إلى السماء؛ لأنه أمْر مُنَاف لأدب الصلاة ومَقامها؛ فإنَّ المصلِّي يُناجي ربَّه -تعالى-، وهو تجاهه في قِبلته، فرفع البَصر في هذا المقام إساءة أَدب مع الله؛ لذلك بالغ النبي -صلى الله عليه وسلم- في الإنذار والوعيد، وحذَّر هؤلاء الذين يرفعون أبصارهم إلى السماء أثناء الصلاة بأنَّهم إما أن ينتهوا عن ذلك، ويمتنعوا من فعله، أو ستُخطف أبْصارُهم، وتؤخذ بسرعة؛ بحيث لا يشعرون إلا وقد فَقَدوا نِعمة البَصر؛ جزاء لهم على استهانتهم بشأن الصلاة.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے لیے ضروری ہے کہ حالت نماز میں وہ پر سکون رہے اور خشوع و خضوع اختیار کرے۔ خشوع قلب کی علامت اعضا کا پر سکون ہونا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو نماز میں فضولیات اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے ڈرایا ہے۔ کیوں کہ یہ نماز کے آداب اور رتبے کی منافی چیزیں ہیں؛ اس لیے کہ نمازی قبلہ رو، اپنے کے سامنے کھڑے ہوکر اس سے محو گفتگو ہوتا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا اللہ کے ساتھ بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے انذار اور وعید میں مبالغہ سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو تنبیہ کی ہے، جو دوران نماز اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں کہ اس سے باز آجائیں، ورنہ ان کی بینائی چھین لی جائے گی اور یہ اتنی تیزی سے ہوگا کہ انھیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور نعمت بصارت سے محروم ہوجائیں گے۔ ان کے ساتھ یہ سب کچھ نماز کی توہین کی سزا کے طور پر ہو گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أخطاء المصلين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ما بال : يعني ما شأنهم، لماذا يرفعون أبصارهم إلى السماء؟
- فاشْتَدَّ قوله : أي: فبالغ النبي -صلى الله عليه وسلم- في الإنذار والوعيد.
- لَيَنْتَهُنَّ عن ذلك : من الانتهاء، والمعنى: ليكونن منهم الكف، والامتناع عن رفع الأبصار.
- لَتُخْطَفَنَّ أبْصَارُهم : الخطف أخذ الشيء واستلابه بسرعة.

فوائد الحديث:

١. حُسن دعوة النبي -صلى الله عليه وسلم- وبيان الحق؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- لم يَكشف عن المُخالف؛ لأن المقصود بيان الحقِّ وقد حصل؛ ولأن فيه سَترًا على المخالف وأدعى للقبول.

٢. النَّهي الأكيد، والوعيد الشَّديد على من رفع بَصره إلى السماء في الصلاة.

٣. الخُشوع هو لبُّ الصلاة وروحُها، ويكون بالقلب والجوارح، والذي يرفع بصره إلى السماء، ويجيل نظره هاهنا، وهاهنا، لم يخشع قلبه ولا جوارحه.

٤. عِظَم شأن الصلاة، وأنه يجب على المُصلِّ أن يكون فيها على كمال الأدب مع الله -عز وجل.-

٥. وجوب الإنْكَار على من يرفع رأسه إلى السَّماء في الصلاة.

٦. بيان قدرة الله؛ لأن ما هدَّد به النبي -عليه الصلاة والسلام- ممكن الوقوع.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كشاف القناع عن متن الإقناع، منصور بن يونس بن البهوتي الحنبلي، الناشر: دار الكتب العلمية. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، الطبعة: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م.

الرقم الموحد: (10883)

ما بين المشرق والمغرب قبلة

٩١٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما بَيْن المَشْرِق والمَغْرِب قِبْلة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى حديث: "ما بَيْن المَشْرِق والمَغْرِب قِبْلة" هذا بيان منه -صلى الله عليه وسلم- أن ما بين جِهة المَشرق والمغرب قِبْلة للمصلين، وهذا خطاب لأهل المدينة ومن وافقهم في الجهة؛ لأنهم يقعون شمالي الكعبة، فالقبلة بالنِّسبة لأهل المدينة ومن حاذاهم من أهل الشام، وأهل جهة الشمال يستقبلون ما بين المشرق والمغرب، يعني تكون وجهتهم إلى الجنوب حيث الكعبة، واليمن وما والاها من جهة الجنوب يتوجهون إلى الشمال بين المشرق والمغرب، أما أهل المشرق والمغرب فتكون القبلة بالنِّسبة لهم ما بين الشمال والجنوب؛ لأن الجِهات الأصلية أربع: الشمال، الجنوب، الشرق، الغرب، فإذا كان المصلَّي عن الكعبة شرقاً أو غرباً كانت قبلته ما بين الشمال والجنوب، وإذا كان عن الكعبة شمالاً أو جنوباً كانت قبلته ما بين المشرق والمغرب . وهذا من تيسير الله تعالى على عباده؛ لأنه لو طلب منهم أن يستقبلوا عين الكعبة مطلقا ما صحَّت صلاة أحد، فالانحراف اليسير عن القبلة في حَق بَعُد عنها ولم يَرها غير مؤثر ما لم يَستدبر الكعبة أو يَجعلها على جَنْبه فلا تصح في هذه الحال.

مشرق ومغرب کے مابین جو کچھ ہے سب قبلہ ہے۔

٩١٥. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مشرق ومغرب کے مابین جو کچھ ہے سب قبلہ ہے۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم : "مَا بَيْن المَشْرِق والمَغْرِب قِبْلة" (مشرق ومغرب کے مابین ہے جو کچھ ہے وہ قبلہ ہے)۔ اس حدیث میں آپ ﷺ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ مشرق و مغرب کی جہت کے مابین نمازیوں کے لیے قبلہ ہے۔ یہ خطاب اہلِ مدینہ اور جو ان سے موافقت رکھتے ہیں ان سے ہے، کیوں کہ وہ کعبہ سے شمالی جانب واقع ہے۔ تو اہلِ مدینہ اوران کے اردگرد اہلِ شام وغیرہ کی مناسبت سے یہ جہت ان کے لیے قبلہ ہے۔ شمال والے مشرق ومغرب کے مابین کے طرف قبلہ رو ہوں گے۔ یعنی کعبہ کی مناسبت سے ان کے رخ جنوب کی طرف ہوں گے جب کہ یمن اوراس سے ملحقہ جنوبی علاقے والے شمال کی طرف مشرق ومغرب کے مابین رُخ کریں گے۔ جب کہ اہلِ مشرق ومغرب کے اعتبار سے ان کا قبلہ شمال وجنوب کے مابین ہوگا ہے۔ اس لیے کہ اصلجہتیں چار ہوتی ہیں : شمال، جنوب، مشرق اور مغرب۔ جب نمازی کعبہ سے مشرق یا مغرب کی سمت میں ہوگا تو اس کا قبلہ شمال وجنوب کے مابین ہوگا اور اگر کعبہ سے شمال اور جنوب کی طرف ہوگا تو اس کا قبلہ مشرق ومغرب کے مابین ہو گا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر آسانی ہے کیوں کہ اگر وہ ان سے عین کعبہ کی طرف منہ کرنے کا تقاضا کرتا تو کسی ایک کی بھی نماز درست نہ ہوتی۔ لہذا دور رہنے والوں اور دکھائی نہ دینے والوں کے لیے قبلہ سے تھوڑا انحراف کرنا غیر موثر مانا گیا، اِلّا یہ کہ وہ کعبہ سے گھوم جائے، یا اسے پشت کی طرف کرلے، تو ایسی صورت میں اس کا (یہ نماز پڑھنا) صحیح نہ ہوگا۔ کیوں کہ وہ قبلہ کی جہت کی طرف متوجہ نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه ومالك.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قِبْلَةٌ : هي الجهة، والمراد بها هنا: الكعبة المشرفة.

فوائد الحديث:

١. أن استقبالُ القِبْلة أو الجِهة شرطٌ لصحة الصلاة، قال تعالى: ﴿ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: ١٤٤]، وهذا عند القُدْرَة على الاستقبال، أما عند العَجز فيسقط الاستقبال.

٢. أنَّ الواجب على من لم يشاهد الكعبةَ استقبال الجهة، فالحديثُ يدلُّ على أنَّ ما بين الجهتين قبلَةٌ، وأنَّ الجهة كافيةٌ في الاستقبال، أما مع مُشاهدة الكَعبة فالواجب إصابة عينها.

٣. تيسير الشريعة الإسلامية ورفع الحَرج عن المُكلفين، حيث امتدَّت جِهة القِبلة عند البُعد عن مُعاينة الكعبة.

٤. أنه لا يلزم الإنسان أن يَتكلف بطلب مُسامتة القِبلة، حتى إن بعض الناس رُبَّما يَهدِم مسجدا قائما عامرا مع انحراف يَسير يُعفى عنه، فإن هذا لا يجوز.

٥. أن خطابات الشرع قد تكون عامة، وقد تكون خاصة، ويعين ذلك الحال والقرائن والملابسات، فيعلم بهذا أن خطاب هذا الحديث لا يصلح إلا لأهل المدينة ومن كان مثلهم ممن قبلته الجنوب، وبالعكس كأهل اليمن الذين قبلتهم الشمال، وأما من كانت القبلة في حقه الشرق والغرب تكون جهة القبلة في حقهم: ما بين الشمال والجنوب.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10642)

ما حق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه؛ يبيت ليلتين إلا ووصيته مكتوبة عنده

جس مسلمان کے پاس کوئی ایسی شے ہو، جس کے بارے میں وصیت کرنا چاہے ، اسے یہ زیب نہیں کہ دو راتیں بھی گزارے، مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔

٩١٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ما حق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه؛ يبيت ليلتين إلا ووصيته مكتوبة عنده». زاد مسلم: قال ابن عمر: «ما مرت علي ليلة منذ سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول ذلك، إلا وعندي وصيتي».

٩١٦. حدیث :

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"جس مسلمان کے پاس کوئی ایسی شے ہو، جس کے بارے میں وصیت کرنی چاہے، اسے یہ زیب نہیں کہ دو راتیں بھی گزارے، مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو"۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، تب سے کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس میری وصیت موجود نہ ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

ليس من الحق والصواب والحزم لمن عنده شيء يريد أن يوصي به ويبينه، أن يهمله حتى تمضي عليه المدة الطويلة؛ بل يبادر إلى كتابته وبيانه، وغاية ما يسامح فيه الليلة والليلتان. ولذا فإن ابن عمر رضي الله عنهما- بعد أن سمع هذه النصيحة النبوية- كان يتعاهد وصيته كل ليلة، امتثالا لأمر الشارع، وبيانا للحق. والوصية قسمان: مستحب، وهو ما كان للتطوعات والقربات، وواجب، وهو ما كان في الحقوق الواجبة، التي ليس فيها بينة تثبتها بعد وفاته لأن "ما لا يتم الواجب إلا به ، فهو واجب"، وذكر ابن دقيق العيد أن هذا الحديث محمول على النوع الواجب.

اجمالی معنی :

یہ بات درست، ٹھیک اور تقاضائے احتیاط کے مطابق نہیں ہے کہ جس شخص کے پاس کوئی ایسی شے ہو، جس کے بارے میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور جس کی وہ وضاحت کرنا چاہتا ہو کہ وہ اس میں لاپرواہی برتے، یہاں تک کہ لمبی مدت گزر جائے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ وہ فوراً اسے لکھ لے اور اسے واضح کر دے۔ زیادہ سے زیادہ مدت جس کی چھوٹ دی جا سکتی ہے، ایک یا دو راتیں ہیں۔ اسی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس نبوی نصیحت کو سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی اور بیان حق کے لیں ہر رات اپنی وصیت کو خیال سے رکھا کرتے تھے۔ پھر وصیت کی دو قسمیں ہیں : اول : مستحب، یہ ایسی وصیت ہے، جو نفلی اور اللہ سے قریب کرنے والی چیزوں کے سلسلے میں کی جائے۔ دوم : واجب، یہ ایسی وصیت ہے، جو ایسے واجب حقوق کے سلسلے میں کی جائے، جن کے بارے میں اس کی وفات کے بعد کوئی دلیل نہ رہے۔ کیوں کہ "جس کام کے بغیر واجب کام پورا نہ ہو، وہ بھی واجب ہے"۔ اور ابن دقیق العید بیان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث واجب قسم پر ہی محمول ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الوصية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ما حق امريء : ليس حق شخص.
- مسلم : وصف خرج مخرج الغالب أو ذكر للتهييج لتقع المبادرة لامتثال الأمر.
- له شيء : يملك شيئًا، سواء كان الشيء مما يتمول كالنقود، أو ما لا يتمول كالحقوق والمختصات، وهي ما يخصه.
- يبيت : كأن فيه حذفا تقديره: أن يبيت
- ليلتين : ذكر الليلتين لرفع الحرج لتزاحم أشغال المرء التي يحتاج إلى ذكرها ففسح له هذا القدر ليتذكر ما يحتاج إليه.
- وصيته : بالحقوق الواجبة عليه.
- مكتوبة : بخطه أو بغير خطه.
- قال ابن عمر : قائل"قال ابن عمر" سالم راوي الحديث عنه.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الوصية وعليها إجماع العلماء، وعمدة الإجماع الكتاب والسنة.
٢. أن الوصية قسمان: أ- مستحب ب- وواجب. وهذا الحديث محمول على النوع الواجب.
٣. مشروعية المبادرة إليها، بيانا لها، وامتثالا لأمر الشارع فيها، واستعداداً للموت، وتبصُّراً بها وبمصرفها، قبل أن يشغله عنها شاغل.
٤. أن الكتابة المعروفة تكفى لإثبات الوصية والعمل بها، لأنه لم يذكر شهوداً لها، والخط إذا عرف، بينة ووثيقة قوية.
٥. فضل ابن عمر رضي الله عنه، ومبادرته إلى فعل الخير، واتباع الشارع الحكيم.
٦. قال ابن دقيق العيد: والترخيص في الليلتين والثلاث دفع للحرج والعسر.
٧. أن الأشياء المهمة ينبغي أن تضبط بالكتابة لأنها أثبت من الضبط بالحفظ لأنه يخون غالبا.
٨. الندب إلى التأهب للموت والاحتراز قبل الفوت، لأن الإنسان لا يدري متى يفجأه الموت.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5831)

ما زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بالجَارِ حَتَّى ظَنَنتُ أَنَه سَيُورثه	جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے (حق کے) بارے میں اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔
٩١٧. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها-, وعبد الله بن عمر-رضي الله عنهما- قالا: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما زال جبريل يوصيني بالجار، حتى ظننت أنه سيورِّثه».	**٩١٧. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے (حق کے) بارے میں اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: ما زال جبريل يوصيني بالاعتناء بالجار، حتى ظننت أنه سينزل الوحي الذي يأتي به جبريل بتوريث الجار.	**اجمالی معنی:** جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کا خیال رکھنے کی مسلسل تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ عنقریب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئیں گے جس میں پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار ٹھہرا دیا جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الصلح وأحكام الجوار

راوي الحديث: متفق عليه من حديث ابن عمر -رضي الله عنهما-، ورواه مسلم من حديث عائشة -رضي الله عنها.-

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما- عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يوصيني بالجار : أي: بالاعتناء به.
- ظننت أنه سيورثه : اعتقدت وترقبت أن يأتيني ويجعل الجوار سببا للإرث.

فوائد الحديث:

١. عظم حق الجوار ووجوب مراعاة ذلك.

٢. التأكيد على حقه بالوصية يقتضي ضرورة إكرامه والتودد والإحسان إليه، ودفع الضر عنه، وعيادته عند المرض، وتهنئته عند المسرة، وتعزيته عند المصيبة.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4965)

ما صَلَّيْتُ خلف إمام قَطُّ أَخَفَّ صلاة، ولا أَتَمَّ صلاة من النبي -صلى الله عليه وسلم-

میں نے نبی ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور زیادہ کامل نماز کبھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔

٩١٨. الحديث:

عن أَنَس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما صَلَّيْتُ خلف إمام قَطُّ أَخَفَّ صلاة، ولا أَتَمَّ صلاة من النبي -صلى الله عليه وسلم-».

٩١٨. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ”میں نے نبی ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور زیادہ کامل نماز کبھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأمر بالتيسير ويدعو إليه بالقول والفعل، ومن التيسير التخفيف في الصلاة مع إعطاء العبادة حقها من الكمال والتمام، فينفي أنس بن مالك أن يكون صلى خلف أي إمام من الأئمة إلا وكانت صلاته خلف الإمام الأعظم -صلى الله عليه وسلم- أخف، بحيث لا يشق على المأمومين، فيخرجون منها وهم فيها راغبون. ولا أَتَمَّ من صلاته، فقد كان يأتي بها -صلى الله عليه وسلم- كاملة، فلا يخل بها، بل يكملها بالمحافظة على واجباتها ومستحباتها، وهذا من آثار بركته -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ آسانی پیدا کرنے کا حکم دیتے اور قول و فعل کے ذریعے اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور عبادت کے تمام حقوق کا خیال رکھتے ہوئے یعنی اسے مکمل اور پورے طریقے سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نماز میں تخفیف کرنا بھی آسانی پیدا کرنے ہی میں آتا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس بات کی نفی کر رہے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی امام کے پیچھے امام اعظم ﷺ سے زیادہ ہلکی نماز پڑھی ہو بایں طور کہ آپ ﷺ مقتدیوں کو مشقت میں نہیں ڈالتے تھے۔ وہ نماز سے فارغ ہو جاتے حالانکہ ابھی مزید پڑھنے کی ان میں چاہت باقی ہوتی۔ اسی طرح نبی ﷺ کی نماز سے زیادہ کامل بھی کوئی نماز نہیں۔ نبی ﷺ اسے پورے طریقے سے پڑھتے۔ اس میں کچھ کمی بیشی نہ کرتے بلکہ اس کے واجبات و مستحبات کو ادا کرتے ہوئے اس کو مکمل انداز میں پڑھتے۔ یہ نبی ﷺ کی برکت کے آثار میں سے ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- قَطُّ : فقط، وهو ظرف لاستغراق ما مضى من الزمان.
- أَخَفَّ صلاة، ولا أَتَمَّ : جمع فيها بين التخفيف والإتمام والكمال، أي صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- خفيفة بلا نقص.

فوائد الحديث:

١. مشروعية أن يأتي الإمام بالصلاة خفيفة، حتى لا يشق على المصلين، وتامة حتى لا ينقص من ثوابها شيء، فإتمامها يكون بالإتيان بواجباتها ومستحباتها، وتخفيفها يكون بعدم الإطالة الزائدة التي تشق.

٢. من صلى بالناس كصلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- فهو مخفف وإن ثقل ذلك على بعض الناس.

٣. أن صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- أكمل صلاة؛ فليحرص المصلي على أن يجعل صلاته مثل صلاته -عليه الصلاة والسلام-؛ ليحظى بالاقتداء، ويفوز بعظيم الأجر.

٤. حسن صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لجمعه بين التخفيف والكمال.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5381)

ما مِنْ يومٍ يُصْبِحُ العِبادُ فيهِ إلا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فيقولُ أَحَدُهُمَا: اللهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، ويقولُ الآخَرُ: اللهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہوں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے نہ ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے مال کو ہلاک فرما۔

٩١٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما مِنْ يومٍ يُصْبِحُ العِبادُ فيهِ إلا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فيقولُ أَحَدُهُمَا: اللهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، ويقولُ الآخَرُ: اللهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا».

٩١٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہوں تو دو فرشتے آسمان سے اترتے نہ ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے مال کو ہلاک فرما۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لا يمر على الناس يوم إلا وملكان ينزلان، فيقول أحدهما: اللَّهُمَّ أعط من أنفق ماله في الخير كالطاعات وعلى العيال والضيفان عوضا، في الدنيا والآخرة، ويقول الآخر: اللَّهُمَّ أهلك البخيل الذي يمسك عما أوجب الله عليه من بذل المال فيه هو وماله.

اجمالی معنی:

لوگوں پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب دو فرشتے نہ اترتے ہوں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! جو اپنے مال کو خیر کے کاموں خرچ کرتا ہے جیسے طاعت وبندگی، اہل وعیال اور اپنے مہمانوں پر تو، تو اسے دنیا اور آخرت میں اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! بخیل کو اور اس کے مال کو ہلاک کر دے جو اپنے مال کو ان مصارف میں خرچ نہیں کرتا جن میں خرچ کرنا اللہ تعالی نے اس پر واجب کیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خلفًا : أي: عوضه خيرا فيما أنفق، وبارك له.
- تلفًا : أي: أهلك ما كنزه ومنعه عن مستحقيه.

فوائد الحديث:

١. جواز الدعاء للكريم بمزيد من العوض، وأن يَخلِف عليه خيرًا مما أنفق، وجواز الدعاء على البخيل بتلف ماله الذي بخل به ومنع إنفاقه فيما أوجب الله عليه.
٢. دعاء الملائكة للمؤمنين الصالحين المنفقين بالخير والبركة، وأن دعاءهم مستجاب.
٣. الحث على الإنفاق في سبيل الله -تعالى-.
٤. تحريم البخل والشح.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛

للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت –لبنان-الطبعة الرابعة عشرة١٤٠٧. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين –سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى ١٤١٨. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (3379)

ما مِنْكُنَّ من امرأة تُقَدِّمُ ثَلَاثَة من الولد إلا كانوا حِجَابًا من النَّارِ

٩٢٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- قال: جاءت امرأة إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، ذهب الرجال بِحَدِيثِكَ، فاجْعَل لنا من نَفْسِك يومًا نَأتِيكَ فيه تُعَلِّمُنَا مما عَلَّمَكَ الله، قال: «اجْتَمِعْنَ يَوم كَذَا وكَذَا» فَاجْتَمَعْنَ، فأتَاهُنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- فَعَلَّمَهُنَّ مما عَلَّمَهُ الله، ثم قال: «ما مِنْكُنَّ من امرأة تُقَدِّمُ ثَلَاثَة من الولد إلا كانوا حِجَابًا من النَّارِ» فقالت امرأة: واثنين؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «واثنين».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

قالت امرأة للنبي -صلى الله عليه وسلم-: شغلك عنَّا الرجال الوقت كله، فأصبحنا لا نجد وقتا نَلقَاك فيه ونسألك عن ديننا، لملازمتهم لك سائر اليوم؛ فخُصَّنا معشر النساء بيوم نَلقَاك فيه لتُعَلِّمَنا فيه أمور ديننا، فخَصص النبي -صلى الله عليه وسلم- لهنَّ يوما يجتمعن فيه، فاجتمعت النسوة في اليوم الذي خَصَّه النبي -صلى الله عليه وسلم- لهُنَّ، فأتاهن فعلمهن مما علمه الله مما يحتجن إليه من العلم، ثم بَشَّرهن أنه ليس مِنْهنَّ امرأة يموت لها ثلاثة من أولادها ذكورًا أو إناثا فتقدمهم للدار الآخرة صابرة محتسبة إلا كان مُصابها فيهم وقاية لها من النَّار وإن استوجبتها بذنوبها، فقالت امرأة: وإن مات لها اثنان، هل لها أجْر من مات لها ثلاثة من الولد؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: وكذلك إن مات لها اثنان من الولد، فأجْرُها أجْرُ من مات لها ثلاثة من الولد.

تم میں سے جو بھی عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (یعنی وہ فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے

٩٢٠. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی باتیں تو مرد حضرات ہی لے گئے، لہذا آپ اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے بھی مقرر کر دیں، اس دن ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہمیں ان باتوں کی تعلیم دیں جو اللہ نے آپ کو سکھلائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ۔'' پس وہ جمع ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں ان باتوں کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ کو سکھلائی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو بھی عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (یعنی وہ فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔" ایک عورت نے کہا: اور دو بچوں کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو کا بھی یہی حکم ہے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مرد حضرات آپ کا سارا وقت لے لیتے ہیں اور ہمیں آپ سے ملاقات کرنے اور دین کے متعلق کچھ دریافت کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا ہے کیونکہ وہ لوگ دن بھر آپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ لہذا آپ ہم عورتوں کے لیے کوئی خاص دن مقرر کر دیں جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تاکہ آپ ہمیں دین کی باتیں سکھلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے اجتماع کے لیے ایک دن خاص کر دیا، پس وہ خواتین اس مخصوص دن میں جمع ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ کی سکھلائی ہوئی بعض ان باتوں کی تعلیم دی جن کی وہ ضرورت مند تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوشخبری دی کہ ان میں سے جس بھی عورت کے تین لڑکے یا تین لڑکیوں کا انتقال ہو جاتا ہے اور وہ عورت صبر و احتساب کے ساتھ انہیں دار آخرت کے لیے پہلے بھیج دیتی ہے تو اس خاتون کی یہ مصیبت اس کے لیے جہنم سے نجات کا ذریعہ بن جائے گی، اگرچہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہی کیوں نہ رہی ہو۔ اس پر ایک عورت نے کہا: اگر اس کے دو بچوں کی وفات ہوئی ہو،

تو کیا اس کے لیے بھی وہی اجر وثواب ہے جو اس عورت کے لیے ہے جس کے تین بچوں کی وفات ہوجائے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اسی طرح اگر کسی عورت کے دو بچے انتقال کرجائیں، تو اس کے لیے بھی وہی اجر وثواب ہے جو اس عورت کے لیے ہے جس کے تین بچے انتقال کرجائیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال الجوارح

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فاجْعَل لنَا : أي عَيِّن لنا.
- تُقَدِّمُ ثَلاَثَة : أي تقدمهم للدفن بعد أن ماتوا.
- حجابا : ساترا.

فوائد الحديث:

١. أولاد المسلمين في الجنَّة؛ لأنه يبعد أن الله تعالى يَغفر للآباء بفضل رحمته للأبناء، ولا يرحم الأبناء، بل كتاب الله تعالى ناطق بذلك، قال تعالى: (والذين أمنوا واتبعتهم ذريتهم بإيمان ألحقنا بهم ذريتهم)[الطور:٢١].

٢. البشارة بالجنَّة لمن فَقَدَت ثلاثة أو اثنين من أولادها.

٣. على قَدْرِ المصيبة يكون الأجر.

٤. ينبغي على العالم تنبيه المتعلم على أمور هو بحاجتها أكثر من غيرها، فها هو رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يحث النساء على الصبر عند فَقْد الأولاد؛ لأنهن يكثرن النياحة، ويظهرن الجزع أكثر من الرجال.

٥. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- واستجابته لطلب المرأة وحرصه على تعليم النساء ما يَخُصُهن من الأمور.

٦. تعليم المرأة ما ينفعها مشروع، بشرط عدم الخلوة، والبُعد عن أسباب الفتنة.

٧. جواز تخصيص يوم لتعليم النساء.

٨. رغبة نساء الصحابة -رضي الله عنهن- وحرصهن لأخذ العلم.

٩. حق المرأة في العلم، فإنها مُكلفة شرعا، والعلم واجب عليها ليصلح به أمر دينها، ودنياها وتكون عضوا صالحا ونافعا في المجتمع.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (8871)

ما من ميِّت يموت فيقوم باكِيهم فيقول: واجَبلَاه، واسَيِّدَاه، أو نحو ذلك إلا وُكِّلَ به مَلَكَان يَلْهَزَانِه: أهكذا كُنت؟

جو بھی مرنے والا مر جاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں: ہائے پہاڑ! ہائے میرے سردار! یا اس طرح کے اور الفاظ۔ تو اس مرنے والے پر دو فرشتے متعین کردیے جاتے ہیں جو اسے سینے پر مکے مارتے ہیں (اور کہتے ہیں): کیا تو ایسا ہی تھا؟

٩٢١. الحديث:

عن أبي موسى -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما من ميِّت يموت فيقوم باكِيهم فيقول: واجَبلَاه، واسَيِّدَاه، أو نحو ذلك إلا وُكِّلَ به مَلَكَان يَلْهَزَانِه: أهكذا كُنت؟».

٩٢١. حدیث:

ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''جو بھی مرنے والا مر جاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں: ہائے پہاڑ! ہائے میرے سردار! یا اس طرح کے اور الفاظ۔ تو اس مرنے والے پر دو فرشتے متعین کردیے جاتے ہیں جو اسے سینے پر مکے مارتے ہیں (اور کہتے ہیں): کیا تو ایسا ہی تھا؟''

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

أن المسلم إذا مات، وقام أحد يبكي عليه مع نَوح وصياح بأن هذا الميت بالنسبة له أو لها كالجبل تأوي إليه عند الشدائد، وأنه كان له سندا وملجأ، أو نحو ذلك؛ إلا جاء ملكان للميت يدفعانه في صدره ويسألانه سؤال المتهكم: هل أنت كما قيل؟

اجمالی معنیٰ:

مسلمان کی جب وفات ہوتی ہے اور کوئی اس کی میت پر کھڑا ہو کر روتا اور نوحہ کرتا ہے اور جھوٹ موٹ ہی کہتا جاتا ہے کہ مرنے والا اس کے لئے پہاڑ کی مانند تھا جس کی طرف وہ مصائب میں رجوع کیا کرتا تھا اور یہ کہ وہ اس کا سہارا اور پناہ گاہ تھا یا اس طرح کی دیگر باتیں کرتا ہے تو اس مرنے والے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کے سینے پر مارتے ہوئے اس سے مذاق کے طور پر پوچھتے ہیں: کیا تم ایسے ہی تھے جیسے کہا جا رہا ہے؟

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > الموت وأحكامه

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- واجَبلَاهُ : أي أن النائحة تشبه الميت بالجبل بالنسبة لها.
- واسَيِّدَاه : المراد بالسِّيد هنا: السَّند والملجَأ.
- يَلْهَزَانِه : الدفع بِجَمْع اليَد في الصدر، أي ويده مجموعة مضمومة.

فوائد الحديث:

١. النهي عن النَّدب والنياحة على الميت، وأن ذلك مما يسبب له الأذى.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ عمدة القاري، شرح صحيح البخاري، تأليف: محمود بن أحمد بن موسى العيني، الناشر: دار إحياء التراث العربي. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ،

الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (8917)

ما من يوم أكثر من أن يعتق الله فيه عبدًا من النار من يوم عرفة

٩٢٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «ما مِن يومٍ أكثر مِن أنْ يُعْتِقَ اللهُ فيه عبدًا مِن النارِ، مِن يومِ عرفة، وإنَّه ليدنو، ثم يُباهي بهم الملائكةَ، فيقول: ما أراد هؤلاء؟».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

ليس يوم من الأيام أكثر من يوم عرفة في أن يُخَلِّص وينجِّي الله من يشاء من النار، وإنه -سبحانه- يقرب من عباده الحجيج قُربًا حقيقيًّا، ويباهي بهم الملائكة، ويُظهر على الملائكة فضل الحُجَّاج وشرفهم، وأهل السنة والجماعة يعتقدون أن الله عز وجل قريب من عباده حقيقة كما يليق بجلاله وعظمته، وهو مستوٍ على عرشه، بائن من خلقه، وأنه يتقرب إليهم حقيقة، ويدنو منهم حقيقة.، فيقول: ما أراد هؤلاء؟ أي: أي شيء أراد هؤلاء؟ حيث تركوا أهلهم وأوطانهم، وصرفوا أموالهم، وأتعبوا أبدانهم، أي: ما أرادوا إلا المغفرة، والرضا، والقرب، واللقاء، وما أرادوه فهو حاصل لهم، ودرجاتهم على قدر نياتهم.

کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے بڑھ کر بندوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہو، وہ (اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کے سامنے ان لوگوں پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟

٩٢٢. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے بڑھ کر بندوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہو، وہ (اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کے سامنے ان لوگوں پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

«ما من يوم أكثر من أن يعتق الله عبدًا من النار من يوم عرفة» یعنی عرفہ کے دن کے علاوہ کسی دن اتنے لوگوں کو اللہ تعالی جہنم سے خلاصی نہیں دیتا ہے جتنا عرفہ کے دن دیتا ہے۔ «وإنَّه ليدنو، ثم يُباهي بهم الملائكة» یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے حقیقتاً قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے رشک کرتا ہے اور ان کے سامنے حاجیوں کی فضیلت اور ان کا شرف بتاتا ہے۔ اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جلالت و عظمتِ شان کے مطابق سچ مُچ اپنے بندوں سے قریب ہے، وہ عرش پر مستوی ہے، مخلوق سے الگ ہے اور حقیقت میں ان سے قریب اور پاس ہوتا ہے۔ «فيقول: ما أراد هؤلاء؟» یعنی یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ کہ انہوں نے اپنے گھر بار کو اور وطنوں کو چھوڑا، اپنا مال خرچ کرکے، جسموں کو تھکا کر آئے، یعنی یہ اپنے گناہوں کی مغفرت، اللہ کی رضا، اس کے قرب اور ملاقات کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ جو وہ چاہیں گے وہ انہیں ملے گا، ان کے درجات ان کی نیتوں کے بقدر ہوں گے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > فضل الحج والعمرة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- يعتق : يُخَلِّص ويُنَجِّي.
- يدنو : يقرب.
- يباهي : يُظهر فضل الحجاج وشرفهم على الملائكة.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث ظاهر الدلالة في فضل يوم عرفة.

٢. أن الله -عز وجل- قريب من عباده حقيقة كما يليق بجلاله وعظمته، وهو مستوٍ على عرشه، بائن من خلقه، وأنه يتقرب إليهم حقيقة، ويدنو منهم حقيقة.

٣. أن الله -تعالى- يباهي بالحجيج ملائكته، فيجب الإيمان بذلك.

٤. إثبات صفة الكلام لله -تعالى- على ما يليق بجلاله وعظمته.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. - صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة : علوي بن عبد القادر السَّقَّاف دار الهجرة الطبعة : الثالثة ، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م

الرقم الموحد: (8288)

مانهيتكم عنه فاجتنبوه، وما أمرتكم به فأْتُوا منه ما استطعتم، فإنما أَهلَكَ الذين من قبلكم كثرةُ مسائلهم واختلافهم على أنبيائهم

میں جس بات سے تمہیں منع کروں اس سے اجتناب کرو اور جس بات کا حکم دوں اسے مقدور بھر سر انجام دو۔ تم سے پہلی امتوں کی ہلاکت کا سبب ان کا بہت زیادہ سوالات کرنا اور ان کی اپنے انبیاء کی مخالفت کرنا بنا تھا۔

٩٢٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «ما نهيتكم عنه فاجتنبوه، وما أمرتكم به فأْتُوا منه ما استطعتم، فإنما أَهلَكَ الذين من قبلكم كثرةُ مسائلهم واختلافهم على أنبيائهم».

٩٢٣. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جس بات سے تمہیں منع کروں اس سے اجتناب کرو اور جس بات کا حکم دوں اسے مقدور بھر سر انجام دو۔ تم سے پہلی امتوں کی ہلاکت کا سبب ان کا بہت زیادہ سوالات کرنا اور ان کی اپنے انبیاء کی مخالفت کرنا بنا تھا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دلنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه إذا نهانا عن شيء وجب علينا اجتنابه بدون استثناء، وإذا أمرنا بشيء فعلينا أن نفعل منه ما نطيق. ثم حذرنا حتى لا نكون كبعض الأمم السابقة حينما أكثروا من الأسئلة على أنبيائهم مع مخالفتهم لهم فعاقبهم الله بأنواع من الهلاك والدمار، فينبغي أن لا نكون مثلهم حتى لا نهلك كما هلكوا.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے ہماری رہنمائی کی اور فرمایا کہ جب آپ ﷺ ہمیں کسی چیز سے منع کر دیں تو ہم پر لازم ہے کہ ہم بلا استثناء اس سے اجتناب کریں اور جب آپ ﷺ ہمیں کسی شے کے کرنے کا حکم دیں تو ہم پر واجب ہیں کہ ہم مقدور بھر اسے سر انجام دیں۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں اس بات سے ڈرایا کہ ہم سابقہ امتوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہوں نے اپنے انبیاء سے بہت زیادہ سوالات کیے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان کی مخالفت بھی کی۔ اس پر اللہ تعالی نے انہیں ہلاکت و بربادی کے مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم ان کی طرح نہ ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ویسے ہی ہلاک ہو جائیں جیسے وہ ہوئے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > أصول الفقه > دلالات الألفاظ وكيفية الاستنباط
الفقه وأصوله > أصول الفقه > مقاصد الشريعة
السيرة والتاريخ > التاريخ > قصص وأحوال الأمم السابقة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- نهيتكم : النهي: طلب الكفّ على وجه الاستعلاء.
- فاجتنبوه : اتركوه.
- من قبلكم : من الأمم السابقة.
- واختلافهم : مخالفتهم.
- مسائلهم : أسئلتهم.

فوائد الحديث:

١. الأمر بامتثال الأوامر، واجتناب النواهي.

٢. النهي لم يرخص في ارتكاب شيء منه، والأمر قيد بالاستطاعة؛ لأن الترك مقدور والفعل يحتاج إلى قدرة على إيجاد الفعل المأمور به.

٣. النهي عن كثرة السؤال، قد قسم العلماء السؤال إلى قسمين: أحدهما: ما كان على وجه التعليم لما يحتاج إليه من أمر الدين، فهذا مأمور به ومن هذا النوع أسئلة الصحابة. والثاني: ما كان على وجه التعنت والتكلف وهذا هو المنهي عنه.

٤. تحذير هذه الأمة من مخالفة نبيها، كما وقع في الأمم التي قبلها.

٥. المنهي عنه يشمل القليل والكثير، لأنه لا يتأتّى اجتنابه إلا باجتناب قليله وكثيره، فمثلاً: نهانا عن الرّبا فيشمل قليله وكثيره.

٦. ترك الأسباب المفضية إلى المحرم، لأن ذلك من معنى الاجتناب.

٧. الإنسان له استطاعة وقدرة، لقوله: "مَا استَطَعْتُمْ" فيكون فيه رد على الجبرية الذين يقولون: إن الإنسان لا استطاعة له، لأنه مجبر على عمله، حتى الإنسان إذا حرّك يده عند الكلام، فيقولون تحريك اليد ليس باستطاعته، بل مجبر، ولا ريب أن هذا قول باطل يترتب عليه مفاسد عظيمة.

٨. لا ينبغي للإنسان إذا سمع أمر الرسول -صلى الله عليه وسلم- أن يقول: هل هو واجب أم مستحبّ؟ لقوله: "فَأْتُوا مِنْهُ مَا استَطَعْتُمْ."

٩. ما أمر به النبي -صلى الله عليه وسلم- أو نهى عنه فإنه شريعة، سواء كان ذلك في القرآن أم لم يكن، فُيعمل بالسنة الزائدة على القرآن أمراً أو نهياً.

١٠. كثرة المسائل سبب للهلاك ولا سيّما في الأمور التي لا يمكن الوصول إليها مثل مسائل الغيب كأسماء الله وصفاته، وأحوال يوم القيامة، لاتكثر السؤال فيها فتهلك، وتكون متنطّعًا متعمّقًا.

١١. الأمم السابقة هلكوا بكثرة المسائل، وهلكوا بكثرة الاختلاف على أنبيائهم.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -شرح الأربعين النووية، للشيخ صالح آل الشيخ، دار الحجاز، الطبعة: الثانية، ١٤٣٣هـ -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4725)

مثل البخيل والمنفق، كمثل رجلين عليهما جُنَّتان من حديد من ثديهما إلى تراقيهما

بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسے دو لوگوں کی سی ہے جن کے بدن پر چھاتیوں سے ہنسلی تک لوہے کی دو زرہیں ہوں۔

٩٢٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مثل البخيل والمنفق، كمثل رجلين عليهما جُنتان من حديد من ثُدِيِّهما إلى تَرَاقِيهما، فأمَّا المنفق فلا ينفق إلا سَبَغت -أو وَفَرَت- على جلده حتى تخفي بنانه وتَعْفُو أثره، وأمَّا البخيل فلا يريد أن ينفق شيئاً إلا لزقت كل حلقة مكانها، فهو يوسعها فلا تتسع».

٩٢٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسے دو لوگوں کی سی ہے جن کے بدن پر چھاتیوں سے ہنسلی تک لوہے کی دو زرہیں ہوں۔ خرچ کرنے کا عادی (سخی) خرچ کرتا ہے تو اس کے تمام جسم کو (وہ زرہ) چھپا لیتی ہے یا (راوی نے یہ کہا کہ) تمام جسم پر وہ کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کی انگلیاں اس میں چھپ جاتی ہے اور چلنے میں اس کے پاؤں کا نشان (زرہ کی لمبے ہونے کی وجہ سے) مٹتا جاتا ہے۔ لیکن بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ سے چمٹ جاتا ہے۔ بخیل اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہو پاتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ضرب النبي -صلى الله عليه وسلم- مثلاً للبخيل والمنفق, وصفهما برجلين على كل واحد منهما درع يستره ويقيه من الشدي إلى الترقوة -وهي العظم الذي في أعلى الصدر-, فأمَّا المنفق كلما أنفق سبغت وطالت حتى تجر وراءه وتخفي رجليه وأثر مشيه وخطواته, وأمَّا البخيل فكرجل ضاق عليه درعه حتى غُلت يده إلى عنقه كلما أراد توسيعها اجتمعت ولزمت ترقوته.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے کنجوس اور خرچ کرنے والے کی مثال دی۔ آپ ﷺ نے انہیں دو ایسے لوگوں سے تشبیہہ دی جن میں سے ہر ایک کے جسم پر ایک زرہ ہو جس نے اسے چھپا رکھا ہو اور سینے سے لے کر ہنسلی تک اسے محفوظ رکھتی ہو۔ 'ترقوہ' سینے کے بالائی حصے میں موجود ایک ہڈی کا نام ہے (ہنسلی کی ہڈی)۔ خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو یہ زرہ پھیلتی جاتی ہے اور لمبی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے گھسٹتی ہے اور اس کے پاؤں، اس کے چلنے اور اس کے قدموں کے نشانات کو چھپا لیتی ہے جب کہ کنجوس شخص کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوں اور جب بھی وہ زرہ پہننے کا ارادہ کرے تو وہ اس کی گردن ہی کے گرداگرد جمع ہوتی جائے اور اس کی ہنسلی کے ساتھ لپٹ جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

الفضائل والآداب > فقه الأخلاق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- جنتان : درعان والجنة بضم الجيم بعدها نون أي: الدرع، وضبطت بالموحدة أو النون كما قاله غير واحد، قيل: ومما يرجح النون أن الدرع لا يسمى جبة بالباء بل النون.
- تراقيهما : جمع ترقوة وهي العظم البارز أعلى الصدر من رأس الكتف إلى العنق.
- سبغت : امتددت وغطت.

- وفرت : كملت ونمت.
- بنانه : أصابعه.
- تعفو أثره : تمحو أثر مشيه.
- لزقت كل حلقة مكانها : التصقت وضاقت عليه.

فوائد الحديث:

١. قيام التمثيل مقام الدليل على تفضيل المتصدق على البخيل.
٢. الصدقة تكفر الخطايا.
٣. بشارة المتصدق الكريم بحصول البركة والعون والستر والحفظ من البلاء بعون الله -تعالى.-
٤. الكريم إذا هم بالصدقة انشرح لها صدره وطابت نفسه وعكسه البخيل.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢. المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. رياض الصالحين، تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي، تحقيق: عصام موسى هادي، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر، ط٤ ١٤٢٨. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان محمد الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، ط١ عام ١٤٢٢هـ. تعليق البغا على صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، تحقيق : د. مصطفى ديب البغا، الطبعة الثالثة ، ١٤٠٧ – ١٩٨٧

الرقم الموحد: (5834)

مروه، فليتكلم، وليستظل، وليقعد، وليتم صومه

اسے کہو کہ وہ گفتگو کرے، سایہ حاصل کرے، بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

٩٢٥. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما-، قال: بينما النبي -صلى الله عليه وسلم- يخطب إذا هو برجل قائم فسأل عنه، فقالوا: أبو إسرائيل نذر أن يقوم في الشمس ولا يقعد، ولا يستظل، ولا يتكلم، ويصوم، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «مروه، فليتكلم، وليستظل، وليقعد، وليتم صومه».

٩٢٥. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ کی نظر (دھوپ میں) کھڑے ہوئے ایک شخص پر پڑی۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتلایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں، نہ سایہ حاصل کرے گا اور نہ گفتگو کرے گا، اور روزہ رکھے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے کہو کہ وہ گفتگو کرے، سایہ حاصل کرے، بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کرے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نذر هذا الصحابي ترك الكلام والطعام والشراب وأن يقف في الشمس ولا يستظل وهذا فيه تعذيب للنفس ومشقة عليها وهذا نذر محرم لهذا نهاه النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك، لكن أمره أن يتم صومه لأنه عبادة مشروعة ، وعليه من نذر عبادة مشروعة لزمه فعلها ومن نذر عبادة غير مشروعة فإنه لا يلزمه فعلها.

اجمالی معنی:

اس صحابی نے نذر مانی تھی کہ وہ بات چیت اور کھانا پینا ترک کر دیں گے، دھوپ میں کھڑے رہیں گے اور سایہ نہیں حاصل کریں گے۔ چونکہ اس نذر میں نفس کی ایذا رسانی اور اس کے لیے مشقت تھی، اور اس قسم کی نذر حرام ہے، اسی وجہ سے نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا، لیکن آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنا روزہ پورا کریں کیونکہ یہ ایک مشروع عبادت ہے۔ بنا بریں جو شخص کسی مشروع عبادت کی نذر مانے تو اس کے لیے اسے انجام دینا ضروری ہے۔ نیز جو شخص کسی غیر شرعی عبادت کی نذر مانے تو اس کے لیے اس کا پورا کرنا لازم نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور > النذور

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. من نذر عبادة مشروعة لزمه فعلها ومن نذر عبادة غير مشروعة فإنه لا يلزمه فعلها.
٢. النذر بالسكوت ليس قربة في شريعة الإسلام.
٣. جواز السؤال عن الأحوال المستغربة قبل إنكارها.
٤. جواز التوكيل في إبلاغ الجواب أو الأمر والنهي.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م.
الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢ لسان العرب، لابن منظور. دار صادر - بيروت. الطبعة الأولى. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن

الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ ه

الرقم الموحد: (5835)

ملأ الله قبورهم وبيوتهم نارًا، كما شغلونا عن الصلاة الوسطى حتى غابت الشمس

اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے، انہوں نے ہمیں درمیانی نماز (یعنی نماز عصر) نہیں پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔

٩٢٦. الحديث:

عن عَلِي بن أبي طالب -رضي الله عنه- أَنَّ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «مَلَأَ اللهُ قُبُورَهم وبُيُوتَهُم نَارًا، كَمَا شَغَلُونَا عن الصَّلاَة الوُسْطَى حَتَّى غَابَت الشَّمس». وفي لفظ لمسلم: «شَغَلُونَا عن الصَّلاَة الوُسْطَى -صلاة العصر-»، ثم صَلاَّهَا بين المغرب والعشاء». وله عن عبد الله بن مسعود قال: «حَبَسَ المُشرِكُون رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن العصر، حَتَّى احْمَرَّت الشَّمسُ أو اصْفَرَّت، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: شَغَلُونَا عن الصَّلاَة الوُسْطَى -صلاة العصر-، مَلَأَ الله أَجْوَافَهُم وقُبُورَهم نَارًا (أَو حَشَا الله أَجْوَافَهُم وَقُبُورَهُم نَارًا)».

٩٢٦. حدیث:

علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے، انہوں نے ہمیں درمیانی نماز (یعنی نماز عصر) نہیں پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں: "انہوں نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر پڑھنے سے روکے رکھا۔" پھر آپ ﷺ نے اس نماز کو نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیان پڑھا۔ امام مسلم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو مشرکوں نے (جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے) نماز عصر پڑھنے سے روکے رکھا یہاں تک سورج سرخ ہوگیا یا زرد ہوگیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر پڑھنے سے روکے رکھا، اللہ ان کے پیٹ اور قبروں کو آگ سے بھرے۔ یا پھر اس کے بجائے یہ الفاظ فرمائے ''أَو حَشَا الله أَجْوافَهم وَقُبُورَهم نَارًا'' یا اللہ تعالی ان کے پیٹ اور قبر میں آگ بھر دے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

شغل المشركون النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- بالمرابطة وحراسة المدينة وأنفسهم عن صلاة العصر حتى غابت الشمس، فلم يصلها النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- إلا بعد الغروب؛ فدعا عليهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يملأ بطونهم وبيوتهم وقبورهم نارًا، جزاء ما آذوه وصحبه، وشغلوهم عن صلاة العصر، التي هي أفضل الصلوات.

اجمالی معنیٰ:

مشرکوں نے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرحدوں پر مقیم رہنے اور مدینہ اور اپنی حفاظت کرنے میں لگائے رکھا جس کی وجہ سے وہ نماز عصر نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے یہ نمازِ عصر، مغرب کے بعد ادا کی۔ اس پر نبی ﷺ نے انہیں بددعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ ان کے پیٹ، ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کو جو تکلیف پہنچائی ہے اس کا انہیں بدلہ دے۔ انہوں نے انہیں نمازِ عصر نہ پڑھنے دی جو سب سے افضل نماز ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: حديث علي -رضي الله عنه-: متفق عليه. حديث ابن مسعود -رضي الله عنه-: رواه مسلم.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-
عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الخندق : أخدود حفره الرسول صلى الله عليه وسلم وصحابته، أحاط بشمالي المدينة المنورة من الحرة الشرقية إلى الحرة الغربية، حيث كانت جموع العدو تحاصره سنة خمس من الهجرة.
- مَلأَ اللَّهُ : خبر بمعنى الدعاء.
- قُبُورَهُم : أمكنة دفنهم بعد الموت.
- بُيُوتَهُم : أمكنة سكناهم في الحياة، والضمير للأحزاب الذين غزوا رسول الله صلى الله عليه وسلم من قريش وغيرهم.
- كَمَا شَغَلُونَا : لأنهم منعونا بالقتال.
- الصَّلاة الوُسْطَى : الفضلى.
- الصَّلاة : في اللغة: الدعاء. في الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.
- صلاة العصر : بيان للصلاة الوسطى.
- ثُمَّ صَلاهَا : صلاة العصر.
- بين المغرب والعشاء : أي: بين وقت صلاة المغرب ووقت صلاة العشاء.
- حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ : منع المشركون بسبب القتال.
- حَتَّى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ أَوْ اصْفَرَّتْ : شك من الراوي، والاحمرار أشد من الاصفرار؛ لقرب الشمس من الغروب.
- مَلأَ اللَّهُ، أَوْ حَشَا : شك من الراوي، وحشا أبلغ من مَلأَ؛ لأنه ملء مع تراكم وكثرة.
- أَجْوَافَهُم : بطونهم.

فوائد الحديث:

١. الوقت المختار للعصر ما قبل اصفرار الشمس.
٢. المراد بالصلاة الوسطى صلاة العصر لما جاء في الصحيحين عن علي قال: كنا نراها الفجر حتى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم الأحزاب "شغلونا عن الصلاة الوسطى صلاة العصر."
٣. جواز الدعاء على الظالم بقدر ظلمه؛ لأنه قصاص.
٤. الأولى للداعي على الظالم أن يبين سبب الدعاء عليه؛ لتنتفي عنه تهمة العدوان.
٥. اهتمام النبي صلى الله عليه وسلم بالصلاة، وتأثره من فوات وقتها.
٦. من ذهل عن الصلاة في وقتها يصليها إذا ذكرها.
٧. مشروعية قضاء الفوائت في جماعة.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3538)

من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه

جو شخص کوئی غلہ خریدے، اسے چاہیے کہ اس کو پورا پورا لے لینے سے پہلے نہ بیچے۔

٩٢٧. الحديث:

عن عبد الله بن عمر-رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «من ابْتَاعَ طعاما فلا يَبِعْهُ حتى يَسْتَوْفِيَهُ»، وفي لفظ: «حتى يَقْبِضَهُ».

٩٢٧. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "جو شخص کوئی غلہ خریدے، اسے چاہیے کہ اس کو پورا پورا لے لینے سے پہلے نہ بیچے"۔ ایک اور روایت میں "حتی یستوفیہ" کے بجائے "حتی یقبضہ" (اس پر قبضہ کر لینے) کے الفاظ ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما كان قبض الطعام من متممات العقد، ومكملات الملك، نُهِيَ المشترى عن بيع الطعام حتى يقبضه ويستوفيه، ويكون تحت يده وتصرفه، وكذلك كل سلعة غير الطعام، ويلتحق بالبيع بعض عقود التي تدخل في حكمه كالإجارة، والهبة على عوض، والرهن، والحوالة، أما فيماعدا البيع وما يجرى مجراه، فيجوز التصرف فيه.

اجمالی معنی:

چوں کہ غلے پر قبضہ عقد کو مکمل اور ملکیت کو پورا کرنے والے امور میں سے ہے، اس لیے شارع حکیم علیہ الصلاۃ والسلام نے خریدار کو تب تک اسے (آگے) بیچنے سے منع فرمایا، جب تک کہ وہ اسے اپنے قبضے اور تحویل میں نہ لے لے اور اسے اس پر مکمل دسترس اور تصرف نہ حاصل ہوجائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > البيوع المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ابتاع : اشترى.
- طعاما : كل مطعوم، من مأكول ومشروب.
- حتى يستوفيه : بالكيل بأن يكيله البائع.
- حتى يقبضه : المشتري، وفي القبض زيادة عن الاستيفاء لأنه قد يستوفيه بالكيل ولا يقبضه المشتري بل يحبسه عنده لينقده الثمن مثلا.

فوائد الحديث:

١. النهي عن بيع الطعام وكذلك أي سلعة قبل القبض.

٢. في لفظ [حتى يستوفيه] ما يشعر بأنه خاص بما يحتاج إلى حق توفية، وهو المكيل والموزون.وفي لفظ [حتى يقبض] ما يفيد عموم النهي عن البيع، في الجزاف والمكيل، والموزون.

٣. جواز بيعه بعد القبض والاستيفاء.

٤. النهي ورد في الحديث بالتصرف فيه بالبيع، ويلتحق به بعض العقود التي تدخل تحت مسمى البيع، أو تكون وسيلة إليه كالإجارة، والهبة على عوض، والرهن، والحوالة.أما ماعدا البيع وما يجرى مجراه، فيجوز التصرف فيه، لأنها عقود يتسامح فيها بالغرر اليسير، ولأنها لم تقصد للربح.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5837)

من ابتلي من هذه البنات بشيء فأحسن إليهن كُنَّ له سترًا من النار

جو شخص ان بچیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں بتلا کیا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔

٩٢٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: دَخَلَت عَلَيَّ امرأَة ومعَهَا ابنَتَان لَهَا، تَسْأَل فَلَم تَجِد عِندِي شَيئًا غَير تَمرَة وَاحِدَة، فَأَعْطَيتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمتْهَا بَينَ ابنَتَيهَا وَلَم تَأْكُل مِنهَا، ثُمَّ قَامَت فَخَرَجَت، فَدَخَل النبي -صلى الله عليه وسلم- علينا، فَأَخْبَرتُه فقال: «مَنْ ابْتُلِيَ مِنْ هذه البنَاتِ بِشَيءٍ فَأَحْسَن إِلَيهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِن النَّار».

٩٢٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں۔ اس نے مجھ سے مانگا لیکن اُسے میرے پاس سے ایک کھجور کے علاوہ کچھ بھی نہ مل سکا۔ چنانچہ میں نے اس کو وہی ایک کھجور دے دی۔ اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں بچیوں میں بانٹ دیا اور خود اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ اتنے میں نبی ﷺ گھر تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ان بچیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں بتلا کیا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے پردہ بن جائیں گی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دخلت على عائشة -رضي الله عنها- امرأة ومعها ابنتان لها تسأل -وذلك لأنها فقيرة- قالت: فلم تجد عندي إلا تمرة واحدة، قالت: فأعطيتها إياها فقسمتها بين ابنَتَيها نِصفَين، وأَعطَت وَاحِدة نصف التمرة، وأعطت الأخرى نصف التمرة الآخر، ولم تأكل منها شيئا. فدخل النبي -صلى الله عليه وسلم- على عائشة فأخبرته لأنها قصة غريبة عجيبة، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "من ابتلي بشيء من هذه البنات فأحسن إليهن كن له سترا من النار". ولا يفهم من قوله -صلى الله عليه وسلم-: "من ابتلي": بلوى الشر، لكن المراد: من قُدِّر له، كما قال الله -تعالى-: (ونبلوكم بالشر والخير فتنة وإلينا ترجعون) [الأنبياء: ٣٥]. يعني من قُدِّر له ابنتان فأحسن إليهما كُنَّ له سِترا من النَّار يوم القيامة، يعني أن الله -تعالى- يحجِبُه عن النار بِإحسانه إلى البنات؛ لأنَّ البِنت ضعيفة لا تستطيع التَكسُّب، والذي يكتسب هو الرجل، قال الله -تعالى-: (الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوا من أموالهم) [النساء: ٣٤] .

اجمالی معنی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں۔ وہ آپ رضی اللہ عنہا سے مانگ رہی تھی کیونکہ وہ غریب عورت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسے میرے پاس سے صرف ایک کھجور ہی ملی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اسے یہ دے دی۔ اس نے یہ کھجور آدھی آدھی کر کے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کردی۔ آدھی ایک بیٹی کو دے دی اور آدھی دوسری کو اور خود اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ نبی ﷺ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا کیونکہ یہ بہت عجیب وغریب قصہ تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو ان بیٹیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں بتلا کیا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔" نبی ﷺ کے فرمان: "جس شخص کی آزمائش کی گئی" سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس سے مراد بری آزمائش ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس کے مقدر میں یہ ہوئیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ وإلینا ترجعون) [الأنبیاء: ٣٥] ترجمہ: ''اور ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں بتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے''۔ یعنی جس کے مقدر میں دو بیٹیاں ہوئیں اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھا تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔ یعنی بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

اسے جہنم کی آگ سے اوٹ میں کر دے گا کیونکہ بیٹی کمزور ہوتی ہے اور کمائی نہیں کر سکتی۔ کمائی مرد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوا من أموالهم)[النساء: ٣٤]۔ ترجمہ: ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه، واللفظ للبخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تَسْأَل : تطلب مالاً عن حاجة.
- ابْتُلِيَ : اخْتُبِر.
- بِشَيْءٍ : أي بشيء من أحوال البنات، سماه ابتلاء لأن بعض الناس لا يحبون تحمل أمرهن.
- سِتْرًا : حِجَابًا ووِقَايَة.

فوائد الحديث:

١. فضل رعاية البنات وأنّه بِفَضل ذلك يُحجَب عن النَّار وتُحَطُّ عنه الخطايا.
٢. استحباب التَّصدق بِمَا يقدِر عليه الإنسان ولو كان يسيرًا.
٣. شِدّة عَطْف الأبوين على أبنَائِهما.
٤. رِعَاية البنات سبب في رحمة الله، وإن كُنّ موضع كراهة عند بعض الناس.
٥. جواز ذكر المعروف والتحدث بنعمة الله إن لم يكن على وجه الفخر والرياء والمِنَّة.
٦. بيان حال بيوتات رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأن رزقه كان كفافا.
٧. بيان فضل الإيثار وأنه من سمات المؤمنين؛ فقد آثرت عائشة تلك المرأة وابنتيها على نفسها، وهذا يدل على سخائها وكرمها مع شدة حاجتها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (صورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3358)

من احتبس فرسا في سبيل الله، إيمانا بالله، وتصديقا بوعده، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَه في ميزانه يوم القيامة

جس شخص نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا پالا، تو یقیناً اس (گھوڑے) کا چارہ، اس کا پانی، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت والے دن اس کے پلڑے میں ہوں گے۔

٩٢٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من احْتَبَسَ فرسا في سبيل الله، إيمانا بالله، وتصديقا بوعده، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَه في ميزانه يوم القيامة».

٩٢٩. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے: جس شخص نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا پالا، تو یقیناً اس (گھوڑے) کا چارہ، اس کا پانی، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت والے دن اس کے پلڑے میں ہوں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن من أوقف فرساً للجهاد في سبيل الله -تعالى- وابتغاء مرضاته لكي يحارب الغزاةُ عليه، ابتغاءً لوجه الله تعالى، وتصديقاً بوعده الذي وعد به، حيث قال: (وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ) فإن الله يثيبه عن كل ما يأكله أو يشربه أو يخرجه من بول أو روث حتى يضعه له في كفة حسناته يوم القيامة، وعن تميم الداري أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "من ارتبط فرساً في سبيل الله، ثم عالج علفه كان له بكل حبة حسنة". أخرجه ابن ماجه.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کی غرض سے خوشنودیِ الٰہی کے لیے گھوڑا وقف کیا، تاکہ مجاہدین اس پر سوار ہو کر جنگ کریں، اللہ کی رضا کی خاطر اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے جو اس نے کیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: "وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ" (جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کروگے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا)۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہر اس چیز کا بدلہ دے گا جو وہ گھوڑا کھاتا یا پیتا ہے، یا وہ جو پیشاب یا لید خارج کرتا ہے یہاں تک کہ ان تمام چیزوں کو قیامت کے دن اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے گا۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) گھوڑا پالا، پھر اس کو چارہ کھلایا، اسے ہر دانے کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔" اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- احتبس : أي حبس وأعدّ فرساً للجهاد.
- إيمانا بالله : أي مخلصاً له ممتثلاً لأمره.
- وتصديقا بوعده : أي الثواب المرتب على ذلك.
- شِبَعَهُ : ما يشبع به.
- وَرِيَّهُ : شُربُه وشَبَعه.
- وَرَوْثَهُ وَبَوْلَه : أي ما يخرُج منه من بولٍ وروثٍ، والروث: الرجيع والغائط من الدواب.
- في ميزانه : أي حسناتٍ تكون في ميزانه يوم القيامة.

فوائد الحديث:

١. فضل النفقة على الخيل الموقوفة في سبيل الله -تعالى.-
٢. جواز وقف الخيل للمدافعة عن المسلمين.
٣. الحث على البذل والإنفاق في سبيل الله -تعالى.-
٤. تفضيل الخيل على غيرها من الدَّواب؛ لأنه لم يأت عنه –صلى الله عليه وسلم- في شيء غيرها مثل هذا القول.
٥. الحض على الجهاد في سبيل الله؛ لإعلاء كلمة الله -تعالى.-
٦. وجوب إعداد العدة لإعلاء كلمة الله -تعالى.-
٧. المال المكتسب باتخاذ الخيل من خير وجوه الأموال وأطيبها؛ لأن البركة في نواصيها.
٨. الجهاد ماض إلى قيام الساعة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6395)

من اعتكف معي فَلْيَعْتَكِفِ العَشْرَ الأَوَاخِرَ فقد أُرِيتُ هذه اللَّيْلة ثم أُنْسِيتُهَا، وقد رَأَيْتُنِي أَسْجُد فِي ماءٍ وطِينٍ من صَبِيحَتِهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي العشر الأَوَاخِر

جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ اب آخری عشرے میں بھی اعتکاف کرے۔ مجھے یہ (قدر کی) رات (خواب میں) دکھائی گئی، لیکن پھر بھلا دی گئی۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اسی کی صبح کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، اس لیے تم لوگ اسے آخری عشرہ کی طاق رات میں تلاش کرو۔

٩٣٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يَعْتَكِفُ في العَشْرِ الأَوْسَطِ من رمضان. فاعتكف عامًا، حتى إذا كانت لَيْلَةَ إحْدَى وَعِشْرِينَ -وهي اللَّيْلَةُ التي يخرج من صَبِيحَتِهَا من اعتكافه- قال: من اعتكف معي فَلْيَعْتَكِفِ العَشْرَ الأَوَاخِرَ فقد أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثم أُنْسِيتُهَا، وقد رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ من صَبِيحَتِهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ، والتمسوها في كل وِتْرٍ. فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تلك الليلة، وكان المسجد على عَرِيشٍ، فَوَكَفَ المسجد، فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعلى جَبْهَتِهِ أَثَرُ المَاءِ وَالطِّين من صُبْحِ إحْدَى وَعِشْرِيْنَ».

٩٣٠. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے دوسرے عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال آپ ﷺ نے انہی دنوں میں اعتکاف کیا اور جب اکیسویں تاریخ کی رات آئی۔ یہ وہ رات ہے جس کی صبح آپ ﷺ اعتکاف سے باہر آجاتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ اب آخری عشرے میں بھی اعتکاف کرے۔ مجھے (قدر کی) یہ رات (خواب میں) دکھائی گئی، لیکن پھر بھلا دی گئی۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اسی رات کی صبح کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، اس لیے تم لوگ اسے آخری عشرہ کی طاق رات میں تلاش کرو، چنانچہ اسی رات بارش ہوئی، مسجد کی چھت چوں کہ کھجور کی شاخ سے بنی تھی اس لیے ٹپکنے لگی اور خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اکیسویں کی صبح کو رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يعتكف العشر الأوسط من رمضان طلبًا لليلة القدر، فاعتكف عامًا -كعادته- حتى إذا كانت ليلة إحدى وعشرين، وهي الليلة التي كان يخرج في صبيحتها من اعتكافه، عَلِم أن ليلة القدر في العشر الأواخر، فقال لأصحابه: من اعتكف معي في العشر الوسطى، فليواصل اعتكافه وليعتكف العشر الأواخر. وأخبر بأن الله -تعالى- أراه إياها في المنام ثم أنساه إياها، لكنه رأى في المنام لها علامات في تلك السنة وهي: سجوده في صلاة الصبح على ماء وطين. فصدق الله رؤيا نبيه -صلى الله عليه وسلم-، فمطرت السماء ليلة إحدى وعشرين وكان مسجده -صلى الله عليه وسلم- مبنيًا كهيئة

اجمالی معنی:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے، ایک سال آپ ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق اعتکاف کیا، جب اکیسویں شب تھی، اس کی صبح آپ اعتکاف سے اٹھ جاتے تھے، آپ کو معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر آخری عشرے میں ہے۔ آپ نے صحابہ سے کہا جس نے درمیانی عشرے میں میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ اپنا اعتکاف جاری رکھے اور آخری عشرے میں بھی اعتکاف بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں یہ رات بتائی تھی پھر بھُلا دی گئی، تاہم اس سال آپ نے خواب میں اسے دیکھا اس رات کی کچھ علامتیں تھی۔ وہ علامت یہ تھی کہ صبح کی نماز میں آپ نے سجدہ پانی اور مٹی میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا خواب سچ کر دکھایا، اکیسویں شب کو بارش ہوئی اور آپ ﷺ کی مسجد چھپر کی بنی ہوئی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے کے بنے ہوئے تھے اور چھت کھجور کے چھال کی تھی،

العريش، عمده من جذوع النخل، وسقفه من جريدها، فَوَكَفَ المسجد من أثر المطر، فسجد -صلى الله عليه وسلم- صبيحة إحدى وعشرين، في ماء وطين.

بارش کے پانی سے مسجد ٹپکنے لگی، جس کی وجہ سے اکیسویں رمضان کی صبح آپ نے سجدہ پانی اور مٹی میں کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > الاعتكاف
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > العشر الأواخر من رمضان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يعتكف : يقيم في المسجد تقربًا إلى الله -تعالى-، وتفرغًا لطاعته.
- في العشر الأوسط : ما بين العاشر والحادي والعشرين من الشهر، ولم يقل الوسطى باعتبار أن المراد: الثلث الأوسط.
- التمسوها : اطلبوها في العشر الأواخر التي يتم بها الشهر.
- من صبيحتها : في صباح يومها، وهو اليوم الذي بعد الليلة، وهو: يوم العشرين.
- وَكَفَ المسجد : أي قَطَّر من سقفه، ومنه: وكف الدمع.
- أُرِيتُ هذه الليلة ثم أُنْسِيتُهَا : معناه أُخبرت بموضعها في المنام، ثم نسيت لحكمة إلهيَّةٍ لا أنه رآها عيانًا.
- العَرِيش : بناء من سَعَفِ النخل يُرصَف على خشب.
- رَأَيتُني : رأيت نفسي في المنام.
- أثر الماء والطين : أي: مختلطًا مع بعضه.

فوائد الحديث:

١. أن الله -تعالى- قد يُري عباده علامة حسية على ليلة القدر.
٢. الأمر بطلَب الأَوْلَى والإرشاد إلى تحصيل الأفضل.
٣. جواز قول: (رمضان) بلا كراهة، ولا يجب أن يقول: (شهر رمضان).
٤. بيان ما كان عليه مسجد النبي -صلى الله عليه وسلم- في عهده.
٥. أن عمارة المساجد ليست بتشييدها وزخرفتها.
٦. الأفضل مباشرة المصلي الأرض بالجبهة والأنف حال السجود.
٧. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على إدراك ليلة القدر.
٨. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يعلم الغيب.
٩. أن النسيان جائز في حق النبي -صلى الله عليه وسلم- ولا نقصَ عليه في ذلك، وقد يكون في ذلك مصلحة تتعلَّق بالتشريع؛ كما في السهو في الصلاة، أو بالاجتهاد في العبادة؛ كما في هذه القصة.
١٠. عدم العلم بزمن ليلة القدر ليجتهد العباد في تحصيلها.
١١. مشروعية الاعتكاف.
١٢. اعتكاف النبي -صلى الله عليه وسلم- في العشر الوسطى قبل علمه بأنها في العشر الأواخر.
١٣. أن من أهم مقاصد الاعتكاف تحري ليلة القدر.
١٤. أن ليلة القدر في العشر الأواخر من رمضان.
١٥. يتأكد قيام أوتار العشر الأواخر.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ
تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة،

١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4459)

من اغتسل يوم الْجمعَةِ غسل الجنابة، ثم راح في الساعة الأولى فكأنما قرّب بَدَنَة، ومن راح في الساعة الثانية فكأنما قرَّب بقرة

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اس طرح غسل کرتا ہے جیسے غسل جنابت کیا جاتا ہے اور پھر پہلی گھڑی میں مسجد جاتا ہے تو گویا اس نے اللہ کی خوشنودی کے لیے اونٹ قربان کیا۔ جو دوسری گھڑی میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے گائے قربان کی۔

٩٣١. الحديث:

عن أبي هُرَيْرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من اغتسل يوم الْجُمُعَةِ غسل الجنابة، ثم راح في الساعة الأولى فكأنما قرّب بَدَنَة، ومن راح في الساعة الثانية فكأنما قرَّب بقرة، ومن راح في الساعة الثالثة فكأنما قرَّب كَبْشا، ومن راح في الساعة الرابعة فكأنما قرَّب دَجَاجَةً، ومن راح في الساعة الخامسة فكأنما قرَّب بَيْضة، فإذا خرج الإمام حضرت الملائكة يستمعون الذِّكْرَ».

٩٣١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن اس طرح غسل کرتا ہے جیسے غسل جنابت کیا جاتا ہے اور پھر پہلی گھڑی میں مسجد کو جاتا ہے تو گویا اس نے اللہ کی خوشنودی کے لیے اونٹ قربان کیا۔ جو دوسری گھڑی میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے گائے قربان کی۔ جو تیسری گھڑی میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے سینگوں والا اینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی گھڑی میں جاتا ہے، گویا اس نے مرغی قربان کی۔ جو پانچویں گھڑی میں جاتا ہے، گویا اس نے انڈے سے اللہ کی خوشنودی حاصل کی۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے نکل آتا ہے تو فرشتے خطبہ میں شریک ہوکر خطبہ سننے لگتے ہیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- فضل الاغتسال والتبكير إلى الجمعة، ودرجات الفضل في ذلك، فذكر أن من اغتسل يوم الجمعة قبل الذهاب إلى الصلاة، ثم ذهب إليها في الساعة الأولى، فله أجر من قرب بعيرًا ذبحه وتصدق به تقربًا إلى الله ومن راح بعده في الساعة الثانية فكأنما قرب -أي أهدى- بقرة. ومن راح في الساعة الثالثة فكأنما قرب كبشاً ذا قرنين، وغالباً يكون أفضل الأكباش وأحسنها. ومن راح في الساعة الرابعة فكأنما قرب دجاجة. ومن راح في الساعة الخامسة، فكأنما قرب بيضة. فإذا خرج الإمام للخطبة والصلاة؛ انصرفت الملائكة الموكلون بكتابة القادمين إلى سماع الذكر، فمن أتى بعد انصرافهم، لم يكتب من المقَرَّبين.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ غسل کی اور جمعہ کے لیے جلدی جانے کی فضیلت بیان فرما رہے ہیں اور اس فضیلت کے فرقِ مراتب کی وضاحت فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے غسل کرتا ہے اور پھر اولین گھڑی میں جمعہ کی نماز کے لیے جاتا ہے تو اس کو اس شخص کے مساوی اجر ملتا ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے ایک اونٹ ذبح کر کے اسے صدقہ کر دے۔ اور جو اس کے بعد دوسری گھڑی میں آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اس نے گائے کی قربانی کی ہو۔ جو تیسری گھڑی میں آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اس نے دو سینگوں والا اینڈھا بطور قربانی دیا ہو جو کہ عموما بہترین اور خوبصورت ترین ینڈھا ہوتا ہے۔ جو چوتھی گھڑی میں جاتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اس نے مرغی کی قربانی دی ہو۔ اور جو پانچویں گھڑی میں آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اس نے انڈے کی قربانی دی ہو۔ جب امام خطبہ دینے او نماز پڑھانے کے لیے نکل آتا ہے تو وہ فرشتے واپس ہو جاتے ہیں جنھیں نماز کے لیے آنے والوں کے نام لکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہوتی ہے۔ جو شخص ان کے پلٹ جانے کے بعد آتا ہے اس کا نام مقربین میں نہیں لکھا جاتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل > سنن وآداب الغسل
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- اغتسل : عمم بدنه بالماء غسلا.
- يوم الجمعة : نهار الجمعة، والمراد به هنا: ما بين طلوع الشمس إلى صلاة الجمعة.
- راح : تأتي بمعنى السير في آخر النهار، كما تأتي بمعنى مطلق الذهابِ، وهو المراد هنا، ولذا أريد بها الذهاب في أول النهار لصلاة الجمعة، وما يزال هذا مستعملا في نجد والحجاز وبعض بلاد الشام.
- الساعة : الزمن، والمراد بها هنا خُمس مدة ما بين طلوع الشمس وخروج الإمام يوم الجمعة.
- قرب بدنة : أهداها تقربًا إلى الله -تعالى-، والبدنة تطلق على الناقة والجمل والبقرة، ولكنها في الإبل أغلب، وهو المراد منها بهذا الحديث.
- بقرة : ذكرا كان أو انثى.
- كبش : هو الواحد من ذكور الضأن.
- أقْرَن : له قرون، وخص الأقرن؛ لأنه أكمل خلقا وأقوى غالبا.
- دجاجة : يقع على الذكر والأنثى، والجمع دِجاج.
- خرج الإمام : حضر الإمام الذي يؤم الناس للخطبة والصلاة.
- حضَرت الملائكة : وظيفة هؤلاء الملائكة -وهي مخلوقات من نور- كتابة من حضر يوم الجمعة.
- الذِّكر : الخطبة، سميت به؛ لأنها تشتمل على ذكر الله أو التذكير.

فوائد الحديث:

١. فضل الغسل يوم الجمعة، وأن يكون قبل الذهاب إلى الصلاة.
٢. فضل التبكير إليها من أول ساعات النهار.
٣. الفضل المذكور في هذا الحديث مترتب على الاغتسال والتبكير جميعاً.
٤. أن ترتيب الثواب، على المجيء إليها.
٥. أن البدنة أفضل من البقرة في الهَدْي، وكذلك البقرة أفضل من الشاة.
٦. أن الكبش الأقرن أفضل من غيره من سائر الغنم في الهَدْي والأضحية.
٧. لايستهان بشيء من أعمال الخير والشر؛ لقوله: "من قرب بيضة."
٨. تقسيم هذه الساعات الخمس من طلوع الشمس إلى دخول الإمام بنسبة متساوية، وذكر الصنعاني أن الساعة هنا لا يراد بها مقدار معين متفق عليه.
٩. القادمون في ساعة من هذه الساعات الخمس، يتفاوتون في السبق أيضاً، فيختلف فضل قربانهم باختلاف صفاته.
١٠. مراتب الناس في الفضل بحسب أعمالهم {إِنَّ أَكرَمَكُمْ عِنْدَ الله أَتقاكُم}.
١١. الهدي الذي يراد به النسك فيما يتعلق بالحج والإحرام لا يكون إلا من بهيمة الأنعام وهي الإبل والبقر والغنم، أما الدجاجة والبيضة وغير ذلك، فلا يجزئ في ذلك المقام؛ لأنه أراد في هذا الحديث مطلق الصدقة.
١٢. حضور الملائكة صلاة الجمعة واستماعهم للخطبة.
١٣. أن الملائكة على أبواب المساجد، يكتبون القادمين، الأول فالأول، في المجيء إلى صلاة الجمعة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار المنهاج،

الطبعة: ١٤٢٧هـ. معالم السنن (شرح سنن أبي داود)، أبو سليمان حمد بن محمد المعروف بالخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، حلب، الطبعة: الأولى ١٣٥١هـ، ١٩٣٢م. تهذيب اللغة، محمد بن أحمد الأزهري أبو منصور، تحقيق: محمد عوض مرعب، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الأولى، ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (5393)

من اكتحل فليوتر، من فعل فقد أحسن، ومن لا فلا حرج، ومن استجمر فليوتر، من فعل فقد أحسن، ومن لا فلا حرج

جو کوئی سرمہ لگائے تو طاق سلائیاں لگائے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ جو استنجاء کرتے وقت ڈھیلے استعمال کرے تو وہ طاق عدد لے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

٩٣٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من اكْتَحَل فلْيُوتِر، من فعل فقد أحْسَن، ومن لا فلا حَرج، ومن اسْتَجَمَر فلْيُوتِر، من فعل فقد أحْسَن، ومن لا فلا حَرج، ومن أكَل فما تَخَلَّل فَلْيَلْفِظْ، وما لَاكَ بِلِسَانِه فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فعَل فَقَد أحْسَن ومن لا فلا حَرَج، وَمَن أَتَى الغَائِطَ فَلْيَسْتَتِر، فإنْ لَمْ يَجِد إِلَّا أَن يَجْمَع كَثِيبًا من رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْه، فإنَّ الشَّيطان يَلعَب بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَن فعَل فَقَد أَحْسَن وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ».

٩٣٢. حدیث:

حضرت ابوہریرہ- رضی اللہ عنہ- روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی سرمہ لگائے تو طاق سلائیاں لگائے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ جو استنجاء کرتے وقت ڈھیلے استعمال کرے تو وہ طاق عدد لے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ جس نے کھانا کھایا اور پھر کسی چیز سے خلال کیا تو منہ کے ریزوں کو پھینک دے اور جو کچھ زبان سے صاف کرے اس کو نگل لے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر ایسا نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ جو کوئی قضائے حاجت کے لیے آئے تو اس کو چاہیے کہ آڑ لے لے اور اگر کچھ بھی نہ ملے تو ریت کی ڈھیر ہی بنا لے اور اس کی طرف پیٹھ کر لے کیونکہ شیطان بنی آدم کی سرینوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر کسی نے ایسا نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔''

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

تضمن حديث أبي هريرة -رضي الله عنه- هذا جملة من الآداب الشرعية في أبواب من الدين متنوعة، وهي: ١. الاكتحال، وهذا في قوله -عليه الصلاة والسلام-: "من اكْتَحَل فلْيُوتِر" أي: فليجعل الاكتحال فردًا في كل عَينٍ، إما: واحدة، أو ثلاثا، أو خمسا، وإنما استحب ذلك؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم : (إن الله وتر يُحب الوِتر). ولكن "من فعل فقد أحْسَن، ومن لا فلا حَرج" أي: من فعل الإيتار فقد أتى بالفعل الحَسن، ومن لم يوتر فلا إثم عليه؛ لأن الإيتار مستحب ليس بواجب. ٢. الاستجمار: "ومن اسْتَجَمَر فلْيُوتِر" أي: بأن يجعل المكلف الحِجارة التي يُسْتَنْجَى بها فَردا، إما واحدة، أو ثلاثا، أو خمسًا، فلو حصل الإنقاء بالثانية، اسْتُحب له أن يَستجمر

اجمالی معنی:

حضرت ابوہریرہ- رضی اللہ عنہ- کی یہ روایت ابوابِ دین میں سے مختلف شرعی آداب پر مشتمل ہے۔ اور وہ یہ ہیں: ١۔ سرمہ لگانا: جو کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں ہے "من اكْتَحَل فلْيُوتِر" (جو سرمہ لگائے اسے چاہیے کہ طاق سلائی استعمال کرے) یعنی الگ الگ ہر آنکھ میں سرمہ لگائے اور اس میں ایک تین یا پانچ سلائی لگائے۔ یہ اس لیے مستحب کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے (إن الله وتر يُحب الوِتر) (بے شک اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے)۔ لیکن من فعل فقد أحْسَن، ومن لا فلا حَرج (جو ایسا کرے گا وہ اچھا کرے گا اور جس نے ایسا نہ کیا اس پر کوئی گناہ نہیں) یعنی جو طاق عدد اختیار کرے گا تو اچھا کرے گا اور جو طاق عدد اختیار نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ طاق عدد اختیار کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ ٢۔ استجمار: (ڈھیلے استعمال کرنا) "ومن اسْتَجَمَر فلْيُوتِر" (جو استنجاء کے لیے ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کرے) یعنی جب کوئی شخص ڈھیلوں سے استنجاء کرنا چاہے تو اس کے لیے ایک، تین یا پانچ ڈھیلے استعمال کرے۔ اگر اس کو

بثالثة. ومع ذلك: "من فعل فقد أحْسَن، ومن لا فلا حرج"، أي من فعل الإيتار فقد أتى بالفعل الحسن، ومن لم يوتر فلا إثم عليه؛ لأن الواجب الإنقاء والإيتار مستحب، ولكن الثلاث واجبة لأحاديث أخرى والإيتار بما فوق الثلاث مستحب. ٣. تخليل الأسنان بعد الطعام: "ومن أكل فَما تَخَلَّل فَلْيَلْفِظْ": إذا تخلل الآكل، وأخْرجه من بين أسنانه بعودٍ تخلل به أو نحوه فَلْيَلْفِظْه ولا يبتلعه؛ لما فيه من الاسْتِقْذَار وأخرج الطبراني عن ابن عمر -رضي الله عنه- قال: "إن فضل الطعام الذي يبقى بين الأَضْرَاسِ يُوهِنُ الْأَضْرَاسَ" وصححه الشيخ الألباني في إرواء الغليل (٣٣/٧). وأما بقايا الطعام التي تكون على اللسان: في قوله: "وما لَاَك بلسانه فَلْيَبْتَلِعْ"، يعني: أن ما بقي من آثار الطعام على لحم الأسنان وسَقف الحلق وأخرجه بإدارة لِسَانه، فلا حرج من ابتلاعه؛ لأنه غير مستقذر، بخلاف الذي يخرج من بين أسنانه فهذا يُلفظ مطلقا، سواء أخرجه بعود أو باللسان؛ لأنه يحصل له التغيير غالباً. ومع ذلك لم يعزم في الإيتار؛ بدليل قوله: "من فعل فقد أَحْسَن ومن لا فلا حَرج " يعني: من أخرج ما بين أسنانه ولفظه، فقد أتى بالفعل الحسن، ومن لم يفعل فلا شيء عليه. وهذا الكلام لا يعمل به لضعف الحديث، أما باقي الفقرات فلها شواهد من أحاديث أخرى صحيحة. ٤. إتيان الغائط: في قوله: "ومن أَتَى الغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ" يعني: من ذَهب إلى قضاء الحاجة في فضاء من الأرض، فليجعل أمامه شيئًا يَسْتُرُه، كجدار أو شجرة أو غير ذلك، فالمهم لا يكون بارزًا أمام الناس؛ لأن هذا مخالف للآداب الإسلامية، أما العورة فالواجب سترها. ومع ذلك: "فإن لم يجد إلا أن يَجْمَع كَثِيْبًا من رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْه" يعني: إذا تَعَذَّر عليه ما يَستره عن أعْيُن الناس، فليَجْمَع ترابا حتى يَبْرز أمامه ويقضي حاجته من ورائه، حتى لا يرى الناظر عَورته. ثم جاء التعليل النبوي على مشروعية الاستتار، وذلك في قوله: "فإن الشَّيطان يَلعَب بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ" هذا كِناية عن إيصاله الأذى والفساد إليه؛ لأن الشياطين تَحْضُر

دوسرے ڈھیلے سے صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ تیسرا ڈھیلا بھی استعمال کرلے۔ "من فعل فقد أحسن، ومن لا فلا حرج" (جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں) یعنی جو طاق عدد اختیار کرے گا تو اچھا کرے گا اور جو طاق عدد اختیار نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ طہارت واجب ہے اور طاق عدد اختیار کرنا مستحب ہے۔ دیگر احادیث کی روشنی میں تین ڈھیلے استعمال کرنا واجب ہے اور تین سے زائد طاق عدد کا خیال کرنا مستحب ہے۔ ٣۔ کھانے کے بعد دانتوں کا خلال: "ومن أكل فما تخلّل فليلفظ" (جو شخص کھانا کھائے پھر دانتوں کا خلال کرے تو جو کچھ نکلے اس کو پھینک دے) جب کھانا کھانے والا اپنے دانتوں سے لکڑی یا کسی اور چیز سے خلال کرے تو نکلنے والے ذرات کو پھینک دے اسے نگلے نہ کیوں کہ اس کے ساتھ گندگی لگ جاتی ہے۔ امام طبرانی نے عبداللہ بن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔ سے ایک روایت نقل کی ہے فرمایا: "إن فضل الطعام الذي يبقى بين الأَضْرَاسِ يُوهِنُ الأَضْرَاسَ" (بہترین کھانا وہ ہے جو داڑھوں کے درمیان رہ جائے جیسے داڑھیں پیستی ہیں)۔ شیخ البانی نے اس کو ارواء الغلیل (٣٣/٧) میں صحیح کہا ہے۔ کھانے کے جو ذرات زبان پر لگ جاتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا "وما لاک بلسانه فليبتلع" (جو زبان پر لگ جائے اس کو نگل لے) یعنی کھانے کے جو ذرات مسوڑھوں اور تالو کے ساتھ لگ جاتے ہیں یا زبان کی نوک سے جو ذرات نکل آتے ہیں ان کو نگلنے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ ان کے ساتھ کوئی گندگی نہیں لگتی بخلاف اس کے جو دانتوں کے درمیان سے نکالا جاتا ہے اس کو مطلقاً پھینک دیا جائے گا۔ ان ذرات کو چاہے کسی لکڑی کے ساتھ نکالا گیا ہو یا زبان کے ساتھ نکالا گیا ہو کیوں کہ اس میں غالب حد تک تبدیلی پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ اور اس میں طاق عدد کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کی دلیل آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: "من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حَرج" (جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور اگر کسی نے ایسے نہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں) یعنی دانتوں میں سے کچھ نکالنے اور پھینکنے میں۔ جس نے ایسا (طاق عدد کا اعتبار) کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے اعتبار نہ کیا اس پر گناہ نہیں۔ اس بات پر حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کیا جائے گا جب کہ دیگر جو عبارتیں گزری ہیں ان کے دیگر صحیح احادیث میں شواہد موجود ہیں۔ ٤۔ قضائے حاجت کے لیے آنا: فرمان نبوی ہے: "ومن أَتَى الغائط فليستتر" (جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے، اسے چاہیے کہ پردہ کرے) یعنی جو شخص کسی کھلی جگہ پر قضائے حاجت کے لیے جائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے سامنے کسی چیز کے ساتھ اوٹ کر لے جیسے دیوار، درخت یا اسی طرح کی کسی اور چیز کے ذریعے۔ اہم چیز یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ یہ اسلامی آداب کے خلاف ہے اور ستر کو چھپانا واجب ہے۔ "فإن لم يجد إلا أن يجمع كثيبا من

تلك الأَمْكِنة وترصدها بالأذى والفساد؛ لأنها مواضع لا يُذكر فيها الله -عزو جل-، وتُكْشَف فيها العورات، وفي الحديث الآخر: "إن هذه الحُشوش محتضرة"، وكأن السُّترة وقَاية تَمْنَعه من الفساد. ومع هذا كله فمن "فعل فقد أحْسَن ومن لا فلا حَرجَ" يعني: من فعل الاسْتِدْبَار بالكثَيِب ونحوه فقد أحْسَن فيه، ومن تركه فلا حرج عليه، وإنَّما حَملناه على ذلك؛ لأن التَسَتُّر عن أعْيُن الناس أمْرٌ واجب لا يشك فيه أحَد، اللَّهُمَّ إلا إذا كان في حالة لا يَقْدِر فيها على التَسَتُّر أصلا، فلا حرج عليه حينئذ، ويكون المعنى في هذه الصورة: ومن لم يفعل ذلك لأجل الضرورة، فلا حرج عليه؛ لأن الضرورات تبيح المحظورات.

رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْه "(اگر اوٹ کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو ریت کا ڈھیر بنا لے اور پیٹھ اس کی طرف کر لے) یعنی جب وہ مجبور ہو کہ لوگوں سے چھپنے کے لیے کوئی چیز نہیں مل رہی ہو تو اپنے سامنے مٹی کی ٹیکری بنا لے اور اس کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کر لے تاکہ لوگ اس کی شرمگاہ نہ دیکھ سکیں۔ پردہ پوشی کی مشروعیت کے لیے نبوی توجیہہ اس طرح سے بیان کی ہے : "فإن الشَّيطان يَلعب بِمَقاعِدِ بَني آدَمَ" (بے شک شیطان بنی آدم کی سرینوں کے ساتھ کھیلتا ہے) یہ ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف اور خرابی کی طرف اشارہ ہے۔ شیاطین ایسی جگہوں پر تکلیف اور فساد کے ساتھ موجود ہوتے ہیں کیوں کہ ایسی جگہوں پر نہ تو اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور پردہ کھول دیا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے : "إن هذه الحُشُوش محتضرة" (یہ بیت الخلاء جنوں کے آنے جانے کی جگہ ہیں) گویا کہ پردہ کرنا یہ ان سے پہنچنے والی تکلیف سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ ان تمام معاملات کے بارے میں بھی فرمایا : "فمن فعل فقد أحْسَن ومن لا فلا حَرَج" (جو ایسا کرے گا وہ اچھا کرے گا اور جس نے ایسا نہ کیا اس پر کوئی گناہ نہیں) یعنی جس نے ڈھیری کی طرف پیٹھ وغیرہ کی اس نے اچھا کیا اور جس نے اس کا اہتمام نہ کیا اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اس کو اس چیز پر محمول کیا جائے گا کہ لوگوں سے پردہ کرنا واجب ہے اور اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ماسوائے اس حالت کے کہ وہ چھپنے پر قدرت نہیں رکھتا تو اس پر ایسی حالت میں کوئی گناہ نہیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اگر وہ ایسا کسی ضرورت کی وجہ سے کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیوں کہ ضروریات ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد والدرامي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اسْتَجمَر : الاسْتِجْمَار: التَّمَسُّح بالجِمَار، وهي الأحْجَار الصِّغَار.
- تَخَلَّل : أخرج ما بقي من المأكول من بَيْن أسنانه.
- فَلْيَلْفِظ : اللَّفْظُ: أن تَرْمِي بشيء كان في فِيك.
- وما لَاَك : اللَّوْكُ: إدَارَة الشيء في الفَم.
- فَلْيَبْتَلِعْ : بَلْع الطَّعام ونحوه: أنْزله من حَلْقه وبَلْعُومه إلى مَعِدَتِه، ولم يَمْضَغه.
- الغَائِط : هو المكان المُنْخَفض من الأرض، موضع قضاء الحاجة، ثمَّ أُطلق الغَائط على الخارج المُسْتَقْذَر من الإنسان؛ كراهةً لتسميته باسمه الخاصّ.
- فَلْيَسْتَتِر : الاسْتِتَار: أن يجعل بينه وبين النَّاس سُترة؛ تمنع رؤية عَورته.
- كَثِيْبًا : رملاً مُجتمعًا.
- فَلْيَسْتَدْبِرْه : فليكن من ورائه، ضدّ استقْبَله.
- مَقَاعِد : موضع القُعود من الجِسْم.
- الشيطان : أي: البعيد عن الخير.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الاكتحال للرَّجُل.

٢. استحباب الإيتار في الاكتحال.

٣. جواز استعمال الأحجار ونحوها في إزالة النجاسة، ولو مع وجود الماء.

٤. جواز ابتلاع بقايا الطعام مطلقًا، والتفصيل الذي في الحديث ضعيف؛ لضعف الحديث.

٥. وجوب ستر العورة حال قضاء الحاجة، وعدم جواز إظهارها للناس.

٦. أنه متى ما ترك الإنسان ذِكْر الله -تعالى- تَسَلَّط عليه الشَّيطان.

٧. التنبيه إلى الأمور التي يحصل سَتْر العورة بها: كجمع التراب أو إلقاء ثوب على الأرض أو غير ذلك.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ، ٢٠٠٠م. مشكاة المصابيح، محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي، تخريج محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. لسان العرب، محمد بن مكرم بن منظور الأنصاري، دار صادر، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤١٤هـ. معجم اللغة العربية المعاصرة، أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى ١٤٢٩هـ ٢٠٠٨م. الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية، أيوب بن موسى الكفوي أبو البقاء، تحقيق: عدنان درويش، محمد المصري، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت. النهاية في غريب الحديث والأثر، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى، محمود محمد الطناحي، نشر: المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة: ١٣٩٩هـ، ١٩٧٩م. الإيجاز في شرح سنن أبي داود، أبو زكريا محيي الدين النووي، قدم له وعلق عليه وخرج أحاديثه: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، الناشر: الدار الأثرية، عمان، الأردن، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. شرح سنن أبي داود، محمود بن أحمد بدر الدين العيني، تحقيق: خالد بن إبراهيم المصري، الناشر: مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ،١٩٩٩م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10047)

من السنة إذا تزوج الرجل البكر على الثيب أقام عندها سبعًا وقسم، وإذا تزوج الثيب على البكر أقام عندها ثلاثًا ثم قسم

سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔

٩٣٣. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: «من السُّنَّة إذا تزوَّج الرجل البِكْرَ على الثَّيِّب أقام عندها سبْعا وقَسَم، وإذا تزوَّج الثَّيِّب على البِكْر أقام عندها ثلاثا ثم قَسَم» قال أبو قِلابة: ولو شئتُ لقلتُ: إنَّ أنَسًا رَفَعَه إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-.

٩٣٣. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔ ابوقلابہ نے بیان کیا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين هذا الحديث السنة الثابتة عن النبي -صلى الله عليه وسلم- فيمن تزوج زوجة جديدة على زوجة أخرى أو أكثر, وأن هذه الزوجة الجديدة إن كانت بكرًا أقام عندها سبع ليال, ثم قسم بينها وبين بقية زوجاته, وإن كانت ثيبًا أقام عندها ثلاث ليال, ثم قسم, وهذه التفرقة بين البكر والثيب؛ لأن البكر بحاجة إلى من يؤنسها ويزيل وحشتها وخجلها؛ لكونها حديثة عهد بالزواج, بخلاف الثيب فهي أقل حاجة لذلك؛ ولأن رغبة الرجل في البكر أكثر من رغبته في الثيب, فأعطاه الشارع هذه المدة حتى تطيب نفسه ويشبع رغبته.

اجمالی معنیٰ:

دوسری بیوی یا دو سے زائد بیویوں کے ہوتے ہوئے نیا نکاح کرنے والوں کے تئیں اس حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت شدہ سنت کی وضاحت کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر نئی بیوی کنواری ہو تو وہ اس کے ہاں سات راتیں گزارے، پھر اس کے اور اپنی دیگر بیویوں کے مابین باریاں طے کرے اور اگر نئی بیوی غیر کنواری (شادی شدہ) ہو تو اس کے ہاں تین راتیں قیام کرے، پھر باریاں تقسیم کرے۔ کنواری اور شادی شدہ بیویوں کے درمیان یہ تقسیم ہوگی کیونکہ کنواری خاتون کے ساتھ زیادہ انسیت پیدا کرنے اور اس کی اجنبیت کا خوف اور اس کے احساس شرم و حیا کو زائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ اس کے نکاح کا بالکل ابتدائی زمانہ ہوتا ہے۔ شادی شدہ خاتون کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے، اس لیے اس کو ان چیزوں کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ مرد کو شادی شدہ کے بالمقابل، کنواری خاتون کی جانب زیادہ رغبت و خواہش ہوتی ہے، چنانچہ شارع نے اس کو اتنی مدت عنایت فرمائی کہ اس کی دلی خوشی کا سامان ہو اور اس کی جنسی خواہش کو سیرابی میسر آجائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- من السنة : هذا اللفظ يقتضي أن الحديث مرفوع إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-, فهو في حكم: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.
- البكر : هي العذراء التي لم تزُل بكارتها, فلم يسبق لها زواج ولا وطء.
- الثيب : هي المرأة التي زالت بكارتها بوطء.
- سبعًا : أي سبع ليال.
- ثم قسم : أي دار على نسائه ليلة ليلة, أو أكثر على حسب الاتفاق.

فوائد الحديث:

١. سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- فيمن تزوج وعنده زوجة أو أكثر، أن يقيم عندها سبع ليال إن كانت بكرًا, ثم يقسم بينها وبين غيرها من نسائه، وإن كانت الجديدة ثيبًا، أقام عندها ثلاث ليال، ثم دار على نسائه.

٢. إباحة الإقامة عند العروس الجديدة أكثر من ليلة عند أول دخول الزوج بها من الحفاوة بها، ولإكرام مقدمها وإيناسها في المسكن الجديد، وإشعارها بالرغبة فيها.

٣. التنبيه على العناية بالقادم؛ بإكرام وفادته، وإيناس وحدته، ومباسطته في الكلام.

٤. أن العدل بين الزوجات واجب، والميل إلى إحداهن دون الأخرى ظلم؛ فيجب على الرجل العدلُ ما أمكنه، وأما ما ليس في طوقه، فلا حرج عليه فيه.

٥. أن الأوصاف لها تأثير في الحكم بحيث ينزل كل إنسان منزلته.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58126)

من السنة إذا قال المؤذن في أذان الفجر: حي على الفلاح، قال: الصلاة خير من النوم	یہ سنت ہے کہ جب مؤذن صبح کی نماز میں ''حیَّ علی الفلاح'' کہے تو اس کے بعد ''الصلاۃ خیرٌ من النوم'' کہے۔
٩٣٤. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- قال: من السنة إذا قال المؤذن في أذان الفجر: حيَّ على الفلاح، قال: الصلاة خير من النوم.	**٩٣٤. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''یہ سنت ہے کہ جب مؤذن صبح کی نماز میں ''حیَّ علی الفلاح'' کہے تو اس کے بعد 'الصلاۃ خیرٌ من النوم' کہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف أن أذان صلاة الفجر يختص بجملة ليست في بقية الصلوات ألا وهي الصلاة خير من النوم، ويكون موضعها بعد قول المؤذن حي على الفلاح.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ نماز فجر کی اذان (الصلوۃ خیر من النوم) کے جملے کے ساتھ مخصوص ہے، دیگر نمازوں کے وقت اسے نہیں کہا جائے گا اور یہ حی علی الفلاح کے بعد کہا جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

راوي الحديث: رواه ابن خزيمة والدارقطني والبيهقي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح ابن خزيمة.

معاني المفردات:

- حيَّ : بمعنى هلم وأقبل، وهو اسم فعل بمعنى الأمر، فقول المؤذنين: "حي على الصلاة" يعني هلم وأقبل إلى الصلاة.
- الصلاة خير من النوم : خير: اسم تفضيل حذفت منه الهمزة تخفيفاً أو لكثرة الاستعمال، وهذا يسمى التثويب، مصدر ثوَّب يثوِّب إذا رجع، سمي بذلك لأن المؤذن عاد إلى ذكر الصلاة بعد ما فرغ منه.
- من السنة : يعني سنة النبي -صلى الله عليه وسلم-، فله حكم الرفع، أي المنسوب إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-.

فوائد الحديث:

١. استحباب أن يقول المؤذن في أذان الفجر بعد: حي على الفلاح: الصلاة خير من النوم، مرتين؛ لأن صلاة الفجر في وقت ينام فيه عامة الناس، ويقومون إلى الصلاة من نوم، فاختصت صلاة الفجر بذلك دون غيرها من الصلوات.

٢. محل هذه العبارة على الصحيح (الصلاة خير من النوم) أن تقال في الأذان الثاني وهو أذان الصبح بعد قوله حي على الفلاح.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، لعبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة ، ١٤٢٣هـ الثمر المستطاب في فقه السنة والكتاب، للألباني، ط١، غراس للنشر والتوزيع. سنن الدارقطني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، ١٤٢٤هـ السنن الكبرى للبيهقي، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، ط٣، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٢٤هـ صحيح ابن خزيمة، تحقيق: محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٣٩٠هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٣٢هـ فتاوى اللجنة الدائمة، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (10616)

من أدرك ماله بعينه عند رجل -أو إنسان- قد أفلس؛ فهو أحق به من غيره

جو شخص ہوبہو اپنا مال کسی آدمی یا انسان کے پاس پالے جب کہ وہ شخص دیوالیہ قرار دیا جاچکا ہو؛ تو صاحب مال ہی اس کا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق ہے.

٩٣٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من أدرك ماله بعينه عند رجل -أو إنسان- قد أفلس؛ فهو أحق به من غيره».

٩٣٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہوبہو اپنا مال کسی شخص کے پاس پالے جب کہ وہ شخص دیوالیہ قرار دیا جا چکا ہو تو صاحب مال ہی اس کا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق ہے.

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من باع متاعه لأحد أو أودعه أو أقرضه إياه ونحوه، فأفلس المشتري ونحوه، بأن كان ماله لا يفي بديونه، فللبائع أن يأخذ متاعه إذا وجد عينه، فهو أحق به من غيره.

اجمالی معنیٰ:

جس نے کسی کو اپنا کوئی سامان بیچا یا پھر اس کے پاس بطورِ امانت رکھوایا یا پھر اسے بطور قرض دیا یا پھر ایسی ہی کوئی اور صورت حال ہوئی اور پھر وہ خریدار وغیرہ دیوالیہ ہو گیا بایں طور کہ اس کا مال اس کے ذمے واجب الاداء رقوم کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو تو اگر اس شخص کو اس دیوالیہ آدمی کے پاس اپنا سامان بعینہ مل جائے تو وہ دوسروں کے مقابلے میں اسے لینے کا زیادہ حق دار ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الحَجْر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ماله : إضافة المال للشخص في هذا الحديث تفيد كون الثمن غير مقبوض.
- قد أفلس : تبين إفلاسه،وهو: أن تكون أمواله أقل من ديونه.
- فهو أحق به من غيره : فهو أولى به من غيره كائنا من كان وارثا وغريما.

فوائد الحديث:

١. أن من باع متاعه بالآجل ثم أفلس المشتري فالبائع أولى بأخذ المتاع.
٢. يشترط أن تكون موجودات المفلس لا تفي بديونه، وهذا الشرط مأخوذ من اسم [المفلس] شرعا.
٣. يشترط أن يكون المتاع موجودا بعينه دون تغيير حصل عند المشتري، هذا الشرط هو نص الحديث الذي معنا وغيره.
٤. يشترط أن يكون الثمن غير مقبوض من المشتري فإن قبض كله أو بعضه، فلا رجوع بعين المتاع، وهذا الشرط مأخوذ من المعنى المفهوم، ومن بعض ألفاظ الأحاديث.
٥. يشترط أن لا يتعلق بها حق من شفعة، أو رهن، وأولى من ذلك أن لا تباعَ أو توهب، أو توقف ونحو ذلك، فلا رجوع فيها ما لم يكن التصرف فيها حيلة على إبطال الرجوع، فإن الحيل محرمة، وليس لها اعتبار.
٦. جواز رجوع البائع إلى عين ماله عند تعذر الثمن بالفلس.
٧. حلول الدين المؤجل بالفلس.
٨. أن الرجوع إنما يقع في عين المتاع دون زوائده المنفصلة ، لأنها حدثت على ملك المشتري وليست بمتاع البائع.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5838)

من أكل ثومًا أو بصلًا؛ فَلْيَعْتَزِلْنَا -أَوْ لِيَعْتَزِلْ مسجدنا-، وليقعد في بيته

٩٣٦. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «من أكل ثومًا أو بصلًا؛ فَلْيَعْتَزِلْنَا -أَوْ لِيَعْتَزِلْ مسجدنا-، وليقعد في بيته. وأُتِي بِقِدْرٍ فيه خَضِرَاتٌ من بُقُولٍ، فوجد لها ريحًا، فسأل فأخبر بما فيها من البقول، فقال: قَرِّبُوهَا إلى بعض أصحابي، فلما رآه كره أكلها، قال: كل؛ فإني أُنَاجِي من لا تُنَاجِي». عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من أكل الثوم والبصل والْكُرَّاثَ فلا يقربن مسجدنا؛ فإن الملائكة تَتَأَذَّى مما يَتَأَذَّى منه بنو آدم».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

المطلوب أن يكون المُصلِّ على أحسن رائحة وأطيبها، لاسيما إذا كان يريد أداء صلاته في المجامع العامة؛ ولذا أمر النبي -صلى الله عليه وسلم-، من أكل ثوماً أو بصلاً نيئين أن يتجنب مساجد المسلمين، ويؤدى صلاته في بيته، حتى تذهب عنه الرائحة الكريهة، التي يتأذى منها المصلون والملائكة المقربون. ولما جيء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بقدر من خضروات وبقول، فوجد لها ريحاً كريهة، أمر أن تقرب إلى من حضر عنده من أصحابه، فلما رأى الحاضر كراهته -صلى الله عليه وسلم- لها، ظن أنها محرمة، فتردد في أكلها، فأخبره أنها ليست بمحرمة، وأنه لم يكرهها لأجل حرمتها، وأمره بالأكل، وأخبره أن المانع له من أكلها أنه -صلى الله عليه وسلم- له اتصال مع ربه، ومناجاة لا يصل إليها أحد؛ فيجب أن يكون على أحسن حال لدى

جس نے لہسن یا پیاز کھائی ہو اسے چاہیے کہ وہ ہم سے دور رہے، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔

٩٣٦. حدیث:

جابر بن عبداللہ - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے لہسن یا پیاز کھائی ہو اسے چاہیے کہ وہ ہم سے دور رہے، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں کچھ سبزیاں تھیں۔ آپ ﷺ کو ان کی بو آئی تو ان کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ کو اس ہنڈیا میں موجود سبزیوں کے بارے میں بتایا گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے کسی صحابی کے قریب کر دو۔ جب ان صحابی نے (جنھیں یہ دی گئی) اسے دیکھا تو انہوں نے بھی انہیں کھانے کو ناپسند کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس ذات سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔ (اس لئے تم کھا لو۔) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے لہسن، یا پیاز یا گندنا کھائی ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ جائے۔ فرشتوں کو بھی اُن چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

مطلوب یہ ہے کہ نمازی سے اچھی اور خوشگوار بو آ رہی ہو خاص طور جب وہ عام مساجد میں نماز ادا کرنا چاہتا ہو۔ اسی لیے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جس شخص نے کچا لہسن یا پیاز کھایا ہو وہ مسلمانوں کی مساجد میں آنے سے پرہیز کرے اور نماز کو گھر ہی میں ادا کر لے یہاں تک کہ یہ ناخوشگوار بو ختم ہو جائے جس سے نمازیوں اور مقرب فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب نبی ﷺ کے پاس سبزیوں پر مشتمل ایک ہنڈیا لائی گئی تو آپ ﷺ کو اس میں سے ناخوشگوار بو آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس پر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے آپ ﷺ کی خدمت میں موجود صحابہ کرام کے نزدیک کر دیا جائے تاکہ وہ کھا لیں۔ جب وہاں موجود اس شخص نے دیکھا کہ آپ ﷺ کو یہ ناپسند ہے تو اسے خیال گزرا کہ شاید یہ حرام ہے۔ چنانچہ اس کو کھانے میں اُن کو تردد ہوا۔ آپ ﷺ نے اُن کو بتایا کہ یہ حرام نہیں ہے اور یہ کہ اس کے حرام ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے ناپسند نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے اسے اس کے کھانے کا حکم دیا اور اسے بتایا کہ آپ ﷺ کا اپنے رب کے ساتھ ایسا تعلق ہے اور آپ ﷺ کی اللہ کے ساتھ اس درجے کی مناجات ہوتی ہے جسے کوئی اور نہیں پا

القرب من ربه -جل وعلا-، ولأن مراعاة المصالح العامة بدفع الأذية عن المؤمنين أولى من مراعاة مصالحه الخاصة بحضور الجماعة، والتي كانت السبب في تفويتها.	سکتا۔ چنانچہ ضروری ہے کہ آپ ﷺ اپنے رب سے قربت کے وقت بہترین حال میں ہوں۔ اور یہ کہ عمومی مصلحت کا لحاظ رکھا جائے بایں طور کہ مومنوں سے تکلیف دور کی جائے یہ زیادہ ضروری ہے بنسبت اس کے کہ اس کی خاص مصلحت یعنی جماعت میں حاضری کو مدنظر رکھا جائے جس کے چھوٹنے کا سبب بھی وہ خود ہی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ثومًا أو بصلًا : نوعان من البقول، لها رائحة كريهة.
- فَلْيَعْتَزِلْنَا : فليجتنبنا، وهو إذن في التخلُّف عن الجماعة، أو تهديد بحرمان ثواب الجماعة.
- مساجدنا : المراد به العموم، أي: جميع مساجد المسلمين.
- وليقعد في بيته : ليجلس في داره، والغرض من هذه الجملة المبالغة في الاعتزال.
- قِدْر : هو الوعاء الذي يطبخ فيه.
- خَضِرَات : واحدته خضرة، وهي الخضار.
- البقول : جمع بقل، وهو كل نبات اخضرت به الأرض.
- ريحًا : أي: ريحًا كريهة.
- فقال : أي: النبي -صلى الله عليه وسلم- يخاطب من أتى بالقِدر.
- أُناجي : النجوى: السر بين اثنين، وناجيته: اختصصته بمناجاتي.
- من لا تناجي : المراد به جبريل.
- الْكُرَّاث : بَقْل معروف خَبِيث الرَّائِحَة، يجعل رائحة العَرق كريهة.

فوائد الحديث:

١. النهي عن إتيان المساجد لمن أكل ثوماً، أو بصلاً، أو كراثاً.
٢. يلحق بهذه الأشياء، كل ذي رائحة كريهة تتأذى منها الملائكة أو المصلون، كرائحة التبغ الذي يتعاطاه المدخنون، فعلى من ابتلى بهذا المحرم الخبيث أن يتركه لله -تعالى-، فإلم يفعل فعليه ألا يتعاطاه عند ذهابه إلى المسجد، وأن ينظف أسنانه وفمه، حتى يقطع رائحته أو يخففها.
٣. كراهة أكل هذه الأشياء لمن عليه حضور الصلاة في المسجد؛ لئلا تفوته الجماعة في المسجد، ما لم يأكلها حيلة على إسقاط الحضور، فيحرم.
٤. النهي عن الإيذاء بكل وسيلة، وأكل ما له رائحة كريهة وسيلة منصوص عليها في هذا الحديث، فيلحق بها كل مؤذ.
٥. أن الامتناع عن أكل الثوم ونحوه، ليس لتحريمه، بدليل أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بأكلها، فقال: (قَرِّبُوهَا إلى بعض أصحابي) فامتناعه عن أكلها لا يدل على التحريم.
٦. أن المصالح الهامة أولى بالمراعاة من المصالح الخاصة.
٧. حكمة النهي عن إتيان المساجد؛ ألا يتأذى بها الملائكة والمصلون.
٨. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث يقرن الحكم ببيان سببه؛ ليطمئن المخاطب بمعرفة الحكمة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء

التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. تاج العروس من جواهر القاموس، محمّد أبو الفيض الملقّب بمرتضى الزَّبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (4850)

من أنفق نفقة في سبيل الله كُتِبَ لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ	جو شخص اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے، اس کے لئے سات سوگنا ثواب لکھا جاتا ہے۔
٩٣٧. الحديث: عن أبي يحيى خريم بن فاتك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من أنفق نفقة في سبيل الله كُتِبَ لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ».	**٩٣٧. حدیث:** ابو یحیٰ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: "جو شخص اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے، اس کے لئے سات سوگنا ثواب لکھا جاتا ہے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث فضل الإنفاق في سبيل الله، وأنَّ المنفق له بمثل ما أنفق سبعمائة ضعف، وهذا موافق لقوله -تعالى-: "مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ".	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے, اور یہ کہ خرچ کرنے والے کو جو کچھ بھی وہ خرچ کرتا ہے اس کا سات سوگنا ملتا ہے۔ یہ اللہ تعالی کے اس فرمان کے مطابق ہے: "مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"۔ ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو يحيى خريم بن فاتك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من أنفق نفقة : دفع مالا في جهاد أو غيره من وجوه القرب.
- كُتِبَ لَهُ : سجل في صحف أعماله.
- بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ : بسبعمائة من مَثِيْلِه.

فوائد الحديث:

١. مضاعفة الثواب لكل من أنفق نفقة في سبيل الله يبتغي بها الأجر عند الله -تعالى-.
٢. النفقة في سبيل الله تضاعف إلى سبعمائة ضعف وقد تزيد.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م فتح الباري، لابن حجر ، الناشر : دار المعرفة - بيروت ، ١٣٧٩ه نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، دار الكتب العلمية بيروت - لبنان الطبعة الاولى ١٤١٥ ه - ١٩٩٤ م كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥ه.

الرقم الموحد: (6397)

من باع نخلًا قد أبرت فثمرها للبائع، إلا أن يشترط المبتاع

جس نے کھجور کے ایسے درخت بیچے، جن کی تلقیح کی جا چکی ہو، تو ان کا پھل بیچنے والے کا ہوگا، سوائے اس کے کہ خریدنے والے نے شرط لگا دی ہو۔

٩٣٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمر-رضي الله عنه- مرفوعًا: «من باع نخلًا قد أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا للبائع، إلا أن يشترط المُبْتَاعُ». وفي رواية: «ومن ابْتَاعَ عبدا فمالُه للذي باعه إلا أن يشترط المُبْتَاعُ».

٩٣٨. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جس نے کھجور کے ایسے درخت بیچے، جن کی تلقیح کی جا چکی ہو، تو ان کا پھل بیچنے والے کا ہوگا، سوائے اس کے کہ خریدنے والے نے شرط لگا دی ہو"۔ اور ایک روایت میں ہے : "جس نے اپنا غلام بیچا، اس (غلام) کا مال بیچنے والے کا ہو گا، الا کہ خریدار شرط لگا دے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حق التأبير للبائع، وألحق به الثمرة لكونه قد باشر سببها وهو التأبير، إلا أنه متى اشترط المشتري أن تكون له الثمرة -وإن كان النخل قد لقحت- وقبل البائع ذلك، فهما على ما اشترطا. وكذلك العبد الذي جعل سيده بيده مالًا، فإن باعه فماله لسيده الذي باعه لأن العقد لا يتناوله، إلا أن يشترطه المشتري، أو يشترط بعضه، فيدخل في البيع.

اجمالی معنی:

'تابیر' (پیوندکاری) کا حق فروخت کنندہ کو حاصل ہے اور درخت کے پھل پر بھی یہی حکم عائد ہوگا۔ (یعنی وہ بھی فروخت کنندہ کا ہوگا) کیوں کہ اس پھل کے سبب یعنی پیوندکاری کو اسی نے سر انجام دیا ہے۔ سوائے اس کے کہ خریدار شرط لگا دے کہ پھل اس کا ہوگا۔ اگر کھجوروں کی پیوند کاری ہو چکی ہو اور فروخت کنندہ اس شرط کو قبول کر لے، تو فروخت کنندہ اور خریدار اپنے مابین طے شدہ شرط کے پابند ہوں گے (اور یوں پھل خریدار کا ہو جائے گا)۔ یہی حکم اس غلام کا ہے، جس کے ہاتھ میں اس کے آقا نے کچھ مال تھما رکھا ہو۔ اگر وہ اسے فروخت کر دے، تو اس کے ہاتھ میں موجود مال اس کے آقا کا ہوگا، جس نے اسے بیچا ہے۔ کیوں کہ عقدِ بیع میں یہ مال شامل نہیں۔ الا یہ کہ خریدار اس پورے مال یا اس کے کچھ حصے کی شرط لگا دے (کہ وہ بھی عقد میں شامل ہوگا)، تو وہ عقدِ بیع میں شامل ہو جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > الشروط في البيع
الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > بيع الأصول والثمار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نخلًا : اسم جنس يذكر ويؤنث جمع نخيل.
- أبرت : من التأبير، وهو: التلقيح، أي: شق طلع النخلة الأنثى ليذر فيه شيء من طلع النخلة الذكر.
- للبائع : ملك للبائع لا للمشتري، ويترك في النخل إلى الجذاذ.
- إلا أن يشترط : أن الثمرة تكون له.
- المبتاع : هو المشتري.

فوائد الحديث:

١. أن من باع نخلا قد أُبّرت فثمرتها للبائع، وهذا ما نطق به الحديث.

٢. أن من باع نخلا لم تؤبر، فثمرتها للمشتري، وهذا ما يفهم من الحديث.

٣. إن استثنى البائع الثمرة التي لم تؤبر، أو بعضها فهي له بشرطه.

٤. إن اشرط المشتري دخول الثمرة المؤبرة بالعقد، فهي له بشرطه.

٥. صحة اشتراط بعض الثمرة؛ لقوله [إلا أن يشترط المبتاع]، فهو صادق عليه كله، وعلى بعضه.

٦. ألحق الفقهاء بالبيع جميع التصرفات: كأن يكون النخل عوض صلح، أو صداقا، أو جعله صاحبه أجرة، أو هبة أو غير ذلك مما فيه نقل الملك.

٧. دخول الثمرة في البيع إذا اشتريت قبل التأبير، أو اشترطها المشتري وهي مؤبرة، يُعَدّ بيعاً للثمر قبل بُدُو صلاحه، لكن رخص فيه لأنه تابع لأصله، ليس مستقلا، والقاعدة العامة "يثبت تبعًا ما لا يثبت استقلالًا" وهذه الصورة منها وبهذا تجتمع النصوص.

٨. أن من باع عبدا وقد جعل بين يديه مالا يتصرف به، فالمال للبائع إلا أن يشترطه المشتري مع الصفقة، أو يشترط بعضه، فيدخل مع المبيع، وحينئذ يشترط فيه ما يشترط غيره من المبيعات.

٩. لا يضر أن يكون مع العبد المبيع ما يدخله الربا مع الثمن، كأن يتبعه فضة والثمن ريالات فضية، لأنه تابع.

المصادر والمراجع:

تأسيس الأحكام، للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر بدمشق، الطبعة الأولى. صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ط دار إحياء التراث العربي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي.

الرقم الموحد: (5842)

من تَوَضَّأَ فَأَحسَنَ الوُضوءَ، ثم أتى الجُمُعَةَ فاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لهُ ما بَيْنَهُ وبَيْنَ الجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ، ومَنْ مَسَّ الحَصَا فَقَدْ لَغَا

جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا اور پھر جمعہ پڑھنے آیا اور خاموش ہو کر خطبہ سنا تو اس کے جمعہ سے جمعہ تک کے اور تین دن زیادہ کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے (جمعہ کے دوران) کنکری کو چھوا اس نے لغو کام کیا۔

٩٣٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَن توضأ فأحسنَ الوُضوء، ثم أتى الجمعةَ فاستمعَ وأَنْصَتَ غُفِرَ له ما بينه وبين الجمعة وزيادةُ ثلاثة أيام، ومَن مَسَّ الحصا فقد لَغا».

٩٣٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا اور پھر جمعہ پڑھنے آیا اور خاموش ہو کر خطبہ سنا تو اس کے جمعہ سے جمعہ تک کے اور تین دن زیادہ کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے (جمعہ کے دوران) کنکری کو چھوا اس نے لغو کام کیا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من توضأ فأحسن وضوءه بإتمام أركانه والإتيان بسننه وآدابه، ثم أتى المسجد ليصلي الجمعة فاستمع الخطبة وسكت عن الكلام المباح، غفر له صغائر الذنوب من حين صلاة الجمعة وخطبتها إلى مثل الوقت في الجمعة الماضية، وزيادة عليها ذنوب ثلاثة أيام، ومن مس الحصا وفي معناه سائر العبث في حال الخطبة فقد أسقط ثواب الجمعة.

اجمالی معنی:

جس نے وضو کو اس کے تمام ارکان و سنن اور آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوب اچھی طرح کیا اور پھر مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے آگیا اور اس نے جائز گفتگو سے بھی خاموشی اختیار کرتے ہوئے خطبۂ جمعہ سُنا تو اس کے پچھلے جمعہ سے لے کر اس نماز جمعہ اور اس کے خطبہ تک کیے گئے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس پر مستزاد تین اور دنوں کے گناہ بھی بخش دیے جاتے ہیں۔ اور جو شخص دوران خطبہ کنکریوں سے کھیلتا ہے یا اس طرح کا کوئی اور فضول کام کرتا ہے تو وہ جمعے کے ثواب کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة > فضل صلاة الجمعة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أحسن الوضوء : أتى به تامًّا بأركانه وسننه وآدابه.
- أتى الجمعة : أي: أتى المسجد ليصلي صلاة الجمعة، وسميت الجمعة لاجتماع الناس لها.
- وأنصت : أي: سكت سكوت مستمع.
- وزيادة ثلاثة أيام : أي: زيادة عليها ذنوب ثلاثة أيام.
- لغا : من اللغو، وهو في الأصل الكلام الباطل والذي لا فائدة فيه.والمراد هنا: أنه أسقط ثواب الجمعة.

فوائد الحديث:

١. الحث على تحسين الوضوء وإتمامه، والمحافظة على صلاة الجمعة.
٢. فضل صلاة الجمعة.
٣. صلاة الجمعة تكفر ذنوب عشرة أيام.
٤. وجوب الإنصات لخطبة الجمعة، وعدم التشاغل عنها بالكلام وغيره.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. - النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5433)

من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يقبلها بيمينه، ثم يُرَبِّيها لصاحبها كما يُرَبِّي أحدُكم فَلُوَّه حتى تكون مثل الجبل

جو شخص کھجور برابر حلال کمائی میں سے صدقہ کرے، اور جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لیے اسی طرح پروان چڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

٩٤٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يقبلها بيمينه، ثم يُرَبِّيها لصاحبها كما يُرَبِّي أحدكم فَلُوَّه حتى تكون مثل الجبل»

٩٤٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص ایک کھجور برابر حلال کمائی میں سے صدقہ کرے، اور جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لیے اسی طرح پروان چڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من تصدق بمثل قيمة تمرة حلالاً خال عن الغش والخديعة, ولا يقبل الله إلا الحلال الطيب, فإن الله يقبلها بيمينه وهذا على ظاهره كما يليق به -سبحانه- من غير تأويل ولا تحريف, والمراد أخذها منه كما في رواية مسلم, فينميها ويضاعف أجرها كما يربي أحدكم مهره وهو ولد الحصان حتى يكبر.

اجمالی معنیٰ:

جو شخص ایک کھجور کی قیمت کے برابر حلال مال سے صدقہ کرتا ہے جس میں کوئی ملاوٹ اور دھوکہ دہی نہیں ہوتی اور اللہ تعالی قبول ہی حلال و پاکیزہ مال کو کرتا ہے، تو اللہ تعالی اس صدقے کو اپنے داہنے ہاتھ سے وصول کرتا ہے۔ بغیر کسی تاویل و تحریف کے اس کا ظاہری معنی ہی مراد لیا جائے گا جو اللہ تعالی کے شایانِ شان ہو۔ یعنی ''لیتا ہے'' (ہی مُراد لیا جائے) جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔ پھر اسے اللہ بڑھاتا ہے اور اس کا ثواب کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بعدل : أي: بقيمتها من رزق حلال خال من الغش والخديعة.
- كسب : جمعٍ.
- يربيها : ينميها ويضاعف أجرها.
- فلوه : هو المُهر بضم الميم، أي: الصغير من الخيل.

فوائد الحديث:

١. لا يقبل الله الصدقة إلا من الحلال الطيب لأن الله طيب لا يقبل إلا طيباً.

٢. يضاعف الله الصدقة من الكسب الطيب حتى تصبح كالجبل.

٣. إثبات صفة اليدين لله -تعالى-، وكلتا يديه يمين، كما يليق بجلاله وعظمته، وقد دل على هذا نصوص الكتاب والسنة، كقوله -تعالى-: (والسماوات مطويات بيمينه) وقوله -صلى الله عليه وسلم-: (وكلتا يديه يمين) رواه مسلم.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢. المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. رياض الصالحين، تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي، تحقيق: عصام موسى هادي، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر، ط٤ ١٤٢٨. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف: محمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة، ط٤ عام ١٤٢٥. تاج العروس من جواهر القاموس، تأليف: محمد بن محمد الحسيني الزبيدي، تحقيق: مجموعة من المحققين، الناشر: دار الهداية. تعليق البغا على صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، تحقيق : د. مصطفى ديب البغا، الطبعة الثالثة ، ١٤٠٧ – ١٩٨٧.

الرقم الموحد: (5862)

من تطبب، ولا يعلم منه طب، فهو ضامن

جس نے طبیب ہونے کا دعوی کیا حالانکہ وہ طب کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا تو وہ (نقصان کی صورت میں) تاوان بھرے گا۔

٩٤١. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مَنْ تَطَبَّبَ، ولا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ، فهو ضامِنٌ»

٩٤١. حدیث:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے طبیب ہونے کا دعوی کیا حالانکہ وہ طب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تو وہ (نقصان کی صورت میں) تاوان بھرے گا''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

من ادَّعى علم الطب، وليس بعالم فيه، ولا يحسنه، فغرَّ النَّاس، وعالجهم، فأتلف بعلاجه نفسًا، فما دونها من الأعضاء، فهو ضامن؛ لأنَّه متعدٍ، حيث غرَّ النَّاس، وأعدَّ نفسه لما لا يعرفه. و لا يعلم خلاف في أنَّ المعالج إذا تعدى، فتلف المريض كان ضامنًا، وكذا المتعاطي علمًا أو عملًا لا يعرفه، فهو متعدٍّ، فإن تولد من فعله التلف ضمن الدية، وسقط عنه القود؛ لأنَّه لم يستبد بذلك دون إذن المريض.

اجمالی معنی:

جو شخص علمِ طب رکھنے کا دعوی کرے حالانکہ وہ اس سے بالکل بھی واقف نہ ہو اور نہ ہی اسے اچھی طرح سرانجام دے سکتا ہو اور یوں وہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہوئے ان کا علاج کرے اور اپنے علاج کی وجہ سے وہ کسی کی جان لے لے یا پھر کسی عضو وغیرہ کو تلف کر دے تو وہ تاوان بھرے گا کیونکہ اس نے زیادتی کی بایں طور کہ لوگوں کو دھوکا دیا اور اپنے آپ کو ایسے کام پر آمادہ جسے وہ جانتا ہی نہیں تھا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ علاج کرنے والا جب زیادتی کا مرتکب ہو اور مریض کی جان لے لے تو اس صورت میں وہ تاوان بھرے گا۔ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو کسی بھی ایسے علم و عمل میں منہمک ہوتا ہے جس کی وہ کچھ بھی شُدبُد نہیں رکھتا۔ یہ شخص بھی زیادتی کرنے والا ہے اور اگر اس کے اس فعل سے کچھ تلف ہو گیا تو وہ دیت کا ضامن ہوگا تاہم اس پر قصاص نہیں آئے گا کیونکہ اس نے مریض کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية

راوي الحديث: رواه أبوداود والنسائي وابن ماجه.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- تَطَبَّبَ : ادعى علم الطب، ولم يكن طبيبا؛ بأن لم يكن عنده علم، ولا خبرة.
- فهو ضامن : يتحمل تبعة ومسؤولية ما أتلفه.

فوائد الحديث:

١. تضمين المتطبب الجاهل.
٢. عمل المتطبب الجاهل محرَّم لأن دعواه الطب دعوى كاذبة، وتغرير بالناس، وعبث بأبدانهم.
٣. ما أخذه المتطبب الجاهل من أجرة: فهي محرَّمة؛ لأنَّها من أكل أموال النَّاس بالباطل، ونتيجة خداع، وثمرة تمويه.
٤. يقاس على ادّعاء الطب بالجهل كل عمل يدعيه الإنسان، أو صنعة ينسب إليها، وهو لا يحسن ذلك، ثم يفسد على الناس أموالهم.
٥. أعظم من هذا كله ادعاء العلم الشرعي، وتعاطي الفتوى مع الجهل، فإذا كانت الأبدان تضمن مع الجهل، فأولى الإضرار بالدين.

٦. إذا كان الطبيب حاذقًا وفعل المأذون فيه ولم يتعد أو يفرط فلا ضمان عليه؛ وإن حصل زيادة في المرض مثلا، وهذه قاعدة في كل فعل مأذون فيه.

٧. فيه مبدأ العدل، وصيانة أرواح الناس وأبدانهم من عبث العابثين.

٨. الطب مهنة جائزة بل ومهمة، بل عده بعض الفقهاء من فروض الكفايات.

٩. كمال الدين الإسلامي بإباحة الطب، وتشجيع الطبيب الحاذق بأنه لاضمان عليه إذا لم يفرط ولم يتعد.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد . الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت . سنن الترمذي ، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر . الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م . سنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب،الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام،محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام ، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري-الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ -سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تأليف محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، لمكتبة المعارف.

الرقم الموحد: (58212)

من توضأ نحو وضوئي هذا, ثم صلى ركعتين, لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه

جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی، جس میں اس نے اپنے جی میں کوئی بات نہ کی، اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

٩٤٢. الحديث:

عن حمران مولى عثمان أنَّه رأى عثمان دعا بوَضُوء, فأفرَغ على يَدَيه مِن إنائه, فغَسَلهُما ثلاثَ مرَّات، ثمَّ أدخل يَمينَه في الوَضُوء, ثمَّ تمضمَض واستَنشَق واستَنثَر، ثُمَّ غَسل وَجهه ثَلاثًا, ويديه إلى المرفقين ثلاثا, ثم مسح برأسه, ثمَّ غَسل كِلتا رجليه ثلاثًا, ثمَّ قال: رأيتُ النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- يتوضَّأ نحو وُضوئي هذا، وقال: (من توضَّأ نحو وُضوئي هذا, ثمَّ صلَّى ركعتين, لا يحدِّث فِيهما نفسه غُفِر له ما تقدَّم من ذنبه).

٩٤٢. حدیث :

حمران رحمہ اللہ جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا اور برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر تین دفعہ انھیں دھویا۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ کو وضو کے پانی میں ڈالا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑا۔ پھر اپنے چہرے کو تین دفعہ دھویا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین دفعہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو تین دفعہ دھویا اور فرمایا : "میں نے نبی ﷺ کو اپنے اس وضو کی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا : "جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی، جس میں اس نے اپنے جی میں کوئی بات نہ کی، اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

اشتمل هذا الحديث العظيم على الصفة الكاملة لوضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-. فإن عثمان -رضي الله عنه- من حسن تعليمه وتفهيمه علمهم صفة وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم- بطريقة عملية، ليكون أبلغ تفهُّماً، فإنه دعا بإناء فيه ماء، ولئلا يلوثه، لم يغمس يده فيه، وإنما صب على يديه ثلاث مرات حتى نظفتا، بعد ذلك أدخل يده اليمنى في الإناء، وأخذ بها ماء تمضمض منه واستنشق، ثم غسل وجهه ثلاث مرات، ثم غسل يديه مع المرفقين ثلاثا، ثم مسح جميع رأسه مرة واحدة، ثم غسل رجليه مع الكعبين ثلاثا. فلما فرغ -رضي الله عنه- من هذا التطبيق والوضوء الكامل أخبرهم أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- توضأ مثل هذا الوضوء، وأخبرهم -صلى الله عليه وسلم- أنه من توضأ مثل وضوئه، وصلى ركعتين، خاشعًا مُحْضراً قلبه بين يدي ربه عز وجل فيهما، فإنه- بفضله تعالى يجازيه على

اجمالی معنی :

اس عظیم الشان حدیث میں نبی ﷺ کے وضو کے مکمل طریقۂ کار کا بیان ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے انتہائی اچھے اور خوب صورت انداز میں لوگوں کو عملی طور پر نبی ﷺ کے وضو کے طریقے کی تعلیم دی، تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔ انھوں نے ایک برتن منگوایا، جس میں کچھ پانی تھا اور اس خیال کے پیش نظر کہ کہیں وہ خراب نہ ہو جائے، انھوں نے اپنا ہاتھ اس میں نہیں ڈالا، بلکہ اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی بہایا، تاکہ وہ صاف ہو جائیں۔ اس کے بعد انھوں نے اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر اس میں سے کچھ پانی لیا اور اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنے چہرے کو تین دفعہ دھویا اور اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین دفعہ دھویا۔ پھر ایک دفعہ اپنے پورے سر کا مسح کیا اور پھر اپنے دونوں پاؤں کو تین دفعہ ٹخنوں سمیت دھویا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ اس عملی تطبیق سے فارغ ہو گئے اور پوری طرح وضو کر چکے، تو لوگوں کو بتایا کہ انھوں نے نبی ﷺ کو اسی طرح سے وضوء کرتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ جو شخص آپ ﷺ کے وضو کی طرح وضو کرتا ہے اور پھر پورے خشوع کے ساتھ اور اپنے دل کو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں یکسو رکھتے ہوئے دو رکعت نماز پڑھتا ہے، تو اس طرح سے کامل

هذا الوضوء الكامل، وهذه الصلاة الخالصة بغفران ما تقدم من ذنبه.	وضو کرنے اور خالص نماز کی ادائیگی پر اللہ تعالی اسے اپنے فضل واحسان کے ساتھ یہ بدلہ دیتا ہے کہ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > صفة الوضوء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- وَضُوء : الماء الذي يتوضأ به. وأصل الوضوء من الوضاءة، وهى الحسن والنظافة فسمي وضوء الصلاة وضوءاً؛ لأنه يُنَظِّف صاحبه.
- فأَفرَغ : قَلَبَ وصَبَّ من ماء الإناء على يديه.
- لا يحدِّث فيهما نفسه : حديث النفس، هو الوساوس والخطرات، والمراد به هنا ما كان في شؤون الدنيا، يعني فلا يسترسل في ذلك، وإلا فالأفكار يتعذر السلامة منها.
- إلى المرفقين : (إلى) هنا بمعنى (مع) يعنى مع المرفقين.
- المرفق : هو مفصل العضد من الذراع.
- نحو وُضُوئي : مثل وضوئي.
- مولى عثمان : عتيقه، أن حمران كان مملوكًا لعثمان -رضي الله عنه- فأعتقه عثمان.
- دعا بوَضُوء : طلب ماء يتوضأ به.
- تَمَضْمَضَ : أدار الماء في فمه وأخرجه.
- اسْتَنْشَقَ : جذب الماء بنَفَسه إلى باطن أنفه، أو أدخله بالدفع.
- اسْتَنْثَرَ : أخرج من أنفه الماء الذي استنشقه
- وجهه : الوجه معروف، وحده من منابت شعر الرأس المعتاد، إلى ما نزل من اللحية والذقن طولا، ومن الأذن إلى الأذن عرضًا
- مسح برأسه : أمر يده على رأسه مبلولة بالماء، وحد الرأس: منابت الشعر المعتاد من جوانب الوجه إلى أعلى الرقبة.
- وُضوئي : نفس فعل الوضوء.
- غفر له : غفر الله له، والمغفرة ستر الذنب والتجاوز عنه.
- تقدَّم : سبق.
- ذنبه : معصيته.

فوائد الحديث:

١. فضيلة أمير المؤمنين عثمان -رضي الله عنه-، وحرصه على نشر العلم والسنة.

٢. التعليم بالفعل؛ لكونه أبلغ وأضبط.

٣. استحباب غسل اليدين قبل إدخالهما في الإناء في ابتداء الوضوء، وإن لم يكن قائمًا من النوم، فإن كان مستيقظًا من نوم الليل فيجب غسلهما.

٤. من فعل العبادة لله، وقصد مع ذلك تعليم الناس لم ينقص من إخلاصه.

٥. ينبغي للمعلم أن يسلك أقرب الطرق إلى الفهم ورسوخ العلم.

٦. ينبغي للداخل للعبادة دفع الخواطر المتعلِّقة بأشغال الدنيا، وجهاد النفس في ذلك، فإن الإنسان يحضُره في حال صلاته ما هو مشغوف به.

٧. استحباب التيامن في الوضوء وفي تناول ماء الوضوء لغسل الأعضاء.

٨. مشروعية الترتيب بين التمضمض، والاستنشاق، والاستنثار.

٩. غسل الوجه ثلاثا.

١٠. مسح جميع الرأس مرة واحدة.

١١. غسل الرجلين مع الكعبين ثلاثا.

١٢. وجوب الترتيب في ذلك، لأن الله أمر بمسح الرأس وأدخله بين غسل الرجلين وبقية الأعضاء مما دل على وجوب الترتيب.

١٣. هذه الصفة هي صفة وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم- الكاملة.

١٤. مشروعية الصلاة بعد الوضوء.

١٥. سبب تمام الصلاة وكمالها، حضور القلب بين يدي الله -تعالى- وفيه الترغيب بالإخلاص، والتحذير من عدم قبول الصلاة ممن لهى فيها بأمور الدنيا، ومن طرأت عليه الخواطر الدنيوية وهو في الصلاة فطردها يرجى له حصول هذا الثواب.

١٦. غسل اليدين مع المرفقين ثلاثاً.

١٧. الثواب الموعود به يترتب على مجموع الأمرين، وهما الوضوء على الصفة المذكورة، وصلاة ركعتين بعده على الصفة المذكورة.

١٨. ثواب الوضوء وصلاة ركعتين بخشوع مغفرة الله ما سبق من الذنوب.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3313)

من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت، ومن اغتسل فهو أفضل

جس نے جمعے کے دن وضو کیا، اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے اور جس نے غسل کیا، تو یہ افضل ہے

٩٤٣. الحديث:

عن سمرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من توضَّأ يوم الجُمعة فَبِهَا ونِعْمَتْ، ومن اغْتَسَل فهو أفْضَل».

٩٤٣. حدیث:

سمرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعے کے دن وضو کیا، اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے اور جس نے غسل کیا، تو یہ افضل ہے"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

"من توضَّأَ يوم الجُمعة" المراد به: الوضوء لصلاة الجمعة. "فَبِهَا" أي أنه أخَذ بالسُّنة والرُّخصة، "ونِعْمَتْ" أي: نِعم ما فعل بأخذه بالسُّنة، فهذا ثَناء عليه. "ومن اغْتَسَل فهو أَفْضَل" يعني: من اغْتسل للجمعة مع الوضوء، فهو أفضل من الوضوء المُجرد عن الغُسل. وبهذا أخذ جمهور العلماء، ومنهم الأئمة الأربعة، ومن أدلتهم أيضًا حديث مسلم: (من توضأ فأحْسَن الوضوء، ثم أتَى الجُمعة فاسْتَمَع وأنْصَت غُفر له ما بين الجمعة إلى الجمعة وزيادة ثلاثة أيام).

اجمالی معنی:

"من توضَأَ یوم الجُمعۃ": اس سے مراد نماز جمعے کے لیے وضو ہے۔ "فَبِهَا": یعنی اس نے سنت اور رخصت کو اختیار کیا۔ "ونِعْمتْ": یعنی سنت کو اختیار کر کے اس نے اچھا کیا اور اس پر اس کی تحسین کی گئی ہے۔ "ومن اغْتَسَل فهو أفْضَل": یعنی جس نے وضو کے ساتھ ساتھ جمعے کے لیے غسل بھی کیا، وہ اس وضو سے افضل ہے، جو غسل سے خالی ہے۔ جمہور علما اور ائمۂ اربعہ نے اسی سے استنباط کیا ہے اور ان کے دلائل میں سے ایک دلیل صحیح مسلم کی یہ روایت ہے: (من توضأ فأحْسَن الوضوء، ثم أتَى الجُمعة فاستَمع وأنْصَت غُفر له ما بين الجمعة إلى الجمعة وزيادة ثلاثة أيام) کہ جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر جمعہ کے لیے چلے، خاموش رہے اور توجہ سے سنے تو ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک، نیز مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: سَمُرة بن جُنْدَب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- نِعْمَتْ : كلمة مدح.
- فالغسل أفضل : أي أفضل من الوضوء، الذي ليس معه اغتسال.

فوائد الحديث:

١. استحباب الغُسل لصلاة الجمعة.
٢. أنَّ من لم يتمكَّن من الغُسل لعُذر، أو لم يُرِد الاغتسال من دون عُذر، كَفاه الوضوء، ولكن فاته الأجر والفضيلة.
٣. فيه فضل يوم الجمعة، حيث شُرِعَ الاغتسال فيه.
٤. أن النَّظافة وإزالة الروائح الكَريهة مطلوبة شرعا للمسلم خاصة عندما يَحضر الاجتماعات الدينية، كيوم الجمعة ويوم العيد وصلاة الجماعة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه: لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. السنن الكبرى للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن الدارمي، لعبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة:الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: الشيخ صالح الفوزان، عناية عبد السلام السليمان، مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (10035)

من جاء منكم الجمعة فلْيَغْتَسِلِ

تم میں سے جو شخص نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے آئے، اسے چاہیے کہ غسل کرے۔

٩٤٤. الحديث:

عن عبد الله بن عُمر رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: «من جاء منكم الجمعة فلْيَغْتَسِلِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الاجتماع لصلاة الجمعة مشهد عظيم، ومجمع كبير من مجامع المسلمين، حيث يأتون لأدائها من أنحاء البلد، التي يسكنونها. ومثل هذا المحفل، الذي يظهر فيه شعار الإسلام، وأَبَّهة المسلمين، يكون الآتي إليه على أحسن هيئة، وأطيب رائحة، وأنظف جسم. وكان الصحابة رضوان الله عليهم في أول الإسلام يعانون من الفقر والحاجة، يلبسون الصوف، ويخدمون أنفسهم، فيأتون إلى الجمعة عليهم الغبار، وفيهم العرق، وكان المسجد ضيقاً، فيزيد عليهم العرق في المسجد، ويؤذي بعضهم بعضاً بالروائح الكريهة؛ لذا أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يغتسلوا عند الإتيان لها، ولئلا يكون فيهم أوساخ وروائح يؤذون بها المصلين والملائكة الحاضرين لسماع الخطبة والذكر.

٩٤٤. حديث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے آئے، اسے چاہیے کہ غسل کرلے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

نماز جمعہ دراصل مسلمانوں کا ایک عظیم اجتماع ہے۔ کیوں کہ شہر کے مختلف علاقوں میں سکونت پذیر لوگ نماز کی ادائیگی کے لیے آتے ہیں۔ اس طرح کی محفل، جس سے شعائرِ اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت کا اظہار ہو، میں شرکت کرنے والوں کو چاہیے کہ بہتر ہیئت میں آئیں، خوش بو لگائیں اور صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں۔ شروع اسلام میں صحابہ غریبی اور ضروریات زندگی میں تنگی کا شکار تھے۔ وہ اون کا لباس پہنتے اور محنت مزدوری کرتے تھے۔ تو جب جمعہ کے لیے آتے، غبار آلود اور پسینے سے شرابور ہوتے تھے۔ مسجد تنگ ہونے کی وجہ سے ان کو مسجد میں مزید پسینہ آتا، جس کی ناگوار بو سے ایک کو دوسرے سے تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جمعے کے لیے آنے سے پہلے غسل کرلیں؛ تاکہ ان پر کوئی ایسا میل کچیل اور بو باقی نہ رہے جس سے نمازیوں اور خطبہ سننے کے لیے حاضر ہونے والے فرشتوں کو کوئی تکلیف محسوس ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- من جاء : أراد المجيء.
- منكم : من البالغين.
- الجمعة : صلاة الجمعة.
- فليغتسل : فليعم بدنه بالماء غسلا.

فوائد الحديث:

١. أن الأفضل أن يكون الغسل قبيل الذهاب إلى صلاة الجمعة مباشرة.

٢. ينبغي للإنسان أن يأتي إلى مواطن العبادة والصلاة على أحسن حال وأجل هيئة {يا بَني آدَمَ خُذُوا زينتكُم عِنْدَ كُلِّ مَسجدٍ}، ففيه اهتمام الإسلام بالطهارة والنظافة.

٣. أن مشروعية الغَسل لمن أراد إتيان الصلاة، أما غيره فلا يشرع له الغسل، وقد صرح بذلك لفظ الحديث عند ابن خزيمة، وهو" ومن لم يأتها فليس عليه غسل."

٤. الغسل يوم الجمعة يكون للصلاة، ويقدم عليها؛ لأنه مقصود لها لإزالة الروائح الكريهة حتى لا يتأذى الحاضرون، لا مقصود ليومها.

٥. يستحب لمن يأتي الجمعة أن يكون نظيفا، فيغتسل حتى تزول الروائح من جسده ويتطيب، وإن توضأ فقط أجزأه ذلك؛ لما ثبت أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت، ومن اغتسل فالغسل أفضل.»

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5394)

من جهز غازيا في سبيل الله فقد غزا، ومن خلف غازيًا في أهله بخير فقد غزا

جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے سامان سفر کا انتظام کیا، اس نے درحقیقت جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے اہل وعیال میں اس کی اچھے انداز میں جانشینی کی، حقیقت میں اس نے جہاد کیا

٩٤٥. الحديث:

عن زيد بن خالد الجهني -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِي سَبِيلِ الله فَقَد غَزَا، وَمَنْ خَلَّفَ غَازِياً في أهلِه بخَير فقَد غزَا».

٩٤٥. حدیث:

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے سامان سفر کا انتظام کیا، اس نے درحقیقت جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے اہل وعیال میں اس کی اچھے انداز میں جانشینی کی، حقیقت میں اس نے جہاد کیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا جهَّز الإنسان مجاهدًا براحلته ومتاعه وسلاحه فقد كتب الله له أجر الغازي؛ لأنه أعانه على الخير، ولو أنَّ الغازي أراد أن يجاهد ولكنَّه أشكل عليه أهله مَن يكون عند حاجاتهم، فدعا رجلاً من المسلمين وقال: أخلِفني في أهلي بخير، فإنَّ هذا الذي خلَّفه يكون له أجر المجاهد؛ لأنه أعانه، ويؤخذ من هذا أنَّ كُلَّ من أَعان شخصاً في طاعة الله فله مثل أجره، فإذا أُعِين طالب علم في شراء الكتب له، أو تأمين السكن، أو النفقة، أو ما أشبه ذلك، فإن لكل أجراً مثل أجره، من غير أن ينقص من أجره شيئاً.

اجمالی معنی:

جب آدمی کسی مجاہد کو اس کی سواری، سازو سامان اور اسلحہ فراہم کرتا ہے، تو اللہ تعالی اس کے لیے جہاد کرنے والے کے برابر اجر لکھ دیتا ہے؛ کیونکہ یہ شخص خیر کے کام میں معاونت کرتا ہے۔ اگر کوئی مجاہد جہاد پر جانے کا ارادہ رکھتا ہو، لیکن اسے یہ مشکل درپیش ہو کہ اس کے گھر والوں کی ضروریات پوری کرنے کا بندوبست کون کرے گا اور پھر وہ کسی مسلمان کو بلا کر کہے کہ تم اچھے انداز میں میرے گھر والوں کے سلسلے میں میری نیابت کرنا، تو یہ شخص جسے وہ اپنا جانشین مقرر کرتا ہے، اسے بھی مجاہد کے برابر اجر ملتا ہے؛ کیوں کہ وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اس سے یہ قاعدہ اخذ ہوتا ہے کہ جو آدمی بھی اللہ کی اطاعت گزاری میں کسی شخص کی مدد کرتا ہے، اسے اس کے مساوی اجر ملتا ہے۔ اگر طالب علم کی کتابیں خریدنے میں مدد کی جائے یا پھر اس کی رہائش یا خرچ یا اس طرح کی کسی اور شے کی ذمہ داری اٹھالی جائے، تو ان میں سے ہر صورت میں طالب علم کے مساوی اجر ملے گا، بغیر اس کے کہ اس سے اس طالب علم کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: زيد بن خالد الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خَلَّفَ غَازِياً : قام عنه بما كان يفعله بعده بالإنفاق والرعاية.
- مَنْ جَهَّزَ غَازِياً : هيَّأ أسباب السفر له إعانة على الخير.
- غزا : غزا الشيء غزوا أراده وطلبه، والمراد به هنا: الجهاد في طلب الكفار؛ لإعلاء كلمة الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. من أعان مسلمًا على الجهاد بتهيئة ما يتطلبُه الجهاد من نفقة كان له مثل أجره وجهاده، ويندرج تحت هذا: كل من ساهم وأعان على خير.

٢. الحث على حماية الجبهة الداخلية في المجتمع المسلم، وفي ذلك توفير الأسباب لحماية الكيان الإسلامي من الاندثار والتفكُّك.
٣. المجتمع الإسلامي متكافل مترابط متعاون على البر والتقوى.
٤. القاعدة العامة: أن من أعان شخصاً في طاعة من طاعات الله كان له مثل أجره، من غير أن ينقص من أجره شيئاً.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. لسان العرب، لابن منظور، ط٣، دار صادر، بيروت، ١٤١٤هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3437)

من حج، فلم يرفث، ولم يفسق، رجع كيوم ولدته أمه	جس شخص نے حج کیا اور اس نے (اس دوران) کوئی فحش کلامی اور گناہ نہیں کیا تو وہ (حج کے بعد گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر اس طرح) لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔
٩٤٦. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ حَجَّ، فلَمْ يَرْفُثْ، ولم يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».	**٩٤٦. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''جس شخص نے حج کیا اور اس نے (اس دوران) کوئی فحش کلامی اور گناہ نہیں کیا تو وہ (حج کے بعد گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر اس طرح) لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: مَنْ حَجَّ لله -تعالى- ولم يَصْدُرْ منه كلامٌ قبيحٌ ولا فعلٌ سيءٌ أثناء المناسك، ولم يأتِ بمعصيةٍ رَجَعَ مِنْ حَجِّهِ مَغْفُوراً له، كما يُولَدُ الصَّبِيُّ سَالماً من الذُّنُوب، وتكفيرُ الحجِّ للذُّنوب والخطايا خاصٌّ بصغائر الذنوب، أما الكبائرُ فلا بُدَّ لها من التوبة.	**اجمالی معنی:** جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور مناسک حج کے دوران اس سے کوئی بری بات اور برا عمل صادر نہ ہوا اور نہ ہی اس نے کوئی گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ اپنے حج سے ایسے پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس کی اس طرح مغفرت کر دی گئی ہے جیسے کوئی نوزائیدہ بچہ گناہوں سے بالکل پاک پیدا ہوتا ہے۔ حج کے ساتھ گناہوں اور خطاؤں کی مغفرت صرف صغیرہ گناہوں کے ساتھ خاص ہے۔ جہاں تک کبیرہ گناہوں کا تعلق ہے تو ان کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > فضل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فلم يرفث : الرفث كلمة شاملة لكل ما يريده الرجل من المرأة، ويشمل القبيح من القول.
- لم يفسق : لم يأت بسيئة ولا معصية.
- كيوم ولدته أمه : أي رجع من حجه بغير ذنوب.

فوائد الحديث:

١. الحجُّ يزُكِّيَ النَّفْسَ من أعمال الرَّفَثِ والفُسُوق.
٢. الحج مُكفِّرٌ للذُّنوب والآثام التي كانت قبله.
٣. الفُسُوق وإن كان ممنوعاً في جميع الأحوال، فيتأكد النهيُ عنه في الحج تعظيماً لمناسك الحج في بيت الله الحرام.
٤. الإنسان يولد بدون خطايا مبرءاً من الذنوب؛ فهو لا يحمل خطيئة غيره.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة

الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج لأبي زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. - إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم عياض بن موسى اليحصبي السبتي، أبو الفضل، المحقق: الدكتور يحْيَى إِسْمَاعِيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ- ١٩٩٨ م.

الرقم الموحد: (2758)

من حلف على يمين ثم رأى أتقى لله منها فليأت التقوى

جو شخص کسی بات پر قسم کھالے، پھر اس سے زیادہ پرہیزگاری والا عمل دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ پرہیزگاری والا عمل اختیار کرے

٩٤٧. الحديث:

عن أبي طَرِيف عدي بن حاتم -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَن حَلَف على يَمِين ثم رأى أَتقَى لله مِنها فَلْيَأت التَّقوَى».

٩٤٧. حدیث:

ابو طریف عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ’’جو شخص کسی بات پر قسم کھالے، پھر اس سے زیادہ پرہیزگاری والا عمل دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ پرہیزگاری والا عمل اختیار کرے۔‘‘

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث: أنَّ من حلَف على ترك شيء، أو فعله فرأى مخالفة ذلك خيرًا من الاستمرار على اليمين وأتقى، ترك يمينه وفعل ما هو خير، على الاستحباب والندب، فإن كان المحلوف عليه مما يجب فعله أو تركه كأن حلف ليتركنّ الصلاة أو ليشربنّ المسكر، وجب عليه الحنث والإتيان بما هو التقوى من فعل المأمور به، وترك المنهيّ عنه.

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جس نے کسی شے کو چھوڑنے یا کرنے کی قسم اٹھائی، پھر اسے لگا کہ اس کی مخالفت کرنا قسم کو پورا کرنے سے بہتر اور زیادہ تقوی والا ہے، تو ایسے شخص کا قسم کو توڑ کر اس سے زیادہ بہتر عمل کو کرنا مستحب اور مندوب ہے۔ اگر جس شے پر قسم اٹھائی گئی ہو ایسی ہو جس کا کرنا یا چھوڑنا واجب ہے جیسے کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ وہ نماز کو چھوڑ دے گا یا پھر کسی نشہ آور شے کو پیے گا، تو اس صورت میں اس پر قسم توڑ کر اس فعل کو سر انجام دینا واجب ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری کا کام ہے یعنی جس کام کا حکم دیا گیا ہے اسے بجا لانا اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہنا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو طَرِيف عدي بن حاتم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حلف على يمين : الحلف واليمين بمعنى واحد، وهو التأكيد بذكر معظم تطمئن له نفس المخاطب.
- أَتقَى لله : أرضى لله وأبعد عن معصيته.
- التَّقوَى : والتقوى اسم جامع لفعل ما أمر الله به وترك ما نهى الله عنه؛ لأنه مأخوذ من الوقاية ولا يقيك من عذاب الله إلا فعل أوامره واجتناب نواهيه.

فوائد الحديث:

١. من حلف بالله وجب عليه إبرار قسمه وعدم الحنث فيها.
٢. إذا كانت اليمين تمنع من طاعة الله أو تُفَوِّت خيرا كثيرا، أو توقع في معصية فعلى العبد أن يُكفِّر عن يمينه، ويفعل ما أمره الله به، ويجتنب معصيته.
٣. وجوب التزام التقوى في الأحوال كلها.
٤. من عزم على فعل معصية فلا يفعلها، فإن كان قد أقسم على فِعلها، فإنَّه يحنث ويُكَفِّر عن يمينه، ولا يأتي بالمعصية.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3054)

من رَمَى بسهم في سَبِيلِ الله فهو له عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ

جس نے اللہ کے راستے (جہاد) میں تیر چلایا تو (اس کا) یہ تیر چلانا ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

٩٤٨. الحديث:

عن عمرو بن عَبَسَة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «من رمى بسهم في سبيل الله فهو له عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ».

٩٤٨. حدیث:

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس نے اللہ کے راستے (جہاد) میں تیر چلایا تو (اس کا) یہ تیر چلانا ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن مَنْ رَمَى بسهم في وجوه أعداء الله -تعالى-، فإن له أجر مَنْ أعتق رقبة في سبيل الله -تعالى-، سواء أصاب به عدوًا أو لم يُصب، كما هي رواية النسائي: "ومَن رَمَى بسهم في سبيل الله تعالى بَلَغَ العدو أو لم يَبْلُغ". أما إذا أصاب به عدوا كان له به درجة في الجنة، كما هي رواية أبي داود: "من بلغ بسهم في سبيل الله -عز وجل- فله درجة. "وفي رواية أحمد: "في الجنة".

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: جس نے اللہ کے دشمنوں کے چہروں میں ایک تیر مارا اسے اس شخص کے مساوی اجر ملتا ہے جس نے اللہ کی راہ میں کوئی غلام آزاد کر دیا ہو چاہے یہ تیر دشمن کو لگے یا نہ لگے جیسا کہ سنن نسائی کی روایت میں وضاحت ہے کہ "جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر مارا اور وہ دشمن تک پہنچا یا نہ پہنچا۔" اگر یہ دشمن کو لگ جائے تو اس کے بدلے میں اسے جنت میں ایک درجہ ملتا ہے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ "جس کا اللہ کے راستے میں مارا ہوا تیر نشانے پر لگ گیا اس کے لیے ایک درجہ ہے''۔ اور احمد کی روایت میں ہے کہ "جنت میں (ایک درجہ ہے)''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والترمذي والنسائي في الكبرى.

التخريج: عمرو بن عَبَسَة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عِدْلُ مُحَرَّرَة : أي مِثْل ثواب رقَبَة مُعْتَقة في سبيل الله.
- سبيل لله : سبيل الله هو القتال لتكون كلمة الله هي العليا

فوائد الحديث:

١. فضل الرَّمي في سَبِيلِ الله تعالى وثوابه.
٢. فيه الحث على الجهاد في سبيل الله وتعظيم أمره.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. التنوير شرح الجامع الصغير، للصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، ط١، دار السلام، ١٤٣٢ه. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥هـ. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى، للنسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٢١هـ. صحيح الترغيب والترهيب،

للألباني، ط٥، مكتبة المعارف – الرياض. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4194)

من سَرَّهُ أَن يُنَجِّيَه الله من كَرْبِ يوم القيامة، فَلْيُنَفِّسْ عن مُعْسِرٍ أو يَضَعْ عنه

جسے یہ اچھا لگتا ہو کہ اللہ اسے قیامت کے دن کی تنگی سے نجات دلائے، تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا پھر اس کا (کچھ یا سارا) قرض معاف کر دے۔

٩٤٩. الحديث:

عن أبي قتادة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «من سَرَّهُ أن يُنَجِّيَه الله من كَرْبِ يوم القيامة، فَلْيُنَفِّسْ عن مُعْسِرٍ أو يَضَعْ عنه».

٩٤٩. حدیث:

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جسے یہ اچھا لگتا ہو کہ اللہ اسے قیامت کے دن کی تنگی سے نجات دلائے، تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا پھر اس کا (کچھ یا سارا) قرض معاف کر دے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "من سَرَّهُ" أي: أفرحه وأعجبه. "أَن يُنَجِّيَه الله من كَرْبِ يوم القيامة" أي يخلِّصه من شَدائد ومِحَن يوم القيامة. "فَلْيُنَفِّسْ عن مُعْسِرٍ" أي يؤخر مطالبته بالدَّين عند حلول أجله ويفسح له في الأجل إلى أن يَجد ما يقضي به الدَّيْن. "أو يَضَعْ عنه" أي يسامحه بالدَّين الذي عليه، كله أو بعضه، قال -تعالى-: (وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ)، [البقرة: ٢٨٠].

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "من سَرَّهُ" یعنی جسے یہ بات خوش لگے اور جسے یہ پسند ہو۔ "أن يُنَجِّيَه الله من كَرْبِ يوم القيامة": یعنی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کے مصائب اور آزمائشوں سے نجات دے۔ "فَلْيُنَفِّسْ عن مُعْسِرٍ" یعنی قرض کی ادائیگی کے مقررہ وقت کے آنے پر اس کے مطالبے کو موخّر کر دے اور ادائیگی کی مدت میں کشائش دے دے، یہاں تک کہ قرض کے ادائیگی کے لیے اس کے پاس مال آجائے۔ "أو يَضَعْ عنه" یعنی اس پر واجب الادا سارا یا کچھ قرض معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) [البقرۃ: ٢٨٠] ترجمہ: اور اگر وہ تنگ دست ہے تو آسودہ حالی تک مہلت دینی چاہیے اور بخش دو، تو تمھارے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > القرض

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سَرَّهُ : أفرحه.
- يُنَجِّيَه : يُخلِّصه.
- كَرْبِ : غَمٌّ تَضِيقُ به النَّفْس لشدته.
- فَلْيُنَفِّسْ : أي يَمُدُّ ويؤخر في المطالبة.
- المُعْسِر : المُفْتَقِر ضَيق الحال.
- يَضَعْ عنه : يَحُطُّ عنه شيئا من أصل الدين.

فوائد الحديث:

١. فضل القَرض الحَسَن.

٢. استحباب إنظار المُعْسر إلى مَيْسرة.

٣. استحباب وضع الدَّين عن المُعْسر، كله أو بعضه.

٤. فضل إنظار المُعْسِر، والوَضْع عنه، إما كل الدَّين أو بعضُه.

٥. من نَفَّس عن مؤمن من كُرب الدنيا نَفَّس الله عليه من كُرَب يوم القيامة، والجزاء من جِنس العمل.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. الكاشف عن حقائق السنن(شرح المشكاة) للطيبي، تحقيق: عبد الحميد هنداوي، مكتبة الباز، مكة، ١٤١٧ه. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4195)

من سأل الله تعالى الشهادة بصدق بلغه منازل الشهداء وإن مات على فراشه

جو شخص سچے دل سے اللہ سے شہادت مانگے گا، اللہ اسے شہیدوں کے مرتبوں تک پہنچادے گا، اگرچہ اس کی وفات اپنے بستر پر ہی ہوئی ہو۔

٩٥٠. الحديث:

عن سهل بن حنيف -رضي الله عنه- مرفوعًا: «مَن سَأَل الله تَعَالى الشَّهَادَة بِصِدق بَلَّغَه مَنَازِل الشُّهَدَاء وإِن مَات عَلَى فِرَاشِه».

٩٥٠. حدیث:

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو شخص سچے دل سے اللہ سے شہادت مانگے گا، اللہ اسے شہیدوں کے مرتبوں تک پہنچادے گا، اگرچہ اس کی وفات اپنے بستر پر ہی ہوئی ہو۔"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث بيان أنَّ صدق النية سبب لبلوغ الأجر والثواب، وأنَّ من نوى شيئاً من عمل البرّ أُثِيب عليه، وإن لم يقدر على عمله، ومن ذلك من دعا وسأل الشهادة في سبيل الله ونصرة دينه صادقا من قلبه كتب الله له أجر الشهداء وإن لم يعمل عملهم ومات في غير الجهاد.

اجمالی معنیٰ:

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ صدقِ نیت اجر و ثواب کے حصول کا سبب ہے۔ جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے، اسے اس پر اجر ملتا ہے، اگرچہ وہ اس عمل کو نہ کر سکے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ جو بندہ سچے دل سے دعا کرے اور اللہ کی راہ میں اور اس کے دین کی نصرت کے لیے شہادت مانگے، اس کے لیے اللہ تعالی شہدا کا اجر لکھ دیتا ہے، اگرچہ وہ ان کی طرح کا عمل نہ کر سکے اور جہاد کی بجائے کسی اور حالت میں اس کی موت واقع ہو جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سهل بن حنيف -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الشهادة : هي في الأصل الموت في قتال الأعداء ابتغاء مرضاة الله -تعالى-.
- منازل الشهداء : درجاتهم عند الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. أنَّ صدق النية سبب لبلوغ المقصود من الأجر والثواب، ومتى صَدُقَت النية في عمل البر أثيب صاحبها، وإن لم يُبَاشر العمل المطلوب.
٢. استحباب طلب الشهادة والإخلاص في ذلك.
٣. إكرام الله -تعالى- لهذه الأمة، فهو يعطيها بقليل من العمل أعلى الدرجات في الجنة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3157)

من سبح الله دبر كل صلاة ثلاثا وثلاثين, وحمد الله ثلاثا وثلاثين, وكبر الله ثلاثا وثلاثين, فتلك تسع وتسعون, وقال تمام المائة: لا إله إلا الله وحده لا شريك له, له الملك, وله الحمد, وهو على كل شيء قدير, غفرت له خطاياه, وإن كانت مثل زبد البحر

جو شخص بھی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہے اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہے اور تینتیس مرتبہ اللہ أكبر کہے تو یہ کل ننانوے مرتبہ ہوا اور سو کی عدد پورا کرتے ہوئے وہ ''لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير'' (نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اسی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے) کہے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں

٩٥١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَن سبَّح الله دُبُر كل صلاة ثلاثا وثلاثين, وحَمِد الله ثلاثا وثلاثين, وكَبَّر الله ثلاثا وثلاثين, فتِلك تِسْعَةٌ وتِسْعُونَ, وقال تَمَام المائة: لا إله إلا الله وحْدَه لا شريك له, له المُلك, وله الحَمد, وهو على كلِّ شيء قَدِير, غُفِرَت خَطَايَاه, وإن كانت مثل زَبَدِ البَحْرِ».

٩٥١. حديث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہے اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہے اور تینتیس مرتبہ اللہ أكبر کہے تو یہ کل ننانوے مرتبہ ہوا اور سو کی عدد پورا کرتے ہوئے وہ ''لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير'' (نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اسی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے) کہے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث عن فضل التسبيح والتحميد والتكبير والتهليل في أدبار الصلوات المكتوبة، (والتقييد بالمكتوبة لورود روايات أخرى تقيد ذلك بدبر الصلاة المكتوبة). وتسبيح الله: تنزيهه عز وجل عن كل نقص وعيب، فالله عز وجل كامل من جميع الوجوه، كامل في أسمائه وفي صفاته وفي أفعاله. والحمد: هو الثَّناء على الله بصفات الكَمَال، فبالتَّسبيح يكون التَّخلي عن كل صفات النَّقص، وبالحمد يكون الاتصاف بصفات الكمال. والتَّكبير: وصف الله تعالى بأنه أكبر من كل شيء له الكِبْرِياء في السَّماوات والأرض وهو العزيز الحكيم. والفضل المذكور هو مغفرة الخطايا, ومعنى هذا أن هذا الذِّكر سببٌ لمغفرة الذُّنوب، وتكفير السَّيئات، والمراد: تكفير صغائر الذُّنوب، أما الكبائر فلا يُكَفِّرها إلاَّ التُّوبة منها، قال تعالى: {إِنْ تَجْتَنِبُوا

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل کہنے کی فضیلت کو بیان کر رہے ہیں۔ (فرض نماز کی قید دیگر روایات کی وجہ سے لگائی گئی ہے، جس میں فرض نماز کے بعد کی تقیید مذکور ہے)۔ اور اللہ کی تسبیح کا مطلب اللہ تعالیٰ کو ہر عیب اور کمی سے پاک کرنا ہے، اللہ تعالی کی ذات ہر اعتبار سے کامل ہے، وہ اپنے ناموں، اپنی صفات اور اپنے افعال میں کامل ہے۔ اور حمد سے مراد اللہ کی صفاتِ کمال کے ساتھ تعریف وثنا ہے۔ تو تسبیح کا مطلب ہوگا کہ اللہ کو ہر عیب سے پاک مانا جائے اور حمد کا مطلب ہوگا کہ اللہ کی ذات کو ہر صفتِ کمال سے متصف کیا جائے۔ اور تکبیر کا مطلب اللہ کی ذات کے لئے اس وصف کو تسلیم کرنا ہے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے، آسمان اور زمین میں بڑائی سراپا اسی کو زیب دیتی ہے اور وہ ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے۔ اس کے پڑھنے پر جو فضیلت ہے وہ ہے گناہوں کی مغفرت، اس کا مطلب ہے کہ یہ ذکر گناہوں کی مغفرت اور خطاؤں کی تکفیر و دوری کا سبب ہے۔ اور (مغفرت و کفارہ) سے مراد صغیرہ گناہوں کا کفّارہ ہے، رہا کبیرہ گناہ تو ان سے توبہ کرنا ہی ان کے کفارہ کا سبب ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾[سورۃ النساء: ٣١] (ترجمہ: اگر تم ان

كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ} [النساء: ٣١]. فمن أتى بهذا الذِّكر عَقب الصلاة ولو مع الفاصل اليسير، سواء كان قاعدا أو ماشيا وسواء كان مستقبل القِبلة أو مستدْبِرها وسواء كان في المسجد أو خارجه، فله الأجر كاملا، ولا يظلم ربُّك أحدًا، فإن لم يأت به إلا بعد زمن طويل، فقد فاتته الفضيلة وله أجْر الذِّكر المُطلق له. ومن جميل فضل الله تعالى أن المغفرة تكون للذنوب وإن كثرت, ومعنى الكثرة يستفاد من قوله: (وإن كانت مثل زبد البحر). والعدد المذكور هنا أن يكرر كلًا من التسبيح والتحميد والتكبير ثلاثًا وثلاثين مرة, ويقول مرة واحدة: لا إله إلا الله وحده لا شريك له, له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير.

بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے) پس جو کوئی اس ذکر کو نماز کے اختتام کے بعد پڑھے چاہے وہ بیٹھا ہو یا چل پھر رہا ہو، قبلہ رخ ہو یا اس کے بر عکس، مسجد میں موجود ہو یا اس سے باہر نکل گیا ہو اگرچہ اختتامِ نماز کے بعد تھوڑا وقفہ ہی کیوں نہ ہو جائے، اس کے لیے کامل و مکمل اجر ہے۔ اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور اگر کوئی اس ذکر کو (نماز کے اختتام کے) ایک طویل وقفہ کے بعد پڑھے تو اس سے یہ فضیلت چھوٹ جائے گی، ہاں مطلق ذکر کا اجر تو اسے ملے گا۔ اللہ تعالی کے بے پایاں فضل کا نتیجہ ہی ہے کہ گناہ اپنی کثرت کے باوجود بخش دیے جاتے ہیں۔ کثرت کا مفہوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے لیا گیا ہے: ''اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔'' مذکورہ عدد یہ ہے کہ تسبیح، تحمید اور تکبیر کو تینتیس مرتبہ پڑھا جائے اور ایک مرتبہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ'' پڑھا جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- دُبُر كل صلاة : الدُّبُر: نَقيض القُبل، وهو من كلِّ شَيء عَقِبُه ومؤَخَّره.
- سُبحان الله : التَّسبيح : التَّنزيه, أي تَنزيه الله عن كل نَقص وعَيب.
- حَمِدَ الله : الحَمد: هو الثَّناء على الله بصفات الكَمَال.
- زَبَدِ البَحْرِ : رغْوَته عند هيَجَانه.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذا الذِّكر بعد الصَّلوات المفروضة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10948)

من سمع رجلا ينشد ضالة في المسجد فليقل: لا ردها الله عليك؛ فإن المساجد لم تبن لهذا.

جو آدمی سنے کہ کوئی شخص مسجد میں کسی گم شدہ چیز کا اعلان کر کر کے ڈھونڈتا پھر تا ہے تو اسے کہے کہ: اللہ کرے یہ چیز تجھے نہ ملے۔ مساجد اس مقصد کے لیے تو نہیں بنائی گئیں۔

٩٥٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من سمِع رجُلا يَنْشُدُ ضَالَّةً في المسجد فليقُل: لا رَدَّهَا الله عليك، فإنَّ المساجد لم تُبْنَ لهذا».

٩٥٢. حدیث:

ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی سنے کہ کوئی شخص مسجد میں کسی گم شدہ چیز کا اعلان کر کر کے ڈھونڈتا پھرتا ہے تو اسے کہے کہ: اللہ کرے یہ چیز تجھے نہ ملے۔ مساجد اس مقصد کے لیے تو نہیں بنائی گئیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أرشد حديث أبي هريرة -رضي الله عنه- إلى أن من طلب بالمسجد شيئا ضائعا من بهيمة الأنعام، أن يقال له: (لا ردها الله عليك) أو (لا وجدت) -كما في رواية-، وهذا زجرٌ له عن ترك تعظيم المسجد. ثم جاء التعليل النبوي لهذا الزجر لمن نشد ضالته بالمسجد، وهذا في قوله -عليه الصلاة والسلام-: (فإن المساجد لم تبن لهذا): أي وإنما بُنِيَت لذكر الله -تعالى- والصلاة والعلم والمذاكرة في الخير ونحو ذلك، ولما وضع هذا المُنْشِد الشيء في غير محله ناسب الدعاء عليه بعدم الوجدان؛ معاقبة له بنقيض قصده وترهيبا وتنفيرا من مثل فعله. وفي الجملة فالحديث من قبيل الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ويشترط له شروطه، وإذا دعا عليه بذلك فإن انزجر وكف فذاك، وإلا كرره.

اجمالی معنی:

ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے مروی اِس حدیث سے یہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ جو شخص مسجد میں کسی گم شدہ چوپائے کے متعلق پوچھ رہا ہو تو اُسے یوں کہنا چاہیے کہ ''اللہ تیری طرف اُسے نہ لوٹائے'' یا پھر کہنا چاہیے کہ: تجھے وہ نہ ملے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ یہ اس شخص کے لیے مسجد کی تعظیم کو ترک کرنے پر ایک قسم کی ڈانٹ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس ڈانٹ کی علت بیان کی جو اس شخص کو کی جاتی ہے جو اپنی گم شدہ شے کا اعلان مسجد میں کر رہا ہو۔ یہ علت آپ ﷺ کے اس فرمان میں ہے کہ "مساجد اس کام کے لیے تو نہیں بنائی گئیں۔" یعنی انہیں اللہ کے ذکر، نماز، علم اور اچھائی کی باتیں کرنے وغیرہ کے لیے بنایا گیا ہے۔ چوں کہ یہ اعلان کرنے والا مسجد کو وہ مقام نہیں دے رہا جو اسے دینا چاہیے تھا چنانچہ مناسب ہے کے اس کے لیے اس کی گم شدہ شے نہ ملنے کی دعا کی جائے تاکہ وہ جو چاہتا ہے اس کی ضد کا اسے سزا ملے اور اس کی طرح کا کام کرنے سے (دیگر لوگوں کو) ڈرایا اور دور رکھا جا سکے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ حدیث امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قبیل سے ہے اور اس کی کچھ شرائط ہیں۔ جب کوئی شخص اس کے خلاف یہ دعا کرے تو اگر وہ شخص ڈر کر رک جائے تو ٹھیک ورنہ دوبارہ وہ اسے یہ بد دعا دے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ينشد : نشد حاجة: طلبها وسأل عنها، وكذا إذا عرَّفها.
- ضالة : الضائع من المواشي.

• لا ردَّها الله عليك : دعاء عليه بنقيض قصده، وهو نوع من أنواع التعزير.

فوائد الحديث:

١. أنَّ من سمع من ينشد ضالة في المسجد، فليدْعُ عليه جهرًا، بقوله: لا ردها الله عليك؛ فإنَّ المساجد لم تبن لهذا.

٢. هذا الحكم عامٌّ؛ سواء كانت حيوانًا، أو متاعًا، أو نقدًا، أو غير ذلك؛ بجامع أنَّ المساجد لم تبن لهذا.

٣. تحريم نشدان الضالة في المسجد، ووجوب الدعاء عليه بهذا الدعاء وجوبًا كفائيًا، وإعلامه باستحقاقه الدعاء؛ حيث اتَّخذ المسجد لنشدان الضوال، وإشغال المصلين والمتعبدين، بأعمال الدنيا.

٤. ظاهره أنَّه لو خرج عند باب المسجد فنشدها، فإنَّه لا يحرم؛ لأنَّه ليس من المسجد.

٥. بيان ما بني له المسجد، بأنَّه للصلاة وذكر الله وتلاوة كتابه، والمذاكرة في الخير، ونحو ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10890)

من صَام رمضان إيمَانًا واحْتِسَابًا، غُفِر له ما تَقدَّم من ذَنْبِه	جو شخص ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔
٩٥٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من صَام رمضان إيمَانًا واحْتِسَابًا، غُفِر له ما تَقدَّم من ذَنْبِه».	**٩٥٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیتا ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: أن من صام شهر رمضان إيمانا بالله مصدقا بوعده محتسبا ثوابه قاصدا به وجه الله -تعالى-، لا رياء ولا سُمعة، غُفِر له ما تقدم من ذنبه.	**اجمالی معنی:** حدیث کا مفہوم: جو شخص اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے، اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس سے ثواب کی نیت اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے رمضان کے مہینے کے روزے رکھتا ہے اور اس میں کسی بھی قسم کی ریاکاری اور حصول شہرت کا شائبہ نہیں ہوتا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > فضل الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إيمَانًا : أي مُصدقا بما وَرَد فيه من الثواب.
- احْتِسَابا : مُحْتَسِبًا في صيامه قاصدا به وجه الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل رمضان وعلو منزلته، وأنه شهر الصيام، فمن صامه غفرت خطاياه، وذنوبه ولو كانت كزبد البحر.

٢. جواز إطلاق قول رمضان من غير إضافة شهر.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا - الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4196)

من صام يومًا في سبيل الله بَعَّدَ الله وجهه عن النار سبعين خريفًا

جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے دوران ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالی اس کا چہرہ جہنم سے ستّر سال دور کر دیتا ہے۔

٩٥٤. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من صام يومًا في سبيل الله بَعَّدَ الله وجهه عن النَّار سَبْعِين خريفا».

٩٥٤. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے دوران ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالی اس کا چہرہ جہنم سے ستّر سال دور کر دیتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن من صام يوما واحدا في سبيل الله كان جزاؤه أن يُبَعِّد الله تعالى وجهه عن النار سبعين عاماً؛ لأنه جمع بين مشقة الجهاد والمرابطة ومشقة الصيام، وإبعاده عن النار، يقتضي تقريبه من الجنة، إذ ليس هناك إلا طريق للجنة وطريق للسعير.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ بیان فرمارہے ہیں کہ جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالی اس کے چہرے کو جہنم سے ستّر سال کی مسافت کے برابر دور کر دیتا ہے کیونکہ یہ شخص جہاد اور پہرے داری کی مشقت کے ساتھ ساتھ روزے کی مشقت بھی برداشت کرتا ہے۔ اسے جہنم سے دور کئے جانے کا تقاضا یہ ہے کہ اسے جنت سے قریب کر دیا جائے کیونکہ آخرت میں تو دو ہی راستے ہیں، ایک جنت کو جانے والا اور دوسرا جہنم کی طرف جانے والا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- في سبيل الله : في الجهاد في سبيل الله -تعالى-.
- بَعَّدَ الله وجهه : جعل الله وجهه بعيدا، ومتى بعد وجهه بعد جميع البدن، وخص الوجه بالذكر لشرفه.
- سبعين : مسافة سبعين.
- خَريفا : أي: سنة، والخريف هو: الفصل الثالث من فصول السنة.

فوائد الحديث:

١. استحباب الصوم حال الجهاد، إلا أن يضعفه فالمستحب له تركه.
٢. أجر الصيام في حال الجهاد أن يباعد الله بينه وبين النار سبعين عاما.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي، نسخة الإلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥هـ. خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق

النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4436)

من صلى البَرْدَيْنِ دخل الجنة

٩٥٥. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري - رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من صلى البَرْدَيْنِ دخل الجنة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أن المحافظة على هاتين الصلاتين من أسباب دخول الجنة. والمراد بهما: صلاة الفجر والعصر، ويدل على ذلك قوله -صلى الله عليه وسلم- في حديث جرير: "صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها" زاد في رواية لمسلم يعني: " العصر والفجر " ثم قرأ جرير: (وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها). وسميتا: "بردين"؛ لأنهما تصليان في بردي النهار وهما طرفاه حين يطيب الهواء وتذهب شدة الحر. وقد جاءت أحاديث كثيرة تدل على فضل هاتين الصلاتين، من ذلك ما رواه عمارة بن رُؤيبة عن أبيه عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: (لا يلج النار رجلٌ صلى قبل طلوع الشمس وقبل أن تغرب) رواه مسلم (٦٣٤). ووجه تخصيصها بالذكر أن وقت الصبح يكون عند النوم ولذته، ووقت العصر يكون عند الاشتغال بتتمات أعمال النهار وتجارته، ففي صلاته لهما مع ذلك دليل على خلوص النفس من الكسل ومحبتها للعبادة، ويلزم من ذلك إتيانه بجميع الصلوات الأخر، وأنه إذا حافظ عليهما كان أشد محافظة على غيرهما، فالاقتصار عليهما لما ذكر لا لإفادة أن من اقتصر عليهما؛ بأن أتى بهما دون باقي الخمس يحصل له ذلك؛ لأنه خلاف النصوص. وقوله -عليه الصلاة والسلام-: (من صلى البردين) المراد صلاهما على الوجه الذي أمر به، ذلك بأن يأتي بهما في الوقت، وإذا كان من أصحاب الجماعة كالرجال فليأت بهما مع الجماعة؛ لأن الجماعة واجبة، ولا

جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (فجر و عصر) ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

٩٥٥. حدیث:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (فجر و عصر) ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کی پابندی کرنا جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ مذکورہ نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں۔ اس پر جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے جس کے الفاظ ہیں "صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها" یعنی طلوعِ شمس اور غروبِ شمس سے پہلے والی نمازیں۔ مسلم کی روایت میں یعنی "العصر والفجر" کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ نے (وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها) تلاوت فرمائی۔ ان دونوں نمازوں کو "بَرْدَين" کہا گیا ہے، اس لیے کہ یہ دونوں نمازیں دن کے ٹھنڈے وقت میں پڑھی جاتی ہیں یعنی دن کے اطراف میں جب خوشگوار ہوا چلتی ہے اور گرمی کی شدت ختم ہو جاتی ہے۔ ان دونوں نمازوں کی فضیلت پر بہت ساری احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت عمارۃ بن رُوَیبہ کی ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے نمازیں پڑھتا ہے وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ (حدیث نمبر: ٦٣٤)۔ ان دونوں نمازوں کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ صبح کا وقت میٹھی نیند کا وقت ہوتا ہے اور عصر کا وقت دن بھر کے کاموں اور اپنی تجارت کو نمٹانے کا وقت ہوتا ہے۔ تو ان اوقات میں نمازیں پڑھنا اس بات کی علامت ہے کہ نمازی کا نفس سستی سے پاک ہے اور اسے عبادت وبندگی سے محبت ہے۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ دوسری تمام نمازیں بھی پڑھتا ہے۔ یعنی جب وہ شخص ان دونوں نمازوں کا پابند ہوگا تو دوسری نمازوں کا بدرجہ اولی پابند ہوگا۔ لہٰذا صرف ان دو نمازوں کو ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ جو شخص صرف یہ دو نمازیں پڑھتا ہے اور باقی نہیں پڑھتا۔ اس لیے کہ یہ نصوص کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کا یہ کہنا (من صلى البردين) سے مراد یہ ہے کہ جس نے یہ نمازیں اسی صفت پر پڑھی جس کا حکم دیا گیا ہے بایں طور کہ انہیں اپنے وقت میں پڑھے۔ اور اگر اس پر باجماعت نماز پڑھنا فرض ہے یعنی وہ مرد حضرات ہیں، تو وہ

يحل لرجل أن يدع صلاة الجماعة في المسجد وهو قادر عليها.	جماعت سے پڑھیں۔ اس لیے کہ جماعت واجب ہے۔ کسی شخص کے لیے کہ یہ جائز نہیں کہ وہ مسجد میں جماعت کی نماز پر قادر ہوتے ہوئے اسے چھوڑے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد اللَّه بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- البَرْدَين : البردان الصبح والعصر، وسميا بذلك لأنهما يصليان في بردي النهار، وهما طرفاه حين يطيب الهواء وتذهب شدة الحر .
- الصلاة : التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة ، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.

فوائد الحديث:

١. فضل المحافظة على هاتين الصلاتين.

٢. إيماء إلى حسن خاتمة مصليهما بوفاته على الإسلام

٣. عدم الاشتغال بالنوم وأعمال الدنيا عن أداء الفرائض.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، د.مصطفى سعيد الخن - د. مصطفى البغا - محي الدين مستو - علي الشرجبي - محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م. شرح رياض الصالحين، الشيخ: محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن للنشر، طبع عام، ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين، محمد بن علان، دار الكتاب العربي. رياض الصالحين، د.ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (4198)

من صلى عليه ثلاثة صفوف فقد أَوْجَبَ

جس شخص پر تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھیں اس نے جنت واجب کرلی۔

٩٥٦. الحديث:

عن مرثد بن عبد الله اليزني، قال: كان مالك بن هبيرة -رضي الله عنه- إذا صلى على الجنازة فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّأَهُمْ ثَلاَثَةَ أَجْزَاءٍ، ثم قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من صلى عليه ثلاثة صفوف فقد أَوْجَبَ».

٩٥٦. حدیث:

مرثد بن عبداللہ الیزنی کہتے ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب جنازے کی نماز پڑھنے لگتے اور لوگوں کا مجمع تھوڑا سمجھتے تو لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے، پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص پر تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھیں اس نے جنت واجب کرلی۔"

درجة الحديث: المرفوع ضعيف والموقوف حسن

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

كان هذا الصحابي الجليل إذا أراد أن يصلي على جنازة فرأى عدد المصلين قليلاً جعلهم ثلاثة صفوف وأخبر عن النبي -عليه الصلاة والسلام- أنه ما من مسلم يموت فيصلي عليه ثلاثة صفوف ويدعون الله له في صلاتهم إلا دخل الجنة؛ وصلاة الجنازة مقصودها الأول الدعاء للميت، والمتن المرفوع يغني عنه ما صح عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-، أنه مات ابن له بقُدید -أو بعسفان- فقال: يا كريب، انظر ما اجتمع له من الناس، قال: فخرجت، فإذا ناس قد اجتمعوا له، فأخبرته، فقال: تقول هم أربعون؟ قال: نعم، قال: أخرجوه، فإني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «ما من رجل مسلم يموت، فيقوم على جنازته أربعون رجلا، لا يشركون بالله شيئا، إلا شفعهم الله فيه». رواه مسلم (ح٩٤٨).

اجمالی معنی:

یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ جب کسی جنازے پر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے اور دیکھتے کہ نمازیوں کی تعداد کم ہے تو ان کی تین صفیں بنا دیتے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنایا کرتے کہ جو بھی مسلمان فوت ہو جاتا ہے اور اس پر لوگوں کی تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھتی ہیں اور وہ اپنی نماز میں اس کے لیے اللہ سے دعا کرتے ہیں تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ نمازِ جنازہ کا سب سے پہلا مقصد میت کے لیے دعا کرنا ہے۔ مرفوع متن اس حدیث سے ہمیں بے نیاز کردے گا جو عبداللہ بن عباس سے ثابت ہے جس میں عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ: ان کا ایک فرزند (مقام) قدید یا عسفان میں فوت ہوگیا تو انہوں نے (اپنے غلام سے) کہا کہ اے کریب! دیکھو کتنے لوگ (نمازِ جنازہ کے لئے) جمع ہیں؟ کریب نے کہا کہ میں گیا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہیں تو میں نے آپ کو بتایا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ تمہارے اندازے میں چالیس ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کہ جنازہ نکالو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان لوگوں کی شفاعت قبول کرتا ہے۔ مسلم (ح ۹۴۸)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > صفة الصلاة على الميت

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: مالك بن هبيرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَتَقَالَّ النَّاسَ : أي : رآهم قليلين.
- جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ : جعلهم ثلاثة صفوف.
- أَوْجَبَ : وجبت له الجنة.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة على فعل ما أرشدهم إليه النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. استحباب أن يصف المصلون وراء الإمام ثلاثة صفوف فصاعداً.
٣. استحباب تكثير المصلين على الجنازة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، دار الكتاب العربي، بيروت. سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م. سنن أبي داود، بتحقيق الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ١٤٢٧ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6400)

من عَلِمَ الرمي، ثم تركه، فليس منا، أو فقد عصى	جس نے تیر اندازی کا فن سیکھا، پھر اس نے اسے چھوڑ دیا، وہ ہم میں سے نہیں، یا (فرمایا:) اس نے یقیناً نافرمانی کی
٩٥٧. الحديث: عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من عَلِمَ الرمي، ثم تركه، فليس منا، أو فقد عصى».	**٩٥٧. حدیث:** عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تیر اندازی کا فن سیکھا، پھر اس نے اسے چھوڑ دیا، وہ ہم میں سے نہیں، یا (فرمایا:) اس نے یقیناً نافرمانی کی۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من تعلم الرمي بالنشاب وغيره كالرصاص الآن في سبيل الله ثم ترك تعاهده فقد عرض نفسه للإثم و البعد عن هدي النبي -عليه الصلاة والسلام-، وليس المراد أنه يكفر بذلك.	**اجمالی معنی:** جس نے اللہ کی خاطر (یعنی جہاد کے لیے) تیر سے نشانہ بازی یا موجودہ دور میں گولی سے نشانہ بازی سیکھی اور پھر اسے بھول جانے کے خوف سے اس کی نگہداشت اور دیکھ بھال (مشق کرنا) کرنا ترک کر دیا، تو اس نے اپنے آپ کو گناہ سے دوچار کیا اور نبی ﷺ کی سنت سے دوری کا شکار ہوا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایسا کرنے سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من عَلِمَ الرمي : أي رمي النشاب والسهم ونحوهما.
- ثم تركه : أي بغير عذر.
- فليس منا : أي من أهل هدينا.

فوائد الحديث:

١. هذا تشديد عظيم في نسيان الرمي بعد علمه.
٢. فنون القتال وأساليب الحرب واستعمال الأسلحة لا تتقن إلا بالتعلم.
٣. الأمة الإسلامية حذرة يقظة، فمن غفل أو تغافل؛ فقد اتبع غير سبيل المؤمنين.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. مصابيح التنوير على صحيح الجامع الصغير، تأليف الألباني، إعداد معتز أحمد.

الرقم الموحد: (6401)

من عاد مريضًا لم يحضره أجله، فقال عنده سَبعَ مراتٍ: أسأل الله العظيم، ربَّ العرشِ العظيم، أن يَشفيك، إلا عافاه الله من ذلك المرض

جب کوئی شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرے، جس کی موت کا وقت ابھی قریب نہ آیا ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے: "أَسْأَلُ اللّہَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ" (میں عظمت والے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے، سے دعا کرتا ہوں کہ تم کو شفا دے)، تو اللہ اسے اس مرض سے شفاء دے گا۔

٩٥٨. الحديث:

عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «مَن عادَ مَرِيضا لم يحضُرهُ أجلُه، فقال عنده سَبعَ مراتٍ: أسأل الله العظيم، ربَّ العرشِ العظيم، أن يَشفيك، إلا عافاه الله من ذلك المرض».

٩٥٨. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرے، جس کی موت کا وقت ابھی قریب نہ آیا ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے: "أَسْأَلُ اللّہَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ" (میں عظمت والے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے، سے دعا کرتا ہوں کہ تم کو شفا دے)، تو اللہ اسے اس مرض سے شفاء دے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث ابن عباس -رضي الله عنهما- معناه أن الإنسان إذا زار مريضاً، لم يحضر أجله أي: ليس الذي فيه مرض الموت، فقال: "أسأل الله العظيم، رب العرش العظيم، أن يشفيك سبع مرات إلا شفاه الله من هذا المرض"، هذا إذا لم يحضر الأجل أما إذا حضر الأجل، فلا ينفع الدواء ولا القراءة؛ لأن الله تعالى قال: "لكل أمة أجل، فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعة، ولا يستقدمون" الأعراف: ٣٤.

اجمالی معنی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ بتاتی ہے کہ انسان جب کسی ایسے مریض کی عیادت کرتا ہے، جس کی موت کا وقت ابھی نہ پہنچا ہو، یعنی اس مرض میں اس کی موت مقرر نہ ہو، اور اس مریض کو سات مرتبہ یہ دعا دے "أَسْأَلُ اللّہَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، أَنْ يَشْفِيَكَ" اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفاء دے گا۔ یہ اس وقت ہے، جب مریض کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ لیکن اگر اسی بیماری میں اس کی موت مقدر ہو، تو اسے دوا یا کسی چیز کا پڑھنا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ"۔ (الأعراف: ٣٤) ترجمہ: اور ہر گروہ کے لیے ایک وقت معین ہے، سو جس وقت ان کا معین وقت آجائے گا، اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > الرقية الشرعية

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لم يحضره أجله : لم تتم مدة عمره ولم يأت وقت موته، وليس ذلك المرض هو مرض الموت.

فوائد الحديث:

١. استحباب الدعاء للمريض بهذا الدعاء، وتكراره سبع مرات.

٢. تحقق الشفاء لمن قيل عنده هذا الدعاء بإذن الله -تعالى-، إن صدر عن صدق وصلاح.

٣. وعد الله -تعالى- باستجابة الدعاء من عباده.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣-الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. ٤-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٥-سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. ٦-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ٧-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٨-المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. ٩-مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. ١٠-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6270)

من غسل ميتا فكتم عليه، غفر الله له أربعين مرة

جو شخص کسی میت کو غسل دے (اور وہ اس میں کوئی عیب دیکھے) پس وہ اس کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالی اسے چالیس مرتبہ معاف فرماتے گا۔

٩٥٩. الحديث:

عن أبي رافع -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من غسَّل ميتا فكتم عليه، غفر الله له أربعين مرة».

٩٥٩. حدیث :

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص کسی میت کو غسل دے (اور وہ اس میں کوئی عیب دیکھے) پس وہ اس کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالی اسے چالیس مرتبہ معاف فرمائے گا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان فضل من غسَّل ميتاً فرأى منه عيباً فكتمه، والذي يرى من الميت من المكروهات نوعان: النوع الأول ما يتعلق بحاله، النوع الثاني ما يتعلق بجسده، فالأول لو رأى مثلا أن الميت تغير وجهه واسود وقبح فهذا قد يكون دليلًا على سوء خاتمته نسأل الله العافية فلا يحل له أن يقول للناس إني رأيت هذا الرجل على هذه الصفة لأن هذا كشف لعيوبه والرجل قدم على ربه وسوف يجازيه بما يستحق من عدل أو فضل، والثاني كأن يرى عيبًا في ظهره كان يستره عن الناس في حياته، والساتر له بذلك الأجر العظيم من الغفران أربعين مرة.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو میت کو غسل دیتا ہے اور اس کے کسی عیب کو دیکھ کر اس پر پردہ ڈالتا ہے۔ میت کی کسی ناپسندیدہ حالت کو دیکھنا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو اس کی حالت سے تعلق رکھے اور دوسرے وہ جو اس کے جسم اور بدن سے تعلق رکھے۔ پہلی قسم جیسے نہلانے والا دیکھے کہ میت کا چہرہ تبدیل ہوگیا ہے، کالا اور بدصورت ہوگیا ہے، عموماً یہ اس کے بُرے خاتمے کی علامت سمجھی جاتی ہے، اللہ کی پناہ، سو نہلانے والوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ لوگوں کو یہ کہتا پھرے کہ میں نے اس شخص کو اس حالت میں دیکھا، اس لیے کہ یہ اس کے عیوب کو بیان کرنا ہے، حالانکہ یہ میت اپنے رب کے ہاں چلا گیا ہے اور عنقریب وہ اپنے عدل و فضل کے مطابق اسے بدلہ دے گا۔ دوسرے یہ کہ نہلانے والا میت کی پیٹھ پر کوئی عیب دیکھے جسے وہ اپنی زندگی میں لوگوں سے چھُپاتا رہا، تو اس عیب کو چھُپانے والے کے لیے اجرِ عظیم چالیس مرتبہ معافی کی صورت میں ملے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > غسل الميت

راوي الحديث: رواه الحاكم والبيهقي والطبراني.

التخريج: أبو رافع أسلم مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مولى : حليف وتابع.
- فكتم عليه : أي : رأى منه سوءاً فستر عليه.

فوائد الحديث:

١. وجوب كتم عورات الميت إن رأى شيئاً منه.
٢. أنَّ من تولى غسل أخيه المسلم إذا مات فله أجر عظيم.

المصادر والمراجع:

سنن البيهقي الكبرى، للبيهقي، مكتبة دار الباز - مكة المكرمة ، ١٤١٤ - ١٩٩٤ المعجم الكبير-أبو القاسم الطبراني -المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي-دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة-الطبعة: الثانية المستدرك على الصحيحين-الحاكم-تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا-الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - الطبعة: الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠ صحيح الترغيب والترهيب – الألباني، مكتبة المعارف - الرياض نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ ه.

الرقم الموحد: (6402)

من قام ليلة القَدْر إيمَانا واحْتِسَابًا غُفِر له ما تَقدم من ذَنْبِه

جس نے شبِ قدر میں حالتِ ایمان کے ساتھ ثواب کی غرض سے قیام کیا اُس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

٩٦٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من قام ليلة القَدْر إيمَانا واحْتِسَابًا غُفِر له ما تَقدم من ذَنْبِه».

٩٦٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شبِ قدر میں حالتِ ایمان کے ساتھ ثواب کی غرض سے قیام کیا اُس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث وارد في فضل قيام ليلة القدر والحث على ذلك ،فمن وافق قيامه ليلة القدر، مؤمنا بها وبما جاء في فضلها راجيًا بعمله ثواب الله تعالى، لا يقصد من ذلك رياء ولا سُمعة، ولا غير ذلك مما يخالف الإخلاص والاحتساب، فإنه يُغفر له جميع صغائر ذُنوبه، أما الكبائر فلا بد من إحداث توبة صادقة، إن كانت في حق الله تعالى، أما إن كانت متعلقة بحق آدمي، فالواجب أن يتوب إلى الله تعالى وأن يَبْرأ من حق صاحبها.

اجمالی معنی:

یہ حدیث شبِ قدر میں قیام کی فضیلت سے متعلق ہے اور اس میں قیام اللیل کی ترغیب دی گئی ہے۔ جو شخص شبِ قدر میں قیام کرتا ہے بایں حال کہ وہ اس رات پر اوراس کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ آیا ہے اس پر ایمان رکھتا ہو اور اپنے عمل پر اللہ سے ثواب کا امیدوار ہو اور اس سے اس کا مقصود نہ تو ریاکاری ہو اور نہ نیک نامی کا حصول اور نہ ہی کوئی اور ایسی بات جو اخلاص و نیت ثواب کے منافی ہوتی ہے تو اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ تاہم کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے سچی توبہ ضروری ہے جب کہ ان کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہو اور اگر وہ حقوق العباد سے متعلق ہوں تو اس صورت میں واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی سے توبہ بھی کرے اور حق دار کے حق سے بھی سبکدوش ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > العشر الأواخر من رمضان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- قام ليلة القَدْر : أحياها بالعبادة.
- إيمَانا : تصديقًا بالله وبوعده.
- احْتِسَابًا : طلبًا للثواب والأجر من الله.
- غفر له ما تقدم من ذنبه : أي غفرت الصغائر من ذنوبه أما الكبائر فتشترط لها التوبة بالإجماع

فوائد الحديث:

١. فضل ليلة القَدْر والحث على قيامها.
٢. أن الأعمال الصالحة لا تزكو ولا تُقبل إلا مع الاحتساب وصدق النيات.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧

هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـصحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـشرح رياض الصالحين: تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ شرح صحيح البخاري، تأليف: علي بن خلف المشهور بابن بطال، تحقيق: ياسر بن إبراهيم، الناشر: مكتبة الرشد، الطبعة: الثانية، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (4202)

من كانت له امرأتان فمال إلى إحداهما جاء يوم القيامة وشِقُّه مائل

جس کی دو بیویاں ہوں اور اس کا میلان ایک کی جانب ہو تو وہ قیامت کے دن اِس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔

٩٦١. الحديث:

عن أبي هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ كانت له امرأتان فَمَالَ إلى إحْداهُما جاء يومَ القيامةِ وشِقُّهُ مَائِلٌ».

٩٦١. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "جس کی دو بیویاں ہوں اور اس کا میلان ایک کی جانب ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا، کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين هذا الحديث أنَّ القَسْمَ واجب على الرجل بين زوجتيه أو زوجاته، وأن الميل إلى إحداهنَّ عن الأخرى محرم، كما وضَّح جزاء من حاد مع إحدى زوجاته في القسمة, وجار في حق غيرها, وأن الله يعاقبه بأن يفضحه يوم القيامة, فيأتي للحشر وجنبه مائل جزاء وفاقا, والجزاء من جنس العمل. والعدل بين الزوجات واجب فيما يقدر عليه الرجل من النفقة، والمبيت، وحسن المقابلة، ونحو ذلك, أما ما لا يقدر عليه مما يتعلَّق بالقلب من المحبة، والميل القلبي، فليس بواجب لأن هذه الأمور ليست في طوق الإنسان.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ شوہر پر اپنی دو یا دو سے زائد بیویوں کے درمیان (عدل و انصاف کے ساتھ ایام کی) تقسیم کرنا واجب ہے اور دیگر بیویوں کے بالمقابل، کسی ایک کی جانب جھکاؤ رکھنا حرام ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کی سزا واضح فرمادی جو ایام کی تقسیم میں اپنی کسی ایک بیوی کی جانب مکمل میلان و جھکاؤ کا رویہ اپناتا ہو اور دوسری بیویوں کے اس حق میں ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ، اس شخص کا یہ حشر کرے گا کہ روزِقیامت اس کو ذلیل و رسوا کرے گا اور وہ میدانِ حشر میں ایسے آئے گا کہ پورے پورے بدلہ کے طور پر، اس کا ایک پہلو ایک جانب جھکا ہوا ہوگا اور عمل کی جزا اسی قبیل کے عمل سے دی جاتی ہے۔ ہر شخص پر اس کی طاقت کے بقدر خرچ کرنے، رہائش گاہ کی فراہمی، عمدہ باہمی میل جول قائم رکھنے وغیرہ امور میں اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف قائم رکھنا واجب ہے اور جہاں تک قلبی محبت اور دلی لگاؤ کا تعلق ہے تو اس امر میں عدل و انصاف قائم کرنا واجب نہیں کیونکہ یہ امور، انسانی دسترس سے باہر ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- من كانت له امرأتان : زوجتان أو أكثر.
- فمال إلى إحداهما : فلم يعدل بينهما.
- شِقُّهُ : جانبه ونصفه.
- مائل : من الميل ضد الاعتدال والاستقامة, بأن يصاب بالفالج, وهو مرض يحدث في أحد شقي البدن يبطل حركته وإحساسه.

فوائد الحديث:

١. أنَّ القَسْمَ واجب على الرجل بين زوجتيه أو زوجاته، ويحرم عليه الميل إلى إحداهنَّ عن الأخرى، فيما يقدر عليه من النفقة، والمبيت، وحسن المقابلة، ونحو ذلك.

٢. أنَّ الجزاء يكون من جنس العمل فإنَّ الرجل لما مال في الدنيا من زوجةٍ إلى أخرى، جاء يوم القيامة مائلاً أحد شِقيه عن الآخر؛ فكما تدين تدان.

٣. إثبات البعث وعذاب الآخرة.

٤. تعظيم حقوق العباد، وأنه لا يسامح فيها؛ لأنَّها مبنيةٌ على الشح والتقصي.

٥. استحباب الاقتصار على زوجةٍ واحدةٍ، إذا خاف الرجل أن لا يعدل بين زوجاته؛ لئلا يقع في التقصير في الدين؛ قال تعالى: {فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً} [النساء: ٣].

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ- ٢٠٠٠ م سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧ه. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ١٤٣١ هـ عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ-بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58125)

من كلِّ الليل أَوْتَرَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، من أول الليل، وأوسطه، وآخره، وانتهى وِتْرُهُ إلى السَّحَرِ

رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں نمازِ وتر پڑھی ہے۔ رات کے ابتدائی حصہ میں بھی، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی اور آپ ﷺ کی وتر سحر تک ختم ہوجاتی۔

٩٦٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «من كلِّ الليل أَوْتَرَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: من أول الليل، وأوسطه، وآخره، وانتهى وِتْرُهُ إلى السَّحَرِ».

٩٦٢. حدیث :

حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- فرماتی ہیں کہ : ''رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں نمازِ وتر پڑھی ہے۔ رات کے ابتدائی حصہ میں بھی، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی اور آپ ﷺ کی وتر سحر تک ختم ہوجاتی۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة أم المؤمنين -رضي الله عنها- عن الوقت الذي كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي الوتر فيه من الليل، وأنه لا يتقيد بساعة دون أخرى، ففي كل ساعات الليل كان يوتر، أحيانا من أوله حين يصلي العشاء وما شاء الله بعدها، وأحيانا من أوسطه بعد مُضِي ثلثه الأول، وأحيانا من آخره حين يمضي ثلثاه حتى تكون آخر ساعة من الليل.

اجمالی معنیٰ :

حضرت عائشہؓ وتر پڑھنے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتا رہی ہیں کہ آپ رات کو وتر کس وقت پڑھتے تھے۔ اس حوالے سے آپ ﷺ نے کوئی وقت خاص نہیں مقرر کیا تھا بلکہ پوری رات میں وتر پڑھتے تھے۔ کبھی رات کے شروع میں جب عشاء کی نماز پڑھتے اور کبھی اس کے بعد جتنا اللہ چاہتا، اور کبھی رات کے درمیانی حصے میں جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر چکا ہوتا اور کبھی رات کے آخری حصہ میں پڑھتے جب رات دو تہائی گزر چکی ہوتی حتیٰ کہ رات کے بالکل آخری حصے تک چلے جاتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- من كلِّ الليل : أي من كل ساعة من الليل، في ليالي مختلفة.
- قد أوتر : قد صلى الوِتْر.
- من أول الليل : من بعد صلاة العشاء.
- انتهى وِتْرُهُ : أي وقت وتره.
- السَّحر : هو آخر جزء من الليل.

فوائد الحديث:

١. جواز صلاة الوِتْر في أول الليل، وأوسطه، وآخره، لأن الجميع وقتها.
٢. أن الأفضل أن يكون وِتْر في آخر الليل، لمن وثق من نفسه بالقيام.
٣. الوِتْر من صلاة العشاء الى طلوع الفجر.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر،

دمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، لأبي الحسين مسلم بن الحجاج النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5218)

من مات وعليه صِيَامٌ صَامَ عنه وَلِيُّهُ

جو شخص فوت ہوجائے اوراس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

٩٦٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «من مات وعليه صِيَامٌ صَامَ عنه وَلِيُّهُ».

٩٦٣. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر ولي من مات، وفي ذمته صوم مفروض من نَذْرٍ، أو كفارة، أو قضاء رمضان، بأن يصوم عنه؛ لأنه دين عليه، وقريبه أولى الناس بقضائه عنه؛ لأنه إحسان إليه وبر وصلة، وهذا أمر استحباب لا إيجاب.

اجمالی معنیٰ :

عائشہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کوئی فرض روزہ جیسے نذر، کفارے یا رمضان کی قضا کا روزہ ہو تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزہ رکھے۔ کیونکہ یہ اس پر قرض ہے اور اس کی طرف سے ادائیگی کی سب سے زیادہ ذمہ داری اس کے قریب ترین رشتہ دار پر آتی ہے۔ کیونکہ یہ اس کے ساتھ حسن سلوک، نیکی اور صلہ رحمی میں آتا ہے۔ یہ حکم استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > قضاء الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- وعليه صيامٌ : أي: صيام واجب، والصوم: هو الإمساك عن المفطرات من طلوع الفجر إلى الغروب.
- وَلِيُّه : قريبُه، والوارث أولى القرابة به.
- النَّذْر : إيجاب المكلف عبادة على نفسه عبادة لله تعالى.

فوائد الحديث:

١. استحباب قضاء الصوم عن الميت، سواء أكان نَذْرًا، أم واجباً بأصل الشرع.
٢. أن الذي يتولى الصيام، هو وليُّه، والمراد به: الوارث الذي انتفع بمخلفاته، فمن مقتضى القيام بواجبه قضاء ديون الله عنه.
٣. إذا تعدد الأولياء صاموا جميعًا، حتى ينهوا ما على الميت.
٤. إذا مات قبل التمكن من القضاء لم يصم الولي عنه؛ لسقوطه عنه لعدم التمكن.
٥. أن القريب لا يقضي صوم التطوع عن ميته.
٦. أن النيابة تدخل في الصوم.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل

البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧هـ). إحكام الإحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: ابن دقيق العيد -مطبعة السنة المحمدية- بدون طبعة وبدون تاريخ.

من نَسِيَ وهو صَائِمٌ فأَكل أو شَرِب، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ الله وَسَقَاهُ	جس روزہ دار نے بھول کر کھاپی لیا وہ اپنا روزہ مکمل کرے۔ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔
٩٦٤. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فأَكل أو شَرِب، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ الله وَسَقَاهُ».	**٩٦٤. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس روزہ دار نے بھول کر کھاپی لیا وہ اپنا روزہ مکمل کرے۔ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: بُنيت الشريعة الإسلامية على اليسر والسهولة، والتكليف بقدر الطاقة، وعدم المؤاخذة بما يخرج عن الاستطاعة أو الاختيار. ومن ذلك: أن من أكل أو شرب، أو فعل مفطراً غيرهما في نهار رمضان، أو غيره من الصيام، فَلْيُتِمَّ صَومه، فإنه صحيح؛ لأن هذا ليس باختياره، فما فعله الإنسان ناسياً من غير نية فإنه لا يقدح في صومه ولا يؤثر فيه وإنما هو من الله الذي أطعمه وسقاه.	**اجمالی معنیٰ:** اسلامی شریعت کی بنیاد آسانی اور سہولت پر رکھی گئی ہے۔ حسب طاقت ہی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے اور جو شے استطاعت اور اختیار میں نہ ہو اس پر مواخذہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ جس شخص نے بھول چوک سے رمضان میں یا اس کے علاوہ کسی اور روزے میں کچھ کھاپی لیا یا ان کے علاوہ کوئی اور ایسا کام کر لیا جو روزہ ٹوٹ جانے کا سبب ہوتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کا روزہ صحیح ہے اس لیے کہ ایسا اس کے اختیار سے نہیں ہوا۔ جو شے انسان بلا نیت بھول کر کرے وہ اس کے روزے کے لیے کچھ بھی مضر نہیں ہوتی اور اس پر کوئی اثر نہیں ڈالتی بلکہ یہ سب تو اس کے اللہ کی طرف سے ہوا ہوتا ہے جس نے اسے کھلایا اور پلایا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > مفسدات الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فأَكل أو شَرِب: أو هنا للتنويع، ويحتمل أن تكون عاطفة، وقد ورد الحديث باللفظين.
- فَلْيُتِمَّ: أي: فليكمل صومه، واللام للأمر.
- صومه: الصوم: هو الإمساك عن المفطرات من الفجر إلى الغروب.
- من نَسِيَ: من غاب عن ذهنه.
- أطعمه الله: أي: رزقه طعاما، أي مأكولا.
- وسقاه: أي: رزقه شرابا، ونسب ذلك إلى الله تعالى؛ لأنه حصل دون قصد من الفاعل.

فوائد الحديث:

١. صحة صوم من أكل أو شرب ناسياً.
٢. ليس على من أكل أو شرب ناسيا إثم؛ لأنه ليس باختياره.
٣. من فعل في عبادته مُبطِلاً معفوًا عنه، فهو مأمور بالْمُضِيِّ في عبادته وجوبا إن كانت واجبة واستحبابا إن كانت تطوعا.
٤. معنى إطعامه من الله تعالى وسقيه، أنه وقع من غير اختيار، وإنما الله الذي قدر له ذلك بنسيانه صيامه.
٥. سعة رحمة الله تعالى بعباده.

٦. يسر الشريعة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي، نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ. خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4525)

مه، عليكم بما تطيقون، فوالله لا يمل الله حتى تملوا، وكان أحب الدين إليه ما داوم صاحبه عليه

ٹھہر جاؤ (سن لو!) تم اتنا ہی عمل کیا کرو، جتنے کی تمھارے اندر طاقت ہے۔ اللہ کی قسم (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا، یہاں تک کہ تم (عمل کرنے سے) اکتا جاؤ۔ اور اللہ کو دین (کا) وہی عمل زیادہ پسند ہے، جس کا کرنے والا اسے ہمیشہ کرے۔

٩٦٥. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل عليها وعندها امرأة، قال: «من هذه؟» قالت: هذه فلانة تذكر من صلاتها. قال: «مَهْ، عليكم بما تطيقون، فوالله لا يَمَلُّ الله حتى تَمَلُّوا» وكان أحب الدين إليه ما داوم صاحبه عليه.

٩٦٥. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے، اس وقت ایک عورت ان کے پاس بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: "یہ کون ہے؟" انھوں نے جواب دیا: یہ فلاں عورت ہے، جو اپنی نماز کا ذکر کر رہی ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ (سن لو!) تم اتنا ہی عمل کیا کرو، جتنے کی تمھارے اندر طاقت ہے۔ اللہ کی قسم (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا، یہاں تک کہ تم (عمل کرنے سے) اکتا جاؤ"۔ اور اللہ کو دین (کا) وہی عمل زیادہ پسند ہے، جس کا کرنے والا اسے ہمیشہ کرے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

زارت امرأة عائشة -رضي الله عنها- فذكرت لها كثرة عبادتها وصلاتها, فذكرت عائشة ذلك لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فنهاها عن المبالغة في العبادة وتكليف النفس ما لا تطيق, وأخبرها أن الله لا يعاملكم معاملة الملل حتى تملوا فتتركوا, فينبغي لكم أن تأخذوا ما تطيقون الدوام عليه ليدوم ثوابه لكم وفضله عليكم.

اجمالی معنی:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی۔ اس نے انھیں بتایا کہ وہ بکثرت عبادت کرتی اور نماز پڑھتی ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی، تو آپ ﷺ نے انھیں عبادت میں مبالغہ کرنے اور نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے منع فرمایا اور بتایا کہ اللہ تعالی تم سے اکتاہٹ کا برتاؤ نہیں کرے گا، بلکہ تم خود اکتا جاؤ اور عبادت چھوڑ دو؛ اس لیے تمھارے لیے مناسب یہی ہے کہ تم اتنا عمل کرو، جسے ہمیشہ کر سکو؛ تاکہ اس کا ثواب اور اس کا فضل و کرم تمھیں ہمیشہ ملتا رہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مه : كلمة تقال للزجر والنهي.
- تطيقون : أي غاية ما تستطيعون, وهي اسم لمقدار ما يمكن أن يفعل بمشقة.
- تملوا : فتور يعرض للإنسان من كثرة مزاولة شيء فيوجب الكلال والإعراض عنه لكنه بالنسبة لله ليس فيه نقص، بل يليق بجلاله وعظمته.
- داوم : أي واظب واستمر عليه.

فوائد الحديث:

١. جواز السؤال عمن دخل البيت من النساء أو الرجال.

٢. جواز ذكر الوصف أمام العالم ليصحح الخطأ ويثني على الصواب

٣. استحباب الزجر عند رؤية المنكر.

٤. لا يجوز تأخير البيان عن وقت الحاجة.

٥. الإكثار من العبادة فوق ما يطيق الجسد يؤدي إلى الملل والفتور فتترك النفس

٦. الاعتدال والتوسط في أداء العبادة مدعاة لاستمرارها ولثبات الطاعة عليها.

٧. أحب الأعمال وأكثرها ثواباً أدومها وإن قلت.

٨. يجب علينا أن نعتقد أن الله -تعالى- منزه عن كل صفة نقص من ملل وغيره، وما في هذا الحديث من إثبات الملل لله يقال: ملل الله ليس كملل المخلوق ففي حق المخلوق تكون على وجه النقص، أما في حق الخالق على وجه الكمال، أو المراد به بيان أنه مهما عملت من عمل فإن الله يجازيك عليه فإن الله لا يمل من ثوابك حتى تمل من العمل، ويكون المراد بالملل لازم الملل.

المصادر والمراجع:

تهذيب اللغة, تأليف: أبو منصور محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي, تحقيق: محمد عوض مرعب, الناشر: دار إحياء التراث العربي, ط ١ عام ٢٠٠١م لسان العرب, تأليف: أبو الفضل جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى, الناشر: دار صادر, ط ٣ عام ١٤١٤ تاج العروس, تأليف: محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني الزبيدي, الناشر: دار الهداية. المعجم الوسيط, تأليف: مجمع اللغة العربية بالقاهرة, الناشر: دار الدعوة. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧ تطريز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ – ٢٠٠٢ الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (5845)

نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ

(اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں گھوڑا ذبح کیا اور اُس کو کھایا۔

٩٦٦. الحديث:

عن أَسْمَاء بِنْت أَبِي بَكْرٍ-رضي الله عنهما- قالت: «نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ-صلى الله عليه وسلم- فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ». وَفِي رِوَايَةٍ «وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ».

٩٦٦. حدیث:

اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں گھوڑا ذبح کیا اور اُس کو کھایا۔'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''ہم اس وقت مدینہ میں تھے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تُخبِرُ أَسْمَاءُ بِنْت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما- أنهم نَحَرُوا فَرَساً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وَأَكَلُوهُ، وفي ذلك دَلَالَةٌ عَلَى جَوَازِ أَكْلِ لُحُومِ الخَيْلِ، ولا يَتَوَهَم أَحَدٌ مَنْعَ أَكْلِهَا لاقْتِرَانِهَا مَعَ الحَمِيرِ والْبِغَالِ في الآية، وهي قوله تعالى: (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لا تَعْلَمُونَ)، [النحل : ٨].

اجمالی معنیٰ:

اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما بتا رہی ہیں کہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ اس میں اس بات کی دلالت ہے کہ گھوڑوں کا گوشت کھانا جائز ہے۔ کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انہیں گدھوں اور خچروں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اس لیے ان کا کھانا ممنوع ہے۔ (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لا تَعْلَمُونَ) [النحل :٨]۔ ترجمہ: ''گھوڑوں کو، خچروں کو، گدھوں کو اس نے پیدا کیا تاکہ تم ان کی سواری لو اور وہ باعثِ زینت بھی ہیں۔ اور بھی وہ ایسی بہت چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم بھی نہیں''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > ما يحل ويحرم من الحيوانات والطيور
الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > التذكية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسماء بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نَحَرْنَا : النَّحْرُ يَكُونُ لما لا يُذْبَح مِنَ الْأَنْعَامِ كالإبِلِ، ومَا يَقْدِر ابنُ آدم على ذَبْحِه فَهُوَ يُذْبَح، ولَعَلَّ الْفَرَس مما لا يُسْتَطَاع ذَبْحُهُ فَيُنْحر.
- عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله-صلى الله عليه وسلم- : في زَمَنِه.

فوائد الحديث:

١. حِلُّ أَكْلِ لُحُومِ الخَيْلِ، إذْ أُكِلَ عَلَى عَهْدِ النبي -صلى الله عليه وسلم- وأُقِرَّ عليه.
٢. قولها "ونحن في المدينة" يرد على من قال: إن حلها نسخ بغرض الجهاد، بسبب الاحتياج إليها.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ ٣- خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. ٤- الإفهام في شرح عمدة الأحكام، لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ ٥- الإلمام بشرح عمدة

الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. ٦- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، دار الميمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. ٧- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (3000)

نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ حَافِيَةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فَاسْتَفْتَيْتُهُ، فَقَالَ: لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ

میری بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ تک پیدل ننگے پاؤں جائے گی۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھوں، میں نے اس کے لیے آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ پیدل جائے اور سوار ہو کر (بھی) جائے"۔

٩٦٧. الحديث:

عن عُقْبَة بْن عَامِرٍ -رضي الله عنه- قال: «نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ حَافِيَةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فَاسْتَفْتَيْتُهُ، فَقَالَ: لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ».

٩٦٧. حدیث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ تک پیدل ننگے پاؤں جائے گی۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھوں، میں نے اس کے لیے آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ پیدل جائے اور سوار ہو کر (بھی) جائے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

مِنْ طَبِيعَةِ الإنسَان أنَّه يَنْدَفِعُ أحياناً فَيُوجِبُ على نفسه مَا يَشُقُّ عليه، وقد جاء شَرْعُنا بالاعتدَال، وعدمِ المشَقَّة عَلَى النَّفس في العِبادة حتى تَسْتَمِر، وفي هذا الحدِيثِ طلبت أخت عقبة بن عامر منه، أن يسأل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنها نذرت أن تذهب إلى البيت الحرام ماشية حافية، فرَأَى النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أنَّ هذه المرأة تُطِيقُ شَيئاً مِن المشي، فَأَمَرَهَا أَنْ تَمشِيَ مَا أَطَاقَت المشي، وأَنْ تَرْكَبَ إذا عَجَزَت عَن المشي.

اجمالی معنیٰ:

انسان کی یہ طبیعت ہے کہ وہ بعض اوقات جذبات کی رو میں اپنے آپ پر کوئی ایسی شے واجب کر بیٹھتا ہے جس کا کرنا اس کے لیے باعثِ مشقت ہوتا ہے۔ ہماری شریعت میں عبادت کے سلسلے میں اعتدال اور عدمِ مشقت کو ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ یہ ہمیشہ جاری رہے۔ اس حدیث میں ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے ان سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کہ انہوں نے بیت الحرام کی طرف ننگے پاؤں پیدل جانے کی نذر مانگی تھی؟ (اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ عورت کچھ چلنے کی طاقت رکھتی ہے اس لیے آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ اتنا چلے جتنا وہ چلنے کی طاقت رکھتی ہے اور جب نہ چل سکے تو پھر سوار ہو جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حَافِيَةً : غير منتعلة، أو بدون حذاء.
- لِتَمْشِ : في وَقت قدرتها على المشي.
- وَلْتَرْكَبْ : إذا عَجَزَت عَن المشْي.

فوائد الحديث:

١. في الحديث بيانٌ لِبَعْضِ العِلَلِ في كَرَاهِية الشَّارع للنَّذرِ؛ وهو العَجزُ عن القِيَامِ بالمنْذُورِ، فالظَّاهِر أَنْ هذه المرأة لما نَذَرَت المشي عَلِمَت مِنْ نَفْسِها عَدَمَ القُدْرَة؛ فاضطَّرَّت إلى الخرُوجِ مِنْ هَذَا المأزق.

٢. أنَّ مَنْ نَذَرَ المَشْيَ إلى المسجد الحرَام، أو أحد المسجِدين مَاشِياً، لا يَجِب عَليه الوفاءُ به؛ لأن هَذَا لَيْسَ نَذْر عِبَادة مَقْصُودة، وإنما هو نَذْرُ مُبَاح. ونَذْرُ المباح، إن لم يَفِ به فعليه الكفارة.

٣. أنَّه إذا اشْتَمَلَ النَّذْرُ عَلَى أَمْرٍ مُبَاحٍ وعِبَادَةٍ، فلِكُلٍ حُكْمُه، فَيُؤْمَرُ بالعِبَادة؛ لِأَنَّها التِّي يَجِبُ الوَفَاءُ بِها، إِذْ قَدْ اشْتَمَلَ أَدَاؤُهَا عَلَى المصْلَحَةِ.

٤. أنَّه لا يُتَعَبَّد إلا بما شَرَعَه الله -تعالى- مِن الطَّاعات، فالأَصْلُ في العِبَادَات الحَظْر؛ فَلا يُشْرَعْ إلا ما شَرَعَه الله ورسوله.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. ٣- خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. ٤- الإفهام في شرح عمدة الأحكام، لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. ٥- الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. ٦- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، دار الميمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. ٧- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (3001)

نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنْ الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ

شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت یہ ان پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی: انگور سے، کھجور سے، شہد سے، گندم سے اور جَو سے۔

٩٦٨. الحديث:

عن عَبْدُ الله بن عمر-رضي الله عنهما- أن عمر قال -على منبر رسول الله- -صلى الله عليه وسلم- : "أما بعد، أيها الناس، إنه نزل تحريم الخمر وهي من خمسة: مِنَ العنب، والتمر، والعسل، والحنطة، والشعير. والخمر: مَا خَامَرَ العَقْلَ. ثَلاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ الله -صلى الله عليه وسلم- كَانَ عَهِدَ إِلَيْنَا فِيهَا عَهْداً نَنْتَهِي إِلَيْهِ: الجَدُّ، والكَلالَةُ، وأَبْوَابٌ مِنَ الرِّبَا".

٩٦٨. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا: "اما بعد، اے لوگو! شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت یہ ان پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی: انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے۔ خمر ہر وہ شے ہے، جو عقل کو زائل کردے۔ تین مسائل کی نسبت میری تمنا ہی رہ گئی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے سلسلے میں ہمیں کوئی ایسی وصیت کر دیتے، جس کی طرف ہم رجوع کرسکتے: دادا کی میراث، کلالہ اور سود کے کچھ مسائل"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خطب عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- في مسجد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعلى منبره هذه الخطبة، وقرر فيها -رضي الله عنه- أن الخمر ما خامر العقل، فالخمر لا يختص بالعنب، بل حتى الشراب المسكر المصنوع من التمر أو العسل أو الحنطة خمر، وقد ذكر عمر -رضي الله عنه- في خطبته أن ثلاث مسائل فيها إشكال عندهم، تمنى أن لو كان عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذه الثلاث المسائل عهداً إلى أمته ينتهون إليه فيها، وهي: ميراث الجد، وميراث كل ميت لا ولد له ولا والد، وبعض أبواب الربا، والحمد لله أن الحكم في هذه الثلاث المسائل معلوم، وليس معنى هذا أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يبينهن، فقد أتم الرسالة، وأدى الأمانة، وبلغ عن الله ما هو أخفى وأقل شأنا منهن، ولكن عمر -رضي الله عنه- يريد أن يكون فيها نص صريح واضح لا يحتمل الاجتهاد.

اجمالی معنی:

یہ خطبہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے منبر شریف پر کھڑے ہوکر دیا اور اس میں انھوں نے ہر اس شے کو خمر قرار دیا، جو عقل کو زائل کر دیتی ہو۔ چنانچہ "خمر" کا اطلاق صرف اس شراب پر نہیں ہوتا، جو انگور سے بنائی گئی ہو، بلکہ ہر وہ نشہ آور مشروب خمر کہلائے گا، جو کھجور، شہد یا گندم سے تیار کردہ ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ تین مسائل ایسے ہیں، جن میں لوگوں کو اشکال پیش آتا ہے اور ان کی تمنا ادھوری رہ گئی کہ نبی ﷺ ان تین مسائل کے بارے میں اپنی امت کو کوئی ایسی وصیت فرما جاتے، جس کی طرف وہ رجوع کرسکتے۔ یہ تین مسائل یہ ہیں: دادا کی میراث، ہر اس شخص کی میراث جس کی نہ اولاد ہو اور نہ ہی والد اور سود کے کچھ مسائل۔ الحمدللہ ان تینوں مسائل کا حکم معلوم ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نبی ﷺ نے انھیں بیان نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے رسالت کی ذمہ داری پوری فرمادی، امانت ادا کر دی اور اللہ تعالی کی وہ باتیں بھی پہنچا دیں، جو ان تینوں امور سے کم اہمیت کی حامل تھیں۔ دراصل عمر رضی اللہ عنہ یہ چاہتے تھے کہ ان امور میں کوئی ایسی صریح اور واضح نص ہوتی، جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہوتی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الخمر
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الخمر : مأخوذ من التخمير وهي التغطية؛ لأن الخمر يغطي العقل فيذهب الإحساس من الإنسان.
- ثلاث : أي ثلاث مسائل.
- الحِنطة : القمح.
- وددت : تمنيت.
- قوله الجد : أي ميراث الجد.
- والكلالة : الكلالة: على القول الأصح هو كل ميت لا ولد له ولا والد، أي: إذا انعدم الأصل والفرع فهو كلالة. الأصل: هو الأب والجد، والفرع: هو الابن وابن الابن.
- الرِّبا : الزيادة أو التأخير في أشياء مخصوصة، مثل: أن يعطيك ألفا على أن تردها بعد شهر ألفا ومائتين.

فوائد الحديث:

١. أن الخمر التي أنزل تحريمها وفهمها الصحابة عند النزول، هي: كل ما خامر العقل، سواء كانت من عنب أو غيره.

٢. أن العالم مهما بلغ من العلم، فإنه لا يحيط به، ويخفى عليه أشياء.

٣. المسألة الأولى من المسائل الثلاث توريث الجد مع الإخوة الأشقاء أو لأب، والحكم فيها أن الجد يقوم مقام الأب، فلا يرث الإخوة مع وجود الجد، وهو حكم أبي بكر -رضي الله عنه- وغيره.

٤. الثانية الكلالة ومعناها الذي يموت، وليس له ولد ولا والد.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، (إبراهيم مصطفى، أحمد الزيات، حامد عبد القادر، محمد النجار)، الناشر: دار الدعوة.

الرقم الموحد: (2954)

نَعَى النبي -صلى الله عليه وسلم- النَّجَاشِيَّ في اليوم الذي مات فيه، خرج بهم إلى المصلَّ، فصفَّ بهم، وكَبَّرَ أَرْبَعاً

نجاشی (بادشاہ) کے فوت ہونے کے دن نبی ﷺ نے اس کے وفات کی خبر دی۔ آپ ﷺ باہر جناہ گاہ کی طرف گئے، لوگوں کے ساتھ صف بندی کی اور چار تکبیرات (نماز جنازہ میں) کہیں۔

٩٦٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: «نَعَى النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- النَّجَاشِيَّ في اليوم الذي مات فيه، خرج بهم إلى المصلَّ، فصفَّ بهم، وكَبَّرَ أَرْبَعاً».

٩٦٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ''نجاشی (بادشاہ) کے فوت ہونے کے دن نبی ﷺ نے اُن کی موت کی خبر دی۔ آپ ﷺ باہر جناہ گاہ کی طرف گئے، لوگوں کے ساتھ صف بندی کی اور چار تکبیرات (نماز جنازہ میں) کہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

النجاشي ملك الحبشة له يد كريمة على المهاجرين إليه من الصحابة، حين ضيَّقت عليهم قريش في مكة، وقبل إسلام أهل المدينة فأكرمهم، ثم قاده حسن نيته، واتباعه الحق، وطرحه الكبر إلى أن أسلم، فمات بأرضه، ولم ير النبي -صلى الله عليه وسلم-. فلإحسانه إلى المسلمين، وكبر مقامه، وكونه بأرض لم يصَلِّ عليه فيها أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه بموته في ذلك اليوم الذي مات فيه، وخرج بهم إلى المصلَّى؛ تفخيمًا لشأن النجاشي، وإشهارًا لإسلامه، وإعلانًا لفضله، ومكافأةً له لما صنع بالمهاجرين، وطلبًا لكثرة الجمع في الصلاة عليه، فصف بهم، وصلى عليه وكبر في تلك الصلاة أربع تكبيرات، شفاعة له عند الله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ:

نجاشی جبشہ کا بادشاہ تھا جس نے مہاجرین صحابہ کے ساتھ اس وقت بہت نیک سلوک کیا تھا جب انہیں مکہ میں قریش نے بہت تنگ کیا اور بالآخر انہوں نے اہل مدینہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے جبشہ کی طرف ہجرت کر لی۔ پھر اپنی حسنِ نیت، حق کی پیروی اور تکبر سے پرہیز کی وجہ سے اُس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کی موت اپنی سرزمین پر ہی واقع ہوئی اور اس نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اس کے نیک سلوک اور اس کے مرتبے کی بلندی کی وجہ سے اور ایسی جگہ ہونے کی وجہ سے جہاں اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی گئی تھی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس کی وفات کے دن اس کی موت کی خبر دی۔ آپ ﷺ صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ کی طرف آئے۔ ایسا نجاشی کی عظمتِ شان کے بیان، اس کے اسلام لانے کے اعلان، اس کی فضیلت کے اظہار، مہاجرین کے ساتھ اس نے جو کچھ کیا تھا اس کے بدلے میں اور اس کی نماز جنازہ کے مجمع کو بڑھانے کے لیے کیا گیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ صف بندی کی اور اس پر نماز جنازہ ادا کی۔ آپ ﷺ نے اس نماز میں چار تکبیرات کہیں۔ یہ آپ ﷺ کی طرف سے نجاشی کے لیے اللہ کے حضور شفاعت تھی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > صفة الصلاة على الميت

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نَعَى : النعي: الإخبار بالموت.
- النَّجَاشِيّ : هو لقب لكل من ملك الحبشة، والمراد هنا أصحمة بن أبجر توفي في رجب سنة تسع، رضي الله عنه.

- بهم : أي: الناس.
- المصلّ : مصلى العيد فيما يظهر، ويحتمل أن المراد به مصلى الجنائز.
- فصفّ بهم : صلى بهم صفوفا.
- كبّر أربعا : قال: الله أكبر أربع مرات.

فوائد الحديث:

١. الإخبار بموت الميت للمصلحة في ذلك؛ من تكثير المصلين، وإخبار أقاربه فإن ذلك ليس من النعي المنهي عنه الذي كانوا فيه ينادون عليه في الأسواق والطرقات، بأنواع المدائح الصحيحة والمكذوبة، وفيه مفاسد من وجوه كثيرة.

٢. فضيلة كثرة المصلين.

٣. فضيلة النجاشي.

٤. ثبوت آية من آيات النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث أخبر بموت النجاشي في اليوم الذي مات فيه.

٥. الصلاة على الميتِ في مصلَّى العيد إذا كان الجمع كثيرا.

٦. مشروعية تقدم الإمام، ومشروعية صفوف الناس وراءه في صلاة الجنازة.

٧. التكبير في صلاة الجنازة أربع، فهي كالصلاة على الميت الحاضر.

٨. مشروعية الصلاة على الميت الذي لم يصَلَّ عليه؛ لأنها شفاعة ودعاء من إخوانه المصلين.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5396)

نَهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تَحْلِق المرأة رأسها	آپ ﷺ نے عورت کو سر منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔
٩٧٠. الحديث: عن علي -رضي الله عنه- قال: نَهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تَحْلِق المرأة رأسها.	**٩٧٠. حدیث:** علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے عورت کو سر منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: في الحديث منع المرأة من حلق شعرها سواء بالموس أو الماكينة، وذلك لأن الذوائب للنساء كاللحى للرجال في الهيئة والجمال، وفيه بطريق المفهوم جواز حلق الرجل، ولا خلاف فيه.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں عورت کو سر کے بال منڈوانے سے منع کیا گیا ہے خواہ استرے سے مونڈا جائے یا کسی مشین سے۔ اس لیے کہ شکل اور خوبصورتی میں عورتوں کی چوٹیاں، مردوں کی داڑھیوں جیسی ہوتی ہیں۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مردوں کے لیے سر کے بال منڈوانا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح للقاري: (٢٨٤٥/٧)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: رواه النسائي والترمذي.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. كراهة حلق المرأة شعر رأسها؛ لأنه نوع من المُثْلَة، فإن دعت الحاجة لحلقه كالتداوي جاز حَلْقه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، دار النشر: دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ / ١٩٩٢ م.

الرقم الموحد: (8913)

نُهِينَا عن اتِّبَاعِ الجنائز، ولم يُعْزَمْ علينا

ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا تاہم اس سلسلے میں سختی نہیں کی گئی۔

٩٧١. الحديث:

عن أُمِّ عَطِيَّةَ الأنصارية -رضي الله عنها- قالت: «نُهِينَا عن اتِّبَاعِ الجنائز ولم يُعْزَمْ علينا».

٩٧١. حدیث:

ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا تاہم اس سلسلے میں سختی نہیں کی گئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أُمُّ عَطِيَّةَ الأنصارية من الصحابيات الجليلات تفيد أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى النساء عن اتباع الجنائز؛ لما فيهن من شدة الرقة والرأفة، فليس لديهن صبر الرجال وتحملهم للمصائب؛ فخروجهن يؤدي إلى الهلع والفتنة بما يشاهدن من حال حمل الجنازة والانصراف عنها، ولكن مع هذا فهمت من قرائن الأحوال أن هذا النهي ليس على سبيل العزم والتأكيد؛ فكأنه لا يفيد تحريم ذلك عليهن، والصحيح المنع، وقال ابن دقيق العيد: قد وردت أحاديث أدل على التشديد في اتباع الجنائز أكثر مما يدل عليه هذا الحديث.

اجمالی معنیٰ:

ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کا شمار جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ نبی ﷺ نے عورتوں کو جنازوں کے ساتھ جانے سے منع فرمایا کیونکہ ان میں بہت رقت قلبی اور نرمی ہوتی ہے۔ ان کے پاس مردوں کی طرح صبر کرنے اور مصائب کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ان کے جنازوں کے ساتھ جانے کی وجہ سے وہ جزع فزع کریں گی اور جنازے کو اٹھانے اور پھر اسے دفنا کر واپس آنے کو دیکھ کر وہ آزمائش میں مبتلا ہوں گی۔ اس کے باوجود ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے قرائن سے یہ بات سمجھی کہ نبی ﷺ نے بہت سختی کے ساتھ یہ ممانعت نہیں کی تھی۔ گویا کہ نبی ﷺ اس جانے کو عورتوں کے لیے حرام قرار نہیں دے رہے تھے۔ تاہم صحیح بات یہی ہے کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کہتے ہیں ''بہت سی ایسی احادیث آئی ہیں جو اس حدیث سے زیادہ سختی کے ساتھ عورتوں کے جنازوں کے ساتھ جانے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > أصول الفقه > دلالات الألفاظ وكيفية الاستنباط

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > زيارة القبور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم عطية نُسيبة بنت الحارث الأنصارية -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نُهينا : أي جماعة النساء، والناهي هو النبي -صلى الله عليه وسلم-.
- اتباع الجنائز : تشييعها والمشي معها، والجنائز: الأموات.
- يُعْزَمْ : يؤكد علينا بالنهي.

فوائد الحديث:

١. قول الصحابي: أمرنا أو نهينا يحمل على أن الآمر والناهي هو النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٢. نهي النساء عن اتباع الجنائز، وهو عام في اتباعها إلى حيث تجهز ويصلى عليها، وإلى المقبرة حيث تدفن.
٣. علة النهي أن النساء لا يطقن مثل هذه المشاهد المحزنة والمواقف المؤثرة؛ فربما ظهر منهن من التسخط والجزع ما ينافي الصبر الواجب.

٤. الأصل في النهي التحريم إلا أن أم عطية فهمت من قرينة الحال أن نهيهن عن اتباع الجنائز ليس جازما مؤكدا، لكن قد وردت أحاديث أدل على التشديد في اتباع الجنائز أكثر مما يدل عليه هذا الحديث، كما تقدم.

٥. نهي الشارع ينقسم إلى عزيمة يلزم اجتناب المنهي عنه، وهو الأصل، وإلى تنزيه يطلب فيه اجتناب المنهي عنه دون إلزام.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإ مارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3228)

نِعْمَ الأُدُمُ الخَلَّ، نِعْمَ الأُدُمُ الخَلَّ

٩٧٢. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه-: أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- سَأَلَ أَهْلَهُ الأُدُمَ، فقالوا: مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ، وَيَقُولُ: «نِعْمَ الأُدُمُ الخَلَّ، نِعْمَ الأُدُمُ الخَلَّ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- أهله طعاما يأكله بالخبز، فقالوا: ما عندنا شيء إلا الخل، فأمر بإحضاره فجيء به فجعل يأكل ويقول: نعم الأُدُمُ الخل، نعم الأُدُمُ الخل. وهذا ثناء على الخل، وإن كان الخل شرابا يشرب لكن الشراب يسمى طعاما؛ قال الله -تعالى-: {فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي}، وإنما سُمِيَ طعاما لأن له طعما يطعم.

سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے، سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے

٩٧٢. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا تو انہوں نے کہا: ہمارے پاس سرکے کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے وہی منگوایا اور کھانا شروع کر دیا اور فرمانے لگے: ''سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے، سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اپنے گھر والوں سے روٹی کے ساتھ تناول فرمانے کے لئے کوئی سالن مانگا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس سرکے کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے اسے لانے کے لئے کہا۔ جب سرکہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے کھانا شروع کر دیا اور فرمانے لگے: سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے، سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے یہ سرکہ کی تعریف ہے اگرچہ سرکہ ایک مشروب ہے جسے پیا جاتا ہے، لیکن پینے کی شی پر بھی کھانے کے لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: (فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي)۔ ترجمہ: ''جس نے اس میں سے پی لیا وہ میرے ساتھیوں میں سے نہیں، اور جس نے اسے نہ چکھا (کھایا) وہ میرے ساتھیوں میں سے ہے۔'' اس کے لیے کھانے کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ اس کا ایک ذائقہ ہوتا ہے جسے چکھا جاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > أحكام الأطعمة والأشربة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأُدُم: ما يؤكل مع الخبز أي شيء كان.
- الخل: ما حمض من عصير العنب وغيره.
- فدعا به: أمر بإحضاره.

فوائد الحديث:

١. استحباب مدح الطعام ولو كان بسيطا قليل الكلفة.
٢. مدح الاقتصاد في الأكل، ومنع اعتياد النفس على الأطعمة الدسمة الكثيرة الكلفة.
٣. تواضع النبي صلى الله عليه وسلم في طعامه وامتداحه له.
٤. مدح الخل سواء كان المدح لفضل الخل أو تطييبا لخاطر أهله.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦ه. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه - ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5447)

نِعْمَ الرَّجُلُ عبد الله، لو كان يُصلِّي من الليل

عبداللہ بڑا ہی اچھا آدمی ہے۔ کاش وہ رات میں نماز بھی پڑھا کرتا۔

٩٧٣. الحديث:

وعن سالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب -رضي الله عنهم- عن أبيه: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: « نِعْمَ الرَّجُلُ عبد الله، لو كان يُصلِّي من الليل» قال سالم: فكان عبد الله بعد ذلك لا يَنامُ من الليل إلا قليلًا.

٩٧٣. حدیث :

سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''عبد اللہ بڑا ہی اچھا آدمی ہے۔ کاش وہ رات میں نماز بھی پڑھا کرتا''۔ سالم کہتے ہیں کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن عبد الله بن عمر رجل صالح وحضه على القيام بالليل، فكان -رضي الله عنه- لا ينام في الليل إلا قليلا.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ نے بتایا کہ عبد اللہ بن عمر ایک نیک آدمی ہیں اور آپ ﷺ نے انہیں تہجد کی نماز پڑھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ (اس کے بعد سے) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. بيان مزيد فضل قيام الليل، والحث عليه وأنه من مراتب الكمال.
٢. مسارعة الصحابة لما يبلغهم من مراتب الكمال.
٣. فضيلة عبد الله بن عمر رضي الله عنه.
٤. جواز الثناء على من يؤمن عليه إعجابه بنفسه.
٥. الحث على تمني الخير لنفسه ولغيره.
٦. فيه الإشارة إلى أن قيام الليل سبب في النجاة من النار.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، للعيني، دار المنيرية. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (4223)

نزلت آية المتعة -يعني متعة الحج- وأمرنا بها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم لم تنزل آية تنسخ آية متعة الحج، ولم ينه عنها رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حتى مات

تمتع کی آیت نازل ہوئی (یعنی حج تمتع) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا اور پھر حج تمتع کی منسوخی پر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے مرتے دم تک اس سے منع کیا تھا۔

٩٧٤. الحديث:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنهما- قال: «أُنْزِلَت آيَةُ المُتْعَةِ في كتاب اللَّه -تعالى-، فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-، وَلَم يَنْزِلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهَا، وَلَم يَنْهَ عَنهَا حَتَّى مات، قال رجل بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ»، قال البخاري: «يقال إنه عمر». وفي رواية: « نَزَلَت آيَةُ المُتْعَةِ -يَعْنِي مُتْعَةَ الحَجِّ- وَأَمَرَنا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-، ثُمَّ لَم تَنْزِل آيَةٌ تَنْسَخُ آيَةَ مُتْعَةِ الحَجِّ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- حَتَّى مَاتَ». ولهما بمعناه.

٩٧٤. حدیث :

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :کتاب اللہ میں حج تمتع کے بارے میں آیت نازل ہوئی ۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا اور قرآن میں اس کی حرمت اور ممانعت کی کوئی دلیل نازل نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ فوت ہو گیے ۔ ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا ۔'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :ان کو عمر (رضی اللہ عنہ) کہا جاتا ہے ۔ اور دوسری روایت میں ہے : تمتع کی آیت نازل ہوئی (یعنی حج تمتع) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا اور پھر کوئی ایسی آیت بھی نازل نہیں ہوئی جو حج تمتع کے حکم کو منسوخ کرتی ۔ اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے مرتے دم تک اس سے منع کیا تھا۔'' (اور بخاری و مسلم میں اس معنی کی حدیث موجود ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر عمران بن حصين -رضي الله عنهما- المتعة بالعمرة إلى الحج، فقال: إنها شرعت بكتاب الله وسنة رسوله -صلى الله عليه وسلم-، فأما الكتاب، فقوله -تعالى-: {فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدي}. وأما السنة: ففعل النبي -صلى الله عليه وسلم- لها، وإقراره عليها، ولم ينزل قرآن يحرمها، ولم ينه عنها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وتوفي النبي -صلى الله عليه وسلم-، وهي باقية لم تنسخ بعد هذا، فكيف يقول رجل برأيه وينهى عنها؟ يشير بذلك إلى نهي عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- عنها في أشهر الحج؛ اجتهادا منه ليكثر زوار البيت في جميع العام؛ لأنهم إذا جاءوا بها مع الحج، لم يعودوا إليه في غير موسم الحج، وليس نهي عمر -رضي الله عنه- للتحريم أو لترك العمل بالكتاب والسنة، وإنما هو منع مؤقت للمصلحة العامة.

اجمالی معنی :

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ عمرہ کے ساتھ حج (حج تمتع) کرنے کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول میں مشروع قرار دیا گیا ہے ۔کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے : {فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدي}۔ ''جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے پس اسے جو قربانی یسر ہو اسے کر ڈالے ۔'' جب کہ سنت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حج تمتع کیا، اس کو برقرار رکھا ، قرآن میں اس کی حرمت پر کوئی چیز نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے چلے گیے اور یہ حکم باقی رہا اس کو منسوخ نہیں کیا گیا ۔ تو پھر ایک آدمی اپنی رائے سے (ممانعت کی بات) کیسے کہہ سکتا اور اس سے (کیسے) روک سکتا ہے ۔؟ اس سے ان کا اشارہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف تھا جنھوں نے ایامِ حج میں اپنی اجتہاد سے اس سے منع کر دیا تھا تاکہ پورے سال زائرین بیت اللہ کثرت سے آتے رہیں، اس لیے کہ ان ایام میں جس تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں موسم حج کے علاوہ اس طرح نہیں آتے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منع کرنا بطورِ تحریم یا کتاب و سنت پر عمل کو ترک کرتے ہوئے نہیں تھا بلکہ عمومی مصلحت کا خیال کرتے ہوئے عارضی طور پر منع کر دیا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- آيَةُ المُتعَة : هي قوله -تعالى-: {فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ}، [البقرة: ١٩٦] الآية.
- في كِتَاب اللَّهِ -تعالى- : القرآن؛ وسمي بذلك: لأنه مكتوب في اللوح المحفوظ، وأضيف إلى الله -عز وجل-؛ لأنه كلامه.
- فَفَعَلنَاهَا : المتعة، والغرض من هذه الجملة: توكيد ثبوت مشروعيتها حيث طبقت فعلاً.
- مع رسول الله : في صحبته ومعيته.
- يُحَرِّمُهَا : يمنع منها.
- لَم يَنهَ : أي: النبي -صلى الله عليه وسلم-، والنهي: طلب الكف.
- عنها : عن المتعة.
- رَجُلٌ : أخفاه كراهية لذكر اسمه في هذا المقام.
- بِرَأيِهِ : بنظره المجرد عن الدليل.
- ما شاء : ما أراد من القول، وهو المنهي عنها.
- يقال : في تعيين الرجل المخفي في الحديث، وقائل ذلك: عمران بن حصين، كما في لفظ مسلم.
- مُتعَة الحج : أن يحرم بالعمرة في أشهر الحج، ويحل منها، ثم يحرم بالحج من عامه.
- تَنْسَخُ : ترفع الحكم.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التمتع وثبوته في الكتاب والسنة.

٢. قوله: "لم ينزل قرآن يحرمها" دليل على ثبوت النسخ في الشريعة، وأن القرآن ينسخ بالقرآن.

٣. القرآن منزل غير مخلوق.

٤. توفي النبي -صلى الله عليه وسلم- وحكم المتعة باق لم ينسخ.

٥. قوله: "ولم ينه عنها" دليل على جواز نسخ القرآن بالسنة؛ لأنه لو لم يكن النسخ ممكنا لما احتاج إلى الاحتراز في رفع حكم التمتع الثابت بالقران من نهي النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٦. قوله: "قال رجل برأيه ما شاء" فسره البخاري بعمر بن الخطاب -رضي الله عنه-، وروي أيضا عن عثمان ومعاوية -رضي الله عنه-، وقصدهم أن لا يقتصر الناس على زيارة البيت في أشهر الحج فقط، بل ليقصد في جميع العام، ولكن كتاب الله تعالى وسنة رسوله مقدمان على كل اجتهاد، والله أعلم بأسرار شرعه، والآن مع جواز التمتع وإتيان الناس بالعمرة في أشهر الحج، لم يخل البيت من الزوار في كل وقت، نسأل الله -تعالى- أن يعلي كلمته، وينشر دينه، ويقيم شعائره. آمين.

٧. لا نسخ بغير الكتاب والسنة، ولا نسخ بعد وفاة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٨. الإنكار على من عارض السنة أيًّا من كان.

٩. حسن سيرة السلف الطيبين، في الجمع بين بيان الحق واحترام ذوي الفضل.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3067)

نصرت بالرعب، وأعطيت مفاتيح الأرض، وسميت أحمد، وجعل التراب لي طهورا، وجعلت أمتي خير الأمم.

میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی، مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی کو میرے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا۔

٩٧٥. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- مرفوعاً: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "أُعطِيتُ ما لم يُعطَ أحدٌ من الأنبياءِ". فقلنا: يارسول الله، ما هو؟ قال: "نُصِرتُ بالرُّعبِ، وأُعطِيتُ مَفَاتِيحَ الأرضِ، وسُمِّيتُ أحمدَ، وجُعِلَ التُّرابُ لي طَهُوراً، وجُعِلَتْ أمَّتي خيرَ الأممِ".

٩٧٥. حدیث :

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ’مجھے وہ کچھ دیا گیا جو مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو نہیں دیا گیا‘‘۔ ہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ’’میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی، مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی کو میرے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

قوله: "أعطيت ما لم يعط أحد من الأنبياء قبلي" ظاهره أن كل واحدة مما ذكر لم تكن لأحد قبله، قوله: "نصرت بالرعب" أي: بخوف العدو مني، وهو الذي قطع قلوب أعدائه وأخمد شوكتهم وبدد جموعهم، قوله: "وأعطيت مفاتيح" جمع مفتاح اسم للآلة التي يفتح بها، وهو في الأصل كل ما يتوصل به إلى استخراج المغلقات التي يتعذر الوصول إليها بها، قوله: "الأرض" استعارة لوعد الله له بفتح البلاد، قوله: "وسميت أحمد" فلم يسم به أحد قبله حماية من الله؛ لئلا يدخل لبس على ضعيف القلب أو شك في كونه هو المنعوت بأحمد في الكتب السابقة، قوله: "وجعل لي التراب طهوراً" أي: مطهراً عند تعذر الماء.

اجمالی معنی :

آپ ﷺ نے فرمایا : "مجھے وہ کچھ دیا گیا جو مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔" بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے وہ تمام باتیں جو ذکر ہوئیں ان میں سے کوئی بھی آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں تھی۔ فرمایا : "میری رعب کی ساتھ مدد کی گئی" یعنی دشمن کو مجھ سے خوفزدہ کر کے۔ جس نے دشمنوں کے دلوں کو چیر کر رکھ دیا، ان کی شان و شوکت کو ختم کر دیا اوران کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا‘‘۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "وأعطيت مفاتيح"۔ یہ "مفتاح" کی جمع ہے جو ایک ایسے آلے کا نام ہے جس کے ساتھ (تالا وغیرہ) کھولا جاتا ہے۔ دراصل اس سے مراد وہ شے ہے جس کے ذریعے ان تالہ بند اشیاء کو نکالا جاتا ہے جن تک اس کے بغیر رسائی حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ "خزائن الأرض" (زمین کے خزانے) : یہ اللہ کی طرف سے ممالک کے فتح ہونے کے وعدے کا استعارہ ہے۔ "خزائن" کا لفظ "خزانۃ" کی جمع ہے جس میں اموال کو جمع کیا جاتا ہے۔ یہ علاقے فتح ہونے سے پہلے اموال ان میں جمع تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "وسميت أحمد" (میرا نام احمد رکھا گیا۔) آپ سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے بطور حفاظت تھا تاکہ کمزور دل والے شخص کو اس بات میں التباس اور شک نہ ہو کہ سابقہ کتابوں میں احمد کی صفت کے ساتھ موصوف شخص آپ ﷺ ہیں۔ "وجعل لي التراب طهوراً" یعنی مٹی کو مطہِّر (پاک کرنے والی شے) بنا دیا گیا ہے جس وقت کہ پانی کا ملنا دشوار ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أُعطيت : مبني للمجهول، أي: أعطاني الله -تعالى-.
- الرعب : هو الخوف والفزع.
- وأعطيت مفاتيح الأرض : أي: وعدني الله بفتح البلاد.

فوائد الحديث:

١. تفضيل نبينا -صلى الله عليه وسلم- على سائر الأنبياء.

٢. مشروعية تَعديد نِعَم الله على العبد على وجه الشكر لله، وذكر آلائه.

٣. أن الله -تعالى- نصر نبيه محمداً بالرعب، فيصاب عدوه بالخوف؛ ولو كان بينهما مسيرة شهر، وهذا من أكبر العون والنصر على الأعداء.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام لصالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، ط١، الرسالة، بيروت، ١٤٢٧ هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام لعبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة ، ١٤٢٣ هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام لمحمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، دار الحديث. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة للألباني، ط١، دار المعارف، الرياض، ١٤١٢ هـ. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي، ط١، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، ١٣٥٦هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام لعبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٣٢ هـ.

الرقم الموحد: (10025)

نهي -صلى الله عليه وسلم- عن الصلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس, وبعد العصر حتى تغرب

٩٧٦. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنه- قال: «شَهِد عِندِي رِجَال مَرْضِيُون - وأَرْضَاهُم عِندِي عُمر- أنَّ النَبِي صلى الله عليه وسلم نَهَى عن الصَّلاة بَعد الصُّبح حتَّى تَطلُعَ الشَّمسُ، وبعد العصر حتَّى تَغرُب».
وعن أبي سعيد -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «لا صَلاَة بعد الصُّبح حتَّى تَرتَفِعَ الشَّمسُ، ولا صَلاَة بعد العَصرِ حتَّى تَغِيبَ الشَّمس».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذين الحديثين عن الصلاة بعد صلاة الصبح حتى تشرق الشمس وترتفع عن خط الأفق في نظر العين بقدر طول رمح مركوز في الأفق، وهذا يقدر بِبِضْع دقائق، تفاوت العلماء في تحديدها، من ٥ إلى ١٥ دقيقة. ونهى أيضا عن الصلاة بعد صلاة العصر حتى تغيب الشمس، أي قبل أذان المغرب بدقائق؛ لأن في الصلاة في هذين الوقتين تشبهًا بالمشركين الذين يعبدونها عند طلوعها وغروبها، وقد نهينا عن مشابهتهم في عباداتهم؛ لأن من تشبه بقوم فهو منهم.

نبی ﷺ نے نمازِ فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہو جانے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

٩٧٦. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے چند معتبر افراد نے گواہی دی، جن میں سب سے زیادہ معتبر عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ نبی ﷺ نے نمازِ فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہو جانے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نمازِ فجر کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے اور عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے، کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

ان دونوں احادیث میں نبی ﷺ نے نمازِ فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور دیکھنے میں یوں لگے کہ وہ افق پر گاڑے ہوئے ایک نیزے کی لمبائی کے بقدر اس سے بلند ہو چکا ہے۔ اس وقت کی مقدار چند منٹ ہے، جن کے تعین میں علما کے مابین ٥ سے ١٥ منٹ وقت تک کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ یعنی مغرب کی اذان سے کچھ منٹ پہلے تک۔ کیوں کہ ان دونوں اوقات میں نماز پڑھنے سے مشرکین کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، جو طلوع و غروب کے اوقات میں سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ مشرکین کی عبادات میں ان کی مشابہت اختیار کرنے سے ہمیں منع کیا گیا ہے؛ کیوں کہ جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ انہی میں سے گردانا جاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة
راوي الحديث: حديث ابن عباس رضي الله عنه: متفق عليه. حديث أبي سعيد رضي الله عنه: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.
معاني المفردات:

- مَرْضِيُون : مقبولو الشهادة، ولم يذكر منهم سوى عمر -رضي الله عنه-.
- أرضَاهُم : أبلغهم قبولا عندي.

- نهى : النهي: طلب الكف.
- عن الصلاة : صلاة النفل المطلقة التي بغير سبب.
- صلاة : الصلاة في اللغة: الدعاء، وفي الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.
- بعد الصبح...بعد العصر : أي: بعد صلاة الصبح وصلاة العصر.
- لا صَلاةَ : أي نافلة، والنفي هنا بمعنى النهي، أي: لا تصلوا.
- حتى ترتفع : أي: الشمس عن الأفق، ولم يقدر الارتفاع هنا، لكن ورد في بعض الأحاديث تقديره: بقدر رمح.

فوائد الحديث:

١. الرد على الروافض فيما يدعونه من المباينة بين أهل البيت النبوي وبين أكابر الصحابة؛ لقول ابن عباس -رضي الله عنهما- وهو ابن عم المصطفى -صلى الله عليه وسلم-: (وأرضاهم عندي عمر).

٢. النهي عن نوافل الصلاة المطلقة، بعد صلاة الصبح، حتى تشرق الشمس وترتفع.

٣. النهي عن نوافل الصلاة المطلقة بعد صلاة العصر، حتى تغيب الشمس.

٤. فهم من بعض الأحاديث أن علة النهي هي خشية مشابهة الكفار، فيؤخذ من هذا تحريم التشبه بهم وتقليدهم في عباداتهم، وعاداتهم، وتقاليدهم.

٥. توكيد الخبر بكثرة ناقليه وقوة الثقة بهم.

٦. تحريم صلاة النافلة بعد صلاة الفجر حتى ترتفع الشمس قيد رمح، وبعد صلاة العصر حتى تغرب الشمس إلا ما له سبب كتحية المسجد وسنة الوضوء.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3081)

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يصلي الرجل مختصرا	نبی ﷺ نے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔
٩٧٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، قال: «نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يصلي الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا».	**٩٧٧. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يصلي المرء وهو جاعل يده على خاصرته.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے آدمی کو اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أخطاء المصلين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مختصرًا : يعني: واضعًا يده على خاصرته، أو يديه على خاصرتيه، والخاصرة من الإنسان هي ما بين الوَرِك، وأسفل الأضلاع، وهما خاصرتان.
- الرجل : لا مفهوم له، فالمرأة مثله.

فوائد الحديث:

١. النهي أن يصلي المصلِّي واضعًا يده على خاصرته، وهي ما بين رأس الوَرِك، وأسفل الأضلاع.
٢. الحكمة في النّهي هو الابتعاد عن مُشابهة اليهود؛ فإنَّهم يضعون أيديهم على خواصرهم في الصلاة.
٣. وقيل: الحكمة أنَّه فعل المتكبرين، ولا منافاة، فإنَّ من طبيعة اليهود الكبر، واحتقار الناس، ولا يرون شعبًا، ولا جنسًا أفضل منهم، فهم يقولون: إنَّهم شعب الله المختار.
٤. المطلوب في الصلاة الخشوع والخضوع؛ لأنَّ المصلي واقف بين يدي الله -تعالى-، متذلّلًا بعيدًا عن صفات المتكبرين وسيماهم.
٥. الواجبُ البعد عن مشابهة أهل الضلال؛ سواء أكان هذا التشبه مما يُخرج من الملة، أو كان يفضي إلى المعصية؛ فإنَّ من تشبه بقوم، فهو منهم.
٦. جمهور العلماء حملوا النهي على التنزيه، قالوا: لأنَّه لا يعود على الصلاة ببطلان.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، لعبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، ١٤٢٣ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٣٢ هـ.

الرقم الموحد: (10874)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تتلقى الركبان، وأن يبيع حاضر لباد

رسول اللہ ﷺ نے تجارتی قافلوں سے آگے جا کر ملنے اور شہری کا دیہاتی کی طرف سے بیع کرنے سے منع فرمایا

٩٧٨. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ، وأن يبيع حاضرٌ لِبَادٍ، قال: فقلت لابن عباس: ما قوله حاضرٌ لِبَادٍ؟ قال: لا يكون له سِمْسَارًا».

٩٧٨. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے : "رسول اللہ ﷺ نے تجارتی قافلوں سے آگے جا کر ملنے اور شہری کا دیہاتی کی طرف سے بیع کرنے سے منع فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ شہری کا دیہاتی کی طرف سے بیع کرنے سے آپ ﷺ کی کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا دلال نہ بنے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث ينهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن أنواع من البيع المحرم، لما فيها من الأضرار العائدة على البائع أو المشتري أو غيرهما: أولًا: النهي عن تلقي القادمين لبيع سلعهم من طعام وحيوان، فيقصدهم قبل أن يصلوا إلى السوق، فيشتري منهم جَلَبَهمْ، فلجهلهم بالسعر، ربما غبنهم في بيعهم، وحرمهم من باقي رزقهم الذي تعبوا فيه وَطَوْا لأجله المفازات، وتجشموا المخاطر، فصار طعمة باردة لمن لم يكد فيه. ثانيًا: أن يحمل البدوي أو القروي متاعه إلى البلد ليبيعه بسعرِ يومِه ويرجع أو بالسعر الذي يحتاجه ويكفيه فيأتيه البلديُّ فيقول: ضعه عندي لأبيعه على التدريج بزيادة سعر، وذلك إضرار بأهل البلد. فجاءت الشريعة بحفظ حق البائع الغريب عن البلد وبحفظ حق أهل البلد.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ حرام بیع کی کچھ اقسام سے منع فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں بائع و مشتری یا ان کے علاوہ کسی اور کو نقصان ہوتا ہے۔ اول: اشیا خوردنی اور جانور وغیرہ پر مشتمل سامانِ تجارت لے کر (بیرون شہر سے) آنے والے لوگوں سے جا ملنا ممنوع ہے؛ بایں طور کہ آدمی ان کے منڈی تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کے پاس جا کر ان سے سامان تجارت خرید لے۔ اس میں امکان ہے کہ ان کی قیمتوں سے عدم واقفیت کی بنا پر وہ ان سے دھوکہ کرلے اور انھیں ان کے باقی رزق سے محروم کر دے، جس کے لیے انھوں نے اتنی مشقت اٹھائی، صحراؤں اور جنگلات کو عبور کیا اور خطرات برداشت کیے۔ یوں وہ ان لوگوں کے لیے لقمۂ تر بن جائے، جنھوں نے اس کے لیے کچھ بھی کاوش نہیں کی۔ دوم: کوئی دیہاتی یا کسی بستی کا باشندہ شہر میں اپنا سامان تجارت لے کر آئے، تاکہ اسے اس دن کی قیمت پر یا پھر کسی ایسے بھاؤ پر بیچ کر واپس لوٹ جائے، جس کی اسے ضرورت ہو یا جو اس کے لیے کافی ہو۔ ایسے میں اس کے پاس کوئی شہری شخص آ کر کہے کہ اس سامان کو میرے پاس رکھ دو، تاکہ اسے میں تھوڑا تھوڑا کر کے زیادہ دام پر بیچ دوں۔ ایسا کرنے سے شہر کے باشندوں کو نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ شریعت نے شہر میں آنے والے اجنبی فروخت کنندہ اور شہر کے باشندوں دونوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > البيوع المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أن نتلقى الركبان : أن نستقبل الذين يحملون المتاع إلى البلد للاشتراء منهم قبل وصولهم الأسواق ومعرفة الأسعار.

- ما قوله حاضر لباد؟ : الراوي يسأل شيخه الصحابي: ما معنى قوله: "حاضر لباد؟" والحاضر: هو البلدي المقيم، والبادي نسبة إلى البادية.والمراد به القادم لبيع سلعته بسعر وقتها، سواء أكان بدويا أم حضرياً، فيقصده الحاضر ليبيع له سلعته بأغلى من سعرها لو كانت مع صاحبها.
- السمسار : متولي البيع والشراء لغيره وهو الدلال.

فوائد الحديث:

١. النهي عن تلقى القادمين، لبيع سلعتهم، والشراء منهم، قبل أن يصلوا إلى السوق، والحكمة في النهي لئلا يخدعوا، فتشترى منهم سلعهم بأقل من قيمتها بكثير.

٢. النهي عن بيع الحاضر للبادي.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز النجدي، الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5847)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الْوِصَالِ. قالوا: إنك تواصل؟ قال: إني لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إني أُطْعَمُ وَأُسْقَى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ بھی تو وصال کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھاری طرح نہیں ہوں۔مجھے تو کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

٩٧٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الْوِصَالِ، قالوا: إنك تواصل؟ قال: إني لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إني أُطْعَمُ وَأُسْقَى». وفي رواية أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه-: «فَأَيُّكُمْ أراد أن يواصل فليواصل إلى السَّحَرِ».

٩٧٩. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ بھی تو وصال کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمھاری طرح نہیں ہوں، مجھے تو کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔ چنانچہ تم میں سے اگر کوئی وصال کرنا چاہے، تو سحری کے وقت تک وصال کرلے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه عن الْوِصَالِ رحمة بهم وإشفاقاً عليهم، ولكن الصحابة لمحبتهم للفضل وحرصهم على ما يقرب من الله رغبوا في الْوِصَالِ تأسياً بالنبي في كونه يواصل وقالوا: إنك تواصل، فأخبرهم بأنه له مُطعِم يطعمه وساق يسقيه بما يعوضه عن الطعام والشراب، ولكن من أراد منكم الوصال، فله أن يواصل إلى السَّحَرِ. فالشريعة الإسلامية سمحة مُيَسَّرة لا عَنَتَ فيها ولا مشقة، ولا غُلُوٌّ ولا تعمق؛ لأن في ذلك تعذيباً للنفس وإرهاقاً لها، والله لا يكلف نفساً إلا وسعها. ولأن التيسير والتسهيل أبقى للعمل وأسلم من السأم والملل، وفيه العدل الذي وضعه الله في الأرض، وهو إعطاء الله ما طلبه من العبادة، وإعطاء النفس حاجتها من مقوماتها.

اجمالی معنی:

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يكره للصائم

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصوم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الوِصَال : وصال الصائم بين يومين لا يفطر بينهما.
- كهيئتكم : كصفتكم.

• إني أُطْعَمُ وَأُسْقَى : والمُطعم والمُسقي له هو: الله -تعالى-، والمراد بالطعم والسقي: ما يعطيه الله -تعالى- له من قوة الطاعم والشارب؛ لاستغنائه عن الطعام والشراب بما في قلبه من ذكر الله تعالى والأنس بمناجاته، وفيه بيان الفرق بينه وبينهم.

• السَّحَر : آخر الليل.

فوائد الحديث:

١. التحذير من المواصلة في الصوم إلى ما بعد السحر؛ لما فيه من الضرر الحاصل أو المتوقع.

٢. جواز الْوِصَالِ إلى السَّحَرِ لمن قدر عليه، وتركه أولى.

٣. رحمة الشارع الحكيم الرحيم بالأمة، إذ حرَّم عليهم ما يضرهم.

٤. الأصل التأسي بالنبي -صلى الله عليه وسلم- حتى يقوم دليل خصوصية الحكم به.

٥. الوِصَال من خصائص النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٦. أن الصحابة كانوا يرجعون إلى فعله المعلوم صفته ويبادرون إلى التأسي به إلاَّ فيما نهاهم عنه.

٧. حرص الصحابة ـرضي الله عنهم- على الخير.

٨. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث بين للصحابة سبب الفرق بينه وبينهم ليزادوا طمأنينة في الحكم.

٩. أن غروب الشمس وقت للإفطار، ولا يحصل به الإفطار، وإلا لما كان للوصال معنى إذا صار مفطراً بغروب الشمس.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4524)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن صوم يومين: الفطر والنحر، وعن اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وأن يَحْتَبِيَ الرَّجُل في الثوب الواحد، وعن الصلاة بعد الصبح والعصر

رسول اللہ ﷺ نے دودن یعنی عید الفطر اور عید الاضحی کے دنوں میں روزہ رکھنے سے، ایک کپڑے کو سارے بدن پر لپیٹنے سے، ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے اور صبح اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے

٩٨٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: «نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن صوم يومين: الفطر والنحر، وعن اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وأن يَحْتَبِيَ الرجل في الثوب الواحد، وعن الصلاة بعد الصبح والعصر».

٩٨٠. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دن یعنی عید الفطر اور عید الاضحی کے دنوں میں روزہ رکھنے سے، ایک کپڑے کو سارے بدن پر لپیٹنے سے، ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے اور صبح اور عصر (کی نماز) کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث، عن صيام يومين، وعن لبستين، وعن صلاتين. فأما اليومان المحرم صومهما، فيوم الفطر، ويوم النحر، وحكمة تحريم الصيام فيهما أنه لا يناسب الصوم في يوم الأكل والسرور. وأما اللبستان، فاشتمال الصَّمَّاءِ، والاِحْتِبَاء بثوب واحد، وهو أن يقعد الرجل على إليتيه وينصب ساقيه ويشدهما بيديه أو بثوب واحد، وأما اشتمال الصماء فهو أن يرتدي الرجل ثوبًا ليس له منافذ، وقد قُيد في رواية البخاري: " إذا لم يكن على فرجه منه شيء". وأما الصلاتان، فالصلاة بعد صلاة الصبح، والصلاة بعد صلاة العصر؛ لسد الذريعة عن التشبه بالكفار الذين يسجدون للشمس عند طلوعها وعند غروبها، ولكن يجوز أن يصلي فيهما الفريضة إذا لم يصلها وكذلك ذوات الأسباب.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے دو دن کے روزوں، دو طرح سے لباس پہننے اور دو قسم کی نمازوں سے منع فرمایا ہے: دو دن جن میں روزہ رکھنا حرام ہے وہ عید الفطر اور عید الاضحی کے دن ہیں۔ ان دنوں میں روزہ رکھنے کی حرمت میں حکمت یہ ہے کہ کھانے پینے اور خوشی کے دن میں روزہ رکھنا مناسب نہیں۔ دو طرح سے لباس پہننا جو حرام ہے وہ یہ ہے کہ پورے جسم پر ایک ہی کپڑا لپیٹ لیا جائے اور ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھا جائے۔ بخاری شریف کی روایت میں یہ قید ہے: ''جب کہ اس شخص کی شرم گاہ پر کوئی شے نہ ہو۔'' دو قسم کی نمازیں جو ممنوع ہیں وہ صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد کی نمازیں ہیں، یہ ممانعت کفار کی مشابہت سے بچنے کے لئے سد ذریعہ کے طور پر ہے جو سورج کے طلوع و غروب کے اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ تاہم ان اوقات میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے اگر اس نے اسے نہ پڑھا ہو، اسی طرح وہ نمازیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں جن کا کوئی سبب ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يحرم على الصائم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الفطر والنحر : أي: يومي عيد الفطر والنحر.
- الثوب الواحد : أي: الذي ليس عليه غيره.

• الاحْتِبَاء : هو أن يقعد الرجل على إليتيه وينصب ساقيه ويشدهما بيديه أو بثوب واحد.

• الصَّمَّاء : هو أن يرتدي الرجل ثوبًا ليس له منافذ.

فوائد الحديث:

١. النهي عن هذه الأشياء الأربعة التي جاء بها الحديث.

٢. النهي عن صيام العيدين، وعن الصلاة بعد الصبح والعصر، من باب التحريم.

٣. النهي عن اللبستين، للكراهة، ما لم تنكشف معه العورة فيحرم.

٤. النهي عن التطوع بالصلاة بعد صلاتي الظهر والعصر، مالم تكن من ذوات الأسباب، كتحية المسجد ونحوها.

٥. مراعاة الشارع مصالح العباد في كل شيء.

٦. الحكمة في التشريع الإسلامي.

٧. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على البعد عن مشابهة الكفار.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4523)

هذا شيء كتبه الله على بنات آدم، افعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري

یہ چیز تو اللہ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقدر کر دی ہے۔ تم تمام کا م ویسے کرتی جاؤ، جیسے (تمام) حاجی کریں، مگر جب تک پاک نہ ہو جاؤ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔

٩٨١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: خرجنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لا نَذْكُرُ إلا الحج، حتى جِئْنَا سَرِف فَطَمِثْتُ، فدخل عليَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأنا أبْكِي، فقال: «ما يُبْكِيك؟» فقلت: والله، لوَدِدْتُ أنِّي لم أكُن خرجت العَام، قال: «ما لك؟ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟» قلت: نعم، قال: «هذا شيء كَتَبه الله على بنات آدم، افعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تَطُوفي بالبيت حتى تَطْهُري» قالت: فلمَّا قدمت مكة، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأصحابه «اجْعَلُوها عُمرة» فأَحَلَّ الناس إلا من كان معه الهَدْي، قالت: فكان الهَدْي مع النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبي بكر وعمر وذَوِي اليَسَارَة، ثم أهَلُّوا حين راحُوا، قالت: فلمَّا كان يوم النَّحر طَهَرْت، فأمَرَني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَأَفَضْتُ، قالت: فَأُتِيَنَا بِلَحم بَقَر، فقلت: ما هذا؟ فقالوا: أَهْدَى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن نِسَائه البقر، فلمَّا كانت ليلة الحَصْبَة، قلت: يا رسول الله، يرجع الناس بحجة وعُمرة وأرجع بِحَجَّة؟ قالت: فأمر عبد الرحمن بن أبي بكر، فَأَرْدَفَنِي على جَمَلِه، قالت: فإني لأذْكُر، وأنا جَارية حَدِيثَةُ السِّن، أَنْعَسُ فيُصِيب وجْهِي مُؤْخِرَة الرَّحْل، حتى جِئْنَا إلى التَّنْعِيم، فَأَهْلَلْتُ منها بِعُمْرة؛ جزاء بِعُمْرَة الناس التي اعْتَمَرُوا.

٩٨١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہمارا موضوع سخن حج ہی تھا۔ جب سرف کے مقام پر پہنچے، تو میرے ایام شروع ہو گئے۔ (اس اثنا میں) رسول اللہ ﷺ میرے (حجرے میں) داخل ہوئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تمھیں کیا رلا رہا ہے؟" میں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! کاش میں اس سال حج کے لیے نہ نکلی ہوتی! آپ نے پوچھا: "تمھارے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ کہیں تمھیں ایام تو شروع نہیں ہو گئے؟" میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: "یہ چیز تو اللہ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقدر کر دی ہے۔ تم تمام کام ویسے کرتی جاؤ جیسے (تمام) حاجی کریں، مگر جب تک پاک نہ ہو جاؤ، بیت اللہ کا طواف نہ کرو"۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: جب میں مکہ پہنچی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ (رضوان اللہ عنھم اجمعین) سے فرمایا: "تم اسے (حج کی نیت کو بدل کر) عمرہ کر لو"۔ چنانچہ جن کے پاس قربانیاں تھیں، ان کے علاوہ تمام لوگ حلال ہو گئے۔ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیان کرتی ہیں: قربانیاں (صرف) رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور (بعض) اصحاب ثروت صحابہ (رضوان اللہ عنھم اجمعین) (ہی) کے پاس تھیں۔ جب وہ (ترویہ کے دن منیٰ کی طرف) چلے تو (حج) کا تلبیہ پکارا۔ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) کہا: جب قربانی کا دن آیا، تو میں پاک ہو گئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا اور میں نے طواف (افاضہ) کر لیا۔ انھوں نے (مزید) کہا: ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو (لانے والوں) نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی دی ہے۔ جب (مدینے کے راستے منیٰ کے فوراً بعد کی منزل) محصب کی رات آئی، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگ حج اور عمرہ (دونوں) کر کے لوٹیں اور میں (صرف) حج کر کے لوٹوں؟ تو آپ ﷺ نے (میرے بھائی) عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا اور انھوں نے مجھے اپنے اونٹ پر ساتھ بٹھایا۔ وہ کہتی ہیں: مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں (اس وقت) نو عمر لڑکی تھی، (راستے میں) میں اونگھ رہی تھی اور میرا منہ (بار بار) کجاوے کی پچھلی لکڑی سے ٹکرا رہا تھا، حتیٰ کہ ہم تنعیم پہنچ گئے۔ پھر میں نے وہاں سے اس عمرے کے بدلے جو لوگوں نے کیا تھا، (اور میں اس سے محروم رہ گئی تھی) عمرے کا (احرام باندھ کر) تلبیہ پکارا۔

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى حديث عائشة -رضي الله عنها-: "خرجنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لا نَذْكُرُ إلا الحج". أي: من المدينة وكان خروجه -صلى الله عليه وسلم- يوم السَبت لخمس ليالٍ بَقَيْنَ من ذي القِعدة بعد أن صلى بها الظهر أربع ركعات، ثم سَار إلى ذي الحليفة فَصَلى بها العصر ركعتين. "لا نَذْكُرُ إلا الحج". وفي رواية :"لا نَرَى إلا الحج". لكن جاء عنها في حديث آخر صحيح: "فمنَّا من أَهَلَّ بِعمرة، ومنَّا من أَهَلَّ بحج، وكنت ممن أَهَلَّ بِعمرة"، وعلى هذا يكون قولها -رضي الله عنها-: "لا نَذْكر إلا الحج"، وقولها: "لا نرى إلا الحج" لا يخلو من الأحوال التالية: الحال الأولى: تريد بذلك فريضة الحج من حيث الأصل، لا بيان نوع النُّسك الذي أحرموا به. الحال الثانية: تريد بذلك عند خروجهم وقبل وصولهم إلى الميقات، والدخول في الإحرام. الحال الثالثة : تريد بذلك حال غيرها من الصحابة، ولم تقصد نفسها. "حتى جِئْنَا سَرِف". يعني: حتى وصلوا موضِعا يُقال له: "سَرِفُ"، وهو مَوضع قريب من مكة. "فَطَمِثْتُ" يعني: حاضت -رضي الله عنها-."فدخل عليَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأنا أَبْكِي، فقال: «ما يُبْكِيك؟» فقلت: والله، لَوَدِدْتُ أَنِّي لم أكُن خرجت العَام". لما حصل معها ما حصل بَكَت -رضي الله عنها- وتَمَنَّت أنها لم تحج معهم هذه السَّنة؛ ظنا منها أنها لما حاضت قد تنقطع عن أعمال الحج، ويفوتها بذلك الخير. " قال: «ما لك؟ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟»". أي: حِضْت . " قلت: نعم، قال: «هذا شيء كَتَبه الله على بَنَات آدم»". أي: أن الحيض أَمْر مُقَدَّر ومكتوب على بنات آدم، فليس خاصًا بك وليس بيدك؛ فلا داعي للبكاء. "افعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تَطُوفي بالبيت حتى تَطْهُري". فأخبرها النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن الحيض لا يمنعها من المضي في نسكها، ولا يُخِلُّ بإحرامها، وأنها تفعل ما يفعله الحاج: من الوقوف بعرفة ومنى ومزدلفة ورمي

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ کا مفہوم : "خرجنا مع رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔لا نَذْکُرُ إلا الحج"۔ (ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہمارا موضوع سخن حج ہی تھا) یعنی مدینہ سے۔ آپ ﷺ مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھنے کے بعد نکلے تھے۔ سنیچر کا دن تھا اور ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ نے عصر کی نماز دو رکعت پڑھی تھی۔ "لا نَذْکُرُ إلا الحج" (ہم حج کا ہی ذکر کر رہے تھے۔) اور ایک روایت میں ہے : "لا نَرَی إلا الحج" (ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔) جب کہ ان سے ایک اور صحیح حدیث میں اس طرح آیا ہے : "فمنَا من أَهَلَّ بِعمرة، ومنَا من أَهَلَّ بحج، وكنت ممن أَهَلَّ بِعمرة" (ہم میں سے کچھ عمرہ کا تلبیہ کہہ رہے تھے اور کچھ حج کا اور میں عمرہ کا تلبیہ کہہ رہی تھی۔) اس طرح ان کے یہ اقوال : "لا نَذْکُرُ إلا الحج" (ہم حج کا ہی ذکر کر رہے تھے) اور : "لا نَرَی إلا الحج" (ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔) مندرجہ ذیل احوال میں سے کسی ایک حالت سے خالی نہیں : پہلی حالت : اصل میں اس سے ان کی مراد فریضۂ حج ہے۔ اس قسم کا بیان نہیں جس کا انھوں نے احرام باندھا تھا۔ دوسری حالت : اس سے ان کی مراد گھر سے نکلتے وقت اور میقات پر پہنچ کر احرام باندھنے سے پہلے تک کا حال بیان کرنا ہے۔ تیسری حالت : ان کے علاوہ دیگر صحابہ کا حال بیان کرنا مقصود ہو گا۔ خود ان کے بارے میں نہیں۔ "حتی جِئْنَا سَرِف"۔ (یہاں تک کہ ہم سرف کے مقام تک پہنچ گئے۔) یہ مکہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ "فَطَمِثْتُ" یعنی وہ حائضہ ہوگئیں۔ "رسول اللہ ﷺ میرے (حجرے میں) داخل ہوئے، تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا : تمھیں کون سی بات رلا رہی ہے؟ میں نے جواب دیا : اللہ کی قسم ! کاش میں اس سال حج کے لیے نہ نکلتی!) یعنی جب انھیں حیض آگیا، تو وہ رونے لگیں اور یہ خواہش کرنے لگیں کہ کاش وہ اس سال حج کا ارادہ نہ کرتیں! کیوں کہ ان کا یہ خیال تھا کہ وہ حائضہ ہونے کی وجہ سے حج کے تمام اعمال سے منقطع ہو جائیں گی اور اس وجہ سے بہت بڑی خیر سے محروم رہ جائیں گی۔ "قال : «مالک؟ لَعَلَّکِ نَفِسْتِ؟ (فرمایا : تجھے کیا ہوگیا ہے؟ کہیں ایام تو شروع نہیں ہو گئے؟) یعنی حائضہ تو نہیں ہوگئی؟ میں نے کہا : ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا : «ہذا شيء كَتَبه الله على بَنَات آدم» (یہ چیز تو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے مقدر کر دی ہے۔) یعنی حیض ایک طے شدہ امر ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے بنات آدم کے لیے لکھ دیا ہے، یہ نہ تیرے ساتھ خاص ہے اور نہ تیرے ہاتھ میں کچھ ہے۔ اس لیے رونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ "تم تمام کام ویسے کرتی جاؤ، جیسے (تمام) حاجی کریں، مگر جب تک پاک نہ ہو جاؤ، بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔" رسول اللہ ﷺ نے

الجماروسائر أفعال الحج غير الطواف، فإنها تمتنع منه حتى تَطْهر من حيضها وتغتسل. "قالت: فلمَّا قَدمت مكة، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأصحابه «اجْعَلُوها عُمرة»". تعني لما قَدِم النبي -صلى الله عليه وسلم- مكة أمَر من لم يسوقوا الهدي أن يجعلوا إحرامهم عمرة، فمن أحرم بالحج ولم يكن ساق الهدي فإنه يَقْلب إحرامه بالحج عمرة، فيطوف ويسعى ويقصر، ثم هو قد حَلَّ من إحرامه، وفي رواية أخرى لمسلم: "فأمرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يَحِلَّ منَّا من لم يكن معه هدى، قال: فقلنا: حِلُّ ماذا؟ قال: "الحِلُّ كُلُّه". "قالت: فأحَلَّ الناس إلا من كان معه الهَدْي، قالت: فكان الهَدْي مع النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبي بكر وعمر وذَوِي اليَسَارَة". تعني أن من لم يكن معه الهدي حلُّوا من إحرامهم بعد أن طافوا وسعوا وقصروا، وبقي النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبو بكر وعمر -رضي الله عنهما- ومن ساق الهدي ممن وسَّعَ الله عليهم بقوا على إحرامهم؛ لأنهم ساقوا الهدي ومن ساق الهدي لم يَجز له فسخ إحرامه إلى عمرة؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "لولا أني سُقْتُ الهَدْي، لفعلت مثل الذي أَمَرْتُكم به". "قالت: ثم أَهَلُّوا حين راحُوا". تعني أن الذين طافوا وسعوا وقصروا، أهلوا بالحج حين راحُوا إلى منى وذلك يوم التروية، وهو اليوم الثامن من ذي الحِجة. "قالت: فلمَّا كان يوم النَّحر طَهَرْت". أي: أنها طَهَرت من حيضها يوم النحر، وهو يوم العاشر من ذِي الحِجَّة، سُمي بذلك؛ لنَحر الأضاحي فيه. "فأمَرَني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَأَفَضْتُ". أي: بعد أن طَهَرت من حيضها -رضي الله عنها- يوم النَّحر أمَرَها النبي -صلى الله عليه وسلم- بأداء طواف الإفاضة فَفَعَلت. "قالت: فَأُتِيَنَا بِلَحم بَقَر، فقلت: ما هذا؟". يعني: أُرسل لها ولمن معها من النساء لحم بقر، ثم إنها سَألت عنه. "فقالوا: أَهْدَى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن نِسَائه البَقر". أي: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نَحَر عن كل واحدة من نسائه بقرة. "فلمَّا كانت ليلة الحَصْبَةِ". يعني لمَّا كانت

انھیں بتادیا کہ حیض مناسک حج کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں اور نہ ہی احرام کے لیے مخل ہے۔ اس لیے دیگر حاجی جو کچھ کریں، تم بھی کرتی جاؤ۔ جیسے وقوف عرفہ و منیٰ، وقوف مزدلفہ اور رمی جمار وغیرہ۔ طواف کے علاوہ دیگر تمام ارکان حج ادا کر سکتی ہیں۔ جب تک پاک ہونے کے بعد غسل نہیں کرلیتیں، طواف کرنے سے اجتناب کریں گی۔ "قالت : فلمَّا قدمت مكة، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأصحابه «اجْعَلُوها عُمرة»"۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : جب میں مکہ پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ (رضوان اللہ عنھم اجمعین) سے فرمایا : "تم اسے (حج کی نیت کو بدل کر) عمرہ کر لو"۔) یعنی نبی کریم ﷺ جب مکہ پہنچے، تو جو لوگ اپنے ساتھ قربانی نہیں لائے تھے، انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرے کا بنالیں؛ چنانچہ جس نے حج کے لیےاحرام باندھا تھا، لیکن ہدی کا جانور ساتھ نہیں لایا تھا، وہ اپنے احرام کو بدل کر عمرہ کا احرام کر لے۔ وہ طواف کرے، سعی کرے، بال کٹوائے اور حلال ہو جائے۔ صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے : "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہیں ہے، وہ حلال ہو جائے۔ ۔ہم نے کہا کہ کس طرح حلال ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : "مکمل حلال۔" "وہ کہتی ہیں : جن کے پاس قربانیاں تھیں، ان کے علاوہ تمام صحابہ (رضوان اللہ عنھم اجمعین) حلال ہو گئے۔ اور قربانیاں (صرف) رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور (بعض)اصحاب ثروت صحابہ (رضوان اللہ عنھم اجمعین) ہی کے پاس تھیں۔" یعنی جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں، وہ طواف، سعی اور بال کٹوانے کے بعد حلال ہو گئے۔ جب کہ نبی کریم ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور وہ صحابہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے فراوانی سے نوازا تھا، حالت احرام میں باقی رہ گئے؛ کیوں کہ وہ اپنے ساتھ قربانیاں لائے تھے اور قربانی لانے والے کے لیے عمرہ کے بعد احرام اتارنے کی اجازت نہیں ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے : "لولا أني سُقْتُ الهَدْي، لفعلت مثل الذي أَمَرْتُكم به" (اگر میں قربانی لے کر نہ آیا ہوتا، تو میں بھی وہی کرتا، جو تمھیں کرنے کا حکم دیا ہے۔) "ثم أَهَلُّوا حين راحُوا"۔ (جب وہ (ترویہ کے دن منیٰ کی طرف) چلے تو (حج) کا تلبیہ پکارا۔) یعنی جن لوگوں نے طواف کرلیا، سعی کرلی اور بال کٹوالیے، انھوں نے ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو یعنی ترویہ کے دن منیٰ کی طرف نکلتے وقت حج کا تلبیہ پکارا۔ "عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : جب قربانی کا دن آیا، تو میں پاک ہوگئی۔) یعنی قربانی کے دن حیض سے پاک ہوگئیں۔ یہ دس ذوالحجہ کا دن تھا۔ اس دن کا نام (یوم نحر) قربانیوں کو نحر کرنے کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ "فأمَرَني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَأَفَضْتُ"۔ (رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا، تو میں نے طواف افاضہ کرلیا۔) یعنی یوم نحر کو جب حیض سے پاک ہوئیں، تو نبی کریم ﷺ نے انھیں طواف افاضہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اس سے فارغ ہو

ليلة النزول من منى، وهي الليلة التي بعد أيام التشريق وسميت بذلك؛ لأنهم نَفَروا من منى فنزلوا في المُحَصَّب وباتوا به، وفي البخاري : "أن النبي -صلى الله عليه وسلم- رقَد رقْدَةً في المُحصَّب، ثم ركِبَ إلى البيت فطاف به". "قلت: يا رسول الله، يرجع الناس بِحَجَّة وعُمرة وأرجع بِحَجَّة؟". أي يرجعون بحج منفرد وعمرة منفردة؛ لأنهم كانوا متمتعين، وأرجع أنا وليس لي عمرة منفردة؛ لأنها كانت قارنة، والعمرة في القران داخلة في الحج بالنية، وفي رواية لمسلم "أيرجع الناس بأجرين وأرجع بأجر؟"، فهي أرادت أن يكون لها عمرة منفردة عن الحج، كما حصل لسائر أمهات المؤمنين وغيرهن من الصحابة الذين فسخوا الحج إلى العمرة، وأتموا العمرة وتحللوا منها قبل يوم التروية، ثم أحرموا بالحج من مكة يوم التروية، فحصل لهم عمرة منفردة وحجة منفردة، وأما عائشة فإنما حصل لها عمرة مندرجة في حجة بالقران، فقال لها النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم النفر يسعك طوافك لحجك وعمرتك، أي: وقد تما وحسبا لك جميعا، فأبت وأرادت عمرة منفردة كما حصل لباقي الناس. "قالت: فأمر عبد الرحمن بن أبي بكر، فَأَرْدَفَنِي على جَمَلِه". أي : أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر أخاها عبد الرحمن بن أبي بكر -رضي الله عنهما- بأن يخرج بها إلى التَّنْعِيم؛ لتأتي منه بعمرة، حتى تكون مثل بقية الناس، فأردفَها -رضي الله عنه- خَلفه كما في رواية مسلم الأخرى. "قالت: فإني لأذْكُر، وأنا جَارية حَدِيثَةُ السِّن، أَنْعَسُ فيُصِيب وجْهِي مُؤْخِرَة الرَّحْل". أي: عندما أردفها عبد الرحمن بن أبي بكر -رضي الله عنه- خلفه، وسار بها إلى التنعيم كانت تَنْعَس حتى أنها رأسها يسقط من شِدَّة النُّعاس، فيضرب في مؤخرة الرَّحْل. "حتى جِئْنَا إلى التَّنْعِيم، فَأَهْلَلْتُ منها بِعُمْرة؛ جزاء بِعُمْرَة الناس التي اعْتَمَرُوا". أي لما وصلا إلى التنعيم، أهلت -رضي الله عنها- بعمرة مستقلة بأعمالها مقام عمرة الناس التي اعتمروها أولا. وفي رواية في الصحيحين أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال لها بعد أن أدَّت العمرة :

گئیں۔ "قالت : فَأُتِينَا بِلَحْمِ بَقَرٍ، فقلت : ما ہذا؟". (ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ؟) یعنی ان کے اور ان کے ساتھ موجود دیگر عورتوں کے لیے گائے کا گوشت بھیجا گیا، تو انھوں نے اس کے بارے میں پوچھا۔ "فقالوا : أَہْدَی رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عن نِسَائہ البَقر"۔ (لانے والوں نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی دی ہے۔) یعنی نبی کریم ﷺ نے اپنی ہر بیوی کی طرف سے ایک ایک گائے قربانی کی ہے۔ "فلما کانت لیلۃ الحَصْبَۃ"۔ (جب محصب کی رات آئی) یعنی جب منیٰ سے نکل کر ٹھہرنے کی رات آئی۔ یہ ایام تشریق کے بعد والی رات ہے۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا، کیوں کہ حجاج منی سے نکل کر محصب آکر رات گزارتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے : رسول اللہ ﷺ محصب کی رات کچھ دیر سوئے اور سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ آئے اور طواف کیا۔ "قلت : یا رسول اللہ، یرجع الناس بِحَجَّۃ وعُمرۃ وأرجع بِحَجَّۃ؟"۔ (میں نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگ حج اور عمرہ (دونوں) کر کے لوٹیں گے اور میں (صرف) حج کر کے لوٹوں گی؟) یعنی وہ مستقل حج اور مستقل عمرہ کر کے لوٹیں گے؛ کیوں کہ انھوں نے حج تمتع کیا تھا اور میں الگ سے عمرہ کیے بغیر ہی لوٹ جاؤں گی؛ کیوں کہ وہ قارن تھیں اور حج قران میں عمرہ ساتھ ہی ہوتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے : "أیرجع الناس بأجرین وأرجع بأجر؟" (کہ لوگ دو اجر لے کر لوٹیں اور میں ایک ہی اجر کے ساتھ لوٹوں؟) وہ چاہتی تھیں کہ انھیں بھی حج کے علاوہ الگ سے عمرہ کی سعادت نصیب ہو، جیسے دیگر امہات المؤمنین اور صحابہ کو نصیب ہوئی تھی، جنھوں نے اپنے حج کے احرام کو عمرہ کے کے احرام میں بدل لیا، عمرہ مکمل کر کے یوم الترویہ سے پہلے حلال ہو گئے، پھر ترویہ کے دن مکہ سے حج کا احرام باندھا۔ اس طرح انھیں الگ الگ حج اور عمرہ ادا کرنے کا موقع مل گیا۔ جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ حج قران ہی میں شامل تھا۔ چنانچہ واپسی کے دن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا : تمھارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے۔ یعنی دونوں مکمل ہو گئے ہیں اور یہ تیرے لیے کافی ہے۔ لیکن انھوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور دیگر لوگوں کی طرح الگ عمرہ کرنے کی خواہش پر مصر رہیں۔ "قالت : فأمر عبد الرحمن بن أبي بکر، فَأَرْدَفَنِي علی جَمَلِہ"۔ (وہ کہتی ہیں : آپ ﷺ نے (میرے بھائی) عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا اور انھوں نے مجھے اپنے اونٹ پر ساتھ بٹھایا) یعنی نبی کریم ﷺ نے میرے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے تنعیم لے جائیں؛ تاکہ میں وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آؤں؛ تاکہ باقی لوگوں کی طرح مجھے بھی الگ عمرے کی سعادت نصیب ہوجائے۔ چنانچہ انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے سوار کر لیا جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ "قالت : فإني لأذْکُر، وأنا جاریۃ حَدِیثۃُ السِّن، أَنْعَسُ

"هذه مكان عمرتك" أي: هذه العمرة مكان العمرة التي كنت تريدين حصولها منفردة غير مندرجة مع الحج، فمنعك الحيض من القيام بها.

فُيصيب وجهي مُؤخرة الرَّحل" (وہ کہتی ہیں: مجھے یاد پڑتا ہے، میں اس وقت نو عمر لڑکی تھی، (راستے میں) اونگھ رہی تھی اور میرا منہ (بار بار) کجاوے کی پچھلی لکڑی سے ٹکراتا تھا۔) یعنی جب عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کیا اور تنعیم کی طرف چلے تو راستے میں شدید اونگھ کی وجہ سے ان کا سر ادھر ادھر گرتا اور کجاوے سے ٹکرا جاتا۔ "حتى جِئْنَا إلى التَّنْعِيم، فَأَهْلَلْتُ منها بِعُمْرة؛ جزاء بِعُمْرَة الناس التي اعْتَمَرُوا". (حتیٰ کہ ہم تنعیم پہنچ گئے۔ پھر میں نے وہاں سے اس عمرے کے بدلے جو لوگوں نے کیا تھا (اور میں اس سے محروم رہ گئی تھی) عمرہ کا احرام باندھا۔) یعنی جب وہ مقام تنعیم پہنچ گئے، تو انھوں نے وہاں سے مستقل عمرہ کے لیے احرام باندھا، اس عمرہ کے بدلے میں جو لوگ پہلے ہی کر چکے تھے۔ صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے عمرے کی ادائیگی کے بعد فرمایا: "یہ تمھارے اس عمرے کے بدلے میں ہے۔" یعنی یہ عمرہ اس عمرے کی جگہ ہے، جو تم حج سے الگ مستقل طور پر کرنا چاہتی تھی اور حیض کی وجہ سے کر نہیں پائی تھی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > صفة الحج

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- سَرِف : هو وادٍ يبعُد عن حَدِّ الحَرم من جهة التَّنعيم بنحو عشر كيلو مترات، وعن المسجد الحرام بثمانية عشر كيلو متر، يَمُرُّ به طريق (مكة المدينة)، فهو بين مكة وبين وادي الجموم (مَر الظهران)، وهو ما يُعرف الآن بالنوَّارية.
- طَمِثْت : حِضْت.
- وَدِدْتُ : تَمَنَّيْت.
- نَفِسْتِ : حِضْت.
- اليَسَارَة : الغِنى.
- أَهَلُّوا : رفعوا أصواتهم بالتَّلبِيَة.
- يوم النَّحر : هو يوم العاشر من ذِي الحِجَّة، سُمي بذلك؛ لنَحر الأضاحي فيه.
- فأمَرَني فأَفَضْتُ : يعني دَفعت للطَّواف بالبيت.
- ليلة الحَصْبَة : هِيَ اللَّيلة التي ينزل الناس فيها المُحَصَّب عند انصرافهم من منى إلى مكة، والتَّحْصِيبُ: إقامتهم بالمُحَصَّب، وهو الشِّعْب الذي مخرجه إلى الأبْطَح.
- مُؤْخِرَة الرَّحْل : الخَشبة التي تكون في آخر الرَّحْل، يَستند إليها الراكب، وهي نحو ثلثي الذراع.والرَّحْل: ما يُوضع على ظهر البعير للركوب عليه.
- التَّنْعِيم : موضع قريب من مكة، وهو أقرب أطراف الحِل إلى مكة، وفيه مسجد عائشة -رضي الله تعالى عنها-. وهذا كان فيما مضى، أما الآن فقد اتصلت به بيوت مكة وتجاوزته، حتى صار التنعيم داخل مكة، لكنه من الحِلِّ.
- أَهْلَلْتُ : الإهْلَال: رفع الصوت بالتَّلبية.

فوائد الحديث:

١. مشروعية خروج النساء للحج متى ما توفرت شروطه، ومنها المحرم.
٢. جواز السفر يوم السبت، وكانت أكثر أسفاره -صلى الله عليه وسلم- يوم الخميس.
٣. جواز استعمال: "لو" إذا لم يترتب عليها محذور شرعي، ويؤكده قوله -صلى الله عليه وسلم-: "لو استقبلت من أمري ما استدبرت" الحديث.

٤. حرص عائشة -رضي الله عنها- على إكمال الطاعة على أفضل وجه، ولهذا تمنت أنها لم تحج معهم تلك السَّنة، ظنًّا منها أنها لن تكمل نسكها؛ بسبب حيضها.

٥. تسمية الحيض نفاساً.

٦. أنه ينبغي تَسْلِيَة المُصَاب بذكر ما كان مثل مُصيبته أو أشد.

٧. أن دم الحيض دم طبيعة بخلاف من قال أنه دَم عقوبة عُوقبت به نساء بني إسرائيل، والحديث يرده؛ لأنه قال: "كتبه الله على بنات آدم".

٨. أن ما قُدِّر على بَنِي آدم رجالهم ونِسَائهم لا يمكن تخلُّفه بحال من الأحوال.

٩. صحة جميع أعمال الحج من الحائض والنفساء: من الوقوف بعرفة، والمبيت بمزدلفة، ورمي الجمار، والمبيت بمنى، والسعي بين الصفا والمروة.

١٠. إدخال الحج على العمرة؛ لأن عائشة -رضي الله عنها- أحرمت بعمرة وعندما حاضَت مُنعت من الطواف لأداء العمرة؛ فأدخلت الحج على العمرة، فصارت قارنة.

١١. أن جميع أعمال الحج لا تُشترط لها الطهارة من الحَدَث الأكبر عدا الطواف بالبيت.

١٢. اشتراط الطهارة من الحدث الأكبر للطواف؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: (غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري) فدل ذلك على أن الطهارة شرط لصحة الطواف.

١٣. لا تشترط الطهارة للإحرام، فيصح أن يحرم الإنسان وهو على غير طهارة، والأفضل أن يكون على طهارة إن أمكن ذلك.

١٤. أن الحائض ممنوعة من دخول المسجد.

١٥. قَلْب الإحرام بالحج إلى عمرة؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: (اجْعَلُوها عُمرة) وكان ذلك واجبًا على الصحابة -رضي الله عنهم- في ذلك العام.

١٦. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان قارنا في حَجَّته.

١٧. أن أبا بَكر وعمر وجمع من الصحابة -رضي الله عنهم- المَيْسُورين منهم قَرَنوا بين الحج والعُمرة.

١٨. أن الأفضل في حق من كان بمكة أن يُحرم بالحج يوم التروية ولا يُقَدِّمه عليه؛ لقولها -رضي الله عنها-: "أحرموا حين راحُوا"، ورواحهم كان يوم الثامن، وهو يوم التروية.

١٩. استحباب المُبادرة بطواف الإفاضة يوم النَّحَر.

٢٠. لا حرج في السؤال عمَّا خَفِي أمره؛ لأن عائشة -رضي الله عنها- سألت عن اللحم الذي أرسل لها؛ لجهلها بحاله.

٢١. جواز إهداء البقر.

٢٢. وجوب الهَدي على القَارن؛ لأن عائشة -رضي الله عنها- حَجَّت قارنة وأهدى عنها -عليه الصلاة والسلام.-

٢٣. لا يلزم الزوج أن يهدي زوجته، وما فعله -صلى الله عليه وسلم- مع نسائه، فهذا من كريم خلقه، وحسن عشرته.

٢٤. نزوله -صلى الله عليه وسلم- المُحَصَّب؛ لكونه أسمح لخروجه، ولا علاقة له بالمناسك إلا من جهة التخفيف على الحجيج.

٢٥. دليل على جواز الإِرْدَاف إذا كانت الدَّابة مُطيقة، وقد تظاهرت الأحاديث الصحيحة بذلك.

٢٦. جواز إردَاف الرجل المرأة إذا كانت من محارمه والخلوة بها.

٢٧. وجوب خروج المكي ومن أخذ حكمه من مكة، إذا أراد أن يحرم بعمرة، فيخرج إلى أدنى الحِل، سواء كان التنعيم أو غيره.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. لسان العرب، محمد بن مكرم بن منظور الأنصاري، دار صادر، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤١٤هـ. كشف المشكل من حديث الصحيحين، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي، تحقيق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن، الرياض. المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، أحمد بن محمد بن علي الفيومي، الناشر: المكتبة العلمية، بيروت. النهاية في غريب الحديث والأثر، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى، محمود محمد الطناحي، نشر: المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة: ١٣٩٩هـ، ١٩٧٩م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. إكمال المعلم بفوائد مسلم، عياض بن موسى اليحصبي السبتي، المحقق: يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ، ١٩٩٨م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10010)

هذان يومان نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن صِيَامِهِمَا: يوم فِطْرِكُمْ من صِيَامِكُمْ، واليوم الآخَرُ: تَأْكُلُونَ فيه من نُسُكِكُمْ

یہ دودن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ایک (رمضان کے) روزوں کے بعد افطار کا دن (عید الفطر) اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو (یعنی عید الاضحی کا دن)۔

٩٨٢. الحديث:

عن أبي عبيد، مولى ابن أزهر، قال: شهدت العيد مع عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-، فقال: هذان يومان نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن صيامهما: يوم فطركم من صيامكم، واليوم الآخر تأكلون فيه من نُسُكِكُم.

٩٨٢. حديث:

ابو عبید جو ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید ادا کی۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ دو دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ایک (رمضان کے) روزوں کے بعد افطار کا دن (عید الفطر) اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو (یعنی عید الاضحی کا دن)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جعل الله -عز وجل- للمسلمين يومين عيدين للمسلمين، وكل منهما مرتبط بشعيرة دينية، فيوم عيد الفطر مرتبط بتمام الصيام، فكان الواجب على المسلم أن يفطر هذا اليوم شكراً لله عز وجل على تمام نعمة الصوم وإظهاراً لنعمة الفطر التي أمر الله بها بعد الصوم، قال -تعالى-: (وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ) [البقرة: ١٨٥]، وأما اليوم الثاني فهو يوم عيد الأضحى وهو مرتبط بشعيرة الهدايا والأضاحي، فإن الناس يهدون ويضحون ويظهرون شعائر الله -تعالى- بالأكل من ذلك فوجب على المسلم إفطار هذين اليومين وحرم عليه صومهما.

اجمالی معنی:

اللہ عزّ وجلّ نے مسلمانوں کے لیے دو دن بطورِ عید مقرر کیے ہیں جن میں سے ہر ایک کا کسی نہ کسی دینی شعار کے ساتھ تعلق ہے۔ عید الفطر کا تعلق روزوں کے مکمل ہونے کے ساتھ ہے۔ چنانچہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس دن اللہ عز و جل کا روزے کی نعمت کے اتمام پر شکر بجالاتے ہوئے اور روزوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس افطار (روزہ نہ رکھنے) کا حکم دیا اس نعمت کے اظہار کے لیے روزہ نہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ'' [البقرۃ: ١٨٥]۔ ترجمہ: ''وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو''۔ جب کہ دوسرا دن عید الاضحی کا دن ہے جو کہ بطور ہدی و قربانی ذبح کیے جانے والے جانوروں سے متعلق ہے۔ چنانچہ اس دن لوگ بطورِ ہدی اور بطورِ قربانی جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور ان کا گوشت کھا کر اللہ کے شعائر کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان دونوں ایام میں روزہ نہ رکھے۔ ان میں روزہ رکھنا اس کے لیے حرام ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يحرم على الصائم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- شَهِدْتُ : حضرت.
- العيد : أي: صلاة العيد، وهي: صلاة عيد الأضحى، كما في صحيح البخاري.
- فِطْرُكُمْ : أي فطركم من رمضان، وهو أول يوم من شوال.

• اليوم الآخَرُ: أي اليوم الثاني، وهو العاشر من ذي الحجة.
• نسُكِكُمْ: ذبيحتكم التي تتعبدون لله -تعالى- بها، وهي الأضحية والْهَدْيُ.

فوائد الحديث:

١. تحريم صوم يَوْمَيْ عيد الفطر والأضحى.
٢. أن الصوم فيهما لا ينعقد، فلا يصح، سواء كان لقضاء أو نَفْلٍ أو نَذْرٍ.
٣. أن حكمة النهي عن ذلك: الأكل من النسك في عيد الأضحى، وتميز الصوم من الفطر في عيد الفطر.
٤. يستحب للخطيب أن يذكر في خطبته ما يتعلق بوقته من الأحكام ويتحرى المناسبات.
٥. مشروعية الأكل من النُّسك.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4527)

هو في النَّارِ، فذهبوا ينظرونَ إليهِ، فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا.	وہ جہنمی ہے۔ لوگ اسے دیکھنے کے لیے گئے تو انہیں اس کے ہاں ایک چادر ملی جو اس نے (مال غنیمت سے) چرائی تھی۔
٩٨٣. الحديث: عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- قال: كان على ثَقَلِ النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- رَجُلٌ يُقالُ له كِرْكِرَةُ، فمات، فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «هو في النَّارِ». فذهبوا ينظرونَ إليهِ، فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا	**٩٨٣. حدیث:** عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامان پر ایک شخص متعین تھا جسے کِرکِرہ کہا جاتا تھا۔ وہ مرگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ جہنمی ہے۔ لوگ اسے دیکھنے کے لیے گئے تو انہیں اس کے ہاں ایک چادر ملی جو اس نے (مال غنیمت سے) چرائی تھی۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان المسؤول عن أمتعة النبي -صلى الله عليه وسلم- رجل اسمه كركرة فمات؛ فأخبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه في النار يعذب على معصيته، أو أنه في النار إن لم يعف الله عنه، فذهب الصحابة يبحثون عن السبب في ذلك؛ فوجدوا عباءة قد سرقها من الغنيمة.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ کے سامان پر ایک شخص متعین تھا جس کا نام کِرکِرہ تھا۔ وہ مرگیا تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ وہ جہنم میں گیا ہے اور اسے اس کے گناہ پر عذاب دیا جا رہا ہے اور اگر اللہ نے اسے معاف نہ کیا تو وہ جہنم ہی میں رہے گا۔ اس پر صحابہ کرام اس کے جہنم میں جانے کا سبب جاننے کے لیے اس کے ٹھکانے کی طرف گئے تو انہیں اس کے پاس سے ایک چادر برآمد ہوئی جسے اس نے مال غنیمت میں سے چرایا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ثَقَل : الثَّقَل: ما يثقل حمله من الأمتعة والعيال.
- كِركِرَة : اسم رجل كان أسود يمسك دابة النبي -صلى الله عليه سلم- في القتال.
- عباءة : كساء فيه خطوط سود
- غلَّها : من الغلول، وهو الأخذ من الغنائم قبل قسمتها على وجه السرقة.

فوائد الحديث:

١. الخيانة في الأموال العامة من الكبائر التي يعاقب مرتكبها في النار.
٢. تحريم قليل الغلول وكثيره.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (4945)

هو لك يا عبد بن زمعة، الولد للفراش وللعاهر الحجر، واحتجبي منه يا سودة، فلم ير سودة قط

اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تیرے ہی ساتھ رہے گا، کیونکہ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے حصہ میں صرف پتھر آتے ہیں۔ اور اے سودہ! تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر۔ چنانچہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس لڑکے نے پھر کبھی نہیں دیکھا

٩٨٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «اختصم سعد بن أبي وقاص، وعبد بن زَمْعَةَ في غلام: فقال سعد: يا رسول الله، هذا ابن أخي عُتْبَة بن أبي وقاص، عهد إلي أنه ابنه، انظر إلى شبهه. وقال عبد بن زَمْعَةَ: هذا أخي يا رسول الله، ولد على فراش أبي من وليدته، فنظر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى شبهه، فرأى شبها بينا بعُتْبَة، فقال: هو لك يا عبد بن زَمْعَةَ، الولد للفراش وللعاهر الحجر. واحتجبي منه يا سَوْدَة. فلم ير سَوْدَة قط».

٩٨٤. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں : ”سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما کا ایک بچے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا : اے اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ آپ خود میرے بھائی سے اس کی مشابہت دیکھ لیں۔ اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا : اے اللہ کے رسول! یہ تو میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے بستر پر اس کی باندی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے بچے کی صورت دیکھی تو صاف عتبہ سے ملتی تھی۔ لیکن آپ ﷺ نے یہی فرمایا : اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تیرے ہی ساتھ رہے گا، کیونکہ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو اور زانی کے حصہ میں صرف پتھر آتے ہیں۔ اور اے سودہ! تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر۔ چنانچہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس لڑکے نے پھر کبھی نہیں دیکھا۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانوا في الجاهلية يضربون على الإماء ضرائب يكتسبنها من فجورهن، ويلحقون الولد بالزاني إذا ادعاه. فزنا عتبة بن أبي وقاص في الجاهلية بأمة لزمعة بن الأسود، فجاءت بغلام، فأوصى (عتبة) إلى أخيه سعد بأن يلحق هذا الغلام بنسبه. فلمَّا جاء فتح مكة، ورأى سعد الغلام، عرفه بشبهه بأخيه، فأراد استلحاقه. فاختصم عليه هو وعبد بن زمعة، فأدلى سعد بحجته وهي: أن أخاه أقر بأنه ابنه، وبما بينهما من شبَه. فقال عبد بن زمعة: هو أخي، ولد من وليدة أبي. فنظر النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى الغلام، فرأى فيه شبها بيناً بعتبة. ولكن قضى به لزمعه لأن الأصل أنَّه تابع لمالك الأمة، وقال: الولد منسوب للفراش، وللعاهر الزاني الخيبة والخسار، فهو بعيد

اجمالی معنی:

زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی باندیوں پر کچھ رقم دینا لازم کر دیتے تھے جسے وہ بدکاری کر کے کماتی تھیں اور ان سے پیدا ہونے والے بچے کا اگر زانی دعوے دار ہوتا تو بچہ اس کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے زمانۂ جاہلیت میں زمعہ بن اسود کی باندی کے ساتھ زنا کیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ عتبہ نے اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ وہ اس لڑکے کا نسب ان کے ساتھ ملا دیں۔ جب مکہ فتح ہوا اور سعد رضی اللہ عنہ نے اس بچے کو دیکھا تو اپنے بھائی سے مشابہت کی وجہ سے اسے پہچان گئے اور اس کے نسب کو اپنے بھائی کے ساتھ جوڑنا چاہا۔ لیکن اس پر ان کے اور عبد بن زمعہ کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی دلیل پیش کی جو یہ تھی کہ ان کے بھائی نے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ ان کا بیٹا ہے اور ان کے مابین موجود مشابہت اس کی دلیل ہے۔ عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے جو میرے باپ کی باندی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے لڑکے کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کو اس کے اور عتبہ کے مابین صاف مشابہت نظر آئی۔

عن الولد. ولكن لما رأى شبه الغلام بعتبة، تورع -صلى الله عليه وسلم- أن يستبيح النظر إلى أخته سودة بنت زمعة بهذا النسب، فأمرها بالاحتجاب منه، احتياطا وتورُعاً.

لیکن آپ ﷺ نے اس کا زمعہ کے حق میں فیصلہ فرما دیا کہ یہ اس کا بیٹا ہے، کیونکہ اصل یہی ہے کہ باندی کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ اس کے مالک کے تابع ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بچہ بستر کی طرف منسوب ہوتا ہے، جب کہ بدکاری کرنے والے زناکار کے حصے میں محض محرومی اور خسارہ آتا ہے اور وہ بچے سے دور رہتا ہے۔ تاہم آپ ﷺ کو اس لڑکے میں جو عتبہ کی مشابہت نظر آئی تھی اس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس بات سے احتراز کیا کہ وہ اس نسب کی بنا پر اپنی بہن سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھنے کو جائز سمجھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بطور احتیاط اور ازراہِ تورع سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔-

---

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء > حجاب المرأة المسلمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- سعد بن أبي وقاص : الزهري الصحابي المشهور خال النبي -صلى الله عليه وسلم-.
- في غلام : اسمه عبد الرحمن.
- عتبة بن أبي وقاص : أخو سعد ذكره العسكري وابن منده في الصحابة.
- وليدته : جاريته.
- هو لك : أخوك إذ لو قضى بأنه عبد لم يلزم سودة أن تحتجب عنه.
- الولد للفراش : تابع للفراش أو محكوم به للفراش.
- وللعاهر الحجر : للزاني الخيبة مما ادعاه وطلبه، وتفسير هذه الكلمة بالرجم يرده أنه ليس كل عاهر يستحق الرجم، وإنما يستحقه المحصن.
- فاحتجبي منه : على سبيل الاحتياط والحجاب ما يغطي جميع بدن المرأة بالنسبة لزوجات النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- يا سودة : بنت زمعة بن قيس بن عبد شمس العامرية القرشية أم المؤمنين تزوجها النبي -صلى الله عليه وسلم- بعد خديجة وهو بمكة، وماتت سنة خمس وخمسين على الصحيح.

فوائد الحديث:

١. أن الولد للفراش، بشرط إمكان الإلحاق بصاحب الفراش.فالحديث أصل في إلحاق الولد بصاحب الفراش وإن طرأ عليه وطء محرم.
٢. أن الزوجة تكون فراشاً بعقد النكاح والدخول المحقق، وأن الأمة فراش، لكن لا تعتبر إلا بوطء السيد، فلا يكفى مجرد الملك.
٣. أن الاستلحاق لا يختص بالأب، بل يجوز من الأخ وغيره من الأقارب.
٤. أن حكم الشبه إنما يعتمد عليه، إذا لم يكن هناك ما هو أقوى منه كالفراش.
٥. أمر النبي صلى الله عليه وسلم زوجته سودة بالاحتجاب من الغلام على سبيل الاحتياط والورع لما رأى الشبه قويا بينه وبين عتبة بن أبي وقاص.
٦. تنفيذ الأحكام اللازمة، والعمل بالحيطة في مسائل الاشتباه وأمهات المؤمنين لهن شأن في وجوب الحفاظ على حرمتهن، وبعدهن عن أسباب الرِّيب وعن كل ما قد يتنزه عنه؛ لأنهن خير النساء، وأكمل النساء مع النساء اللاتي فضلن: كمريم، وفاطمة، وآسية ابنة مزاحم، فعائشة من جملة النساء المفضلات، وهي من أُمهات المؤمنين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري ،عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير

العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. -الإفهام في شرح عمدة الأحكام -عبد العزيز بن عبد الله بن باز-حققه واعتنى به وخرج أحاديثه: د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني- توزيع مؤسسة الجريسي

والذي نفسي بيده، ما لقيكَ الشيطانُ قط سالكًا فَجًّا إلا سلك فَجًّا غير فجك

قسم اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اے عمر! جب شیطان کسی راستہ سے چلتا ہوا تم سے ملتا ہے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔

٩٨٥. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-، قال: استأذن عمرُ على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعنده نساءٌ من قريش يُكَلِّمْنَه ويَسْتَكْثِرْنَه، عاليةً أصواتهن، فلما استأذن عمر قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الحجابَ، فأَذِنَ له رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- يضْحَك، فقال عمر: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّك يا رسولَ الله، قال: «عَجِبتُ من هؤلاء اللّاتي كُنَّ عندي، فلمَّا سَمِعْنَ صوتَك ابْتَدَرْنَ الحجابَ» قال عمر: فأنت يا رسولَ الله كنتَ أحقَّ أنْ يَهَبْنَ، ثم قال: أيْ عَدُوَّاتِ أنفسِهن، أَتَهَبْنَنِي ولا تَهَبْنَ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قلن: نعم، أنت أَفَظُّ وأغلظُ مِنْ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «والذي نفسي بيدِه، ما لَقِيَكَ الشيطانُ قَطُّ سالكًا فَجًّا إلَّا سَلَكَ فَجًّا غيرَ فَجِّكَ».

٩٨٥. حدیث:

سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی اس وقت آپ ﷺ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں (آپ ﷺ کی بیویاں) اکٹھی تھیں، آپ ﷺ سے زیادہ خرچ مانگ رہی تھیں، ان کی آوازیں بلند ہورہی تھیں جس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی (ان کی آواز کان میں پہنچی) تو سب کی سب کھڑی ہوکر پردے میں بھاگیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور آپ ﷺ ہنس رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو اللہ تعالی ہمیشہ ہنستا رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو ابھی میرے پاس بیٹھی تھیں (مجھ سے جھگڑے کررہی تھیں)، تمہاری آواز سنتے ہی پردہ میں ہوگئیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہونا تو یہ چاہیے کہ ان سب کو آپ کا ڈر زیادہ ہو، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں سے کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور نبی ﷺ سے نہیں ڈرتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ تُند مزاج اور سخت آدمی ہو اور نبی ﷺ نرم ہیں، اس وقت رسول ﷺ نے فرمایا: قسم اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اے عمر! جب شیطان کسی راستہ سے چلتا ہوا تم سے ملتا ہے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

استأذن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- للدخول على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعند الرسول -صلى الله عليه وسلم- نساء من قريش يكلِّمنه -عليه الصلاة والسلام- ويطلبن كثيرًا من كلامه وجوابه، أو يطلبن كثيرًا من العطاء والنفقة، وقد علت أصواتهن، فلما استأذن عمر في الدخول سمعن صوته فسارعْنَ إلى الحجاب، فأذن له رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يدخل، فدخل ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- يضحك من تصرفهن، فقال عمر: «أضحك اللهُ سِنَّك يا رسول الله» أي: أدام الله

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگی، اور آپ ﷺ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں (آپ ﷺ کی بیویاں) اکٹھی تھیں بات چیت ہورہی تھی، آپ ﷺ سے زیادہ خرچ مانگ رہی تھیں اوران کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی ان کی آواز کان میں پہنچی تو سب کی سب کھڑی ہوکر پردے میں بھاگیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو گھر میں آنے کی اجازت دے دی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے، یعنی آپ کو اللہ تعالی خوش وخرم رکھے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر ہنسی آئی جو ابھی عمر کے آنے سے پہلے میرے

لك السرور الذي سبَّب ضحكك، فأخبره -صلى الله عليه وسلم- أنه ضحك من فعل هؤلاء النسوة، حيث كن يتكلمن بصوت مرتفع قبل أن يجيء عمر، فلما جاء عمر سارعن إلى الحجاب هيبة منه وتوقيرًا له. فقال عمر: فأنت يا رسول الله كنت أحق أن يوقِّرن ويحترمن. ثم قال عمر -رضي الله عنه- لهؤلاء النسوة: يا عدوات أنفسِهن أتوقرنني ولا توقرن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ فقلن: نعم، فإنك تتصف بشدة الخلق والغلظة بخلاف رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فحينئذ أقسم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن الشيطان لا يلقى عمرَ سالكًا طريقًا إلا هرب منه وسلك طريقًا آخر.

پاس بیٹھی تھیں، مجھ سے بلند آواز میں باتیں کر رہی تھیں، جیسے ہی عمر رضی اللہ عنہ آئے ڈر اور احترام کی وجہ سے ان سے پردے میں ہو گئیں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہونا تو یہ چاہیے کہ ان سب کو آپ کا ڈر اور احترام زیادہ ہو، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں سے کہا : اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور نبی ﷺ سے نہیں ڈرتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں تم تُند مزاج اور سخت آدمی ہو بر خلاف رسول اللہ ﷺ کے کیونکہ وہ نرم ہیں، اس وقت رسول ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا بے شک شیطان جب کسی راستہ سے چلتا ہوا تم سے ملتا ہے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- يستكثِرنَه : يطلبن كثيرًا من كلامه وجوابه، أو يطلبن كثيرًا من العطاء والنفقة.
- يبتدِرْنَ : يتسارعن.
- يَهَبْنَ : من الهيبة، أي: يوقِّرن.
- أضحكَ اللهُ سِنَّك : أدام الله لك السرور الذي سبَّب ضحكك.
- أفظ وأغلظ : الفظاظة والغلظ بمعنى واحد، وهي عبارة عن شدة الخلق وخشونة الجانب, ولم يأت أَفْعَلُ هاهنا للمبالغة والمفاضلة بينه وبين النبي -صلى الله عليه وسلم-، بل بمعنى: أنت فظٌّ غليظ.
- فجًّا : الفَجّ الطريق الواسع.

فوائد الحديث:

١. أنه لا ينبغي الدخول على أحد إلا بعد الاستئذان.
٢. فضل عمر -رضي الله عنه- وعظيم منزلته.
٣. أن الشيطان إذا رأى عمر -رضي الله عنه- سالكًا طريقًا هرب خوفًا منه وهيبةً, وفارق ذلك الطريق إلى طريق آخر.
٤. فضل لين الجانب والرفق.
٥. عظم حِلم النبي -صلى الله عليه وسلم- وحسن خلقه.
٦. أن المؤمنين قد يكونون مختلفي الأحوال، ففيهم الرفيق وفيهم الشديد، وأن عمر -رضي الله عنه- كان قويًا شديدًا في الله -عز وجل-.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -عمدة القاري شرح صحيح البخاري، لمحمود بن أحمد بن موسى الحنفى بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ -فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، تحقيق: محب الدين الخطيب، نشر: دار المعرفة-بيروت، ١٣٧٩هـ. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي

القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. -الإفصاح عن معاني الصحاح، ليحيى بن هبيرة بن محمد بن هبيرة الذهلي الشيباني، المحقق: فؤاد عبد المنعم أحمد، الناشر: دار الوطن، سنة النشر: ١٤١٧هـ -المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. -مطالع الأنوار على صحاح الآثار, إبراهيم بن يوسف ابن قرقول الوهراني, تحقيق: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث, وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - دولة قطر, الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م.

وجهوا هذه البيوت عن المسجد، فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب

٩٨٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «جاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ووُجُوهُ بُيُوتِ أصحابه شَارِعَةٌ في المسجد، فقال: «وجِّهُوا هذه البُيوت عن المسجد»، ثم دخل النبي -صلى الله عليه وسلم-، ولم يَصْنَع القوم شيئا رَجَاء أن تنزل فيهم رُخْصَة، فخرج إليهم بَعْدُ فقال: «وجِّهُوا هذه البُيوت عن المسجد، فإني لا أُحِلُّ المسجد لحائض ولا جُنُب».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

كانت بيوت أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- تُفتح إلى المسجد، يَخرجون منها إلى المسجد، ويكون المسجد طريقاً إلى بيوتهم فقال: «وجِّهُوا هذه البيوت عن المسجد» أي اصرفوا وحولوا أبوابها إلى جانب آخر من المسجد، بحيث لا يكون دخولها أو الوصول إليها من طريق المسجد، وإنما يكون من طريق آخر من غير جِهة المسجد. "ثم دخل النبي -صلى الله عليه وسلم-، ولم يَصْنَع القوم شيئا رَجَاء أن تنزل فيهم رُخْصَة " يعني : أنهم -رضي الله عنهم- أبقوا الأمر على ما هو عليه؛ رجاء أن تحصل لهم رُخْصة، وأن يبقى الأمر على ما هو عليه. ثم إنه -صلى الله عليه وسلم- لما رأى أن الصحابة -رضي الله عنهم- لم يمتثلوا إلى ما أمرهم به أكد كلامه السابق: "وجِّهُوا هذه البُيوت عن المسجد" وقال: "فإني لا أُحِلُّ المسجد لحائض ولا جُنُب" أي: لا أُرخِّص للحائِضِ والجُنبِ دخول المسجد. وظاهره، سواء كان دخوله للمُكْث فيه أو اجتيازه أو دخوله لحاجة من غير مُكْث، ولكن يجوز دخول المسجد للمُجْتَاز ولمن له حاجة في المسجد يريد أخذها ككتاب أو السؤال عن شخص من غير مُكث فلا بأس، إلا إذا خَافت الحائض تلويث

ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر لو، کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں سمجھتا۔

٩٨٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ بعض صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد سے لگتے ہوئے کھل رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر کر دوسری جانب کر لو"، پھر نبی ﷺ (مسجد میں یا صحابہ کرام کے گھروں میں) داخل ہوئے اور لوگوں نے ابھی کوئی تبدیلی نہیں کی تھی، اس امید پر کہ شاید ان کے متعلق کوئی رخصت نازل ہو، پھر جب آپ ﷺ دوبارہ ان کے پاس آئے تو فرمایا: "ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر لو، کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں سمجھتا"۔

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کے صحابہ کے گھر مسجد کی طرف کھلتے تھے جن سے وہ مسجد کی طرف نکلتے تھے اس طرح مسجد گھر تک جانے کا راستہ بن گئی تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ان گھروں کا رُخ مسجد سے پھیر دو۔" یعنی ان کے دروازوں کا رخ مسجد کے کسی اور جانب پھیر دو بایں طور کہ ان میں آنا جانا مسجد کی طرف سے نہ ہو بلکہ مسجد کے بجائے کسی اور جانب سے ہو۔ "ثم دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ولم يَصْنَع القوم شيئا رَجاء أن تنزل فيهم رُخصَة"۔ یعنی ان لوگوں نے انہیں جوں کا توں رہنے دیا اس امید میں کہ شاید انہیں کوئی رخصت مل جائے اور یہ ایسے ہی رہ جائیں۔ نبی ﷺ نے جب دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی جو آپ ﷺ نے انہیں دیا تھا تو آپ ﷺ نے اپنی پہلی بات کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: "میں حائضہ عورت اور جنبی شخص کے لیے جائز نہیں کر سکتا کہ وہ مسجد میں داخل ہوں"۔ اس کا ظاہری معنیٰ تو یہی ہے کہ چاہے یہ انٹری مسجد میں ٹھہرنے کے لیے ہو یا پھر اسے عبور کرنے کے لیے ہو یا پھر وہاں ٹھہرنے کے بجائے کسی اور ضرورت کی وجہ سے ہو۔ تاہم عبور کرنے والے اور اس شخص کے لیے اس میں جانا جائز ہے جسے اس میں جانے کی ضرورت ہو جیسے وہ شخص جسے اس میں سے کوئی کتاب لینی ہو یا پھر اس میں ٹھہرے بغیر کسی شخص کے بارے میں پوچھنا ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے بجز اس کے کہ حائضہ عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس میں سے گزرنے پر اسے گندہ کر دے گی۔ اس صورت میں اس کا گزرنا ممنوع ہوگا۔ اس کے جائز ہونے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے کہ: (یا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى

المسجد في حال المرور، فتمنع، ودليل جوازه قوله تعالى: (يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون، ولا جنباً إلا عابِري سَبيل) [النساء: ٤٣].	تعلموا ما تقولون، ولا جنباً إلا عابِري سَبيل)۔ [النساء: ٤٣]۔ ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کرلو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- شَارِعَةٌ : أي مَفْتُوحة إليه، يُقال: شَرعت الباب إلى الطريق، أي أنْفَذْتُه إليه.
- ووجوه بيوت أصحابه : وجوه البيوت أبوابها.
- رجاء أن تنزل فيهم رخصة : أي: يرجون نزول الرخصة.
- فإني لا أُحِلُّ : من الإحلال بمعنى الحل الذي هو ضد الحرام.

فوائد الحديث:

١. فيه قُرب بيوت بعض الصحابة -رضي الله عنهم- من المسجد.
٢. إضافة التحليل والتحريم إلى الرسول -صلى الله عليه وسلم-؛ لأنه المبلغ عن الله -تعالى.-
٣. تعظيم المساجد وذلك بمنع الحائض والجُنُب من المُكْث فيها.
٤. تحريمُ مُكْث الحائض في المسجد، وَمِثْلُها النفساء، سواءٌ خشي تلويث المسجد أم لا.
٥. تحريمُ لبُث الجُنب في المسجد إلا إذا توضأ، أمَّا المرورُ في المسجد للجنب والحائض والنفساء فجائز لدلالة القرآن والسُّنة.
٦. فيه حُسن أخلاقه -صلى الله عليه وسلم- فإنه لم يُعَنِّف عليهم عندما لم يمتثلوا لأمره أولا، بل تباطؤوا لعلهم يجدون رُخْصَة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. فتاوى اللجنة الدائمة - اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش شرح سنن أبي داود، بدر الدين العينى، المحقق: أبو المنذر خالد بن إبراهيم المصري، الناشر: مكتبة الرشد - الرياض الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩م.

الرقم الموحد: (10029)

وضعت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- وضوء الجنابة، فأكفأ بيمينه على يساره مرتين -أو ثلاثا- ثم غسل فرجه، ثم ضرب يده بالأرض

میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے لیے پانی رکھا۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا، پھر اپنی شرم گاہ دھوئی، پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا۔

٩٨٧. الحديث:

عن ميمونة بنت الحارث -رضي الله عنها- قالت: "وَضَعتُ لِرسولِ الله -صلى الله عليه وسلم- وَضُوءَ الجَنَابَة, فَأَكفَأَ بِيَمِينِهِ على يساره مرتين -أو ثلاثا- ثم غَسَل فَرجَه, ثُمَّ ضَرَب يَدَهُ بالأرضِ أو الحائِطِ مرتين -أو ثلاثا- ثم تَمَضْمَضَ واسْتَنْشَقَ, وَغَسَلَ وَجهَه وذِرَاعَيه, ثُمَّ أَفَاضَ على رَأسِه الماء, ثم غَسَل جَسَدَه, ثُمّ تَنَحَّى, فَغَسَل رِجلَيه, فَأَتَيتُه بِخِرقَة فلم يُرِدْهَا, فَجَعَل يَنفُضُ الماء بِيَدِه".

٩٨٧. حدیث:

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے لیے پانی رکھا۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا، پھر اپنی شرم گاہ دھوئی، پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر یا دیوار پر دو یا تین بار رگڑا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور بازؤوں کو دھویا، پھر سر پر پانی بہایا اور اپنے سارے جسم کو دھویا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے۔ میں آپ ﷺ کے پاس کپڑا لائی، لیکن آپ ﷺ نے اسے نہیں لیا اور ہاتھوں ہی سے پانی جھاڑنے لگے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث تبين أم المؤمنين ميمونة -رضي الله عنها- بنت الحارث كيفية من كيفيات غسل النبي -صلى الله عليه وسلم- من الجنابة حيث وضعت له في المكان المعد لغسله ماء ليغتسل به، فصب بيده اليمنى على اليسرى فغسلهما مرتين أو ثلاثا، ثم غسل فرجه لتنظيفه مما علق به من أثر الجنابة، ثم ضرب الأرض أو الحائط بيده ودلكها مرتين أو ثلاثا، ثم تمضمض واستنشق وغسل وجهه وذراعيه، ثم أفاض الماء على رأسه، ثم غسل بقية جسده، ثم تحول من مكانه فغسل قدميه في مكان ثان حيث لم يغسلهما من قبل، ثم أتته بخرقة ليتنشف بها، فلم يأخذها وجعل يسلت الماء عن جسده بيده.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے غسلِ جنابت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ کو بیان کر رہی ہیں کہ انھوں نے غسل کے لیے مخصوص جگہ پر آپ ﷺ کے غسل کرنے کے لیے پانی رکھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو دو یا تین دفعہ دھویا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی شرم گاہ کو دھویا، تاکہ اس کے ساتھ لگے آثار جنابت صاف ہو جائیں۔ پھر آپ ﷺ نے زمین یا دیوار پر اپنا ہاتھ مارا اور اسے دو یا تین دفعہ رگڑا۔ پھر مسح فرمایا اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور دونوں بازؤوں کو دھویا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے سر پر پانی ڈالا اور بقیہ جسم کو دھویا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور دوسری جگہ پر آکر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا؛ کیونکہ انھیں آپ ﷺ نے پہلے نہیں دھویا تھا۔ پھر میمونہ رضی اللہ عنہا پانی پونچھنے کے لیے آپ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائیں، لیکن آپ ﷺ نے اسے نہیں لیا اور اپنے ہاتھ سے ہی اپنے جسم سے پانی کو صاف کرنے لگ گئے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: ميمونة بنت الحارث -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- وَضُوءِ الجنابة : ماء غسل الجنابة.
- فَأَكْفَأَ بِيَمِينِهِ : أماله وقَلَبَه على وجهه.
- ضَرَبَ يَدَهُ بِالأَرْضِ, أَوْ الْحَائِطِ : مسح يده بأحدهما لإزالة اللزوجة بعد الاستنجاء.
- تَمَضْمَضَ : أدار الماء في فمه وأخرجه.
- اسْتَنْشَقَ : جذب الماء بنَفَسه إلى باطن أنفه، أو أدخله بالدفع.
- أفاض الماء : إفاضة الماء إفراغه عليه وإسالته فوقه.
- تَنَحَّى : تحول من مكانه إلى ناحية أخرى.
- فلم يُرِدْها : لم يأخذها.
- ينفُض الماء : يمسحه ويسلته من جسده.

فوائد الحديث:

١. مشروعية غسل الجنابة على هذه الكيفية اقتداء بالنبي -صلى الله عليه وسلم-، فيغسل كفيه مرتين أو ثلاثا، فإن كان الماء في إناء فإنه يصب ولا يغترف، فيغسل فرجه فينظفه، ثم يغسل يده بشيء ينظفه مثلا يدلك يده على الأرض أو الجدار مرتين أو ثلاثا، ثم يتوضأ وضوءا كاملا غير رجليه، ثم يفيض الماء على رأسه، ثم يغسل باقي جسده، ثم يغسل قدميه في مكان آخر إذا كانت الأرض لا تصرف الماء.

٢. في هذا الحديث جاء ذكر غسل اليدين مرتين أو ثلاثا.

٣. في هذا الحديث جاء بعد غسل اليدين غسل فرجه ثم مسح يديه بالأرض مرتين أو ثلاثا وقد ذكر العلماء أنه يعفى عن أثر الرائحة في اليد بعد دلكها بالأرض أو غسلها بمطهر آخر.

٤. في هذا الحديث أن ميمونة جاءته بخرقة لينشف بها أعضاءه، فلم يقبلها وإنما نفض يديه من الماء.

٥. لا يجب دَلكُ الجسد في الغُسل، وهو كالدلك في الوضوء سُنَّة.

٦. أنه لا يغسل أعضاء الوضوء للجنابة بعد غسلها في الوضوء.

٧. أن غسل الجسد يكون مرة واحدة، ولا يتكرر ثلاثاً مثل الوضوء.

٨. فضل ميمونة -رضي الله عنها- بإكرامها النبي -صلى الله عليه وسلم- وخدمتها له.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3310)

وقت الظهر إذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله، ما لم يحضر العصر، ووقت العصر ما لم تصفر الشمس، ووقت صلاة المغرب ما لم يغب الشفق، ووقت صلاة العشاء إلى نصف الليل الأوسط، ووقت صلاة الصبح من طلوع الفجر ما لم تطلع الشمس.

ظہر کا وقت سورج کے ڈھل جانے سے آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جانے تک (یعنی) عصر کا وقت داخل ہونے تک رہتا ہے۔ عصر کا وقت سورج زرد ہونے تک، مغرب کا وقت سرخی غائب ہونے تک، عشا کی نماز کا وقت آدھی رات تک اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے اس وقت تک رہتا ہے، جب تک سورج طلوع نہیں ہوجاتا۔

٩٨٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قال:«وقت الظهر إذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله، ما لم يحضر العصر، ووقت العصر ما لم تَصْفَرَّ الشمس، ووقت صلاة المغرب ما لم يَغِبْ الشفق، ووقت صلاة العشاء إلى نصف الليل الأوسط، ووقت صلاة الصبح من طلوع الفجر ما لم تطلع الشمس، فإذا طلعت الشمس فأمسك عن الصلاة، فإنها تطلع بين قرني شيطان».

٩٨٨. حدیث:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ظہر کا وقت سورج کے ڈھل جانے سے آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہوجانے تک (یعنی) عصر کا وقت داخل ہونے تک رہتا ہے۔ عصر کا وقت سورج زرد ہونے تک، مغرب کا وقت سرخی غائب ہونے تک، عشا کی نماز کا وقت آدھی رات تک اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے اس وقت تک رہتا ہے، جب تک سورج طلوع نہیں ہوجاتا۔ جب سورج طلوع ہونے لگے تو نماز سے رک جاؤ؛ کیوں کہ وہ شیطان کی دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يحكي حديث عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- مواقيت الصلاة، عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أولا: (وقت الظهر): وسميت به لفعلها وقت الظهيرة، وهو الأظهر، والمعنى أول وقته (إذا زالت الشمس) أي: مالت عن وسط السماء إلى جهة المغرب، ويكون ظهوره لنا بزيادة ظل الاستواء إلى جهة المشرق، (وكان) أي: وصار (ظل الرجل كطوله): أي: قريبا منه، إلى وقت العصر. ثانيًا: قال -عليه الصلاة والسلام-: (ووقت العصر) أي: يدخل بما ذكر من ظل الرجل كطوله، ويستمر من غير كراهة (ما لم تَصْفَرَّ الشمس) المراد بهذا وقت الاختيار؛ لقوله -عليه الصلاة والسلام- في الصحيحين: «ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر» أي: مؤداة، وفي رواية: "وقت العصر ما لم تغرب الشمس" وفي رواية لمسلم: "ما لم تصفر

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمرو سے مروی حدیث، رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ اوقات نماز بیان کر رہی ہے: اولاً: ظہر کا وقت: اس کا نام ظہر اس لیے رکھا گیا ہے؛ کیوں کہ اس کی ادائیگی دوپہر میں کی جاتی ہے۔ یہی راجح ہے۔ یہاں وقت سے مراد اول وقت ہے۔ (إذا زالت الشمس) یعنی جب سورج آسمان کے درمیان سے مغرب کی طرف چلنا شروع کردے۔ اس کا اندازہ سایۂ اصلی کے مشرق کی سمت بڑھنے سے لگایا جا سکتا ہے۔ (وكان) یعنی ہو جائے (ظل الرجل كطوله) یعنی اس کے قریب، عصر کے وقت تک۔ ثانیاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (وقت العصر) یعنی عصر کا وقت آدمی کا سایہ اس کے برابر ہونے سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک بلا کراہت جاری رہتا ہے، جب تک سورج زرد نہ ہو جائے۔ (ما لم تَصْفَرَّ الشمس) اس سے مراد وقت اختیار ہے جیسا کہ صحیحین میں رسول اللہ ﷺ سے وارد ہے «ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر» کہ جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، اس نے عصر کو پالیا۔ یعنی ادائیگی کے اعتبار سے۔ اور ایک روایت میں ہے: "وقت العصر ما لم تغرب الشمس" کہ

الشمس، وسقط قرنها الأول". ثالثًا: (وقت صلاة المغرب) ذكر الصلاة في مواضع، وحذفها في آخر دلالة على جواز الإطلاقين (ما لم يغب) ما لم يسقط (الشفق) وهو الحمرة التي تلي الشمس بعد الغروب، وهذا يدل على امتداد وقت المغرب إلى سقوط الشفق، فلو سقط بعضه لا يدخل وقت العشاء، كما لا يدخل وقت المغرب بغروب بعض القرص. رابعًا: (ووقت صلاة العشاء): أي: من عقيب الشفق إجماعا إلى نصف الليل الأوسط، والمراد به: وقت الاختيار أيضا، وأما وقت الجواز فيمتد إلى طلوع الفجر. خامسًا: (ووقت صلاة الصبح من طلوع الفجر): أي: الصبح الصادق (ما لم تطلع الشمس): أي: شيء منها (فإذا طلعت) أي: أرادت الطلوع (فأمسك عن الصلاة) أي: اتركها (فإنها) أي: الشمس (تطلع بين قرني الشيطان) أي: جانبي رأسه؛ وذلك لأن الشيطان يرصد وقت طلوع الشمس، فينتصب قائما في وجه الشمس مستقبلا لمن سجد للشمس، لينقلب سجود الكفار للشمس عبادة له، فنهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته عن الصلاة في ذلك الوقت؛ لتكون صلاةَ مَنْ عبد الله في غير وقت عبادة من عبد الشيطان.

عصر کا وقت اس وقت تک ہے، جب تک سورج غروب نہیں ہوتا۔ مسلم کی روایت ہے : "ما لم تصفر الشمس وسقط قرنها الأول". کہ جب تک سورج زرد نہیں ہوتا اور اس کا پہلا سینگ نہیں گر جاتا۔ ثالثاً : (وقت صلاة المغرب) "صلاة" کا ذکر کچھ جگہوں پر کیا گیا ہے اور کچھ جگہوں پر اسے حذف کر دیا گیا ہے؛ تاکہ دونوں اطلاقات کا جواز ملحوظ رکھا جائے۔ (مالم يغب) جب تک شفق ختم نہیں ہوجاتا۔ (الشفق) اس سے مراد وہ سرخی ہے، جو سورج کے غروب ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک دراز رہتا ہے۔ اگر شفق کا بعض حصہ غائب ہوگیا، تو عشا کا وقت شروع نہیں ہو گا، جیسا کہ سورج کا بعض حصہ غروب ہو جانے پر مغرب کا وقت شروع نہیں ہوتا۔ رابعاً : (ووقت صلاة العشاء) بالاجماع عشا کا وقت غروب شفق سے لے کر نصف رات تک رہتا ہے۔ یہاں بھی مراد وقت اختیار ہے۔ ورنہ وقت جواز طلوع فجر تک رہتا ہے۔ خامسا : (ووقت صلاة الصبح من طلوع الفجر) یعنی طلوع صبح صادق سے۔ (مالم تطلع الشمس) یعنی جب تک سورج کا کچھ حصہ طلوع نہ ہو جائے۔ (فإذا طلعت) یعنی جب سورج طلوع ہونا شروع ہو جائے۔ (فأمسک عن الصلاة) یعنی نماز کی ادائیگی سے رک جاؤ۔ (فإنها) یعنی سورج۔ (تطلع بين قرني الشيطان) یعنی اس کے سر کی دو جانبوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ یہ اس لیے کہا گیا ہے کہ شیطان طلوع آفتاب کے وقت کے انتظار میں رہتا ہے اور سورج کے سامنے، اس کی پرستش کرنے والوں کی طرف رخ کرکے سیدھا کھڑا ہوجاتا ہے۔ تاکہ سورج کے لیے سجدہ گزاروں کے سجدے اس کی عبادت میں تبدیل ہو جائیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے امت کو اس وقت نماز پڑھنے سے منع فرمادیا؛ تاکہ اللہ کے عبادت گزاروں کی نماز، شیطان کے عبادت گزاروں کی عبادت سے الگ وقت میں ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- زالت الشمس : أي: مالت عن وسط السماء إلى جانب الغروب.
- وكان ظل الرجل كطوله : أي: ويمتد وقت الظهر حتى يصير ظِلُّ الرجل مِثْلَهُ.
- تصفر الشمس : الصفرة: لون دون الحمرة، والشمس تكون صفراء عند قربها من الغروب؛ لذهاب بياضها وضعف نورها.
- الشفق : هو بقية ضوء الشمس وحمرتها بعد غروبها.
- نصف الليل : الليل في اللغة: من مغرب الشمس إلى طلوع الفجر الصادق، أو إلى طلوع الشمس، والنصف المنتصف.
- بيضاء نقية : أي: صافية لم تصفر.

فوائد الحديث:

١. بيان الأوقات التي عينها الله -تعالى- لأداء الصلوات الخمس المكتوبة.

٢. أن الصلوات الخمس لا تصح قبل هذه الأوقات المحددة، ولا تؤخر عنها إلا لعذر.
٣. أن وقت صلاة الظهر من زوال الشمس إلى أن يصير ظل كل شيء طوله بعد الظل الذي زالت عليه الشمس، وبه يبدأ وقت العصر حتى الغروب.
٤. أنه لا فاصل بين وقت الظهر والعصر، ولا اشتراك بينهما.
٥. أن وقت المغرب من مغيب الشمس ويمتد إلى مغيب الشفق، وهي الحمرة في الأفق، ويقدر وقته ما بين: ساعة وربع إلى ساعة ونصف.
٦. الحديث دليل على أن وقت العشاء يبدأ بعد مغيب الشفق إلى نصف الليل، فإذا انتصف الليل خرج وقت العشاء.
٧. وقت الصبح من طلوع الفجر الثاني حتى تطلع الشمس.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10596)

ويل للأعقاب من النار	ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔
٩٨٩. الحديث: عن أبي هريرة وعبد الله بن عمرو وعائشة -رضي الله عنهم- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أنه قال: (ويلٌ للأعْقَاب من النَّار).	**٩٨٩. حدیث:** ابو ہریرہ، عبد اللہ ابن عمرو اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يحذر النبي -صلى الله عليه وسلم- من التهاون بأمر الوضوء والتقصير فيه، ويحث على الاعتناء بإتمامه، ولما كان مؤخر القدم -غالبًا- لا يصل إليه ماء الوضوء، فيكون الخلل في الطهارة والصلاة منه، أخبر أن العذاب منصب عليه وعلى صاحبه المتهاون في طهارته الشرعية.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ وضو کے معاملے میں سستی اور کوتاہی سے پرہیز برتنے اور اسے مکمل طور پر کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ چوں کہ پاؤں کے پچھلے حصے تک عموما وضو کا پانی نہیں پہنچتا اور اس کی وجہ سے طہارت اور اس سے پڑھی جانے والی نماز میں خلل رہ جاتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ پاؤں کے اس حصے اور اس شخص کو عذاب ہوگا، جو شرعی طہارت کے حصول میں سستی برتتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > أركان الوضوء

راوي الحديث: حديث عبد الله بن عمرو بن العاص: متفق عليه. حديث أبي هريرة: متفق عليه. حديث عائشة: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه- عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما- عمرو بن العاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الويل : العذاب والهلاك.
- الأعقاب : جمع "عَقِب" وهو مؤخر القدم.
- النار : نار الآخرة.

فوائد الحديث:

١. الواجب في الرجلين الغسل في الوضوء، وهو ما تضافرت عليه الأدلة الصحيحة، وإجماع الأمة، خلافا لشذوذ الشيعة الذين خالفوا به الأحاديث الثابتة والإجماع والقياس المستقيم.
٢. وجوب الاعتناء بأعضاء الوضوء، وعدم الإخلال بشيء منها، وقد نص الحديث على القدمين وبقية الأعضاء مقيسة عليهما، مع وجود نصوص لها.
٣. الوعيد الشديد للمخل بوضوئه.
٤. وجوب استيعاب أعضاء الوضوء بالتطهير.
٥. التقصير في شيء من أعضاء الطهارة يعتبر كبيرة من كبائر الذنوب.
٦. وجوب غسل الرجلين إذا كانتا مكشوفتين.
٧. إثبات الجزاء على الأعمال، وأن الجزاء من جنس العمل.
٨. العقب محل للتطهير في الوضوء، فيبطل قول من يكتفي بغسل بعض القدم.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـتيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـتنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـعمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3535)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سوتے ہوں اُس وقت نماز پڑھو، تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

٩٩٠. الحديث:

عن عبد الله بن سلام -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

٩٩٠. حدیث:

عبداللہ بن سلام - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سوتے ہوں اُس وقت نماز پڑھو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث الحث والتنبيه على أربع خلال حميدة وصفات جميلة من اتصف بها دخل الجنة بسلام. وهذه الصفات هي: إفشاء السلام، وصلة الأرحام، وإطعام الطعام، و الصلاة بالليل والناس نيام. أفشوا السلام يعني: أظهروا وأعلنوا وأكثروا من السلام، وأطعموا الطعام لمن يحتاج إليه، كأهلك من الزوجات والأولاد بنين أو بنات ومن في بيتك، وإذا قام الإنسان في الليل لله عز وجل يتهجد، يتقرب إليه بكلامه وبدعاء خاشع بين يديه، والناس نائمون فهذا من أفضل الأعمال التي تدخل الجنة بسلام بلا عقاب ولا عذاب.

اجمالی معنی:

حدیث میں چار بہت اچھی خصلتوں اور صفات کو اپنانے کی ترغیب اور توجہ دلائی گئی ہے اور جو شخص ان کے ساتھ متصف ہوجاتا ہے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ یہ چار صفات یہ ہیں: سلام کو عام کرنا، صلہ رحمی کرنا، کھانا کھلانا، اور رات کو نماز پڑھنا جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ "سلام کو پھیلاؤ" یعنی سلام کو علانیہ عام کرو اور کثرت کے ساتھ کرو اور جو ضرورت مند ہو اسے کھانا کھلاؤ جیسے آپ کے اہل و عیال میں سے آپ کی بیویاں اور آپ کے گھر میں آپ کی بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ جب بندہ رات کو اللہ عز و جل کے لئے تہجد پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اس کے کلام کے ساتھ اور اس سے دعا کی صورت میں اس کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے پورے خشوع کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور لوگ اس وقت سو رہے ہوتے ہیں تو یہ ایک بہت ہی افضل عمل شمار ہوتا ہے جو بلا عقاب و عذاب جنت میں داخلے کا سبب بنتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد والدارمي.

التخريج: عبد الله بن سلام -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أفشوا : أي أشيعوا وأظهروا السلام.

فوائد الحديث:

١. الحث على إفشاء السلام بين المؤمنين.

٢. أن إفشاء السلام سبب من أسباب دخول الجنة.

٣. الحث على صلة الأرحام، وأنها من أسباب دخول الجنة.
٤. الحرص على إطعام الطعام؛ لأنه من أسباب دخول الجنة.
٥. في الحديث فضل إحياء الليل بالصلاة.
٦. فضل قيام الإنسان بالعبادة حين يغفل الناس عنها.
٧. جواز السجع في الكلام (السلام - الأرحام - الطعام - نيام - بسلام) بشرط ألا يكون متكلفاً.
٨. في الحديث إثبات العمل بالأسباب لأجل دخول الجنة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5520)

يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ، لا دِيَةَ لَكَ

تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتا ہے جس طرح کوئی سانڈ۔ کاٹتا ہے، (جاؤ) تمہارے لئے کوئی دیت نہیں

٩٩١. الحديث:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنهما- «أن رجلا عَضَّ يَدَ رجل؛ فَنَزَعَ يَدَهُ من فِيهِ؛ فوقعت ثَنِيَّتُهُ؛ فاختصما إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يَعَضُّ أحدُكم أخاه كما يَعَضُّ الفَحْلُ؛ لا دِيَةَ لك».

٩٩١. حدیث:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے ہاتھ کو (دانتوں سے) کاٹ لیا، تو اس نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو کاٹنے والے کے اگلے دانت ٹوٹ کر گر گئے۔ وہ دونوں یہ جھگڑا لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتا ہے جس طرح کوئی سانڈ۔ کاٹتا ہے؛ (جاؤ) تمہارے لئے کوئی دیت نہیں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اعْتَدَى رجلٌ على آخر فعَضَّ يدَه؛ فانتزعَ المعْضُوضُ يدَه من فمِ العاضِّ؛ فسقطت ثنيتاه؛ فاختَصما إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-. العاضُّ يُطالبُ بديةِ ثنيتيه السَّاقطتين، والمعضُوضُ يدافع عن نفسه بأنَّه يريد إنقاذَ يده من أسنانه. فأنكر النبي -صلى الله عليه وسلم- على المدَّعِي العاضِّ، كيف يفعل مثل ما يفعله غِلاظُ الحيوانات؟ وقال: يعضُّ أحدُكم أخاه، ثم بعد هذا يأتي ليُطالِب بديةِ أسنانه الجانية؟! ليس لك دية؛ فالبادي هو المعتدِي.

اجمالی معنی:

ایک آدمی نے دوسرے آدمی پر حملہ آور ہو کر اس کے ہاتھ پر کاٹ لیا۔ جس شخص کے ہاتھ پر کاٹا گیا تھا اس نے کاٹنے والے کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے کے دو دانت گر گئے۔ دونوں اپنا مقدمہ نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے۔ دانت کاٹنے والا اپنے گر جانے والے دونوں دانتوں کی دیت مانگ رہا تھا، جب کہ جس کے ہاتھ پر کاٹا گیا تھا وہ اپنے دفاع میں یہ دلیل دے رہا تھا کہ اس نے تو اپنے ہاتھ کو اس کے دانتوں کی گرفت سے آزاد کرنا چاہا تھا۔ نبی ﷺ نے دانت کاٹنے والے مدعی پر نکیر کی کہ اس نے کیسے ایسا عمل کیا جیسے اکھڑ (اجڈ) جانور کرتے ہیں؟ اور فرمایا: تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو دانت کاٹتا ہے اور پھر زیادتی کا مرتکب ہونے والے اپنے دانتوں کی دیت کا مطالبہ کرنے کے لئے آجاتا ہے؟! تمہارے لئے کوئی دیت نہیں؛ کیونکہ آغاز کرنے والا ہی جارح اور زیادتی کرنے والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > الديات
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مِنْ فِيهِ : من فَمِهِ.
- يَعَضُّ الْفَحْلُ : يُرِيدُ بِهِ الذَّكَرَ مِنَ الإبلِ، ويُطلق على غيره من ذُكُور الدَّوَابِّ.

فوائد الحديث:

١. مشروعية رَفْعُ الجناية إلى الحاكم من أجل الفَصْل.
٢. أنَّ مَنْ عَضَّ يدَ إنسان فانتزعها منه؛ فسقطت أسنانُه أو بعضُها، فلا قودَ عليه ولا دِيَة.

٣. هذا الحكمُ عامٌّ في كلِّ من صَالَ عليه إنسان أو حيوان؛ فدافَع عن نفسه، أو عن عرضِه، أو عن حرمه، أو ماله؛ فجَرح الصائل، أو قتلَه، فلا شيء عليه؛ لأنه يدافع عمَّا تجبُ عليه حمايته، وذلك هو المعتدي الباغي.

٤. قيَّد العلماءُ حكمَ هذا الحديث وأمثالَه، بأنَّه يدافعُ عن نفسه بالأسهل فالأسهل من وسائل الدفاع.

٥. تشبيهُ فعلِ الآدمي بفعل البهيمة؛ تنفيراً عن مثل ذلك الفعلِ.

٦. دفع الصائل.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. ٣- الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. ٤- عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ. ٥- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2950)

يَعْقِدُ الشيطان على قَافِيَةِ رأسِ أحدِكم، إذا هو نام، ثلاث عُقَدٍ، يَضْرِب على كل عُقْدَةٍ: عليك لَيلٌ طويل فَارْقُدْ

شیطان تم میں سے ہر آدمی کے سر کے پیچھے (گُدی) پر رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے۔

٩٩٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يَعْقِدُ الشيطان على قَافِيَةِ رأسِ أحدِكم، إذا هو نام، ثلاث عُقَدٍ، يَضْرِب على كل عُقْدَةٍ: عليك لَيلٌ طويل فَارْقُدْ، فإن استيقظ، فذكر الله -تعالى- انحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فإن تَوضَّأ، انْحَلّتْ عُقدَةٌ، فإن صلى، انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّها، فأصبح نشيطا طَيِّبَ النفس، وإلا أصبح خَبِيثَ النَّفْس كَسْلَان».

٩٩٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے ہر آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے۔ پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کو یاد کرنے لگے تو ایک گرہ کُھل جاتی ہے، پھر اگر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق وچوبند اور خوش مزاج رہتا ہے۔ ورنہ بد مزاج اور سست رہتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: يربط الشيطان على مؤخرة رأس كل نائم ثلاث عقد، والعَقْد: على حقيقته وأنه كما يَعْقِد الساحر من يسحره فيأخذ خيطا يَعْقِد منه عُقدة ويتكلم فيه بالسحر فيتأثر المَسحور عند ذلك، وفي رواية لابن ماجة : " على قَافِيَة رأس أحدكم بالليل حَبْلٌ فيه ثلاث عُقَد " وإنما يربط على مؤخرة الرأس خاصة؛ لأنها مركز القوى، ومجال تَصَرفِها وهي أطْوَعَ القوى للشيطان وأسرعها إجابة لدعوته، فإذا رَبَطَ عليها أمكنه السيطرة على رُوح الانسان، وإلقاء النوم عليه. " يَضْرِب على كل عُقْدَةٍ "، أي: يَضرب بيده تأكيدًا وإحكاما مكان كل عُقدة عَقدها هذا القول وهو: "عليك ليل طويل "، أي: بقي قَدْرٌ طويل من الليل، فَنَمْ ما شئت، فإنك إذا استيقظت وجدت الوقت الكافي لأداء صلاة الليل، " فَارْقُدْ " أي : ارجع إلى نومك. " فإذا استيقظ وذكر الله انحلت عقدة " بسبب ذكر الله تعالى ، " فإذا توضأ انحلت عقدة " أي: عقدة ثانية ببركة الوضوء، وفي رواية لمسلم : " فإن توضأ انحلت عقدتان ". ويشمله ما إذا اغتسل للطهارة من الحدث الأكبر. " فإن صلى " ولو ركعة "

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: شیطان ہر سونے والے کے سر کے پیچھے تین گرہیں لگاتا ہے۔ یہاں گرہ سے مراد حقیقی گرہ ہے اور یہ ویسے ہی ہے جیسے جادوگر جس شخص پر جادو کرتا ہے اس پر گرہیں لگاتا ہے بایں طور کہ وہ ایک دھاگہ لے کر اس پر گرہ لگاتا ہے اور اس پر کچھ جادو پھونکتا ہے جس سے وہ شخص متاثر ہوتا ہے جس پر جادو کیا جا رہا ہو۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ "رات کو تم میں سے ہر ایک کی گدی پر ایک رسی ہوتی ہے جس میں تین گرہیں ہوتی ہیں"۔ شیطان خاص طور پر سر کے پچھلے حصے پر گرہیں لگاتا ہے کیونکہ یہ جسمانی قوت کا مرکز اور ان کو چلانے کی جگہ ہے۔ اس جگہ موجود قوتیں شیطان کی بہت زیادہ مطیع اور بہت جلد اس کے کہے میں آ جاتی ہیں۔ چنانچہ ان پر گرہیں لگانے سے اس کے لیے ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ انسان کی روح پر قابو پا لے اور اس پر نیند طاری کر دے۔ "يَضْرِب على كل عُقْدَةٍ"۔ یعنی وہ اپنے ہاتھ سے ہر گرہ پر مارتا ہے تاکہ اس کی لگائی گئی ہر گرہ مضبوط اور پختہ ہو جائے۔ پھر وہ یہ بات کہتا ہے کہ "رات بہت لمبی ہے"۔ یعنی رات کی بہت لمبا وقت ابھی باقی ہے۔ تو جتنا چاہتا ہے سو لے۔ جب تو جاگے گا تو رات کی نماز کے لیے تیرے پاس کافی وقت ہو گا۔ "فَارْقُدْ"۔ یعنی دوبارہ سو جا۔ "فإذا استيقظ وذكر الله انحلت عقدة" اللہ کے ذکر کی وجہ سے (ایک گرہ کھل جاتی ہے)۔ "فإذا توضأ انحلت عقدة"۔ یعنی وضو کی برکت سے (دوسری گرہ کھل جاتی ہے)۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ "اگر وہ وضو کر لے تو دو گرہیں کھل جاتی ہیں"۔ اگر حدث اکبر سے پاک ہونے کے

انحلت عقده " انفكت العقدة الثالثة ، وفي رواية البخاري " انحلت عُقده كلها " " فأَصَبح نَشِيطا " لسروره بما وفقه الله له من الطاعة وما وعِد به من الثواب وما زال عنه من عُقَد الشيطان. " طَيِّبَ النفس " لما بارك الله له في نفسه من هذا التصرف الحسن " وإلا " أي : وإن لم يأت بما ذُكِر من الأمور الثلاثة " أصبح خَبِيثَ النَّفْس كَسْلَان " أي: متغيرًا حاله؛ بسبب خذلان الشيطان له مما كان قد اعتاده أو نَواه من فعل الخير. قال الحافظ ابن حجر ـ رحمه الله ـ والذي يظهر أن في صلاة الليل سرًّا في طيب النفس وإن لم يستحضر المصلي شيئا مما ذكر وكذا عكسه وإلى ذلك الإشارة بقوله تعالى إن ناشئة الليل هي أشد وطئا وأقوم قيلا " انتهى.

لیے وہ غسل کر لے تو اس میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ "اگر وہ نماز پڑھ لے" اگرچہ ایک رکعت نماز ہی پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ "ساری گرہیں کھل جاتی ہیں"۔ "وہ صبح کو چاق و چوبند ہوتا ہے"۔ اللہ نے اسے جو نیکی کی توفیق دی اور اس کے لیے جو ثواب کا وعدہ ہے اور اس پر سے شیطان کی لگائی ہوئی گرہیں زائل ہونے کی خوشی کی وجہ سے وہ چاق وچوبند ہوتا ہے۔ طَيِّبَ النفس "(خوش مزاج رہتا ہے)۔ کیونکہ اس کے اس حسن تصرف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے نفس میں برکت دے دیتا ہے۔ اگر وہ ان مذکورہ تینوں باتوں کو نہ کرے تو صبح کو وہ بدمزاج اور سست ہوتا ہے۔ یعنی اس کا برا حال ہوتا ہے کیونکہ شیطان اس کو بے یار و مددگار چھوڑ جاتا ہے اور وہ ان نیک اعمال کو نہیں کرپاتا جو اس کا معمول ہوتے ہیں یا جن کے کرنے کی اس نے نیت کر رکھی ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''اس سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ رات کی نماز میں نفس کی خوش مزاجی میں ایک راز ہے اگرچہ ان مذکورہ باتوں میں سے نمازی کے ذہن میں کوئی بھی نہ ہو اور اسی طرح اس کا عکس ہے (کہ نہ پڑھنے کی صورت میں بدمزاجی آتی ہے)۔ اللہ تعالی نے اپنے اس فرمان کے ذریعے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے ''إن ناشئة الليل هي أشد وطئا وأقوم قيلا''۔ ترجمہ: ''بے شک رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور بات بھی صحیح نکلتی ہے''۔ ختم شد!

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > فضل الوضوء
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > فوائد ذكر الله عز وجل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يعقد : من العقد وهو الربط، والتوثيق.
- قافية رأس أحدكم : قافية الرأس: آخره.
- يضرب : أي: يضرب على كل عقدة، تأكيدا وإحكاما.
- ارقد : أمره بالرجوع إلى النوم.
- طيب النفس : راضيًا.
- خبيث النفس : ثقيل النفس كريه الحال.
- كسلان : متثاقلًا عن الخيرات.

فوائد الحديث:

١. أن الشيطان يَسعى حَثِيثا ليُثَبِّط المؤمن عن فعل الخير.
٢. الحث على الذكر والدعاء والصلاة في الليل.
٣. ذكر الله تعالى وعبادته تُورث النشاط في النفس وانْشِرَاح الصَدر، وتَطْرد الكَسَل، والخُمُول ، وتذهب الكَرْب والمَقْت؛ لأنها تطرد الشيطان وهذا من وسوسته.
٤. المؤمن يُسَرُّ بتوفيق الله تعالى له للقيام بطاعته، ويَكْتَئِب لتقصيره في درجات الفضل والكمال.

٥. الغفلة والركون عن الطاعات هو من فعل الشيطان وتزيينه.

٦. من صلى في الليل، ثم عاد إلى النوم لا يعود عليه الشيطان بالعقد المذكورة ثانيا.

٧. فيه أن هذه الأمور الثلاثة ـ ذكر الله ، والوضوء ، والصلاة ـ تطرد الشيطان.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. طرح التثريب في شرح التقريب المؤلف: أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن إبراهيم العراقي وأكمله ابنه: أحمد بن عبد الرحيم بن الحسين ، أبو زرعة ولي الدين، ابن العراقي - الطبعة المصرية القديمة - وصورتها دور عدة منها (دار إحياء التراث العربي، ومؤسسة التاريخ العربي، ودار الفكر العربي).

الرقم الموحد: (3731)

يَغْفِرُ الله للشَّهيد كُلَّ شيءٍ إلا الدَّين

اللہ تعالی شہید کا ہر گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے قرض کے۔

٩٩٣. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «يَغْفِرُ الله للشَّهيد كُلَّ شيءٍ إلا الدَّين». وفي رواية له: «القَتْلُ في سَبِيل الله يُكَفِّر كُلَّ شيءٍ إلا الدَّين».

٩٩٣. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالی شہید کا ہر گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے قرض کے۔" ایک دیگر روایت میں آتا ہے کہ ''اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا ہر شے کا کفارہ بن جاتا ہے سوائے قرض کے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الشهادة تُكَفِّر جميع الذنوب صغيرها وكبيرها، ما عدا الدَّين، فإن الشهادة لا تُكَفِّره وذلك لعِظَم حق المخلوقين لا سيما الأموال، فإنها أعَزُّ شيء عندهم، ويلحق بالدَّين ما يتعلق بذمته من حقوق المسلمين، من سرقة وغَصْب وخيانة، فإن الجهاد والشهادة وغيرهما من أعمال البِرَّ لا تُكفر حقوق الآدميين وإنما تُكَفِّر حقوق الله -تعالى-.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: شہادت تمام چھوٹے بڑے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے سوائے قرض کے۔ شہادت قرض کے بارے سبکدوش نہیں کر سکتی کیونکہ حقوق العباد کی بہت زیادہ اہمیت ہے خصوصاً وہ حقوق جو مال سے متعلق ہوتے ہیں۔ انسانوں کے نزدیک یہ بہت ہی محبوب چیز ہوتی ہے۔ قرض کے ساتھ مسلمانوں کے وہ حقوق بھی ملحق ہیں جو اس شخص کے ذمہ آتے ہیں جیسے چوری، غصب کرنا اور خیانت وغیرہ۔ جہاد، شہادت اور اس طرح کے دیگر نیک اعمال حقوق العباد کا کفارہ نہیں بنتے بلکہ یہ صرف حقوق اللہ کا کفارہ بنتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يكفر : يستر ويمحو.

فوائد الحديث:

١. أن القتل في سبيل الله -تعالى- يُكَفِّرُ الذُنوب إلا الدَّين وما يلحق به من حقوق الآدميين.
٢. التحذير من التساهل في أمر الدَّين.
٣. تعظيم حقوق الآدميين.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي ، ط٢، دار إحياء التراث العربي - بيروت، ١٣٩٢هـالكاشف عن حقائق السنن(شرح المشكاة) للطيبي، تحقيق: عبد الحميد هنداوي، مكتبة الباز، مكة، ١٤١٧هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3589)

يا أهل القرآن، أوتروا؛ فإن الله وتر، يحب الوتر

اے قرآن والو!وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر(طاق یعنی یکتا) ہے اوروتر کو پسند فرماتا ہے

٩٩٤. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا أهل القرآن، أوتروا؛ فإن الله وتر، يحب الوتر».

٩٩٤. حديث:

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (طاق یعنی یکتا) ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث الشريف أمر لأهل القرآن الذين هم أهل الله وخاصته بأن يصلوا صلاة الوتر، وذلك لأن الله واحد فرد في ذاته وصفاته وأفعاله يحب الوتر سبحانه. المراد بأهل القرآن: المؤمنون عامة، من قرأ ومن لم يقرأ، وإن كان من قرأ أولى بالخطاب لحفظه إياه، وقال الخطابي: المراد بهم: القراء والحفاظ، وخصوا بالذكر، لمزيد شرفهم والاهتمام بهم، فينبغي أن يكون لأهل القرآن عناية بالوتر، وإن كان مطلوباً من الجميع، لكن لأهل القرآن مزية على غيرهم؛ لأنهم قدوة، ولأن عندهم من العلم ما يدعوهم إلى المسارعة إلى فعل الطاعات والقربات ما ليس عند غيرهم، فيكون الأمر في حقهم آكد.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث شریف میں اہلِ قرآن جواللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں، انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وتر کی نماز پڑھا کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا اور تنہا ہے، وتر کو پسند فرماتا ہے۔ اہلِ قرآن سے مراد تمام مومنین ہیں جو قرآن کے قاری ہیں اور جو قرآن کے قاری نہیں ہیں وہ بھی مراد ہیں، گرچہ قراء حضرات حفظِ قرآن کی وجہ سے اس خطاب کے زیادہ حقدار ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : اہلِ قرآن سے مراد حفّاظِ قرآن اور قراء ہیں، اوران کا خصوصی ذکر ان کی اہمیت اور شرف ومنزلت کی وجہ سے کیا گیا ہے، لہذا اہلِ قرآن کو خصوصی طور پر وتر کا اہتمام کرنا چاہیے، اگرچہ یہ تمام مومنین سے مطلوب ہے، لیکن اہلِ قرآن کو عام لوگوں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے، کیونکہ وہ ان کے لیے اسوہ اور نمونہ ہوتے ہیں اوران کے پاس وہ علم ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہوتے ہیں، جو ان کے لیے طاعات وعبادات میں مسابقت اور بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا داعیہ (محرک) ہوتا ہے، اس لیے ان کی بابت یہ حکم زیادہ تاکید اور اہمیت رکھتا ہے۔ (منحۃ العلام)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- فإنَّ الله وتر : الوتر هو الفرد، فالله تعالى واحد في ذاته، واحد في صفاته، فلا شبه له ولا مثل، واحد في أفعاله، فلا شريك له ولا معين.

فوائد الحديث:

١. استحباب الوتر والإتيان به، وعدم التهاون به؛ لأنَّه من الصلوات المؤكدات.
٢. نُدِبَ المسْلِمُونَ كلهم إلى الإتيانِ بالوتر، ولكن يتأكَّد على حملة القرآن وحفَّاظه، وأهل العلم أكثر مما يتأكد في حق غيرهم.
٣. أنَّ صلاة الوتر محبوبة إلى الله تعالى، فهي أفضل الصلوات بعد الصلوات المكتوبات.

٤. إثبات صفة المحبة لله تعالى، إثباتًا حقيقيًّا يليق بجلاله، بلا تكييف، ولا تمثيل، ولا تشبيه، فكما نثبت أنَّ له تعالى ذاتًا لا تشبه الذوات، فنثبتُ أيضًا- أنَّ له صفات لا تشبه الصفات: {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (١١)} الشورى.

٥. قال شيخ الإسلام: الوتر سنة مؤكدة باتفاق المسلمين، ومنهم من أوجبه، ولا ينبغي لأحد تركه، ومن أصرَّ على تركه ردت شهادته.

٦. الوتر من أسماء الله تعالى، وهو تعالى يحب ما وافق أسماءه وصفاته، فهو عليم يحب العلم والعلماء العاملين، وهكذا في كل ما يوافق أسماءه مما يناسب مقام العبد، ومعنى الوتر: الفرد، وهو سبحانه وتر، وجميع خلقه شفع، خلقوا أزواجاً، والله تعالى أعلم.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م. سنن الترمذي, محمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي، تحقيق وتعليق, أحمد محمد شاكر, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر, الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ- ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن ابن ماجه, ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد, تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح أبي داود، محمد ناصر الدين الألباني، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت.

الرقم الموحد: (11271)

يا أيها الناس توبوا إلى الله قبل أن تموتوا، وبادروا بالأعمال الصالحة قبل أن تشغلوا

٩٩٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: خطبنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «يا أيها الناس توبوا إلى الله قبل أن تموتوا، وبادِروا بالأعمال الصالحة قبل أن تُشْغَلوا، وصِلُوا الذي بينكم وبين ربكم بكثرة ذِكركم له، وكثرة الصدقة في السر والعلانية، تُرْزقوا وتُنْصروا وتُجْبَروا، واعلموا أن الله قد افترض عليكم الجمعة في مقامي هذا، في يومي هذا، في شهري هذا، من عامي هذا إلى يوم القيامة، فمن تركها في حياتي أو بعدي، وله إمام عادل أو جائِر، استِخْفافا بها، أو جُحُودا لها، فلا جمع الله له شَمْله، ولا بارك له في أمره، ألَا ولا صلاة له، ولا زكاة له، ولا حج له، ولا صوم له، ولا بِرَّ له حتى يتوب، فمن تاب تاب الله عليه، ألا لا تُؤمَّن امرأة رجلا، ولا يَؤُم أعرابي مُهاجرا، ولا يؤم فاجر مؤمنا، إلا أن يَقْهره بسلطان، يخاف سيفه وسَوْطه».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

يخبر جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قام فيهم خطيبا فقال: يا أيها الناس توبوا إلى الله قبل أن تموتوا، وسارعوا بالأعمال الصالحة قبل أن تُشْغَلوا عنها بالمرض وكبر السن وغير ذلك، وصِلُوا الذي بينكم وبين ربكم بكثرة ذِكركم له، وكثرة الصدقة في السر والعلن، يرزقكم الله رزقا واسعا، وينصركم على أعدائكم، ويصلح حالكم كله، واعلموا أن الله قد افترض عليكم صلاة الجمعة في مقامي هذا، في يومي هذا، في

لوگو!مرنے سے پہلے اللہ کے سامنے توبہ کرلو اور مشغول ہوجانے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو۔

٩٩٥. حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا کہ ”لوگو!مرنے سے پہلے اللہ کے سامنے توبہ کر لو، اور مشغول ہوجانے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو، اللہ کا بکثرت ذکر کرکے اور خفیہ و اعلانیہ طور پر بکثرت صدقہ کرکے اپنے رب سے اپنا تعلق استوار کر لو، (اس کے نتیجہ میں) تمھیں رزق ملے گا۔ تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھارا حال ٹھیک ہو جائے گا۔ جان لو اس سال کے اس مہینہ میں آج کے دن اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تم پر قیامت تک کے لیے جمعہ فرض کر دیا ہے۔ جو شخص عادل یا ظالم حکمران کی موجودگی میں میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد جمعہ کی نماز کو غیر اہم سمجھتے ہوئے یا اس (کی فرضیت) کا انکار کرتے ہوئے جمعے کو ترک کرے گا (میں اسے بددعا دیتا ہوں کہ) اللہ کرے!اس کے بکھرے ہوئے کام نہ سمٹیں اور اس کے کاموں میں برکت نہ ہو۔ سنو!اس شخص کی (جو بلاعذر جمعہ ترک کرے) کوئی نماز نہیں، اس کی کوئی زکاۃ نہیں، اس کا کوئی حج نہیں، اس کا کوئی روزہ نہیں۔ (یہ اعمال قبول نہیں ہوں گے، اس کی کوئی نیکی (قبول) نہیں حتی کہ توبہ کرلے جو کوئی توبہ کر لے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے، کوئی خانہ بدوش کسی مہاجر کا امام نہ بنے، کوئی فاسق کسی (نیک) مومن کا امام نہ بنے، سوائے اس کے کہ وہ اسے قوت و غلبہ سے مجبور کر دے اور اسے اس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔“

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”لوگو!مرنے سے پہلے پہلے اللہ کے سامنے توبہ کر لو، مرض وبڑھاپا وغیرہ میں مشغول ہوجانے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو، اللہ کا بکثرت ذکر کرکے اور بکثرت خفیہ و اعلانیہ صدقے کرکے اپنے رب سے اپنا تعلق استوار کر لو، (اس کے نتیجہ میں) تمھیں وسیع رزق ملے گا، دشمن کے خلاف تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھارے تمام حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور جان لو کہ اس سال کے اس مہینہ میں آج کے دن اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تم پر قیامت تک کے لیے جمعہ فرض کر دیا ہے۔ جو شخص عادل یا ظالم حکمران کی موجودگی میں، میری

شهري هذا، من عامي هذا إلى يوم القيامة، فمن تركها في حياتي أو بعدي، وله إمام عادل أو ظالم، استهانة بها، أو إنكارا لفرضيتها، فلا جمع الله له ما تفرق من أمره، ولا بارك له في أمره، ولن تُقبل له صلاة، ولا زكاة، ولا حج، ولا صوم، ولا أي عمل من أعمال البر حتى يتوب، فمن تاب تاب الله عليه، ثم نهاهم أن تؤم امرأة رجلا في الصلاة، أو يَؤُم أعرابي مُهاجرا؛ لأن من شأن الأعرابي الجهل ومن شأن المهاجر العلم، ونهاهم أن يؤم فاسق مؤمنا، إلا أن يغلبه بسلطان يخاف منه على نفسه. وهذا الحديث ضعيف كما سبق، وبعض جمله معناها ثابت في القرآن والسنة، كالأمر بالتوبة: (وتوبوا إلى الله جميعا أيه المؤمنون لعلكم تفلحون) والمبادرة بالصالحات: (سابقوا إلى مغفرة من ربكم وجنة...) والأمر بالذكر: (اذكروا الله ذكرا كثيرا) والأمر بالجمعة: (إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله) وتقديم الأفضل للإمامة: (يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله).

زندگی میں یا میری وفات کے بعد جمعہ کی نماز کو غیر اہم سمجھتے ہوئے یا اس (کی فرضیت) کا انکار کرتے ہوئے جمعہ کو ترک کرے گا (میں اسے بددعا دیتا ہوں کہ) اللہ کرے! اس کے بکھرے ہوئے کام نہ سمٹیں اور اس کے کاموں میں برکت نہ ہو، اس شخص کی کوئی نماز نہیں، اس کی کوئی زکوۃ نہیں، اس کا کوئی حج نہیں، اس کا کوئی روزہ نہیں اور اس کی کوئی نیکی (قبول) نہیں یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے جو کوئی توبہ کر لے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ پھر اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی عورت کسی مرد کی امامت کرائے، کوئی خانہ بدوش کسی مہاجر کا امام نہ بنے، کیوں کہ اعرابی کی حالت یہ ہے کہ وہ جاہل ہوتا ہے اور مہاجر صاحب علم ہوتا ہے۔ اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ کوئی فاسق کسی (نیک) مومن کا امام بنے، سوائے اس کے کہ وہ اسے قوت و غلبہ سے مجبور کر دے اور اسے (اس کی تلوار اور کوڑے کا) خوف ہو۔ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ گزر چکا ہے لیکن اس کے بعض جملے قرآن و سنت سے ثابت ہیں جیسا کہ توبہ کا معاملہ "وتوبوا إلى الله جميعا أيها المؤمنون لعلكم تفلحون" (اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ)۔ اور نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا "سابقوا إلى مغفرة من ربكم وجنة" (اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرو)۔ اور ذکر کا معاملہ "اذكروا الله ذكرا كثيرا" (اللہ کو کثرت سے یاد کرو) اور جمعہ کے معاملہ کہ "إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله" (جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو) اور افضل کو امامت کے لیے آگے کرنا "يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله" (قوم کی امامت وہ کرائے جو ان میں سے کتاب اللہ کو زیادہ پڑھا ہوا ہے)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة > فضل صلاة الجمعة

راوي الحديث: رواه ابن ماجه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن ابن ماجه.

معاني المفردات:

- بادِروا : سارعوا.
- تُجْبَروا : يصلح حالكم.
- جائِر : ظالم.
- استِخْفافا : استهانة.
- جُحُودا : إنكارا.
- جمع شَمْله : جمع ما تفرق من أمره.
- أعرابي : ساكن الصحراء من العرب.
- فاجر : فاسق.
- يَقْهره : يغلبه.

• سَوْط : أداة من الجِلد ونحوه، يُضرب بها الإنسان أو الحيوان.

فوائد الحديث:

١. الأمر بالتوبة قبل الموت، والمسارعة إلى الأعمال الصالحة قبل الانشغال، وكثرة الذكر، والصدقة.

٢. الجمعة فرض والتحذير من تركها.

٣. النهي عن إمامة المرأة للرجل والأعرابي للمهاجر والفاسق للمؤمن.

٤. الصلاة خلف الفاسق منهي عنها، ومع هذا فإنَّه تصح خلفه.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ- ١٩٨٥م. حاشية السندي على سنن ابن ماجه، لمحمد بن عبد الهادي التتوي نور الدين السندي، الناشر: دار الجيل – بيروت. معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ- ٢٠٠٨ م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (11298)

يا أيها الناس، عليكم بالسكينة، فإن البر ليس بالإيضاع

اے لوگو! سکینت اختیار کرو کیونکہ تیز رفتاری نیکی نہیں ہے۔

٩٩٦. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: دَفَعَ النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- يومَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَربًا وَصَوتًا لِلإِبِل، فَأَشَارَ بِسَوطِهِ إِلَيهِم، وقال: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، عَلَيكُم بِالسَّكِينَةِ، فَإِنَّ البِرَّ لَيسَ بِالإِيضَاعِ».

٩٩٦. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن (عرفات سے) روانہ ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سخت ڈانٹ، مار اور اونٹوں کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کوڑے سے لوگوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "اے لوگو! سکینت اختیار کرو کیونکہ تیز رفتاری نیکی نہیں ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- أفاض من عرفة فسمع وراءه صوتًا شديدًا وضربًا وزجرًا للإبل وأصواتًا للإبل، وكان هذا المشهد من الناس نتيجة ما تعودوه زمن الجاهلية؛ لأنهم كانوا في أيام الجاهلية إذا دفعوا من عرفة أسرعوا إسراعًا عظيمًا يبادرون النهار قبل أن يظلم الجو، فكانوا يضربون الإبل ضربًا شديدًا، فأشار النبي -صلى الله عليه وسلم- إليهم بسوطه، وقال: أيها الناس الزموا الطمأنينة والهدوء، فإن البر والخير ليس بالإسراع والإيضاع وهو نوع من السير سريع.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے (مزدلفہ کی طرف) روانہ ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بلند آوازوں کے ساتھ اونٹوں کے ہانکنے اور مارنے کا شور و غل سنا، لوگوں نے ایسا اس لیے کیا کیونکہ وہ زمانۂ جاہلیت میں اسی کے عادی تھے. زمانۂ جاہلیت میں لوگ جب عرفہ سے نکلتے تھے تو بہت تیز چلتے تھے تاکہ تاریکی چھا جانے سے پہلے ہی وہاں سے کوچ کر جائیں، اس لیے وہ اونٹوں کو بری طرح مارتے تھے۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کوڑے سے لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے لوگو! سکون و اطمینان کو لازم پکڑو کیونکہ تیز رفتاری اور تیز روی نیکی اور بھلائی کا کام نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه: رواه البخاري بلفظه تاما، وأما مسلم فأخرج «عليكم بالسكينة.»

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دَفَعَ : أفاض وسار من عرفات لمزدلفة.
- زَجْرًا شَدِيدًا : أي صِيَاحًا لحث الإبل.
- صَوتًا لِلإِبِل : أي من الرغو، وهو صوت الإبل.
- فَأَشَارَ بِسَوطِهِ : أي تأنوا ودعوا العجلة.
- البِر : الطاعة.
- الإِيضَاع : الإسراع.

فوائد الحديث:

١. شفقة الرسول -صلى الله عليه وسلم- بأمته؛ فقد نهاهم عن الإسراع لئلا يتعبوا أنفسهم مع بُعد المسافة.

٢. استحباب التأني والخشوع عند أداء العبادات.

٣. أن ثواب العبادة إنما يكون بقدر الخشوع وحضور القلب فيها.

٤. تكلف الإسراع في السير ليس مما يتقرب إلى الله به.

٥. أنَّ البر ليس بالعجلة وإنما هو بالخضوع والخشوع والاستكانة لمن لا يخفى عليه شيء في الأرض ولا في السماء.

٦. الهدوء والسكينة أعون على حضور القلب.

٧. الحكمة في النهي عن الإسراع في قصد العبادة ما يفضي إليه الإسراع من التزاحم والتدافع وأذية المسلمين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب، عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز، دار المعرفة، بيروت، ١٣٧٩هـ.

الرقم الموحد: (3034)

يا رسولَ اللهِ، إنَّ لِي جَارَيْنِ، فإلى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قال: إلى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

یا رسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں تحفہ کسے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔

٩٩٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: يا رسولَ اللهِ، إنَّ لِي جَارَيْنِ، فإلى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قال: «إلى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا».

٩٩٧. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں تحفہ کسے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سألت عائشة -رضي الله عنها- النبي -صلى الله عليه وسلم-: إن لي جارين وقد أمرت بإكرام الجار مطلقًا؛ ولا أقدر على الإهداء إليهما معًا، فإلى أيهما أهدي ليحصل لي الدخول في جملة القائمين بإكرام الجار؟ فقال -صلى الله عليه وسلم-: إلى أقربهما منك بابًا.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میرے دو پڑوسی ہیں اور مجھے حکم ہے کہ پڑوسی کا اکرام کیا جائے چاہے وہ کوئی بھی ہو تاہم میں ان دونوں کو ایک ساتھ ہدیہ نہیں دے سکتی۔ اب میں ان دونوں میں سے کسے ہدیہ بھیجوں تاکہ میرا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جائے جو پڑوسی کا اکرام کرتے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان میں سے جس کا دروازہ زیادہ قریب ہے اسے ہدیہ بھیجو“۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الهبة والعطية

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أقربهما منك بابا : أي: الجار القريب

فوائد الحديث:

١. استحباب تقديم الجار الأقرب فالأقرب إذا لم يقدر على الإحسان إلى الجميع.
٢. ينبغي مراعاة شعور الجار الأقرب؛ لأنه يرى ما يدخل بيت جاره من هدية وغيرها بخلاف الأبعد، وكذلك هو الأسرع إجابة لما يقع لجاره.
٣. القرب المعتبر هو قرب الأبواب.
٤. يؤخذ من الحديث تقديم العلم على العمل، ولذلك سألت عائشة رضي الله عنها عن حكم المسألة قبل المباشرة في الفعل.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ط١، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ط٤، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4250)

يا رسولَ اللهِ، هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هَكَذَا وهَكَذَا إنما هُمْ بَنِيَّ؟ فقال: نَعَمْ، لَكِ أَجْر مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ

یا رسول اللہ! کیا مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ (ان کے پہلے شوہر) کے لڑکوں پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا، اگر میں ان پر خرچ کروں؟ میں انھیں اس محتاجی میں دیکھ نہیں سکتی؛ کیوں کہ وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تمھیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا، جو تم ان پر خرچ کروگی۔

٩٩٨. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها-، قالت: قلت: يا رسول الله، هل لي أجرٌ في بني أبي سلمة أن أُنْفِقَ عليهم، ولستُ بتاركتهم هكذا وهكذا إنما هم بَنِيَّ؟ فقال: «نعم، لك أجرُ ما أنفقتِ عليهم».

٩٩٨. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ (ان کے پہلے شوہر) کے لڑکوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے اس پر اجر ملے گا۔ میں انھیں اس محتاجی میں دیکھ نہیں سکتی، کیوں کہ وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تمہیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا، جو تم ان پر خرچ کروگی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قالت أم سلمة رضي الله عنها لرسول الله صلى الله عليه وسلم: هل لي ثواب أخروي في أني أنفق على عيالي من أبي سلمة وأكفيهم، ولا أدعهم يتفرقون في طلب القوت؟ أم أنه لا أجر لي لأني أفعل ذلك شفقة لأنهم أبنائي؟ فأخبرها النبي صلى الله عليه وسلم أن لها أجرا في إنفاقها عليهم.

اجمالی معنیٰ:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں ابو سلمہ سے ہونے والے اپنے بچوں پر خرچ کروں اور ان کی کفایت کروں، تو کیا مجھے اس پر اخروی اعتبار سے ثواب ملے گا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میں انھیں تلاش رزق میں ادھر ادھر پھرتے ہوئے نہیں چھوڑ سکتی یا پھر مجھے ایسا کرنے پر کوئی اجر نہیں ملے گا؛ کیوں کہ میں ایسا ان پر شفقت کی وجہ سے کر رہی ہوں گی، کیوں کہ وہ میرے بیٹے ہیں؟ نبی ﷺ نے انھیں بتایا کہ ان پر خرچ کرنے کا انھیں اجر ملے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النفقات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أجر : أي: ثواب أخروي.
- بني أبي سلمة : أي: أولادها منه.
- بتاركتهم هكذا وهكذا : أي: يتفرقون في طلب القوت يمينا وشمالا.

فوائد الحديث:

١. بيان حصول الثواب للأم بالإنفاق على أولادها؛ وإن كانت تنفق عليهم بدافع الشفقة والرحمة.
٢. فضل الإنفاق على الأيتام في الحجر.
٣. شدة شفقة الأم على بنيها ورحمتها بهم.
٤. يستحب لولي الأمر ترغيب الرجال والنساء من المسلمين في أفعال الخير.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4959)

يا رسول الله, إن الله لا يستحيي من الحق، فهل على المرأة من غسل إذا هي احتلمت؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: نعم, إذا رأت الماء

یا رسول اللہ! اللہ تعالی حق کو بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔ آپ یہ بتائیں کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟"۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "ہاں، جب وہ پانی دیکھ لے"۔

٩٩٩. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها- قالت: «جاءت أمُّ سُلَيمٍ امرأةُ أَبِي طَلحة إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله, إنَّ الله لا يَسْتَحيِي من الحَقِّ, فهل على المرأة من غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَت؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: نعم, إِذَا رَأَت المَاء».

٩٩٩. حدیث :

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو طلحہ کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں : "یا رسول اللہ! اللہ تعالی حق کو بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔ آپ یہ بتائیں کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے، تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟"۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "ہاں، جب وہ پانی دیکھ لے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

جاءت أم سليم الأنصارية -رضي الله عنها- إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- لتسأله، ولما كان سؤالها مما يتعلق بالفروج، وهي مما يستحيا من ذكره عادة قدمت بين يدي سؤالها تمهيداً لإلقاء سؤالها؛ حتى يخف موقعه على السامعين. فقالت: إن الله -عز وجل- وهو الحق، لا يمتنع من ذكر الحق الذي يستحيا من ذِكره من أجل الحياء، مادام في ذكره فائدة، فلما ذكرت أم سليم هذه المقدمة التي لطفت بها سؤالها، دخلت في صميم الموضوع، فقالت: هل على المرأة غسل إذا هي تخيلت في المنام أنها تجامع؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: نعم، عليها الغسل، إذا هي رأت نزول ماء الشهوة.

اجمالی معنی :

ام سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آئیں۔ چونکہ ان کے سوال کا تعلق شرم گاہوں سے تھا جن کے ذکر سے عموما حیاء محسوس کی جاتی ہے اس لئے انہوں نے اپنا سوال رکھنے سے پہلے تمہید باندھی تاکہ سننے والوں پر اس کا اثر کچھ کم ہو جائے۔ کہنے لگیں کہ اللہ عزوجل جو بذات خود حق ہیں، ایسی حق بات کے بیان سے نہیں رکتا جسے ذکر کرنے میں حیاء محسوس کی جاتی ہے جب کہ اس کے بیان میں کوئی فائدہ ہو۔ اس مقدمہ کو ذکر کرنے کے بعد جس سے ان کے سوال کی شدت کم ہوگئی، ام سلیم رضی اللہ عنہا اصل موضوع کی طرف آئیں اور پوچھنے لگیں : اگر عورت خواب میں دیکھے کہ وہ مجامعت کر رہی ہے تو کیا اس پر غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا : ہاں، اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے جب کہ وہ شہوت سے نکلنے والے پانی (مادہ منویہ) کو دیکھ لے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أم سليم : سهلة بنت ملحان الأنصارية أم أنس بن مالك، أسلمت متقدمة مع قومها من الأنصار.
- امرأة أبي طلحة : زوجته، وهو: زيد بن سهل الأنصاري، وفيه نزلت: (لن تنالوا البر حتى تنفقوا ما تحبون).
- إنَّ اللَّهَ لا يَسْتَحْيِي مِنْ الْحَقِّ : لا يمتنع من ذكره أو فعله حياء، والغرض من هذه الجملة: تقديم الاعتذار عما ستسأل عنه.
- الحق : كل خبر خلا من الكذب، وكل حكم خلا من الجور.

- مِنْ غُسْلٍ : من اغتسال.
- احْتَلَمَتْ : رأت في المنام أنها تجامع ونحو ذلك.
- رَأَت : أبصرت.
- الماء : المني.

فوائد الحديث:

١. جواز استفتاء المرأة بنفسها عن أمر دينها.

٢. بيان ما عليه الصحابيات من الاهتمام بأمر دينهن والسؤال عنه.

٣. المرأة يجب عليها الغسل حين تحتلم، إذا أنزلت ورأت الماء.

٤. المرأة تُنْزِل كما يُنْزِلُ الرجل، ومن ذاك يكون الشبه في الولد، كما أشار إلى هذا بقية الحديث.

٥. إثبات صفة الحياء لله -جلّ وعلا-، إثباتا يليق بجلاله، على أنه لا يمتنع تعالى من قول الحق لأجل الحياء.

٦. أن الحياء لا ينبغي أن يمنع من تعلُّم العلم، حتى في المسائل التي يستحيا مهنا.

٧. من الأدب وحسن المخاطبة، أن يقدم أمام الكلام الذي يستحيا منه مقدمة تناسب المقام، تمهيدا للكلام، لِيَخِفَّ وقعه، ولئلا ينسب صاحبه إلى الجفاء.

٨. فضيلة أم سليم -رضي الله عنها- بحرصها على الفقه في الدين، وحسن أدبها؛ بتقديم ما يمهد لعذرها.

٩. نفي صفة الحياء من الحق عن الله -عز وجل-، أي الامتناع عن الحق بسبب الحياء؛ وذلك لكمال عدله ورحمته.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3351)

يا رسول الله، إني امرأة أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فما ترى فيها قد منعتني الصلاة والصوم، فقال: أنعت لك الكرسف، فإنه يذهب الدم، قالت: هو أكثر من ذلك

اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کا خون بہت ہی کثرت اور شدت سے آتا ہے، اس کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے مجھے نماز روزے سے روک رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے روئی تجویز کرتا ہوں، کیونکہ اس سے خون بند ہو جاتے گا۔'' حمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ تو اس سے زیادہ ہے

١٠٠٠. الحديث:

عن حَمْنَة بنت جَحش -رضي الله عنها- قالت: كنت أُسْتَحَاض حَيْضَة كثيرة شَدِيدة، فأتيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَسْتَفْتِيه وأُخْبِرُه، فَوجدْتُه في بيت أختي زينب بنت جَحش فقلت: يا رسول الله، إني امرأة أُسْتَحَاض حَيْضَة كثيرة شديدة، فما تَرى فيها، قد مَنَعَتْنِي الصلاة والصوم، فقال: «أَنْعَتُ لك الكُرْسُف، فإنه يُذهِبُ الدَّم». قالت: هو أكثر من ذلك، قال: «فاتَّخِذِي ثوبا». فقالت: هو أكثر من ذلك إنما أَثُجُّ ثَجًّا، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «سَآمُرُك بأَمْرَين أيهما فَعَلْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ من الآخر، وإن قَوِيتِ عليهما فأنتِ أَعْلَم». قال لها: «إنما هذه رَكْضَةٌ من رَكَضَات الشيطان فَتَحَيَّضِي ستَّة أيام أو سبعة أيَّام في عِلْم الله، ثم اغْتَسِلِي حتى إذا رأيت أنك قد طَهُرْتِ، واسْتَنْقَأْتِ فصلِّي ثلاثا وعشرين ليلة أو أربعا وعشرين ليلة وأيامها وصومي، فإن ذلك يُجْزِيكِ، وكذلك فافْعَلِي في كل شهر كما تحيض النساء، وكما يَطْهُرْن مِيقَاتُ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، وإن قَوِيت على أن تُؤَخِّري الظهر وتُعَجِّلِّي العصر فَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بين الصلاتين الظهر والعصر، وتُؤَخِّرِين المغرب وتُعَجِّلين العشاء، ثم تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بين الصلاتين فافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مع الفجر فافْعَلِي، وصُومي إن قَدِرت على ذلك»، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «وهذا أَعْجَبُ الأَمْرَيْنِ إليَّ».

١٠٠٠. حدیث:

حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے بہت ہی کثرت اور شدت سے استحاضہ کا خون آتا تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ سے حکم دریافت کرنے اور آپ ﷺ کو بتانے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں پایا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کا خون بہت ہی کثرت اور شدت سے آتا ہے، اس کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے مجھے نماز روزے سے روک رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے روئی تجویز کرتا ہوں، کیونکہ اس سے خون بند ہو جائے گا۔'' حمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ تو اس سے زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لنگوٹ باندھ کر اس کے نیچے کپڑا رکھ لو'' انہوں نے کہا کہ وہ اس سے بھی زیادہ ہے، مجھے بہت تیزی سے خون بہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو میں تمھیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں ان دونوں میں سے تم جو بھی کر لو تمہارے لیے کافی ہو گا اور اگر تم دونوں پر قدرت رکھ سکو تو تم زیادہ بہتر جانتی ہو۔" (یعنی تم اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے جو چاہو کرو)۔" چنانچہ آپ ﷺ نے حمنہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "یہ استحاضہ تو دراصل شیطانی کچو کا ہے لہٰذا تم (ہر مہینہ) اللہ کے علم کے مطابق چھ یا سات روز حیض کے ایام شمار کرو۔ پھر غسل کر لو اور جب تم جان لو کہ تم پاک وصاف ہو گئی ہو تو تیئیس (٢٣) دن یا چوبیس (٢٤) دن نماز پڑھتی رہو اور روزے رکھو۔ یہ تمہارے لیے کافی ہے۔ اور اسی طرح ہر ماہ کیا کرو جیسا کہ حیض والی عورتیں کرتی ہیں: حیض کے اوقات میں حائضہ اور پاکی کے وقتوں میں پاک رہتی ہیں۔ اور اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ ظہر کو کچھ دیر سے پڑھو اور عصر کو قدرے جلدی پڑھ لو تو غسل کر کے ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھ لیا کرو، پھر مغرب کو ذرا دیر کر کے اور عشاء کو کچھ پہلے کر کے پھر غسل کر کے یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھ لو تو ایسا کر لیا کرو، اور صبح کے لیے الگ غسل کر کے فجر پڑھو، اور گر تم قادر ہو تو روزہ رکھو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں میں سے یہ دوسری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔''

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

معنى حديث حَمنة -رضي الله عنها- "كُنت أُسْتَحَاض حَيْضَة كثيرة شَدِيدة" أي أن الدم كان ينزل منها ويستمر لمدة طويلة بشِّدة وقوة عند خروجه. "فأتيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَسْتَفْتِيه وأُخْبِرُه" ثم إنها جاءت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-تسأله عن الحكم الشَّرعي، وما الذي يجب عليها. "فقلت: يا رسول الله، إني امرأة أُسْتَحَاض حَيْضَة كثيرة شديدة، فما تَرى فيها قد مَنَعَتْنِي الصلاة والصوم" يعني: أن الدم النازل منها جعلها تتوقف عن الصلاة والصوم بناء على أنه دمُ حيض، وهذا هو المتبادر لها في أول الأمر، ثم بَيَّنَ لها النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الدم النازل منها بهذه الصفة إنما هو رَكْضة من الشيطان وليس بِدَم حيض. فقال: «أَنْعَتُ لك الكُرْسُف، فإنه يُذهب الدَّم». أي: استخدمي القُطن؛ وذلك بأن تجعله على فَرجها وتَشُّده عليه حتى يُمسك الدم. "قالت: هو أكثر من ذلك" أي: أن الدم النازل كثير وشديد والقطن لا يمكن أن يؤدى به الغَرَضُ. قال: «فاتَّخِذِي ثوبا». أي: أضيفي إلى القطن ثوبا حتى يكون كثيفا يمسك به الدم. "فقالت: هو أكثر من ذلك إنما أَثُجُّ ثَجًّا" أي: أن الدم يَصُّب منها بكثرة وقوة، فلا يَسْتَمْسك بالقُطن ولا بالثياب؛ لأنه ينزل بغزارة وبكثرة. "قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «سَآمُرُك بأمْرَين»" يعني: أحد حكمين، وهما كما سيأتي : الأول: الاغتسال لكل صلاة. والثاني: أن تجمع بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء وتغتسل ثلاث مرات للظهر والعصر غسلا واحدا، وللمغرب والعشاء غسلا واحدا، وللفجر غسلا واحدا. "أيهما فعلت أجزأ عَنكِ من الآخر" يعني: أنتِ بالخيار بين هذين الأمرين. "وإن قَوِيتِ عليهما فأنتِ أعْلَم "أي: قَدِرتِ عليهما، أي الأول والثاني فأنت أعلم بحالك، فاختاري أيهما شئت منهما. "ثم قال لها: «إنما هذه رَكْضَةٌ من رَكَضَات الشيطان »" والمعنى: أن الشيطان

حدیث کا درجہ: حَسَن

اجمالی معنی:

حمنہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مفہوم: ''مجھے استحاضہ کا خون بہت زیادہ آتا تھا۔'' یعنی ان کا خون بہت لمبے عرصے تک جاری رہتا اور بہت شدت اور تیزی سے نکلتا تھا۔ ''میں رسول اللہ ﷺ سے حکم دریافت کرنے اور آپ ﷺ کو بتانے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔'' یعنی حمنہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس یہ دریافت کرنے آئیں کہ اس کا شرعی حکم کیا ہے اور اس سلسلے میں ان پر کیا کرنا واجب ہے۔ ''چنانچہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کا خون بہت ہی کثرت اور شدت سے آتا ہے، جس نے مجھے نماز روزے سے روک رکھا ہے۔'' یعنی وہ اس آنے والے خون کی وجہ سے نماز روزے سے رکی ہوئی تھیں اس خیال سے کہ یہ حیض کا خون ہے اور شروع میں انہیں ایسے ہی لگا تھا۔ بعد ازاں نبی ﷺ نے ان کے لیے وضاحت فرمائی کہ ان کا اس انداز میں بہنے والا خون حیض کا نہیں بلکہ شیطان کے کچوکے کا اثر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے روئی تجویز کرتا ہوں، کیوں کہ اس سے خون بند ہو جائے گا۔'' یعنی روئی کا استعمال کرو بایں طور کہ اسے اپنی شرم گاہ پر رکھ کر باندھ لو تاکہ خون رک جائے۔ ''انھوں نے کہا: وہ تو اس سے بھی زیادہ ہے۔'' یعنی نکلنے والا خون بہت زیادہ اور شدید ہے اور روئی سے مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کپڑا رکھ لو۔'' یعنی روئی کے ساتھ ساتھ کپڑا بھی رکھ لو تاکہ یہ دبیز (موٹا) ہو جائے اور اس سے خون رک جائے۔ ''تو انہوں نے کہا کہ وہ تو اس سے بھی زیادہ ہے، مجھے بہت تیزی سے خون بہتا ہے۔'' یعنی خون کثرت اور زور سے بہہ رہا ہے، لہٰذا وہ نہ تو روئی سے رکنے والا ہے اور نہ ہی کپڑے سے، کیونکہ وہ بہت زیادہ ہے۔ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں۔'' یعنی دو حکموں میں سے کسی ایک کا، اور ان دونوں کی تفصیل اس طرح ہے: پہلا: ہر نماز کے لیے غسل کیا جائے۔ دوسرا: ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھی جائیں اور تین بار غسل کیا جائے۔ ایک غسل ظہر اور عصر کے لیے، ایک غسل مغرب اور عشاء کے لیے اور ایک غسل فجر کے لیے۔ ''ان دونوں میں سے تم جو بھی کر لو تمہارے لیے دوسرے کی طرف سے کافی ہوگا۔'' یعنی تمہیں ان دونوں باتوں میں اختیار ہے کہ جو چاہو کر لو۔ ''اگر تم میں ان دونوں کو کرنے کی طاقت ہے تو تم بہتر جانتی ہو۔'' یعنی پہلے اور دوسرے دونوں کاموں کو کرنے کی اگر تم میں طاقت ہے تو تم اپنے بارے میں زیادہ جانتی ہو۔ بہر حال ان میں سے جو چاہو اختیار کر لو۔ ''پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دراصل شیطان کے کچوکے مارنے کا اثر ہے۔'' یعنی شیطان کو ان کے

قد وجد سبيلا إلى التَّلبيس عليها في أَمْرِ دينها وطهرها وصلاتها؛ حتى أنْسَاها عادتها، وصارت في التقدير كأنها رَكْضَة منه، ولا ينافي أن يكون عِرْق يقال له العَاذِل كما جاء في حديث فاطمة بنت أبي حُبيش -رضي الله عنها- في قولها :" إني امرأة استحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة؟ قال: لا إنما ذلك عِرْق، وليس بحيض " فَيُحمل على أن الشيطان رَكَضَه حتى انْفَجَر، والأظهر أنها ركضة منه حقيقة؛ إذ لا مانع من حملها عليه. "فَتَحَيَّضِي ستَّة أيام أو سبعة أيَّام" أي: دَعِي الصلاة والصوم واعتبري نفسك حائضا مدة ستة أيام أو سبعة أيام، فتجلسها وتترك الصلاة فيها، وهذا باعتبار أن غالب عادة النساء ستة أيام أو سبعة أيام. "في عِلْم الله" أي: في حكم الله وشرعه، وقوله :"ستة أيام أو سبعة أيام" "فأو" هنا ليست للشك إنما هي للتنويع والدلالة على أن بعض النساء يحِضْن ستة أيام، وبعضهن يحِضْن سبعة أيام فترجع إلى قريباتها من النساء من هي في سِنْها، وأقرب إلى مِزَاجِها. "ثم اغْتَسِلِي حتى إذا رأيتِ أنك قد طَهُرْتِ، واسْتَنْقَأْتِ فصلِّي ثلاثا وعشرين ليلة أو أربعا وعشرين ليلة وأيامها وصومي فإن ذلك يُجْزِيكِ" يعني: إذا مضت ستة أو سبعة أيام وجب عليك الاغتسال من الحيض، ثم ما زاد على ستة أيام أو سبعة أيام وهي: إما ثلاثة وعشرون يوما أو أربعة وعشرون يوما، فهي أيام طُهر افعلي فيها كل ما تفعله الطاهرات من الصوم والصلاة، فإن هذا يكفي عنكِ. "وكذلك فافْعَلِي في كل شَهر كما تحيض النساء، وكما يَطْهُرْن مِيقَاتُ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ" يعني: تحيضي كل شهر ستة أيام أو سبعة أيام كعادة النساء، ثم اغتسلي وصلي، وهكذا وقت طهرك يكون بقدر ما يكون عادة غالب النساء من ثلاث وعشرين أو أربع وعشرين. "وإن قَوِيت على أن تُؤَخِّري الظهر وتُعَجلي العصر فَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بين الصلاتين الظهر والعصر، وتُؤَخِّرين المغرب وتُعَجِّلين العشاء، ثم تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بين الصلاتين فافْعَلي، وَتَغْتَسِلِينَ مع الفجر فافْعَلي، وصُومي إن قَدِرتِ على ذلك». والمعنى: إذا

دین، پاکیزگی اور نماز کے بارے میں انہیں اشتباہ میں ڈالنے کا موقع مل گیا یہاں تک کہ اس نے انہیں ان کی عادت بھلوا دی اور وہ اندازہ کرنے کے زمرے میں ہوگئی۔ گویا یہ شیطان کی طرف سے ایک ٹھوکر ہے۔ جبکہ یہ بات اس کے منافی نہیں کہ اس کا سبب "عاذل" نام کی ایک رگ بھی ہو جیسا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا: ''میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کا خون آتا ہے، جس کی وجہ سے میں پاک نہیں ہوتی۔ تو کیا میں نماز کو چھوڑے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ سے بہنے والا خون ہے۔'' چنانچہ یہ کہا جائے گا کہ شیطان اس رگ پر لات مارتا ہے جس سے یہ پھٹ جاتی ہے۔ راجح یہی ہے کہ وہ حقیقت میں لات مارتا ہے کیونکہ یہ معنیٰ مراد لینے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ ''چھ یا سات دن حیض کے شمار کرو۔'' یعنی چھے یا سات دن تک یہ سمجھو کہ تم حیض میں ہو اور ان میں نماز و روزے کو ترک کر دو۔ یہ اس اعتبار سے ہے کہ عموماً عورتوں کو چھ یا سات دن ہی حیض آتا ہے۔ ''اللہ کے علم میں'' یعنی اللہ کے حکم اور اس کے شریعت کی رو سے۔ آپ ﷺ کے فرمان: ''چھے یا سات دن'' میں (یا) بیانِ شک کے لیے نہیں ہے، بلکہ تنویع کے لیے اور یہ اس بات پر دلالت کرنے کے لیے ہے کہ بعض عورتوں کو چھے دن حیض آتا ہے اور بعض کے ایامِ حیض سات دن ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی ان قریبی رشتہ دار خواتین کو دیکھے گی جو اس کی ہم عمر ہوں اور ان کا مزاج اس سے ملتا جلتا ہو۔ (اور پھر فیصلہ کریں گی کہ ان کے ایام حیض چھے دن ہوں گے یا سات دن)۔ ''پھر غسل کر لو اور جب تم جان لو کہ تم پاک وصاف ہوگئی ہو تو تیئیس (٢٣) دن یا چوبیس (٢٤) دن نماز پڑھتی رہو اور روزے رکھو۔ یہ تمہارے لیے کافی ہے۔'' یعنی چھے یا سات دن گزر جائیں تو پھر حیض ختم ہو جانے کی وجہ سے تم پر غسل کرنا واجب ہوگا۔ پھر چھے یا سات دن گزرنے کے بعد جتنے دن بچیں گے جو یا تو تیئیس دن ہوں گے یا پھر چوبیس دن، وہ ایامِ طہر ہوں گے۔ ان میں تم وہ سب کچھ کرو گی جو حیض سے پاک عورتیں کرتی ہیں یعنی نماز پڑھو گی اور روزہ رکھو گی۔ تمہارے لئے ایسا کرنا کافی ہے۔ ''اور اسی طرح ہر ماہ کیا کرو جیسا کہ حیض والی عورتیں کرتی ہیں: حیض کے اوقات میں حائضہ اور پاکی کے وقتوں میں پاک رہتی ہیں۔'' یعنی ہر مہینے میں چھے یا سات دن حیض کے شمار کرو جیسا کہ دیگر عورتوں کے دن ہوتے ہیں۔ پھر غسل کرکے نماز پڑھو۔ اس طرح سے تمہاری مدتِ طہر اتنی ہی ہوگی جتنی عموماً دیگر عورتوں کی ہوتی ہے یعنی تیئیس یا چوبیس دن۔ ''اور اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ ظہر کو کچھ دیر سے پڑھو اور عصر کو قدرے جلدی پڑھ لو تو غسل کرکے ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھ لیا کرو، پھر مغرب کو ذرا دیر کرکے اور عشاء کو کچھ پہلے کرکے پھر غسل کرکے یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھ لو تو ایسا کر لیا کرو، اور صبح کے لیے الگ غسل کرکے فجر پڑھو، اور گر تم قادر ہو تو روزہ رکھو۔''

قَوِيت على أن تؤخري الظهر إلى آخر وقتها وتصلي العصر في أول وقتها وكذا تؤخري المغرب إلى آخر وقتها وتصلي العشاء في أول وقتها -وهذا ما يسمَّى عند العلماء بالجمع الصُّورِيِّ- وأمَّا الفجر: فتغتسل للصلاة غسلا واحدا، فإن قَدِرت على ذلك فافعلي، وعلى هذا : تغتسل المستحاضة ثلاث مرات للظهر والعصر غسلا واحدا وللمغرب والعشاء غسلا واحدا وللفجر غسلا واحدا وتجمع بين الصلاتين جمعا صوريا. "وهذا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ" يعني أن هذا الأمر أحبُّ إليَّ، وهو : كونها تجمع بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء وتغتسل ثلاث مرات للظهر والعصرغسلا واحدا، وللمغرب والعشاء غسلا واحدا، وللفجر غسلا واحدا. وأما الأمر الأول، فهو الغسل لكل صلاة، لكن ليس في هذا الحديث ذكر الاغتسال لكل صلاة، إلا أنه قد جاء في رواية أخرى عند أبي داود أنها تغتسل لكل صلاة، وهي قوله: "إن قَوِيت فاغتسلي لكل صلاة وإلا فاجْمَعي بين الصلاتين بغسل واحد" ولا شك أن الاغتسال لكل صلاة مشَقَّة ظاهرة ولهذا قال -صلى الله عليه وسلم- في الأمر الثاني: "وهذا أعجب الأمرين إليَّ" يعني: أحبهما إليَّ؛ لأنه أسهل وأخَف من الأول.

یعنی اگر تم میں اس بات کی قدرت ہو کہ ظہر کی نماز کو اس کے آخری وقت تک موخر کر دو اور عصر کی نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھ لو اور اسی طرح مغرب کو اس کے آخری وقت تک موخر کر دو اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھ لو، جسے علماء جمعِ صوری کہتے ہیں، جب کہ فجر کی نماز کے لیے الگ سے غسل کر لیا کرو، اگر تم میں ایسا کرنے کی طاقت ہو تو ایسا کرلو۔ اس طرح سے مستحاضہ عورت تین دفعہ غسل کرے گی۔ ایک غسل ظہر اور عصر کے لیے، ایک غسل مغرب اور عشاء کے لیے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لیے اور دو دو نمازوں کے مابین جمعِ صوری کرے گی۔ ''ان دونوں میں سے یہ دوسری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔'' یعنی ظہر اور عصر کی نمازوں اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنا اور تمہارا تین دفعہ غسل کرنا بایں طور کہ ایک غسل ظہر اور عصر کے لئے، ایک غسل مغرب اور عشاء کے لئے اور ایک غسل فجر کے لئے مجھے زیادہ پسند ہے۔ پہلی بات ہر نماز کے لیے غسل کرنا ہے لیکن اس حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا ذکر نہیں ہے، تاہم سنن ابو داود کی ایک اور روایت میں ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کریں۔ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں طاقت ہو تو پھر ہر نماز کے لئے غسل کرو، ورنہ ایک غسل کے ساتھ دو دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھ لو۔'' اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنے میں واضح مشقت ہے اسی لیے نبی ﷺ نے دوسری صورت کے بارے میں فرمایا: ''ان دونوں میں سے یہ دوسری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔'' یعنی ان دونوں میں سے یہ مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ یہ پہلی صورت سے زیادہ سہل اور آسان ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والترمذي وابن ماجه.

التخريج: حَمْنَة بنت جَحش -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- أُسْتَحَاض : اسْتُحِيضَتِ المرأةُ، موضوعٌ على صيغة المبني للمفعول من حيثُ ضَمُّ أوله وسكونُ ثانيه، فالمرأة هي المستحاضة.
- كثيرة : أي: تطول مُدتها.
- شَدِيدة : شَدِيدة في كيفيتها، والمعنى: أن الدم ينزل منها بقوة.
- أَسْتَفْتِيه : أطلب منه الفُتيا، والفُتيا هي: الإخبار عن حكم شرعي، والمعنى: أطلب منه أن يخبرني بحكم شرعي فيما نزل بي.
- أَنْعَتُ : أصِفُ لك.
- الكُرْسُف : القُطن.
- أَثُجُّ ثَجًّا : أصُبه صَبًّا بكثرة.
- قَوِيت : قَدِرت.
- رَكْضَةٌ : أصل الرَّكض الضَّرب بالرِّجْل على الأرض، ومنه قوله تعالى: (ارْكُضْ بِرِجْلِكَ) [ص: ٤٢]، ولها هنا معنيان: الأول أنها إصابة لَبَس الشيطان بها على هذه المرأة المؤمنة في أمْر دِينها، والثاني أن يكون على الحقيقة وأن الشيطان ضَرَبَها حتى فَتَق عِرْقَها.
- في عِلْم الله : في حكم الله وشرعه.

• اسْتَنْقَأْت : النَّقَاء: هو الطُهر بانقطاع الدم.

• تَحَيَّضِي : اجعلي نفسك حائضًا، يُقال: تحيضت المرأة أمسكت أيام حيضتها عن الصلاة والصوم.

فوائد الحديث:

١. وجودُ المستحاضات زمن النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم-، وقد ذكر بعض العلماء أن اللاتي استحضن في عهده -صلى الله عليه وسلم- بلغْنَ تسعا من النسوة وعدَّهن.

٢. ينبغي للجاهل أن يَسأل العالم فيما يَشتبه عليه في عبادته، حتى يعبد الله على بصيرة.

٣. جواز إطلاق الفتيا في سؤال النبي -صلى الله عليه وسلم-، بمعنى أنه يصح أن نقول: إن الرسول -صلى الله عليه وسلم- مفتٍ، وهذا أمر لا إشكال فيه.

٤. أن الشيطان قد يُسَلَّط على بني آدم تسلطا حِسِّيا؛ لأنها كونها تمرض بركضة من الشيطان يدل على أن للشيطان تَسَلُّطا على بني آدم.

٥. المستحاضة التي ليس لها عَادة مُتقررة أو كان لها عادة ونسيتها، وليس لها تمييزٌ صالح تَعرِف به دم الحيض من دم الاستحاضة، فتتحيض غالب عادة النساء، وهي ستَّة أيَّام أو سبعة.

٦. فيه استحباب تَحَفُّظ المستحاضة لمنع الدم من الخروج والتَّلوث به.

٧. أنَّ دم الحيض يمنع من الصلاة، ونحوها ممَّا يُشترط له الطهارة من الحيض.

٨. أنَّ دَم الاستحاضة لا يمنع من الصلاة، ونحوها من العبادات الواجب لها الطهارةُ.

٩. عدم مُعاتبة الجاهل إذا ترك واجباً وجاء يسأل عن الحكم الشرعي.

١٠. فيه أن غالب عادة النساء ستَّة أيام أو سبَّعة أيام.

١١. فيه أن غالب النساء يَحِضْن في الشهر مرة واحدة؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم- :" فافْعَلِي في كل شَهر كما تَحيض النِّساء".

١٢. جواز العمل بالظن الغالب.

١٣. فيه أن حَمْنة -رضي الله عنها- لم يكن لها عادة سابقة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- ردَّها إلى عادة غالب النساء.

١٤. وجوب الاغتسال على المُستحاضة إذا طَهرت من حيضها.

١٥. في الحديث مشروعية اغتسال المستحاضة لكل صلاة كما في الرواية الأخرى.

١٦. فيه أن المستحاضة مُخَيَّرة بين أمرين: الاغتسال لكل صلاة، وبين أن تغتسل للظهر والعصرغسلا واحدا وللمغرب والعشاء غسلا واحدا والفجر غسلا واحدا.

١٧. فيه اختيار النبي -صلى الله عليه وسلم- الأرفق بحالها، ولهذا قال :" وهذا أعجب الأمرين إليَّ".

١٨. أن الأصل في الدَّم النازل من المرأة، دم حيض؛ لأنها -رضي الله عنها- تركت الصلاة والصوم بناء على أن الدم الخارج منها دم حيض.

١٩. أن مَرْجع الصحابة -رضي الله عنهم- في الاستفتاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٢٠. جواز جمع المستحاضة بين الصلاتين؛ لمشقة الاغتسال لكل صلاة.

٢١. بيان تفاضل الأعمال وأن بعضها أفضل من بعض؛ لقوله: "وهو أعْجَب الأمرين إليَّ".

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢١ هـ سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره ، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن

سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ مشارق الأنوار على صحاح الآثار، تأليف: عياض بن موسى بن عياض السبتي، أبو الفضل ، دار النشر: المكتبة العتيقة ودار التراث. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10016)

المحتويات